

1875
1875

1875

بعنوان اللہ
ولی التوفیق کتاب
۱۸۶۰
مناظرہ

۱۷۶

حدائق حقیقہ

در مطبع جعفری

واقعہ نخبہ جدید لکھنؤ بابہ تمام مولوی
میرا محمد علی مطبوع شد

خلائے انفس و آفاق و حکم علی الاطلاق و رفع سبقت
بعون و فیاض و کرم علی امت و درج و طبقات

دریوالات موجب رغبت طالبین و شائقین کتاب موجب فیض انتساب الی ستم تا مئی

۱۷۶

حقیق المسرر

SADAR JUNG ESTABLISHMENT
(Oriental Series)
URDU PRINTER, BOMBAY
Accession No. ۷۲۱
SPR

از تصانیف عالیجناب نصرت و عدالت شان مولوی و حیدر خان صاحب آزاد

در مطبعہ جعفر و آقہ خان صاحب کاتبہ مولوی مرزا مالک مطبعہ شد
در مطبعہ جعفر و آقہ خان صاحب کاتبہ مولوی محمد علی طبع شد



۷۲۱



اس تحریر کا نام تاریخی حد تحقیق مشرب سنی ہے کہ جو سید وحید الدین
بہادر آزاد نے بمقام نیورہ قریب دانا پور کے مرتب کیا اور اس نام
سے سال ۱۹۶۲ء ہجری کا بحساب ابجد کے نکلنا ہے اور یہ تحریر مشتمل ہے
اوپر ۱۳۴ - فصلوں کے جو کہ عدد ہے عن گو کا۔

فصل ۱

رباعی

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| ہر روز کے زور در آید کہ منم | خود را بجا نیان نماید کہ منم |
| چون کار جهان برد قرارے گیرد | تا گاہ اجل زور در آید کہ منم |

اس سنی مہووم پر کہ ایک وجود بین العدمین ہی ہم بہت شجر بین کہ ہم قبل

اپنی پیدائش کے کیا ہوا اور کہاں تھے اور اس دنیا میں جو آئے تو بخودی خود
 بین یا کیا اور جب ہم دنیا سے چلے جائیگے تو انجام کار کیا ہوگا بہر حال آدمی جو
 ظاہر البصفت عقل کے دیگر حیوانات سے ممتاز ہے سو ہدایت اسی عقل کے
 یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر حال میں پابندی صدق و راستی کی ضرور ہے
 اگر سچ بولنا لازم کیا جائے تو سچ سمجھنا بھی نصیب ہو سکتا ہے۔

الراہت

| | |
|---------------------------------------|--------------------------------------|
| چشمی ہستم کجا بودم چه انجام است و آخر | ز بس مشکل ازین دریا رسیدن تا بساطا |
| زبان تا در زبان داری نگوی جز کلام حق | کلام راست تا نیری و در پس درہمہ دلہا |

فصل ۲

سبیل طبعی ہمارا ابتداء سے سن شعور سے بطرف خیالات مذہبی کے ہوتا ہے اس لیے
 شوق سے انواع مذہب کی کتابیں نظر سے گزرتی ہیں اور دلائل موافق و مخالف
 ذہریہ و طبعی اور موحد بلا تقلید اور اقسام بت پرستان و یہود و اقسام نصاریٰ
 و اقسام مسلمانان کے بقدر وسع اپنے خوب غور کیا اور ضرورت اس غور کی یہ معلوم
 ہوئی کہ آخر دنیا چھوڑ جانا ہی تو ضرور ہے کہ ساتھ کسی ایک اعتقاد مستقل کے
 اس دنیا سے جائیں اور بڑی حیرت کی بات یہی کہ ہر فرقہ میں علماء کامل اور حجت
 دیانت اور راست پسند دیکھے جاتے ہیں تو پھر یہ اختلاف کیسا ہی مگر بات یہ
 معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ مسائل دنیوی مثل تعلیم صدق و عدالت وغیرہ کے اقسام
 تجربات ظاہری کے ہیں اس واسطے اس علم معاش میں کچھ اختلاف نہیں ہے
 خلاف اس کے مذہب کو جو نام ہے علم متعلق بعد مرگ کا کہ جسکو علم معاد کہتے ہیں وہ
 حلال بعد مرگ کا محسوسات سے نہیں ہے کہ اسی سبب سے ایک ایک فرقہ جدا گانہ

تاکم ہوا اور ہر فرقہ کی یافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کی جائے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اس واسطے مختصراً اپنا اعتقاد ہم یہ لکھتے ہیں کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل میں خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہیں کہ اگر ہم ان کو خدا نہ کہیں تو ان کو ہم مجرد آدمی ہی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے صفات عام ظاہر اقوت بشری سے بہت زاید ہیں اور سوا اسکے چارہ نہیں ہے کہ ان کو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کر لیں اور قرآن شریف میں جو ذکر ان کا بہ لفظ کلمۃ اللہ و روح اللہ کے ہے سو اس سے زیادہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں اور توریت و زبور وغیرہ میں پیشین گوئیاں نسبت ان کو اس کثرت سے ہیں کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح بہ نشان بادشاہ یہودان کے ان پیشین گوئیوں میں مذکور ہیں اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سے حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ بہت بادشاہان ان کی اُمت کے بادشاہان یہود ہو گزرے ہیں اور اب تک موجود ہیں اور اسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہے کہ اس حقیقت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہے اور چونکہ اس رسالہ میں کوئی بحث خاص نسبت حقیقت اسلام کے نہیں ہے اس واسطے نشان دینا ان پیشین گوئیوں کا اس رسالہ میں کچھ ضرور نہیں معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کر لینے حقیقت دین اسلام محمدی کے ہے۔

لراقمہ

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| اچھ کہ وعدہ بود بذات نوشد وفا | د انم توئی سچ زرب اکہ ما |
| اسے ذات احمدی کہ تعبد ترا جب | موجود رہنا در سولے براہ ما |

فصل ۴

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سنی مشرب ہیں تو ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائیں کہ در بیان خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی علیہ السلام کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہیں اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہے کہ کسی امر کو اپنی نظر سے ثابت کرنا ہم پسند نہیں کرتے ہیں بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ میں ثابت معلوم ہو سوا اسکی ہم پیروی کرتے ہیں **الْحَقُّ اَحَقُّ بِالِاتِّبَاعِ وَلَوْ كَانَ خِلَافَ الْاَلْبَانِ** اور ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر علماء اہلسنت معادیہ شہابی کے بوجہ تعصب احترام تو لائے اہلبیت سے برکنار ہو کر راہ کج اختیار کرتے ہیں سوا سوا سولے ہلو کچھ تقلید او کی نہیں ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او پر قرآن اور حدیث او و تاریخ صحیح کے ہی اور امید قدر دانی کی اون لوگوں سے زیادہ تر ہے جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہیں اور تعصب سے برکنار ہیں اور امید ہے کہ بقول **اَنْظُرْ لَیْ مَا قَالِ الْاَهْلُ مَنْظَرِ** مقال کے صاحبان انصاف اس بات کو مد نظر رکھینگے کہ ہم کیا کہتے ہیں اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہیں اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سنی لوگ ہمارے مورد الزام نہیں کر سکتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت میں کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہے پس ہر گاہ حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے بغیر ضروری سمجھا تو بمقابلہ قرآن و حدیث و تاریخ کے تقلید اقوال متعصبانہ علماء اہل سنت کی کیا جائے

قائم ہوا اور ہر فرقہ کی یافت جدا جدا ہے

فصل ۳

اگر ہر فرقہ سے بحث کی جائے تو یہ کتاب بہت طویل ہو اس واسطے مختصراً اپنا عقائد ہم یہ کہتے ہیں کہ کتاب بائبل یعنی مجموعہ توریت و انجیل وغیرہ کا بہت حق ہے اور سلسلہ انبیاء بنی اسرائیل میں خصوصاً ذات حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی ملکی صفات ہیں کہ اگر ہم ان کو خدا نہ کہیں تو ان کو ہم مجرد آدمی بھی نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے صفات عام ظہر اقاوت بشری سے بہت زاید ہیں اور سو اس کے چارہ نہیں ہے کہ ان کو ہم ایک آدمی مع اللہ تسلیم کر لیں اور قرآن شریف میں جو ذکر ان کا بہ لفظ کلمہ اللہ و روح اللہ کے ہے سو اس سے زیادہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں اور توریت و زبور وغیرہ میں پیشین گوئیاں نسبت ان کو اس کثرت سے ہیں کہ قوم یہود کو خود ایک انتظار مسیح کا ہے مگر چونکہ حضرت مسیح پہ نشان بادشاہ یہودان کے ان پیشین گوئیوں میں مذکور ہیں اور حضرت مسیح کو کوئی حکومت ظاہری نہ تھی تو اس وجہ سے حضرت مسیح کو یہودان وہ مسیح موعود نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ بہت بادشاہان ان کی اُست کے بادشاہان یہود ہو گئے ہیں اور اب تک موجود ہیں اور اسی توریت وغیرہ و انجیل سے بہت پیشین گوئی ایسی پائی جاتی ہے کہ اس حقیقت دین اسلام محمدی کی بھی بخوبی تمام ثابت ہے اور چونکہ اس رسالہ میں کوئی بحث خاص نسبت حقیقت اسلام کے نہیں ہے اس واسطے نشان دینا ان پیشین گوئیوں کا اس رسالہ میں کچھ ضرور نہیں معلوم ہوا کہ یہ رسالہ بہ بنیاد تسلیم کر لینے حقیقت دین اسلام محمدی کے ہے۔

لر ائمہ

| | |
|--------------------------------|----------------------------|
| اچھ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا | دائم توئی سچ زرت اکہ ما |
| اسے ذات احمدی کہ تعبد ترا جب | موجود رہنا در سولے براہ ما |

فصل ۴م

بحث خاص اس رسالہ کی یہ ہے کہ ہم سنی مشرب ہیں تو ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اپنا اعتقاد لکھ جائیں کہ در بیان خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی علیہ السلام کیا فرق مراتب ہم سمجھتے ہیں اور ہمارے مزاج کا طور یہ ہے کہ کسی امر کو اپنی نظر سے ثابت کرنا ہم پسند نہیں کرتے ہیں بلکہ جو امر ہمارے ملاحظہ میں ثابت معلوم ہو سوا دسکی ہم پیروی کرتے ہیں **الْحَقُّ أَحَقُّ بِالِاتِّبَاعِ وَهُوَ كَانُ خَلِيفَةِ الْخَلِيفَةِ** اور ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر علماء اہلسنت معادیہ شاہی کے بوجہ تعصب احترام تو لاے اہلیت سے برکنار ہو کر راہ کج اختیار کرتے ہیں سوا سوا سٹے ہمو کچھ تقلید او کی نہیں ہے بلکہ تمام بنیاد اعتقادات کے ہمارے او پر قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح کے ہے اور امید قدر دانی کی اون لوگوں سے زیادہ تر ہے جو کہ قرآن اور حدیث اور تاریخ صحیح انگریزی اور عربی اور فارسی سے مناسبت رکھتے ہیں اور تعصب سے برکنار ہیں اور امید ہے کہ بقول **أَنْظُرُوا لِمَا قَالُوا لَا تَنْظُرُوا** مقال کے صاحبان انصاف اس بات کو مد نظر رکھیں گے کہ ہم کیا کہتے ہیں اور نہ یہ کہ ہم خود کیسے شخص ہیں اور بہ نسبت ترک تقلید علماء اہلسنت کے سنی لوگ ہمکو مورد الزام نہیں کر سکتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ نے مرض الموت میں کاغذ و قلم واسطے لکھنے کچھ مراتب ہدایت کے طلب کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ قرآن کفایت کرتا ہے پس ہر گاہ حضرت عمر نے وصیت آخرین رسول کو بمقابلہ قرآن کے بغیر ضروری سمجھا تو بمقابلہ قرآن و حدیث و تاریخ کے تقلید اقوال متعصبانہ علماء اہل سنت کی کیا جا

فصل ۵

خلاصہ ہمارے اعتقاد کا یہ ہے کہ حدیث خلافت کی دو طور پر وارد ہے ایک خلافت سے سالہ کہ جو حضرت ابو بکر سے چھ سات مہینان زمان خلافت حضرت امامؓ تک ختم ہوئی اور دوسری خلافت دوازدہ گانہ کہ جو حضرت علی سے حضرت امامؓ تک پہنچتی ہے کہ جنکو دوازدہ امام کہتے ہیں پس حضرت علی باعتبار خلافت ظاہری سی سالہ کے خلیفہ چہارم اور باعتبار خلافت الہیہ دوازدہ گانہ کے خلیفہ یعنی امام اول ہیں اور بمقتضای حدیث من کنت مکیۃ فعلی مولاہ کے حضرت علیؓ اوسطی طرح پر ہدی خلقا ثلثہ کے ہیں کہ بطرح حضرت پیغمبر خدا ان خلفاء کے مولیٰ ہیں شعر دو تاوی کے چون زبان قلم علی و نبی ہر دو نسبت بہم پس خلفاء ثلثہ کو حضرت علی سے کچھ رتبہ ہمسری کا نہیں ہے اور تصریح ان سب مراتب کی آئندہ ہوگی۔

فصل ۶

ایک سو رخ خوب لکھتا ہے کہ اختلاف مسلمانوں کا اول اول خلافت ابو بکر سے ہوا سو یہ امر واقعی دیکھا جاتا ہے کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی اصل منشاسب اختلاف کی ہوئی یہاں تک کہ سنی لوگ بضرورت اثبات حقیقت خلافت ابو بکرؓ کی تو ہیں و تنقیص شان علیؓ اور اہلبیت میں مبتلا ہو گئے اور شیعہ لوگ ان خلفائے ثلثہ کو غاصب اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کوئی لفظ مولیٰ و اہلبیت و عترت و آیت سابلہ و آیت تطہیر وغیرہ کی ایسی نہیں ہے کہ جسکے معنی بنانے میں کوشش نہیں کرتے ہوں اور کوئی دشمن علیؓ کا ایسا نہیں ہے کہ جسکی حمایت نہ کرتے ہوں یہاں تک کہ اہلبیت مجموعی تمام تحریرات علمائے اہل سنت سے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ان لوگوں کو ساتھ حضرت علی اور اہلبیت کے کچھ کنس
یعنے عناد و عداوت ہو چکا لاکہ اگر خلافت حضرت ابو بکرؓ کی کسی طسہ جرم صحیح
تسلیم کر لیا جائے تو درحقیقت کچھ حاجت اس قدر کشش و کوشش کی واسطے توہین اور
کسر شان علی کے نہیں ہے اور فی الواقع شان حیدری انقدر ارفع و اعلیٰ ہے کہ
خلافت ظاہری اگر حضرت علی کو بعد پیغمبر خدا کے نہیں ہوئی تو اس سے کچھ نقصان
شان اونکا نہیں ہے۔ **بیت**

ہر کے راہر کارے ساختہ میل آن اندر دلش انداختند

فصل ۷

حضرت علی اپنے چچا زاد بھائی پیغمبر خدا کے اور بیٹا ابو طالب چچا پیغمبر صاحب
کے ہیں کہ جو محسن اور مربی پیغمبر خدا کے تھے کہ اس رو سے حضرت علی صراحتہ
محسن زادہ حضرت رسول کے ہیں اور حضرت علی شوہر فاطمہ بنت رسول اللہ کے
ہیں اور اگر حضرت ابو بکر کو شرف اس بات کا ہو کہ حضرت عائشہ زوجہ رسول خدا
علی بیٹی اونکی تھیں تو یہ شرف بقابلہ حضرت علی کے کیا ہے کہ خود بیٹی رسول اللہ
کی زوجہ حضرت علی کی ہیں اور اسی بنیاد پر جواب سو ہم ایک عالم کا ہوا کہ جب
ایک شخص نے اس عالم سے پوچھا کہ ابو بکرؓ افضل ہیں یا علیؓ تو اس عالم
کہا من بملتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص افضل ہے کہ بیٹی او سکی اور اسکے گھر میں ہو
اور یہ جواب ایسا ہے کہ اگر یہ مراد لیا جائے کہ بیٹی پیغمبر خدا کی او سکی گھر میں
ہو تو حضرت علیؓ افضل ہیں اور اگر یہ مراد ہو کہ بیٹی پیغمبر خدا کے گھر میں ہو
تو حضرت ابو بکرؓ افضل ہیں اور ظاہر ہے کہ بیٹی دنیا بغیر پند و گدگی کمال درجہ شخص
منسوب الہ کے نہیں ہو سکتا بخلاف بیٹی لینے کے کہ او میں شرف اور بزرگی بدر حضرت

چندان دخل نہیں ہے کہ حضرت ام حبیبہ دختر ابوسفیان اور صفیہ دختر ایک یہودی
تھیں کہ یہ سب بھی منجملہ ازواج حضرت رسول کے ہیں پس کیا ابوسفیان اور اس
یہودی کو کچھ شرف منزلت اور حضرت علی کے ہوسکتا ہے غرض کہ شرف دامادی
تخمس ہونے سے عقلاً بہت زیادہ تر ہے خصوص اس حال میں کہ حضرت فاطمہ بنت
رسول خدا کے بطن سے حضرت خدیجہ الکبریٰ کی تھیں کہ جو اصل زوجہ حضرت رسول
کی تھیں کہ جنکے حیات تک آپ نے کوئی دوسری بی بی نہیں کی اور آخر عمر تک آپ
اوس بی بی کو اور اوس بی بی کے حسن سلوکات کو یاد کرتے رہے ہاں اس شرف
دامادی میں حضرت عثمان اللہ شریک حضرت علی کے ہیں کہ اولنگویہ غیر خدا نے کیے
بعد دیگرے دو بیٹیاں دین کہ وہ دونوں بیٹیاں بھی حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہیں
تعمین مگر یہ امر بھی عیاں ہے کہ حضرت عثمان بنی امیہ میں سے تھی اور شرف نسب میں
ساتھ حضرت علیؑ کے ازخاندان بنی ہاشم اور پوتا عبدالمطلبؑ رسول خدا کے مقابل نہیں ہوسکتا

فصل ۸

سیستان معاویہ شاہی کی مثال ساتھ جرمن سیلو یعنی طرف فقری انگریزی اور
ظروف گیلٹ انگریزی یعنی ظروف سیلے کے بہت درست ہے کہ ظاہر ہے سب ظروف
جائے خوری وغیرہ کے بڑے رونق اور چمک دمک کے ہیں اور انواع کاریگری اور
نقوش عمدہ سے سمور ہیں مگر اصل میں ناقص چاندی یا سرسہرے تانبہ سے بنے ہوئے
ہیں سو اس طرح پر سیستان معاویہ شاہی ظاہر میں جیبہ و دستار سے خوب سجا اور
اعمال نماز و روزہ میں بھی بہت جت ہیں مگر جب جب علیؑ سے خالی ہیں تو یہ سب
صورت و اعمال ظاہری بالکل سیکار ہے کہ حدیث میں لایحیثہ الامم میں دیکھنا
الامناف واقع ہے یعنی کہ علیؑ کو دوست نہیں رکھتا ہے مگر یوں اور علیؑ سے

بعض نہیں رکھتا ہے مگر منافق اور اسی انحراف اہل بیت کی یہ سزا ہو کہ یہ سینا جان ویم
 شاہی اکثر بتلای زرا اندوزی اور قلت رحم و کثرت بغض وغیرہ کے دیکھے جاتے ہیں
 غرض کہ یہ سینا اس است محمدی کے یہود ہیں اور اس جتہ و دستار اور ظاہری نماز
 روزہ سے کیا ہوتا ہے کہ جنگ جبل اور صفین نہروان و کر بلا میں جو لوگ کہ ساتھ
 حضرت علی اور امام حسین علیہ السلام کے لڑتے تھے سودہ لوگ بھی صورت و عا
 ظاہری میں سلمان تھے۔

فصل ۹

ذات خداوند تعالیٰ کی عجب طرح سے عیان میں نہان اور نہان میں عیان ہے کہ
 کوئی آدمی اس شکل کو حل نہیں کر سکتا ہے اور ایک کتاب انگریزی دہریہ کی جو
 ہماری پاس ہے سو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ اس مقام میں بہت عاجز
 ہے کہ ملاحظہ تمام کائنات زمین اور آسمان و ہیئت افلاک و غور حالات حیات
 اور نباتات و حیوانات سے ایک پارادہ و بند و بست و انتظام عام پایا جاتا ہے
 کہ جس سے وجود ایک وجود اکبر صاحب ارادہ و ذی شعور قادر قیوم کا ظاہر ہے اور
 علاوہ اسکے ایک حکمت خداوند تعالیٰ کی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اسی شکل انسانی میں چند
 آدمی مثل حضرت موسیٰ وغیرہ کے دیکھے جاتے ہیں کہ جو انکے خرق عادات مثل
 عبور دریائے نیل و احیاء اموات وغیرہ کے ایسے تھے کہ جس سے وجود قدرت
 خداوندی کا ظاہر ہوتا ہے اور ان لوگوں نے وجود باری تعالیٰ کا اقرار کیا پس وہی
 اقرار اول لوگوں کا واسطے اقرار ہم لوگوں کے کافی ہے اور اگر ہم لوگ خود ذات الہی
 کو سمجھ نہیں سکیں تو ہم لوگوں کو اس قدر بہت غنیمت ہے کہ بہ تقلید انکے ہم لوگ
 بھی خدا کو حسب تعلیم انکے مان لیں +

بیت۔ مابدان رتبہ عالی نتوانیم رسید | امان مگر لطف شما پیش ہند گامی چند
 اور سلسلہ انبیاء و نبی اسرائیل میں خصوصاً ذات سچ ۴ کی ایسی ہوتی کہ جس قدرت و ہر
 درجہ عام خداوند تعالیٰ کو تمام عیان نمایان ہو اور انجیل کا وہ فقرہ تعلیمہ مکہ بہت یاد آتا ہے کہ
 اپنے اطوار و اخلاق کو ایسا درست کرو کہ تمکو دیکھ کر کے لوگ خدا کی تعجید کریں سو موافق
 اس تعلیم کے ہم ذات حضرت علی کو پاتے ہیں اور مضمون ناد علیاً مظهر العجائب
 مستجدہ عوناً لک الذائب کل ہم وغ سینچلے بنتونک یا محمد و بولایناک یا علی
 کا بہت حسب اصل ہے اور فی الواقع ذات حضرت علی کی عجب طرح سے مظهر العجائب واقع
 ہوئی کہ علاوہ کمال شرافت نسب قرب قرابت حضرت رسولؐ زوجیت بتول کے صفت
 علم و حلم و حیا و وفا و شجاعت و سخاوت و رحم و کرم و عدالت و زہد و ریاضت و توحید و
 عبادت و حل مشکلات و دستگیری حاجتمندان کی اس ذات شریف میں ایسی مجمع ہیں کہ
 اوپر کمال ہر یک صنعت کو بہت سے نظائر سیر و تواریخ میں سبج ہیں کہ کچھ ذکر اور کمال
 رسالہ میں بھی اپنے اپنے مقام پر ہو گا اور آپ کا کمال ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ ا
 عجائب کمالات کو آپ سمورے تھے کہ ایک فرقہ نصیری کا ہو گیا کہ جو خود آپ کو خدا جانتے لگا
 اور سعادتیہ کو آپ کی نسبت کہ خدا و کافر یا مسلم ہونے میں اختلاف ہے اور ہمارا حال تھ حضرت
 علی کے حسب مضرعہ نمی سخ کے ہر کہ حیرت ہے کہ تخلص ہمارا آزاد ہو ایک مصرعہ میں کیا ہے
 بیت۔ گرچہ آزادی پہ اپنے فخر نہا مجاہدے | دل میرا بندہ نصیری کے خدا کا ہوا
 اور اگر سنی لوگ مبدلہ خطب علی کے ہمکو شیعی قرار دین تو ہمکو اسمین کہ
 عذر نہیں ہو گا کہ لقب سنی یا شیعی کا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ قول حضرت
 امام شافعی کا ہمارے واسطے خوب تسک ہو لو کان الفضل حب علی
 فانا دار فضل یعنی اگر فضل نام ہے حب علی کا تو ہم رضی میں

فصل ۱۱۰

اللہ

مشکوۃ المصابیح باب مناقب وعن سهل بن سعد ان رسول
صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم خیبر اعطیت هذه الراية غداً رجلاً یفتی
اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ فلما اصبحت الناس غداً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وکلمتہ یرجون ان یعطاه فقال ابن علی انما بیطاک لہ فقاتلوا ہوا رسول اللہ یشتک
عینہ قال فارسلوا الیہ فاتتہ فیصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مع عینہ فبرأحتہ کان لہم یکن بہ وجع فاعطاه الراية فقال یارسول اللہ
اذا نالہم حتی یکونوا مثلاً قال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساۡختم ثم اودعہم
الاسلام واخبرہم ما یحب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ یرحم اللہ بک
رجلاً واحداً خیلک من ان یکون لک خمر النعم متفق علیہ وذکر
حدیث البراء قال لعلی انت منہ وانا منک فی باب بلوغ الصغیر
ترجمہ اور روایت ہے سهل ابن سعد سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہا ہر ذریعہ کے کہ ہر آئینہ عطا کروں گا میں اس علم کو کل کے روز ایک آدمی
کو جو کہ فتح کرے گا اللہ اس کے ہاتھوں پر اور وہ شخص ایسا ہے کہ دوست رکھتا ہے
اللہ کو ورسول کو اس کے اور دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول کو اس کا پس
جبکہ صحیح ہوئی تو آدمی لوگ سویرے صبح کو چلے گئے رسول اللہ کے پاس ہر ایک
آدمی اسید وار تھا کہ اس کو رسول اللہ وہ علم دینگے پس کہا رسول اللہ نے کہ
کہاں ہے علی ابن ابیطالب پس لوگوں نے کہا کہ اے رسول اللہ اس کی آنکھیں
در کرتی ہیں تب رسول اللہ نے کہا کہ بلو اچھو اس کو پس بلاتے گئے علی تب تھو
لگا دیا رسول اللہ نے دونوں آنکھوں میں اس کی تب اچھو ہو گئے علی سطح پر کہ گویا

صلی اللہ علیہ وسلم جب فردا کو موضع غدیر خم میں تو آپ نے پکڑا ہاتھ علی کا افریبا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے ہو اس بات کو کہ ہم اولے میں ساتھ مومنین کے ذاتوں سے اونکے تب صحابیوں نے کہا کہ ہاں تب کہا رسول اللہ نے کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے ہو اس بات کو کہ تحقیق کہ ہم اولیٰ ہین واسطے ہر ایک مومن کے ذات سے اس مومن کے تب صحابیوں نے کہا کہ ہاں تب کہا رسول اللہ نے اے خدا جس شخص کے ہم مولے ہین سو علی مولے اسکا ہوا اے خدا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھی اس علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے اس علی کو پس ملاقات کی عمر میں اس علی سے بعد اسکے اور کہا اسکو خوش ہو پسر ابو طالب کے کہ صبح کیا تو نے اور شام کیا تو نے اسطرح پر کہ تو مولیٰ ہو کل مومن اور مومنہ کا روایت کیا اسکو احمد نے فقط اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ نے یہ حدیث فرمائی بعد اسکے کہ جمع کیا صحابیوں کو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے ایک ممبر بنایا پالا ہٹا شتر سے اور اوپر چڑھ کر کہ یہ حدیث فرمائی اور شام مذکور یہ بھی لکھتے ہین کہ آپ نے قول اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اُمِّی بِالْمَوَیْدِ مِمَّنْ فِیْ سَمِیْہِمْ کَوْنِیْنَ بَارِکْرَ فَرَمَا بَاکْر شام مذکور نے جیسا کہ عادت سنیوں کی ہے اس لفظ اولیٰ اور مولیٰ کو بھی بڑی کوشش سے بمعنی محبوب اور ناصر کے قرار دیکر کے کہا کہ اس جگہ میں مولیٰ بمعنی حاکم اور والیٰ کو نہیں ہے اور شام مذکور اس حدیث کو کچھ دلیل وصیت امامت کی نہیں سمجھتے ہین حالانکہ اسطرح صحابیوں کو جمع کر کے اور پالان شتر کا ممبر بنا کر کے اور فقرہ اول کو تین مرتبہ تکرار کر کے اور صحابیوں سے مکرر اقرار بلفظ بلے لیکر کے من کنت مولاه فعلی مولاه کہنا سواسے ایک قسم وصیت تاکید کی اور کیا ہو سکتا ہے اور شام مذکور نے جو معنی بنا لیے ہین سواسے اور مولیٰ کے کوشش کی ہے سو یہ سب کوشش رایگان ہوا سواسے کہ اس مولیٰ کے معنی

کچھ ہون مگر بات اس قدر ہے کہ محمد رسول اللہ کو جو نسبت مسلمانوں سے ہے سو وہی نسبت
 حضرت علی کو بھی مسلمانوں سے ہے پس مولیٰ کے معنی جو کچھ معنی لوگ قرار دین تو یہ نسبت
 علی کے ساتھ نبی کے کسی حال میں زائل نہیں ہو سکتی ہے بلکہ معنی اس بقدر پیدا ہوئے
 کہ محمد رسول اللہ بمقابلہ مسلمانان کے جو کچھ ہون سو وہی نسبت علی کو بھی ہے اور ہم
 نہیں سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کے مولیٰ ہونے میں معنی خاوند اور مالک کر سنیوں
 کیا عذر ہے مگر اصل بات تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کو اس جگہ پرستی لوگ مولیٰ معنی خاوند
 کے کیونکر قبول کریں کہ اس حال میں حضرت علی کو یہی مولیٰ معنی خاوند کو قبول کرنا
 پڑے گا اور خلافت ابو بکر کی سنیوں پر کیا ایک مصیبت ہے کہ ہر جگہ پر جہان کہ کچھ
 فضیلت اہلبیت کی پائی جائے سو وہاں پر حق سے سنیوں کو گزر جانا لازم و ضرور
 ہو جاتا ہے اور حضرت عمر نے جو اس حدیث پر حضرت علی کو مبارکباد دیکر کہا کہ تو
 مولیٰ کل مومن اور مومنہ کا ہے سو یہ بات محض بمقتضا اوس وقت کے تھی کہ غنیمہ
 خدا نے حجۃ الوداع سے بھر کر کے یہ ارشاد وصیت بمقام غدیر خم کے فرمایا تھا اور
 اوس وقت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے ورنہ مرض الموت سے حضرت رسول خدا
 کے جو کچھ تغیر حضرت عمر میں ہوا سو اوسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور ہماری رائے یہ ہے
 کہ یہ لفظ مولیٰ اس حدیث کا صراحۃً بمعنی خاوند اور مالک کہ ہے اور شایع مذکور نے
 اپنی شیعہ میں کیا خوب داد نسبت کی دی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر مولیٰ سے امامت
 مراد ہو تو امامت فی الحال کیا ضرور ہے کہ آخر کو درجہ چہارم میں حضرت علی بھی امام
 ہوئے اور شایع مذکور یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے اس حدیث نصی کو کسٹھ
 بوقت خلافت ابو بکر کے دلیل نہیں کیا حالانکہ حضرت علی نے بوقت خلافت ابو بکر
 بخوبی تمام طلب حق کیا تھا کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی اور شایع مذکور یہ بھی لکھتے ہیں

کہ شیعہ لوگ مولیٰ کو انجگہ پر معنی اولے باماست بدلیل فقرہ اول آنحضرت المنت
 اولیٰ تبکم کے قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ معنی مراد نہ تھا تو حاجت جمع کرنے
 صحابیوں کی اور اس مبالغہ سے خطاب کرنے کی کیا تھی اور شراح مذکور کا جواب
 یہ ہے کہ اگرچہ حدیث صحیحہ ہے مگر درجہ قواتر کے نہیں ہے اور حسب اصول شیعہ واسطے
 دلیل امامت کے قواتر حدیث شرط ہے سو یہ جواب محض ضعیف ہی واسطے کہ جب یہ
 حدیث نزدیک خود شراح مذکور کے صحیح ہے تو اپنے اصول سے کہنا چاہیے کہ اس حدیث
 کی تعمیل میں سنیوں کو کیا عذر ہے اور شراح مذکور یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر خلافت ابو بکر
 کی ناعق و نامراد ہو تو ابو بکر و دیگر صحابیوں اتفاقاً اونکے گمراہ قرار پاتے ہیں تو بہت
 رسول کی بے اثر ہوئی اور اس سے رسالت میں آپ کے نقصان لازم آتا ہے مگر یہ فقرہ
 بھی محض پھر ہے واسطے کہ رسالت ایک چیز خاص ہے کہ وہ محتاج اس بات کی
 نہیں ہے کہ تمام صحابیوں اس رسول کے راست یا زور ہدایت یافتہ ہوں اور
 کہ آیت انک لا تھدکم من احببت ولكن الله یھد من یشاء بالصراط المستقیم کی
 اس بات پر شاہد و ناظر ہے کہ جسکے معنی یہ ہیں کہ تحقیق کہ تو ہدایت نہیں کرتا ہے
 او سکو کہ جسکو تو چاہے و لکن اللہ ہدایت کرتا ہے او سکو کہ جسکو وہ چاہے اور
 سیدھی کے اور ظاہر ہے کہ اگر ایک رسول سچا ہے اور کوئی شخص راہ راست پر
 نہ آوے تو اس سے کیا نقصان او سکا ہے اور شیعہ لوگ جو کہ ایران و ہندوستان
 وغیرہ میں کروڑوں کروڑ آدمی سے بہت زاید تر ہیں سو تمام خلفائے ثلاثہ اور تمام
 صحابیوں اتفاقاً کو اونکے گمراہ اور بُرا سمجھتے ہیں مگر رسالت میں حضرت رسول کریم کے
 کچھ نقصان نہیں وارد کرتے ہیں اور سوائے اسکے جب حضرت علی نے کسی طرح اس خلافت
 ثلاثہ کو قبول کر لیا تو اب اس خلافت ثلاثہ میں کیا عذر ہو سکتا ہے مگر صرف واسطے اس

ایک امر کے خلاف ابو بکرؓ وغیرہ کے صحیح ثابت ہو جا یہ اہتمام کیا ضرور ہو کہ سنی بچائے
مین مولیٰ وغیرہ کے اس قدر کج راہین اختیار کیا جائیں۔

فصل ۱۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علی بن سفید ابن بے وقاص قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انت منی بمنزلہ ہارون مومنین
الانۃ لاتبی بعدی متفق علیہ ترجمہ روایت ہر سعد ابن ابی وقاص
سے کہ عشرہ مبشرہ مین سے ہیں کہ فرمایا آنحضرتؐ حضرت علیؑ کو کہ تو ہماری نسبت ہو جیسا
ہارون بہ نسبت موسیٰ کے ہو مگر تحقیق کہ فرق یہ ہو کہ نہنیں کوئی بنی ہو بعد میرے متفق علیہ
اور قصہ اس حدیث کا یہ ہو کہ جب آنحضرتؐ اخیر غزوہ تبوک کو جانے لگے تو حضرت علیؑ کو
ادب اہل و عیال اپنے سفر کیا بت حضرت علیؑ نے کہا آپؐ فرما دو جوڑا اور پروردگار اور
بچوں کے بت حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ کیا تم رضی نہنیں ہو کہ تم ہماری واسطے بمنزلہ ہارون
واسطے موسیٰ کے ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کو ساتھ پیغمبرؐ کو ہی نسبت ہو
جو کہ ہارون کو ساتھ موسیٰ کے تھی اور یہ تشبیہ نہایت عمدہ ہو کہ جس طرح حضرت علیؑ سبائی
حضرت رسولؐ کے تھے سوا و سبطور پر ہارون بھی سبائی حضرت موسیٰ کے تھے جیسا کہ
کہ حضرت موسیٰ اپنے قوم پر ہارون کو جوڑ کر کے کوہ سینا پر گئے تھے سوا و سبطور پر
حضرت علیؑ کو اپنے اہل و عیال پر جوڑ کر کے حضرت رسولؐ بطرف غزوہ تبوک کے گئے
مگر جیسا کہ سنہون کی عادت ہو کہ جس جگہ سے کچھ نصیحت اور خصوصیت اہل بیت کی
بائی جائے سوا و سبطور معنی بنانے مین ہرگز قصور نہ کریں گے سوا جگہ پر نہ عبدالحق صاحب
یہ بات بناتے ہیں کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنا یا سجادت غزوہ تبوک
تاک اور خلافت مطلقہ مراد نہنیں ہو سکتی ہو سوا سبط کہ ہارون چالیس سال قبل موسیٰ

مرے اور آنحضرتؐ کو بقدر ایام غیر ماضی غزوہ تبوک کا ابن ام مکتوم کو واسطے امامت نماز کے خلیفہ کیا تھا پس اگر خلافت مطلقہ مراد ہوتی تو خلافت امامت نماز کی بھی حضرت علیؑ کو دینا کر شایع نہ کر بخیرت میں ہماری یہ عرض ہے کہ یہ خلافت خبر گیری اہل و عیال کی گو واسطے تھوڑی مدت کر ہو مگر تشبیہ نسبت حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت بنی کے وہی ہے کچھ ہارون کو ساتھ حضرت موسیٰ کے تھی اور اسے واسطے یہ تشبیہ بحق ابن ام مکتوم کے نہیں دیکھی اور ظاہر ہے کہ امامت نماز معمولی کے بمقابلہ خلافت خبر گیری اہل و عیال کے بہت کم ہے اس واسطے کہ اس امر میں عقل اور تدبیر المنزل و مکان ہے بخلاف امامت نماز کے کہ اس میں عقل کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خود شایع نہ کر کو بھی اپنی توجیہ اور تاویل پر کچھ تسلی نہیں ہے اس واسطے کہ آخر شیعہ میں اس حدیث کو شایع نہ کر لکھتے ہیں کہ اگر یہ حدیث اور خلافت کو دلیل ہو تو اوپر حصر خلافت علیؑ یا خلافت علیؑ بے واسطہ بعد مرگ رسول کے کچھ دلیل نہیں ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس تشبیہ ہارون میں حضرت رسولؐ نے اس قدر فرق اس تشبیہ کا کہد یا مگر فرق اس قدر ہے کہ نہیں کوئی بنی ہو گا بعد وفات اوکم سو بیچارے شیعہ لوگ حضرت علیؑ کو بعد وفات حضرت بنی کے کچھ بنی بنا نا نہیں چاہتے ہیں فقط او ہر چند حضرت علیؑ کو خلافت چہارم درجہ میں لی مگر اس بات کو کیا انکار ہو سکتا ہے کہ تقدم خلافت کا اون اصحاب ثلثہ کو دیا گیا کہ جب تشبیہ ہارون سے نہیں دیا جاسکتی ہے۔

فصل ۱۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی بن عمر قال انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن صحابہ فجاہلنا مع عیناہ فقال اخیت بنی اصحابک وانی بنی بنی احد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت انی

فی الدنيا والاخرة رواه الترمذی ترجمہ روایت ہوا بن عمر سے کہ
 کہا اوسنے کہ حضرت رسول اللہ نے برادری و مواخاۃ لگا دی در میان اصحاب اپنے
 پس آئے علی کہ روتی تھیں آنکھیں اونکی اور کہا حضرت رسول سے کہ آپ نے برادری و
 در میان اصحاب اپنے اور نہیں برادری لگا دی آپ نے در میان میرے اور در میان کسی
 صحابی کے پس فرمایا رسول لجنہ نے کہ تو بھائی میرا ہے حج دنیا اور آخرت کے روایت
 کی اوسکو ترمذی نے فقط مقام شکرہ کی کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی
 شرح میں کچھ کوشش واسطے معنی بنانے بھائی کے نہیں کی بلکہ بہت صاف دلی
 سے بیان کیا کہ حضرت رسول نے کہا کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت میں اور تجھکو
 کیا حاجت اور کیا مناسبت ہو کہ تجھکو ساتھ کسی دوسرے کو برادری کر اذین فقط
 ہر چند یہ حدیث کچھ دلیل حقیقت خلافت بلا فصل علی کے نہیں ہو سکتی ہے مگر اس
 اس حدیث کا ظاہر ہوا کہ اصحاب لوگ ہم بسیمین بھائی بنا کرین مگر حضرت علی ایک
 دوسری چیز ہیں کہ اخوت اونکی خود ساتھ حضرت بنی کے ہو اور سنیوں کو اس بات سے
 انکار نہیں ہو سکتا کہ خلفائے ثلاثہ جو بعد حضرت بنی کے خلیفہ بنی سو وہ لوگ بجائے
 حضرت علی بھائی اور داماد اور وصی رسول کے خلیفہ قرار دیئے گئے۔

فصل ۱۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن انس قال کان عند النبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم طیر فقال اللهم انی انا عبدک الخلق الیک یا کل معنی هذا
 الطیر فجاہ علی فاکمل معہ رواه الترمذی ترجمہ روایت ہوا انس سے کہ کس
 اوسکو کہ تھے نزدیک رسول اللہ کے ایک چڑیا بریان پس کہا اوس رسول نے کہ اے
 اللہ میرے لا تو میرے پاس ایک شخص کو کہ جو محبوب ترین میرے خلق کا ہو میری بار

کہ کہائے وہ ساتھ میرے اس چڑیا کو پس آئے اوس رسول کے پاس علی اور کھانا اور
چڑیا کو ساتھ اوس رسول کے فقط تاکہ کھانا اور گھوڑا سبھ کا ایک مثل مشہور ہے سوچو
پر چونکہ محبوب ترین خلق اللہ کا ہونا حضرت علی کا خدا کے پاس ثابت ہوتا ہی اور خلا
نثلثہ کو صحیح ثابت کرنا سینوں کو ضرور ہو کہ بوجہ اس ضرورت خاص کے شاہ عبدالحق صاحب
نے اس لفظ احب کے معنی بنانے میں کچھ قصور نہیں کیا شاہ صاحب موصوف لکھتے
ہیں کہ اس حدیث سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ظاہر ہوتا ہی مگر شراحان نے
تخصیصات کئی ہیں کہ لفظ احب کی معنی از جملہ احب خلق اللہ مراد یا احب خلق نبی
سے یا قرابت داران قریب سی یا اوس شخص سے مراد ہو کہ جو اولی و اقرب داعی ہے
ساتھ احسان نبی کے اور شراح مذکور اپنی رائے میں لکھتے ہیں کہ یہ سب تخصیصات ہوا
ہے کہ احب ہونا حضرت علی کا بمقابلہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے لازم نہ آوے اور حقیقت
میں کچھ حاجت اس تخصیصات کی نہیں ہو اس واسطے کہ تمام خلق علی العموم مراد نہیں ہے
کہ احب مطلق حضرت رسول تھے اور صحابیوں میں سے اگر کوئی شخص محبوب تر بنظر بعض
وجہ اور افضل بنظر کثرت ثواب کہ ہو تو کچھ منافات نہیں ہو اس واسطے کہ احب ہونا
حضرت علی کا جمیع وجہ مراد نہیں ہے اور اوس لفظ احب کو اس قدر تنگ کرنا کچھ ضرور
نہیں ہو فقط ہم کہتے ہیں کہ تحمل اس لفظ احب کا نسبت حضرت علی کے جو سینوں کو
نہیں ہے اور اس لفظ احب کی تاویل میں یہ سب عنق دہیزی بہ سبب ایک غرض خاص
کے ہو سو اس میں شعر مولانا رام کا بہت حسب حال ہے شعر چون غرض آمد ہنر پوشیدہ
صد حجاب از دل بسو دیدہ شد + اور اس لفظ احب پر بہ نسبت حضرت علی کے جو
اس قدر چڑھائی ہے سو کچھ ضرورت اوسکی نہیں ہو اس واسطے کہ ایک دوسری حدیث سی
بھی اطلاق لفظ احب کا حضرت علی پر پایا جاتا ہی مشکوٰۃ المصابیح باب شہاد

اہلبیت عن جمیع اہل بیت علیہم السلام قال دخلت مع عمتی عائشہ فسالته ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمہ فقیل من الرجال قالت زوجہا ترجمہ روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ بہو بچے ہم ساتھ بھو بچی اپنی عائشہ کے پاس تب سوال کیا ہننے کہ کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس تب کہا عائشہ کہ فاطمہ تب پوچھا گیا کہ مردوں سے کون شخص محبوب تر تھا تب کہا عائشہ نے کہ شوہر اوسکا فقط مگر یہ امر قابل ملاحظہ کے ہے کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں بھی اپنی عادت سے باز نہیں آکر کے یہ بات بناتے ہیں کہ یہاں پر انصاف عائشہ صدیقہ کا دیکھنا چاہیے کہ جواب میں نہیں کہا کہ میں اور میرا باپ محبوب تو تھا اور دور نہیں ہے کہ اگر حضرت فاطمہ سے پوچھا جاتا تو یہ کہتیں کہ عائشہ اور باپ اوسکے محبوب تر تھے اور فرق ہے درمیان محبت اور فضیلت کہ سواس تاویل پر ہمارے خود شاہ صاحب پر رحم اور افسوس آتا ہے اور فضیلت خیالی شاہ صاحب موصوف اور عام سنوین کی جو نسبت حضرت ابو بکر کے ہر تفصیل اوسکی آئندہ کجایگی کہ فضیلت حضرت ابو بکر کی حضرت علی پر کس حد تک ہے۔

فصل ۱۵

عن سعد ابن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الآية نذع ابناءنا وابناءكم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا وفاطمہ وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی واولیاءم ترجمہ روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسنے کہ جب اوتری یہ آیت۔ نذع ابناءنا واولیاءکم کی تو بلا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو پس کہا اوسنے کہ اے اللہ میرے یہی لوگ اہلبیت میرے ہیں روایت کی اوسکو مسلم نے اور یہ آیت پوری اسطرح ہے کہ آیت ۵۴ سورہ آل عمران

کی حسب ذیل ہر فن حلتک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابننا
 واینا کم ونساء ناونساء کم وافسنا وافسکم ثم ینتقل فیجعل لعنة اللہ علی الکاذبین
 ترجمہ اور جو شخص کہ جب کر سکتا ہے تیری بات اس سچ کے بعد اس دانت کو جو دی گئی ہو تجھ کو
 سو کہ تو اون لوگوں سے آؤ تملوگ چاہئے کہ ہلوگ بولا دین اپنی بیٹوں کو اور ہم لوگ اپنی بیٹوں
 کو اور ہلوگ اپنی جو روں کو اور تم لوگ اپنی جو روں کو اور ہلوگ خود اپنی سبکو اور تم لوگ خود
 اپنے سبکو اور تب ہلوگ لعنت مانگین اور کہیں لعنت خدا کی اون لوگوں پر کہ جو جھوٹ بولتے
 ہیں اور قصہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ساتھ اپنی سردار پادری ابو حارث کے
 پیغمبر صاحب کو پاس بطور سفیر لے کر بجانب باندگان نجران کے آکر کے اور کچھ بحث کر کے
 ساتھ اس پیغمبر خدا کے بابت مذہب اور تاریخ عیسیٰ مسیح کے دو لوگ متفق ہو کر اس بات پر
 کہ امتحان مباہلہ کا کل کے روز کیا جاوے کہ کون فریق برسر غلط ہے تب پیغمبر خدا اپنی بیٹی فاطمہ
 اور اپنے داماد علی اور اپنے دو نواسہ حسن اور حسین کو اپنے ساتھ لیکر کے اون عیسائیوں کے
 پاس جا پہنچ کر اور اون سے چاہا کہ وہ لوگ نماز پڑھنے تک انتظار کریں مگر جبکہ اون عیسائیوں نے
 دیکھا اس پیغمبر کو کوع میں جاتی ہوئے تو اون کا عزم ڈھیل ہو گیا اور یہاں تک لعنت نہیں پڑھ
 بلکہ جزیہ دینا قبول کیا سو اس حدیث کی صریحہ ظاہر ہوا کہ حضرت رسول خدا نے فاطمہ اپنی بیٹی اور
 علی اپنے داماد اور حسن حسین اپنے دو نواسہ کو ملفظ ہولاء کے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہی لوگ اہل بیت
 ہمارے ہیں کہ جو خود پیغمبر صاحب مع ان چار شخصوں کے پنجتن پاک کہلاتے ہیں مگر چونکہ یہ
 کی عادت ہے کہ جس حدیث یا آیت قرآن سے کچھ بھی فضیلت اہلبیت کی ظاہر ہو تو اوس میں سے
 لوگ کچھ ایسا معنی بنا دینگے کہ جس سے اوس فضیلت میں کچھ نقصان لازم آوے چنانچہ موافق
 اسی عادت کہ شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کو معنی بنائے ہیں یہی بہت کوشش کی ہے
 کہ کہتے ہیں کہ اہلبیت کی کوئی معنی نہیں ایک یہ ہے کہ جن کو کوۃ لینا حرام ہے یہ لوگ بنی ہاشم ہیں

کہ جو شتمل ہیں اوپر آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث کے دویم یہ کہ
 اہلبیت بمعنی اہل و عیال کے ہو کہ جس رسوخ ازواج نبی ہی داخل اہلبیت ہیں اور شاہ صاحب
 موصوف لکھتے ہیں کہ کہو اطلاق اہلبیت کا ایسا ہو کہ جن سے خصوصیت حضرت فاطمہ علی
 وحسن حسین کے ساتھ لفظ اہلبیت کو پائی جاتی ہے اور لکھتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ سے روایت
 ہے کہ ہم رسول خدا کے پاس تھے کہ خادم نے آکر کہ خبر کی کہ علی اور فاطمہ دروازہ پر کھڑے
 ہیں تب آنحضرت فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ تب ہم اندر گھر کے چل گئے تب حسن اور حسین آئے
 اور انکو آپ نے گلے سے لگالیا اور علی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور فاطمہ کو ایک دوسرے ہاتھ سے
 پکڑا اور ان سب کو اپنے بدن سے لٹالیا اور ان سب لوگوں کو اپنے کالے مکمل کے اندر
 لٹالیا اور کہا کہ اے خدا یہ لوگ میرے اہلبیت ہیں اور شاہ صاحب فراس بات کو بھی لکھا ہے
 کہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مسجد میری حرام ہے اور ہر ایک
 حیض والی عورت اور اوپر ہر ایک جنب مرد کے مگر خود آنحضرت اور اہلبیت ان کو لینے
 علی اور فاطمہ اور حسن و حسین اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور شاہ صاحب موصوف لکھتے ہیں
 کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہے ایک بیت نسب دوم بیت سکنی سوم بیت ولادت کو نبی ہام
 اولاد عجد المطلب کو اہلبیت از روئے نسب کو ہیں اور ازواج آپ کو اہلبیت سکتی کو ہیں
 اور اولاد آپ کی اہلبیت ولادت کو ہیں مگر اسکے ساتھ شاہ صاحب اقرار کرتے ہیں کہ طہار
 مستند اہلبیت کا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر ہے مگر ہر گاہ خود پیغمبر خدا نے بلفظ
 ہو لار کے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بتایا کہ یہ لوگ اہلبیت میرے ہیں تو شاہ صاحب
 کو اتنے معنی مختلف بیان کرنے سے اہلبیت کو کیا فائدہ ہوا بلکہ ایک خصوصیت خاص علی
 اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی یہ ظاہر ہوئی کہ انکو بطور خود پیغمبر خدا کی حالت جنب اور
 حائض ہونے میں بھی مسی نبوی سے نہ جانتا اور نہ جانتا

کہ اول لوگوں کو حالت جنب اور حائض ہونے میں داخل مسجد نبوی ہونا حرام تھا اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ حقیقت پختن پاک بذات خود مائتہ طہر و مطہر ہیں اور کسی حال میں اطلاق نجاست کا ان لوگوں پر نہیں ہو سکتا پس یہ سطح سے خلفائے ثلاثہ مقابل یا ہر تہ ان چار بزرگان اہلبیت کے نہیں ہو سکتے ہیں۔

فصل ۱۶

خصوصیت حضرت علی کی حدیث متعلق آیت تطہیر سے بھی ظاہر ہوتی ہے مع انکہ
 قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عداۃً وعلیہ مرطٌ مرحلٌ من شعرٍ
 فحاء الحسین علیہ فادخلہ قمجاء الحسین فدخل معہ ثم جاء الفاطمة فادخلها ثم
 جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت
 یطہرکم تطہیراً رواہ مسلم ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ
 سے کہ کہا اوسنے کہ ایک روز باہر نکلتے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے بدن پر
 ایک کس تھی نقش کالی اونکی پس آئے حسن ابن علی پس لے لیا پیغمبر خدا نے اوس
 حسن کو اپنے کس میں تب آئے حسین اور لے لیا اونکو ساتھ حسن کے تب آئین فاطمہ
 تب لیا اونکو تب آئے علی اور لے لیا اونکو تب پیغمبر خدا نے پڑھی یہ آیت انما یرید
 کی یعنی نہیں چاہتا اللہ مگر اس بات کو کہ دور کرے وہ اللہ تم لوگوں کو از روے
 پاک کرنے کی روایت کی اوسکو سلم نے اور پوری آیت ۳۳ سورہ اخرا ب کی بائیسویں
 بارہ میں حسب ذیل ہے وقرن فی بیوتکم ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی
 اتمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم
 الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً ترجمہ اور پیغمبر خدا
 ایڑھوں میں در نہ نکلو باہر ساتھ نمائش ایام جاہلیت کے اور قائم کرو نماز کو اور روز کو

کو اور تابعداری کر دہا کی اور اس کے رسول کی کنواسطے کہ خدا صرف یہی چاہتا ہے کہ
تسے دور رکھی نجاست کو اور اہلبیت اور تمکو ظاہر بنا دے ساتھ کمال طہارت کے
اور اہلبیت سے اس جگہ پر علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ مراد ہیں جیسا کہ اس حدیث
میں بھی ادن ہی لوگوں کا ذکر ہے اور بہت غنیمت ہے کہ شاہ عبدالحق صاحب نے
اس حدیث کی شرح میں کچھ کوشش معنی بنانے اہل بیت (کرمین) کی اسواسطے کہ
شرح حدیث میں آیت مبارکہ کے اہلبیت کو معنی مختلف بیان کر چکے ہیں۔

فصل ۱۷

عن زرار بن جبیش قال قال علیؑ والذی فلق الحبۃ وبراء النسمۃ بعبادۃ النبی
الاکمل صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یحببنا لامؤمن ولا یغضبنا لامنافق رواہ مسلم
ترجمہ اور روایت ہے زرار بن جبیش سے کہ کہا اسنے کہ کہا علیؑ نے قسم اس شخص
کی کہ جسے جبرادانہ کو اور پیدا کیا خلق کو تحقیق کہ عہد کیا نبیؐ نے ساتھ میرے
اس بات کو کہ نہیں دوست رکھے گا مجھکو مگر مومن اور نہیں بغض رکھے گا مجھ سے
مگر منافق روایت کی اسکو مسلم نے اور شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی
شرح میں لکھتے ہیں کہ محبت علیؑ کی علامت ایمان کی ہے اور عداوت علیؑ کی
نشان نفاق ہے اور ظاہر اسی وجہ سے کہ شیعہ لوگ بدلیل محبت علیؑ کے اپنے کو بلقب
مومن کے کہلاتے ہیں۔

فصل ۱۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ عن عمران ابن حصین ان النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قال ان علیاً منی وانا منہ وهو ولس کل مؤمن
رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے عمران ابن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا کہ تحقیق کہ علی مجھ سے ہر اور میں علی سے ہوں اور وہ ولی ہر کل مسلمانوں کی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب نے شرح میں اس حدیث کے اس بات کو قبول کیا ہے کہ یہ فرمانا رسول کریم کا کہ علی مجھ سے ہر اور میں علی سے ہوں کنا یہ ہر کمال اتحاد و اتصال و اخلاص و یگانگی سے مگر حسب عادت سنیوں کے ولی کے معنی دوست اور محب و ناصر لکھا ہے اور یہ امر بنظر حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے ہے کہ اس حدیث میں بھی احتیاطاً مولیٰ کے معنی محب اور ناصر قرار دیا ہے بہر حال شیعہ لوگ جو علیؑ ولی اللہ و صی رسول اللہ ﷺ لاکھلا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھاتے ہیں سو اس امر کے حق اور واجب ہونے میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہر چند کہ علیؑ ولی اللہ و صی رسول اللہ کو جزو کلمہ کر دینا چند ان ضرور نہواور شاید یہ اضافہ کر دینا کلمہ میں بمقابلہ تعصب سنیوں کے مستندہ رکھا جاسکتا ہے۔

فصل ۱۹

عن حبش بن جبنا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علي مني وأنا من علي ولا يودی عنی الا انا او علی ترجمہ روایت ہر حبشی ابن جنادہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ علی مجھ سے ہر اور میں علی سے ہوں اور نہیں کوئی حق ادا کرے میری طرف سے مگر میں یا علی روایت کی اسکو ترمذی نے اور قصہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جس سال میں کہ آنحضرتؐ حضرت ابو بکر کو امیر حاج کر کے بطن مکہ کے روانہ کیا تھا تو آنحضرتؐ نے پیچھے ہی حضرت علیؑ کو بھیجا تا کہ انقض عہد مشرکوں کا کہیں اور سورہ برأت کو ادا کر سانسے پڑھ کر کے نماز کر دین کہ مشرک لوگ جو خمس میں بعد اس سال کے مسجد حرام کے پاس نجائیں اور

سوا اس کے کچھ دوسرے احکام بھی تھے بہر حال اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تمہیں ان سب مراتب کی بہ تجویز رسول علیہ السلام کے حضرت ابوبکر سے نہیں ہو سکتی تھی کہ حضرت رسول نے یہ فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور ہماری طرف سے آدھے حق نہیں کوئی شخص کر سکتا ہے مگر کہ میں یا علی۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کو معنی بنانے میں کچھ کوشش نہیں کی مگر جقدر کہ اونسے ہو سکتا تھا سو واسطے ضعیف کرنے درجہ اور رتبہ اس حدیث کو یہ نکتہ لگا دیا کہ عادت عرب کی تھی کہ جب اون لوگوں میں کہہ گفتگو نقص اور اجرام اور صلاح اور عمد وغیرہ کی ہوتی تو ان سب امروں کو وہی شخص ادا کرتا کہ جو سردار قوم اور بہتر ان لوگوں کا ہو یا کہ جو شخص اوس سردار کے قرابت قریب میں ہو اوس واسطے حضرت رسول نے حضرت علی کو اس کام پر متعین کیا یعنی کہ یہ متعین کرنا علی کا معنی اور پر عادت عرب کے تھا مگر در صورتیکہ حسب اعتقاد سنیوں کے حضرت ابوبکر افضل حضرت علی سے اور توسل قرابت میں باپ حضرت عائشہ کے تھے تو باصول سنیوں کے بھیجنا حضرت علی کا بعد حضرت ابوبکر کے کیا ضرور تھا مگر بات یہ ہے کہ الحق یعلو ولا یعلیٰ یعنی حق غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں ہوتا ہی سوا اس حدیث کو شرف و منزلت اور خصوصیت حضرت علی کا بخوبی ظاہر ہے۔

فصل ۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کنت اذا سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی واذا سئلت ابتدانی رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوس علی نے کہ جب ہم مانگتے تھے رسول سے کوئی چیز تو وہ رسول ہم کو عطا کرتے تھے اور جب ہم ساکت رہتے تھے تو ہم حضرت

خود ابتدا کرتے تھے۔

فصل ۲۱

وعند قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا دار الحكمة وعلى بابها
رواها الترمذی مترجمہ اور روایت ہی اوس علی سے کہ کہا اوس علی نے
کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں گھر حکمت کا ہوں اور علی دروازہ اوس حکمت کا ہے
روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ عبدالحق صاحب کتہرہین کہ مشہور ملفظ
انا مدینۃ العلم علی بابہا کے ہر یعنی میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اوس کا ہے
اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ علم مخصوص علی مرتضیٰ کو نہیں ہے اور دوسری صحابیوں
کو بھی آنحضرت سے علم پہنچا ہے مگر یہ تخصیص باعتبار وسیع تر و مفتوح تر و عظیم تر
کے ہوگی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ افضا لک علی یعنی کہ قاضی تر تم لوگوں کا علی
ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ابی الصلت عبد السلام بن صلاح
ہر دی سے ہے کہ شیعہ ہے مگر صدوق ہے اور تعظیم اصحاب میں تقصیر نہیں کرتا تھا
فقط دیگر صحابیوں میں بھی جو کچھ علم ہو سوا و سمین کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے مگر بات
اس قدر ہے کہ حضرت علی بمقابلہ دیگر صحابیوں کے عالم تر تھے چنانچہ مشرکین مورخ
انگریزی دہریہ لکھتا ہے کہ علی عالم اور شاعر اور بہادر اور ولی تھے مگر باوصف
اسکے سنی لوگ علی کو آخر درجہ میں قرار دیتی ہیں یعنی کہ یہ مورخ شمار ہونے سے
حضرت علی کے درجہ آخر میں سینوں پر اعتراض کرتا ہے اور چونکہ اس حدیث میں
حضرت علی کے علم کا ذکر ہے اس واسطے جو کچھ شالین آپ کے علم کی اس وقت سرس
میں یاد آتی ہیں سو ہم اوسکو لکھتے ہیں - ایک یہ کہ ایک شخص نے سوال
کیا کہ ہم لوگ تین آدمی بحساب نصف و سوم و نہم حصہ کے شریک شہراونت

کے ہیں اور حساب تقسیم کا درست نہیں بیٹھا ہی تب حضرت علی نے فوراً واسطیٰ لکھ کر
سائل کے ایک اونٹ اپنا ملا کر کے اٹھا رہا اونٹ قرار دیا اور اوس میں سے نصف حصہ لے کر
نوا اونٹ اور سوم حصہ کو شریک کو چھ اونٹ اور نہم حصہ کو شریک کو دو اونٹ یعنی
کل سترہ اونٹ دیکر کے اپنا اونٹ بھیر لیا اور حساب تقسیم شتران کا اسطرح پر بخوبی درست
ہو گیا کہ ہر شخص نے سترہ اونٹ کو حساب سے اپنا حصہ زیادہ پایا اس واسطے کہ سترہ کا او
سار سے آٹھ ہوتا تھا کہ بجای اوس کے نوا اونٹ پایا اور حصہ سیوم والے کو چھ سے کم
اور حصہ نہم والے کو دو سے کم سترہ دین سے ہوتا تھا کہ بجائے اوسکی پورا چھ اور پورا
دو پایا اور وجہ اوسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے اخذ شتران کسرات نصف اور
ثلث اور تسع یعنی نہم کا اٹھا رہا حساب کر کے تقسیم کر دیا کہ مجبوراً ان سب کسرات کا
وہی سترہ ہوتا ہی اور یہ فیصلہ آپ کا از قسم معجزہ اور خرق عادت کو معلوم ہوتا ہی
کہ اس قصہ کو بارہ سو برس سے اوپر ہوا مگر اس قسم کا فیصلہ عین وقت پر کسی
دوسرے عالم کا دیکھنا نہیں جاتا ہی۔ دوم یہ کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ مخیر شتران
کسور تسعہ کا کیا ہے یعنی وہ کون عدد ہے کہ جس سے نصف سے لیکر کے نہم حصہ تک
سب عدد پورا نکلے تب آپ نے فوراً فرمایا کہ ضرب دو اپنے ہفتہ کسرات دن کو باؤ
چھینے میں اور اوس کو سال بہر کے تین سو ساٹھ دن میں اور اوس کو تقسیم کر دو دو پر یعنی
کہ ۱۵۱۲۰ مخیر مشترک کسور تسعہ کا ہی سوم یہ کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ
پر بعلت زنا کے حکم سنگ سار کرنے کا دیا تب حضرت علی نے کہا کہ لڑکا جتنے تک
حیات دیجائی ورنہ ایک زانیہ کی سزا میں دو جانیں تلف ہوں لیکن چنانچہ حضرت عمر
نے وہ حکم سنگ سار کرنے کا پایدا ہونے لڑکا کو ملتوی رکھا اور یہ کہا کہ لا علیہ لعنة
اسمہا یعنی کہ اگر نہ تو اعلیٰ تو ہر آئینہ ہلاک ہوتا مگر کہ اس قصہ سے صاف دلی حضرت عمر

کی بھی ظاہر ہو اور شاہ عبدالحق اپنی شیخ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بے مشورہ حضرت علیؓ کے کچھ کام نہیں کرتے تھے اور اسی بنیاد پر یہ حدیث ہر کان عمرؓ رضی اللہ عنہ میں مکان لیس فیہ علیؓ یعنی تھے عمرؓ کہ خدا سے پناہ مانگتے تھے ایسا ایک زمانہ ہے کہ جس وقت میں علیؓ نہوں یعنی حضرت عمرؓ کو آرزو تھی کہ حضرت علیؓ عالم حیات میں اوّل نہ مریں۔ چہارم یہ کہ کثرت علم اور کثرت قضا آیکی اس درجہ کی ہو کہ یہ قول قضیۃ لا ابا احسن لہا ایک عربی ضرب المثل ہو گیا کہ قضیہ ہے مگر کوئی ابو احسن یعنی علیؓ واسطے فیصلہ کرنے اور سکھانے ہیں ہے جہم یہ کہ ایک دہریہ منکر خدا کا حضرت علیؓ سے بحث کرنے لگا تب حضرت علیؓ نے اوس سے کہا کہ ہم خدا کو مانتے ہیں پس اگر حقیقت میں خدا وجود نہ رکھتا ہو تو اس سے ہمارا کیا ضرر ہے اور تم خدا کے منکر ہو پس اگر خدا وجود رکھتا ہو تو تمہارا کیا حال ہو گا سو اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ وہ دہریہ فوراً ایمان لایا۔ ششم یہ کہ امر بمقتضا کمال علیؓ کے تھا کہ حضرت علیؓ زیادہ تر مصروف اور مشغول یاد الہی میں تھے اور خطبہ شفقۃ آپکا جو ہر صبح بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ فی الحقیقت فنا فی اللہ کے درجہ میں تھے یعنی متصل باللہ ہو کر کے آپ نے اوس خطبہ میں فرمایا انا اللعان انا اللعان انا الواقدۃ کا دھکا اور دیگر فقرات اوس خطبہ کے بھی اسی قسم کے ہیں اور خدا کو معلوم ہے کہ آپ کا درجہ خدا شناسی میں کس حد تک پہنچا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لو کشف الغطاء لما ازدت یقیناً یعنی اگر اوٹھ جاتا پردہ تو نہ بڑھتا میرا یقین فقط یعنی کوئی حالت غطرہ واسطے ترقی مابج خدا شناسی کے آپ کو باقی نہیں تھی اور یہ بات اوس درجہ کی ہے کہ جس کو ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں اور اس واسطے بہ تسک حدیث نبویؐ کے ہم اس بات پر اکتفا کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ وہ شخص ہیں کہ جو خدا اور رسول خدا کو

دوست رکھتے تھے اور اوانکو خدا و رسول خدا دوست رکھتے تھے اور حضرت علی خدا کے پاس محبوب ترین خلایق تھے سہم غنم کشف امورات غیبی کا آپ کے یہ حال تھا کہ عین زمان جنگ میں معاویہ کو حضرت علی کی زبان سے اس بات کا دریافت کرنا منظور ہوا کہ حضرت علی پہلے مرینگے یا کہ خود معاویہ پہلے مرے گا سو اس حیلہ سے متواتر تین آدمی اوسکی طرف کر تین روز پیہم خبر لائے کہ معاویہ مر گیا اور دو روز تک ہمارے علی نے اس بات پر کچھ التفات نہیں کیا اور آخر تیسرے روز لوگوں کے اصرار پر صرف اسقدر فرمایا کہ معاویہ نہیں مر سکتا ہر جب تک ڈارہی علی کے مخضب بخون نہ ہوا وہ شک نہیں ہے کہ معاویہ کو اس جواب کی خبر پا کر کے ایک قسم کی خوشی ہوئی ہوگی کہ حضرت علی اوسکے سامنے مرینگے مگر اسی بات سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ اوسکو آپ کے علو درجہ اور مراتب کشف پر بخوبی اطلاع تھی اور یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے اپنے مرض الموت میں یزید اپنے بیٹا کو افسوس کر کے کہا تھا کہ ہمنے اپنی عاقبت تیری محبت میں خراب کی۔ ہشتم یہ کہ حال ترقیات کشف کا آپ کے ایک اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ جب ابن لجم آپ کے پاس ایک تلوار نذر لایا تو آپ نے اوس تلوار کو دیکھ کر کے اور متبسم ہو کر کے واپس دیا اور فرمایا کہ اس تلوار کو اپنے پاس رکھو اسی تلوار سے تم ہمکو قتل کرو گے تب اس بات پر ابن لجم بہت گھبرایا اور آخر بمقتضای تقدیر کے حب قطامہ میں مبتلا ہو کر اوسی تلوار سے آپ کو ضرب لگایا اور جب آپ کے پاس لوگ شربت پینے کو لائے تب آپ نے اشارہ کیا کہ اول وہ شربت اوس قاتل کو دیا جائے اور جب اوس قاتل نے انکار کیا تو آپ نے اوسکے حال پر افسوس کھا کر کے کہا کہ اگر یہ قاتل اس شربت کو پیتا تو ہم اسکی شفاعت کراتے اور بعد اسکے یہ فرمایا کہ اگر ہم مرجائیں تو اس قاتل کو صرف ایک

ضرب لگاتا یعنی جیسا کہ او نے ایک ضرب لگایا ہے سو اس طرح پر ایک ضرب
 بمقتضای عدل شرعی کے لگایا جائے اور دو چار ضرب نہ ہو گو کہ ایک ضرب سے
 وہ قاتل نہ مرے سو اس قصہ سے حال درجہ کشف آپکا اور رحم بردشمن آپکا
 اور عدل آپکا اور صبر و رضا آپکا بخوبی تمام ظاہر ہوتا ہے اور کچھ شک نہیں ہے
 کہ حضرت علی اس اسلام میں مامتر منونہ حضرت مسیح کے تھے۔ ہم یہ کہ آپ نے
 ایک بار اپنی خلافت میں فرمایا کہ ہم ابو بکر اور عمر اور عثمان سے کسی طرح بر کم
 رتبہ نہیں ہیں پس کیا وجہ ہے کہ ہماری خلافت میں اس قدر خلفشار ہو سو جواب
 اس بات کی ہماری عرض بحضور شاہ مردان علی کے یہ ہے کہ آپ کے علم سے کوئی
 بات مخفی نہیں ہے مگر حیا اور وفاداری آپ کی ایسی ہے کہ اس سبب سے آپ سب
 کو زبان پر نہیں لاتے ہیں کہ یہ سب فساد و فتنہ آپ کی خلافت میں دراصل
 بہ اہتمام خاص حضرت عائشہ کے تھا کہ بعلت دعویٰ بے بنیاد مطالبہ خون
 عثمان کے طلحہ اور زبیر کو اپنی طرف ملا کر کے جنگ جل میں آپ سے خود لڑیں
 اور صرف اسپر اکتفا کر کے کرتہ خون آلودہ حضرت عثمان کا و شق میں معاویہ
 کے پاس بھیج کر کے اوسکو برا لکھتے کیا اور تمام عمر آپ کی اسی اختلافات خانگی
 سے مکدر کٹی اور حال یہ ہے کہ حضرت عثمان سے حضرت عائشہ خود ملول اور
 اونکی جان لینے کی فکر میں تھیں اور اسی نظر سے جواب حضرت علی کا کیا خوب
 تھا کہ خون عثمان کا تم لوگوں کے دامن سے ٹپکتا ہے اور مطالبہ خون کا ہر سے
 کرتے ہو۔ دہم یہ کہ بذکر فضائل علی حضرت علی کے اس بات کا بھی ذکر مناسب
 مقام ہے کہ اشعار آپ کے نہایت عمدہ خیالات کے ہوتے تھے اور ایک دیوان علی
 آپکا مرتب ہے اور اس مقام میں چند اشعار آپ کے تیمنا و تبرکات کتاب مجالس علویہ

تصنیف جناب مولوی سید علی صاحب سیرج ترجمہ نقل کیے جاتے ہیں۔ اشعار

اذا عا شاعر ستین عاماً | فنصف العمر معجوم اللبالی

یعنی جب کوئی شخص دنیا میں ساٹھ برس زندہ رہے تو آدھی عمر اسکی تو راتوں میں گزر جاتی ہے و نصف النصف میضی لیس بدیدی لغفلتہ میبنا عریشا۔ اور آدمی کا آدھا یعنی پندرہ برس ایام نابالغ کے سطح گزر جاتے ہیں کہ بسبب نادانی کے دہن اور بائیں ہاتھ میں فرق نہیں کرتا ہے۔ وثلث النصف آمال و شغل بالمکاسب العیال۔ اور آدمی کی تہائی یعنی دس برس آرزو اور حرص میں اور کسب معیشت اور عیال داری میں گزرتے ہیں۔ و باقی العمر یشق و شیب و ہم بارتحال انتقال اور باقی عمر بیماری اور پیری اور رنج کج و مرگ میں گزرتی ہے عبت للمرج طو العمر مجہلاً و قسمتہ علی هذا المثال دوست رکھتا ہے آدمی طول عمر کو بوجہ حالت کرب حال کہ تقسیم اسکی اس مثال پر ہے۔ ویکر وفدت علی الکرم بغیراد x من الحسنات والفلب السلیم وارد ہوا میں دروازہ پر کریم کے اور کچھ زاد میرے پاس نہیں ہے اور نہ کچھ حسنات ہے اور نہ قلب سلیم ہے فعمل الولد اقم کل شئ x اذا کان لوفی علی الکرم پس تو شے لیجا ناقص تر ہر چیز کا ہے جبکہ ایک آدمی همان اویر و وزدہ شخص کریم کے ویکر لک الحمد یا الحمد للجد والجد والعلی تبارک تعط من قضاء و تمنع تجکو حمد ہے اسے صاحب جود اور مجد اور عطا مبارک ہے تو اور عطا کرتا ہے تو جبکو چاہیے اور روکتا ہے تو جبکو چاہیے الہا جی فی عذابک اتنے x اسیر ذلیل خائف لک اخضع ای التذمیرے نجات دی مجکو اپنی عذاب سے اسلئے کہ میں تیرا قیدی ہوں اور ذلیل اور خوفناک ہوں اور تیرے سے زیادہ تر عاجز گزیرا ہوں۔ الہی کان عذبتنی الف حجتہ x فحبل جانی منک لا یقطع

اے خدا میرے اگر تو ہزار برس مجھ کو عذاب کر گیا تو جب ہی رستمہ امید کا میرے
 تجھے قطع نہ ہوگا اللہ والستہ بملقین حجتہ x ادناک انی فی القبر مشغول مضجع
 بارالہا تو میرا سونس ہو تلقین کرنے میں میرے محبت اور دلیل کے جبکہ ہو میری لگو
 قبر میں ٹھکانا اولینا اللہ اذ فنی طعم عفو لایوم کا x سون وکامال ہنالک بنفع
 اے میرے خدا چکھا تو مرہ عفو کا اپنے جسد نہ کہ اولاد اور نہ مال و دہان پر شفع
 دیگا۔ دیگر تجلی خلیلا من فعالک اتنا x قرین الفتنہ فی القبر ما کان یفعل
 اختیار کر تو ایک دوست کو اپنے اعمال اور افعال سے اسوئے کہ رفیق آدمی کا
 بیج قبر کے وہی ہے جو وہ کام کرتا ہو ولا تبدع الموت من ان تعدا لیوم
 نیکدی المر فی قبیل اور ضرور ہو بعد مرنے کے یہ بات کہ حساب لیا جائے تجھے بات
 اوس کام کے ایک دن کو کہ وہ مرد پکارا جا یگا پس سانسے حاضر ہوگا وہ مرد
 فان کنت مشغولاً بشئ فلا تکن + بغیر الذی یرضی بہ اللہ تشغل پس اگر ہو
 مشغول ساتھ کسی شے کے پس ہرگز نہ مشغول ہو تو ساتھ غیر اوس چیز کے کہ جس سے
 راضی ہو اللہ۔ فلن بصیلہ الانسان من بعد موتہ x من قبلہ الذی کا العمل
 پس ہرگز نہ ہو پچھلکا انسان کو بعد مرنے کے اور قبل اوس موت کے گروہ جو کہ کام
 کرتا تھا وہ آدمی الا انما الانسان ضیف لاهل یقیم قلیلہ بینہم ثم یرحل
 خبردار رہو کہ انسان ایک حمالہ ہی اپنے گھر والوں میں اور صرف تھوڑے روز
 رہتا ہی اون لوگوں میں تب کوچ کر جاتا ہی۔ یا زوہم ایک بار صحابیوں نے حضرت
 رسول خدا کے پاس شکایت کی کہ کلام علی کا مقفے وسیع ہوتا ہی یعنی کلام میں
 تکلف کرتا ہی حالانکہ بول چال سیدھی اور بے تکلف چاہی تب حضرت رسول خدا نے
 حضرت علی اور دیگر صحابیوں سے پوچھا کہ کس شخص کو کیا چیز میں غروب ہی سب صحابیوں نے

اپنے ان پر پسند کو کہا اور جب حضرت علی کی باری آئی تب حضرت علی نے کہا کہ ہم
پسند کرتے ہیں اگر ارام الضعیف والضعیف فی الصیف کو یعنی عزت مہمان اور تلوا
چلنے کو گرمی میں تب رسول خدا نے صحابیوں کو کہا کہ یہ یقینی وسیع بولنا علی کا براہ
تکلف نہیں ہے۔ دو آزاد ہم یہ کہ تحریرات شرابی بھی اکثر صنعت تجنیس وغیرہ سے
خالی نہیں ہوتی تھی چنانچہ حضرت علی نے معاویہ کو یہ نامہ لکھا جو کہ تاریخ انجیس
عربی چھاپہ مصر میں ہے عن عمر بن الخطاب قال فاحش فاحش فعلك
فعلك قهدي بهذا یعنی مغرور کیا تجھ کو عزت و تیرے پس ہو گیا انجام اوس بات
کا یہ ڈر تو فاحش فعل کو اپنے پس شاید کہ ہدایت پاؤ تو ساتھ اس نصیحت کے
اور یہ امر کا بل ملاحظہ کے ہے کہ یہ نامہ مقرر صنعت تجنیس میں یہ لکھا علی قہدی
علی قہدی یعنی او پر قدر و منزلت میرے جوش کہا یا میرے دیگ (سو اگر چہ یہ دو
لفظ کا جواب معاویہ کا بھی اسی صنعت تجنیس میں ہے مگر این الورد من این اللحم
یعنی کمان درم اور کمان گوشت۔ اور پسٹی خیال معاویہ کی اس جواب سے بھی ظاہر
ہے اور یہ قول مفصلہ ذیل حضرت امیر علیہ السلام کا بھی کس قدر بلیغ لطیف واقع ہے
الدين في الدنيا كالمشرق المغرب فاذا قربت الى احدهما بعدت عن الاخر یعنی دین دنیا
مثل پورب و پچیم کے ہے پس جب تو نزدیک ہوا کوئی ایک سے اونکے تو دور ہوا
تو دوسرے سے فقط دیکھنا چاہیے کہ کیا تشبیہ حکیمانہ اور کیا عمدہ مقابلہ و شرف

فصل ۲۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علیؑ وعن جابر قال قال عارسلو الله صلى الله
عليه وسلم علياً يوم طائف فأتجأه فقال الناس لقد طال النجوة مع ابن عم فقال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما انتجيتہ ولكن الله انتجنا

رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ بولایا آنحضرت علی کو بروز غزوہ
 طائف کو پس رازمین بات کیا ساتھ اوسکے پس کہا لوگوں نے ہر آئینہ تحقیق کہ طول ہوا
 رازمین بات کرنا اوس نبی کا ساتھ پس عمر اپنے پس کہا رسول اللہ نے کہ ہم نے رازمین
 بات نہیں کی اوس سے لیکن اللہ نے رازمین بات کی اوس سے روایت کی اوسکو
 ترمذی نے فقط اسجگہ سے معاویہ راز و نیاز کا در بیان پیغمبر خدا اور حضرت علی کے
 اور چون دچرا کرنا لوگوں کا خوب سمجھا جاتا ہے۔

فصل ۲۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ
 ﷺ علیہ السلام لعلي لا يجل ولا يحجبني هذا المسجد غيري وغيرك قال
 علي بن المنذر فقلت لضراب بن صرصر ما معنى هذا الحديث قال لا يجل لا حدیث
 جناب غیرتک رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے ابی سعید کہ کہا اوس نے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی شخص جنب کو بیچ اس
 مسجد کے سواے میرے اور سواے تیرے گذر کرنا کہا ابن منذر نے کہ پوچھا غیر
 ضرار ابن صرصر سے کہ کیا معنی اس حدیث کے ہیں تب کہا اوس ضرار نے کہ نہیں
 جائز ہے واسطے کسی شخص کے کہ راہ بتا دے اوس مسجد کو در حالت جنب کو سواے
 میرے اور سواے تیرے روایت کیا اوسکو ترمذی نے فقط شاہ صاحب لکھنوی نے
 کہ علی ابن منذر نے پچھن جج کیا اور شیعی محض ہے لیکن ثقہ اور صدوق یعنی نہایت سچا

فصل ۲۴

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ام عطیة قالت بعث رسول اللہ
 ﷺ اللہ علیہ وسلم جنبا فہم علی قالت فسمعت رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہو رافع یدہ یقول اللہم لا تمتنن ختہ ترینہ علیا رواہ الترمذی ترجمہ
اور روایت ہر ام عطیہ صحابیہ سے کہ روانہ کیا پیغمبر خدا نے ایک فوج کو کہ اوسین
علی تھے اور کہتے ہیں ام عطیہ کہ مجھے سنا پیغمبر خدا کو دو ہاتھ کو اوٹھا کر کے کہتی ہو
کہ اے میرے خدا مست بار جھکو بہان تک کہ دکھلا دے تو جھکو علی کو روایت کی سکو
ترمذی نے فقط یہ سب خصوصیت راز دنیا زمندرجہ فصل بالا کے اور یہ تعلق پیغمبر خدا
کا ساتھ حضرت علی کے اور دیگر حالات شرف مراتب حضرت علی کے صرف زمانہ
حیات رسول اللہ تک تھا ورنہ ابتداء مرض الموت پیغمبر خدا سے رنگ یاروں کا ہوا

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمہ قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم لا یحب علیاً منافق ولا یغضب مؤمن رواہ احمد و الترمذی
ترجمہ روایت ہر ام سلمہ زوجہ رسول خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ
نہیں دوست رکھیں گے علی کو کوئی منافق اور نہیں بغض رکھے گا اوس علی سے کوئی
مومن روایت کی اوسکو احمد و ترمذی نے فقط یہ حدیث بتا یہ حدیث سندرجہ فصل ۲۵
کے ہر کہ اوسکا مضمون یہ ہر کہ نہیں دوست رکھیں گے علی کو مگر مومن اور نہیں بغض رکھیں گے
علی سے مگر منافق غرض کہ محبت علی کی شرط ایمان بلکہ عین ایمان ہے -

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی عن ام سلمہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من سب علیاً فقد سببتہ رواہ احمد ترجمہ روایت ہے
ام سلمہ زوجہ پیغمبر خدا سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص نے کہ
گالی دی علی کو گالی دی اوس شخص نے جھکو فقط روایت کی اوسکو احمد نے

اور شاہ عبدالحق صاحب اپنی شرح میں وجہ اسکی یہ لکھتے ہیں کہ گالی دینے سے
 حضرت علی کے گالی دینا خود پیغمبر خدا کو لازم آتا ہے یعنی کہ اس توجیہ کرنے سے
 ایک بو اور کسرت کی بخوبی تمام پائی جاتی ہے کہ جس سے یہ بات مستنبط ہوتی
 ہے کہ گالی دینا علی کا خود کوئی امر سنگین نہیں ہے مگر چونکہ وہ گالی پیغمبر پر دشنام ہی
 پیغمبر خدا بوجہ برادرِ علم زادہ ہونے کے ہوتی ہے سو اسلئے گالی دینا حضرت علی کا
 عین گالی دینا پیغمبر خدا کا ہے اور اگر شاہ صاحب کو چھٹن محبت با علی ہوتا تو کیا
 یہ توجیہ ممکن نہیں تھی کہ علی و بنی میں کچھ فرق نہیں ہے کہ حدیث میں لفظ لخمی
 و دمخ و دمی و انت مضانک واقع ہے یعنی کہ تیرا گوشت میرا گوشت اور تیرا خون میرا
 خون ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور شیان زمانہ کینست میں یہ عرض
 ہے کہ ہر گاہ معاویہ انکے خلیفہ بحق نے حضرت علی پر دشنام و لعن منبر پر جاری
 کیا تو بوجہ تمیل طیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے یہ شیان ہی برکت
 حضرت علی پر گالی و لعن دی سکتے ہیں اور سنی صاحبان خلائی اجتہادی معاویہ کے
 قائل ہیں سو یہ نسبت اس بات کو کیا فرماویں گے کہ حضرت علی پر گالی اور لعن حکم معاویہ
 کے منبر پر زمانہ دراز تک ہوتی رہی واہ واہ کیا خوب خطا ہے اجتہادی ہے اور
 کیا معاویہ پر یہ الزام قائم نہیں ہو سکتا ہے کہ بوجہ دشنام دینے علی کے معاویہ نے
 دشنام دہی خود رسول پر کی اور اسوجہ سے معاویہ کیا کافر مطلق نہیں ہوا اور کیا
 مرتد ہونا کسی صحابی کا واقع نہیں ہوا ہے جیسا کہ عبید اللہ بن جحش شوہر سابق
 ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور افسوس ہے کہ کسی کتاب ہدایت
 میں بمقابلہ اس دشنام علی کے کچھ نفرت سینوں کی معاویہ سے پائی نہیں جاتی ہے
 اور حدیث ہذا اور حدیث ہای مندرجہ فعلوں بالا کے جو کچھ کہ حضرت ام سلمہ سے

روایت ہے سو حال اس زوجہ رسول اللہ کا یہ ہو کہ یہ بی بی تمام تر راہ راست پر اور
 لطیف اہل بیت کو بہن اور حال انکا ساتھ حضرت عائشہ کے قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے

فصل ۲۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال للنبی
 صلّی اللہ علیہ وسلم ینک مثل من عیسے بغضتہ الیہو حتی یضوا صۃ و حتی
 المضاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ الّٰی لیست لہ ثم قال ینک فی رجلان محمد بن
 یقرطی بما لیس فیہ ومبغض یجلہ شنانی علی ابیہ حتی رواہ احمد ترجمہ اور روایت
 ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہہا اوسنے کہ کہا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھتین
 ایک مثل ہے علی کی کہ بعض رکھا اوس سے یہود نے یہاں تک کہ بہتان دیا اوسکی
 مائے کو اور دوست رکھا اوسکو نصاریٰ نے یہاں تک کہ اوتار لائے اوسکو اوس
 درجہ تک کہ جو نہیں ہے اوسکو اور بعد اوسکے فرمایا علی نے کہ ہلاک ہونگے ہماری
 وجہ سے دو مرد ایک محب مفرط کہ جو تعریف کرے ہماری ساتھ اوس بات کی کہ جو
 نہیں ہے مجھ میں اور دوسرا بغض کرنے والا کہ جو باعث ہوتی ہے عداوت میری
 اوپر بہتان کرنے میرے روایت کی اوسکو احمد نے فقط شاہ عبدالحق صاحب گلشن
 ہین کہ سرمایہ سعادت دو چیز ہے محبت خاندان بنی اور تعظیم اصحاب اسطرح پر کہ یہ
 دونوں باتیں جمع ہوں ساتھ اعتدال کے اور یہ رائے شاہ صاحب کی بہت
 درست ہے اور یہ مثال حضرت علی کی ساتھ حضرت سیح کے بہت واقعی ہے کہ جسطرح کہ
 قوم نصاریٰ نے حضرت سیح کو درجہ خدا تک قرار دیا سو اوسطرح پر اس است محمدی
 میں بھی ایک فرقہ نصیری کا ہوا کہ جو حضرت علی کو خدا جاننے لگا اور حضرت علی کو
 جو تمام طور اور اخلاق میں نہایت ساتھ حضرت سیح کی ہے سو اس کتاب سے جا بجا وہ مشابہت پائی جائے

شکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن بريدة قال خطب ابو بکر وعمر
رضی اللہ عنہم فقال رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم اھا صغیرۃ فخطبھا
علی قزوچھا منہ رواہ النسا — ترجمہ اور روایت

یہ برید سے کہ خواہش کی ابو بکر اور عمر نے فاطمہ کی تب فرمایا رسول اللہ نے کہ
وہ فاطمہ چھوٹی ہے تب خواہش کی اوسکی علی نے پس بیاہ دیا رسول خدا نے اوس
فاطمہ کو اوس علی سے روایت کی اوسکو نسائی نے فقط اور شاہ عبد الحق صاحب
بنی شرح میں لکھتے ہیں کہ روایت میں آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کو سولہ
خواہش فاطمہ کی نہیں کرتے ہو حالانکہ تم غم رسول خدا کے بیٹا ہو تب کہا علی نے
کہ ہلکو شرم آتی ہے کہ ہم اس بات کو مقابلہ میں کہیں تب پیغمبر خدا نے سنا اس بات
لو اور رخصی ہوے اور جب حضرت علی کو مرضی آنحضرت کی دریافت ہوئی تب
حضرت علی نے اپنی خواہش کو طاهر کیا اور آنحضرت نے حضرت فاطمہ کا بیاہ ساتھ
حضرت علی کے کر دیا فقط اور یہ صفت حیا کی حضرت علی میں ایک خصوصیات ہے
اونکے ہے کہ باوصف صلاح و ینور ابن عباس کے حضرت علی نے بوجہ حیا کو مرض الموت
میں رسول خدا کے آنحضرت سے اجازت خلافت کی طلب نہیں کی اور حضرت عمر کو
جو خواہش شادی ساتھ حضرت فاطمہ کے تھی سو انجام یہ ہوا کہ واسطے عقد اپنی ساتھ
ام کلثوم دختر فاطمہ کے حضرت عمر نے بقوت خلافت اپنی بہت کچھ اصرار بعد وفات
فاطمہ کے کیا کہ تصریح اسکی آئندہ اپنے مقام پر کیجا گئی۔

شکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ

اللہ علیہ السلام امر بسدا الابواب الابواب علی رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم دیا واسطے بند کرنے
دروازوں کے کہ جو بطرف مسجد شریف کرتے سو اسے دروازہ علی کے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ شیح اس
حدیث کی اس حدیث کی شرح میں بیان کی گئی کہ جو نسبت حضرت ابو بکرؓ کے ہے
اور وہ حدیث حسب ذیل ہے لا یتقیٰ فی المسجد خوفا الا خوفاً یبکر ۱۲
یعنی کسی شخص کے دیوار میں کوئی روزن بطرف مسجد کے نہیں چھوڑا جائے سو اسے
روزن دیوار ابو بکر کے سو ہمارے نزدیک ان دونوں حدیثوں میں کچھ اختلاف
نہیں ہے اس واسطے کہ حدیث نسبت علی کی بابت دروازہ کے ہے اور حدیث
ابو بکر کی نسبت روزن دیوار کے ہے تو درمیان دروازہ اور روزن کے کیا اختلاف
ہو سکتا ہے اور سو اسے اس حدیث نسبت دروازہ علی کے اس مانہ کی ہے کہ حیث
میں حضرت حمزہ زندہ تھے کہ جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور حدیث
روزن دیوار ابو بکر کی دو چار روز قبل انتقال حضرت پیغمبر خدا کے ہے۔

فصل ۳

سکوة المصابیح باب مناقب علی وعن علی رضی اللہ عنہ قال کانت لرضی اللہ عنہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکراراً من الخلق اتیتہ یاعلی سحر فذل
السلام علیک یا بنی اللہ فان تنحصر انصرف الادخلت علیہ رواہ النسائی
ترجمہ اور روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ تھی واسطے میرے ایک بستر
رسول اللہ کے پاس کہ نہ تھی وہ منزلت واسطے کسی ایک شخص کے خلائق میں سے
کہ جاتا تھا میں اوس سول کے پاس تڑکے قبل صبح کے اور کہتا میں سلام علیک

یا نبی اللہ پس اگر کہا جسے کرتے آپ تو میں بھڑا تا اگر نہ میں آپ کے پاس
حاضر ہوتا اور شاہ عبدالحق صاحب اپنی شرح میں اقرار کرتے ہیں کہ یہ مرتبہ
کسی شخص کو نہیں تھا کس واسطے کہ حضرت علی قریب ہی آنحضرت سے مکان میں
اور اخلاط اور صاحبہ اور اخوت میں بکثرت نسبت فاطمہ کے مگر ہم دیکھتے ہیں
کہ زمانہ مرض الموت حضرت رسول خدا سے کچھ درجہ اور منزلت حضرت علی کو
باقی نہیں رہا کہ جسکی تفصیل آئینہ ہوگی۔

فصل ۳۱

مشکوۃ المصابیح باب مناقب علی وعنده قال کنت شاکیا فرسبی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وانا قول اللہ مان کان اجل قد حضر فارحنہ وان کان متکا
فارحنہ وان کان بلاء فصبیرنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ قلت
فاعاد علیہ ما قال فضربہ برجلہ وقال اللہ عافہ اذا شفع شاک الراوی فصا
اشکیت وجع بعد رواہ الترمذی — ترجمہ اور روایت ہم
حضرت علی سے کہ ہم بیمار تھے پس گذرے حضرت رسول میری طرف ہو کر کے
اور میں کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اگر میری موت پہنچی ہو تو راحت دی
جھکو یعنی ہم مر جائیں اور اگر اوس موت میں دیر ہو تو آسان کر زندگی میری
اور اگر وہ بیماری ایک امتحان ہو واسطے میرے پس صبر دی تو جھکو پس چھپا
آنحضرت نے کہ کیا کہا تو نے تب اعادہ کیا حضرت علی نے اوس بات کو جو کہ
کہا تھا پس مارا آنحضرت نے اوس علی کو اپنے پانوں سے اور فرمایا کہ اے میرے خدا
عافیت دی تو اوس علی کو بار اوی شک کرتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ شفا
تو اوس علی کو پس حضرت علی کہتے ہیں کہ ہمکو وہ شکایت درد کی نہیں ہوئی

بعد اس کے کبھو روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ
 میں ایک ایسی کیفیت رضا اور تسلیم میں تھے کہ مرزا اور شفا اور امتحان ہر بات میں
 راضی تھے مگر آنحضرت کی شفقت کا یہ حال تھا کہ نکل خیال مرگ کا حضرت علیؓ کے
 بسبب کمال جوش محبت کو آپ کو نہیں تھا یہاں تک کہ حدیث مندرجہ فصل ۲۴ ظاہر
 کہ جب حضرت علیؓ کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا تو آنحضرت دلدون ہاتھ اوٹھا کر دعا
 مانگتے تھے کہ اللہم لا تمٹنہ حتی ترینی علیؓ یعنی نہ مار تو مجھ کو بغیر اس کے کہ داکھلا
 تو مجھے علیؓ کو اور اس حدیث سے ایک تعلیم اس بات کی بھی معلوم ہوئی کہ بندہ کو
 حالت بیماری میں صرف صحت اور شفا کی دعا مانگنی چاہیے۔

فصل ۳۲

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیتؓ وعن عائشة قالت کنا ازواج
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمة ماتحطی مشیرہا من مشیرہا
 اللہ فلما رآھا قال مرحبا یا بنتی ثم اجلسہا ثم سارھا فبکت بکاء شدیداً فلما
 رای حزناً سارھا الثانیۃ فاداہ تضحک فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم سالتہا عما سارک قالت ما کنت لافشے علی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم سرۃ فلما توفی قلت عمتُ علیک بما علی علیک من الحق لما اخبر
 قالت اما الان فنعما ما حین سارنی فی الامر الاول فانه اخبرنی ان جبرئیل کان
 یعارضنی القرآن کل سنۃ مرۃ واثنتی عارضنی بہ العام مرتین ولا یری لاجل الاقد
 اقرب فالتقی اللہ واصبری فانی نعم السلف انالک فبکیت فلما رای حزنی سارنی
 الثانیۃ قال یا فاطمۃ لا ترضین ان تكون سیدۃ فساء اهل الجنة او نساء العالمین فی رب
 فارانی فی قبض ورجع فبکیت ثم سارنی فاجزی اهل البیت لبعث فضحکت متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہؓ کہ کما کوثر کہ ہم لوگ بیان سوئحہ کی اوس سول کے پاس تھے
 کہ امین فاطمہ جو کہ چال اونکی جدا و ممتاز نہ تھی چال سے رسول اللہؐ کے پس جب یہ کہا تو سول
 نے فاطمہ کو کما رسول (خوش) ہوا و میری بیٹی تب بھلا یا حضرت سول نے اوس فاطمہ کو اور کچھ
 پوشیدگی سے بات کی اوس سے تب روئین فاطمہ سخت رونائیں جبکہ دیکھا پیغمبر خدا
 نے حزن و ملال کو اوس فاطمہ کے تو راز میں بات کی اوس سے بار دوم تب ناگاہ
 ہنس پڑا و جب کہ پیغمبر صاحب اوٹھ گئے اوس مجلس سے تو پوچھا ہم نے اوس
 فاطمہ سے کہ کیا وہ بات راز کی پیغمبر صاحب نے تجھ سے کی فاطمہ نے کہا کہ ہم وہ
 نہیں ہیں کہ راز ہی کو افشا کریں پس جب مر گئے رسول خدا تو پہننے کہا فاطمہ سے کہ
 تجھ کو قسم ہے ہمارے حق مادری کی کہ خبر دی تو مجھ کو بت کہا فاطمہ نے ہاں اب ہم
 کہیں گے سو بار اول جو پیغمبر خدا نے ہم سے سخن راز کہا تھا سو ہم سے یہ بات کہی
 کہ جبریل ہم سے مقابلہ کیا کرتے تھے قرآن کو ہر سال ایک مرتبہ اور اس سال
 مقابلہ کیا اوسے دو مرتبہ اور ہم نہیں دیکھتے ہیں سورۃ کو مگر یہ بات کہ تحقیق کہ وہ ہوتے
 نزدیک ہو گئی پس خدا سے تقویٰ کر تو اسے فاطمہ اور صبر کر تو پس تحقیق ہم اپنی سلف
 سے ہیں واسطے تیرے رب ہم روئے اور جب دیکھا پیغمبر خدا نے بغیر اری کو میرے
 تب کہا پیغمبر خدا نے کہ اے فاطمہ کیا تم راضی نہیں ہو اس بات سے کہ تم سردار ہو
 عورتیں اہل بہشت کی یا اور عورات تمام عالم کی اور ایک روایت میں ہے کہ
 کما فاطمہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے پوشیدگی میں کہ قبض روح اونکا ہو گا اونکے در
 میں اور اوس پوشیدگی میں ہم کو خبر دی کہ ہم اول الطبیعت کہ جن جو چھپے جائیں
 اوس پیغمبر کے تب پہننے ہم متفق علیہ جیسا کہ سینوں کی عادت ہے کہ جہاں پر کچھ
 فضیلت اور خصوصیت علی اور فاطمہ کی بائی جائیگی تو وہاں پر کسی لوگ اپنی حضرت

ابوبکرؓ اور عائشہؓ کو ضرور یاد کرینگے چنانچہ موافق اوسی عادت کہ شاہ عبدالحق صاحبؒ نے
اس حدیث کی شرح میں فضل عائشہؓ کا بھی ذکر کیا مگر شکر ہے کہ کسی طرح پر فضیلت
حضرت فاطمہؓ کو قبول کیا ہے۔

فصل ۳۳

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب علیؓ وعن المسود بن مخزوم ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال فاطمہ بضعة منی فمن اغضبها اغضبتنی وفی رایتہ
یریدنہی ما اراہا یوزنہا ما اذا ہا متفق علیہ ترجمہ اور روایت
ہے مسور ابن مخزومہ سے کہ تحقیق کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہؓ پارہ گوشت ہے مجھ سے
پس جس شخص نے کہ غصہ دلایا اوس فاطمہؓ کو غصہ دلایا مجھ کو۔ اور ایک روایت میں
ہو کہ ناخوش کرتی ہے مجھ کو وہ چیز کہ جو ناخوش کرتی ہے اوس فاطمہؓ کو یا ایذا دیتی ہے
مجھ کو وہ چیز جو کہ ایذا دیتی ہے اوس فاطمہؓ کو مستغنی علیہ فقط شاہ عبدالحق صاحبؒ
اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے عوز اور دختر ابو جہل سے شادی
اپنی چاہی تھی اور حضرت رسولؐ نے اسے مشورہ چاہا تب حضرتؓ نے یہ حدیث فرمائی
اور حضرت علیؓ نے معذرت کی رسولؐ سے اور کہا کہ ہم ہرگز وہ کام نہ کرینگے کہ جس سے تو
ناخوش ہو اور رسولؐ کے مگر شاہ صاحب نسبت اس امر کے کیا فرمائیگے کہ حضرت فاطمہؓ
نے دعویٰ باغ فدک وغیرہ کا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پیش کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے
جو پوچھتا وہ انکذاشت باغ مذکور کا حضرت فاطمہؓ کو دیا تھا سو حضرت عمرؓ وہ کاغذ فاطمہؓ
سے لیکر کے حضرت ابوبکرؓ کے پاس لائے اور وہ کاغذ چاک کر دیا گیا کہ بعد اس قصہ کے
حضرت فاطمہؓ نے ہمد کیا کہ حضرت ابوبکرؓ سے تاحیات باغ فدک نہ کرینگے اور وصیت کی کہ
اونکے جنازہ پر ابوبکرؓ نماز نہ آوین اور ویسا ہی ہوا سو اس قصہ سے ناراض کہ حضرت

فاطمہ کا تاسرے بیان ہو اور علاوہ اسکے بھی جو جو حالات بزرگوار کی نسبت حضرت فاطمہ کے پیش آئے سو بمقام ذکر خلافت حضرت ابو بکر کے مذکور ہونگے۔

فصل ۳۴

اللہ

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن زید بن ارقم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومنا فینا خطیباً بما یدعی خما بین مکہ والمدینۃ فحمد اللہ وثنی علیہ وعطو ذکر ثم قال ما بعد کالایہا الناس نما انا بستر یسک ان یأتین رسول ربی فاجید انا تارک فیکم الثقلین ولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورن فیہ ثم قال اہل بیتہ اذ کرکم اللہ فی اہل بیتہ اذ کرکم اللہ فی اہل بیتہ وفی رواۃ کتا اللہ ہو جبل اللہ من اتبعہ کان علی الہدی ومن ترکہ کان علی الضلالہ رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا او سچ کہ ادھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھتے ہوئے اوپر ایک مقام بانی کے کہ بولا جاتا ہے خم کر کے درمیان کہ اور مدینہ کے پس حمد اور ثنا پڑھی آنحضرت فخر خدا کی اور وعظ فرمایا اور یاد آئی دلایا اور بعد اسکے فرمایا کہ بعد حمد و ثنا کے خبردار ہواے لوگو کہ ہم صرف ایک آدمی ہیں کہ قریب ہر یہ کہ آوے ایک بھیجا ہوا ہمارے رب کا اور ہم قبول کریں اوس پیغام کو یعنی کہ ایک فرشتہ جان لیو کو آوے اور ہم انتقال کریں اور چوڑے فرما لے ہیں ہم لوگوں میں دو بھاری اور نفیس و کو کہ اول اون دونوں کا کلام اللہ ہے کہ جس میں ہر ایت و لوز ہے پس لو تم لوگ کلام اللہ کو اور مضبوط پکڑو او سکو اور برنگیختہ کیا سو بخند آنے اوپر کلام اللہ کے اور ترغیب دلایا اوسے اور بعد اسکے کہ رسول نے کہ دوسری چیز اہلبیت میری ہے کہ یاد دلاتے ہیں ہم لوگو کو خدا کو جو حق اہلبیت سے یاد دلاتے ہیں ہم تم لوگوں کو خدا کو جو حق اہلبیت سے

اور ایک روایت میں ہے کہ کلام اللہ وہ رشتی خدا کی ہے کہ جو شخص تا بعد از مرگ
 اسکی سو ہوگا وہ ہدایت پر اور جو شخص کہ ترک کرے اس کلام اللہ کو سو ہوگا وہ شخص
 اوپر گمراہی کے اور روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت
 نے دو چیز بزرگ: اسطے ہم لوگوں کے چھوڑی ہے ایک قرآن شریف اور دوسرا اہلبیت
 عسقی لوگ اس اہلبیت کو معنی بتانے میں کیا قصور کریں گے خلیفہ شاہ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں
 کہ اہلبیت سے اشارہ واسطے اخذ سنت کر ہے سو یہ بات ہمکو صرف براہ اخذ سنت کر
 معلوم ہوتی ہے ورنہ اصل معنی صرف اسقدر ہے کہ قرآن اور اہلبیت دونوں ایک ساتھ
 ہیں یعنی کہ اعمال و اخلاق اہلبیت سے معنی قرآن کا سمجھا جائے کہ جیسا اہلبیت از رسول
 کے ہیں تو وہی لوگ معنی قرآن کا بھی خوب سمجھتے ہونگے اور برخلاف اوپر دوسرے
 لوگوں کا سمجھنا اور سمجھانا کوئی چیز نہیں ہے۔

فصل ۳۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن البراء قال ائت النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللہم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ وعن
 ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفتہ من
 النہار حتی اتی خباء فاطمہ فقال انکم انکم لکم یغنی حسنًا فلیت ان جاء
 یسعی حتی اعشق کل واحد منہما صاحبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم اللہم انی احبہ واحب من یحبہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت
 ہے برسرے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا میں پیغمبر خدا کو دو حالیکہ حسن بن علی اوپر دو ش
 اوس رسول کے تھکے تھے کہ تھکے تھے وہ رسول کہ اے اللہ میرے تحقیق کہ میں دوست
 رکھتا ہوں اوس حسن کو پس دوست رکھ تو اوس حسن کو متفق علیہ اور روایت ہے

ابو ہریرہ سے کہا اوسنے کہ کھلے ہم ساتھ رسول خدا کے ایک حصہ میں دن کے یہاں تک کہ
 پہنچو وہ رسول گم کر کو فاطمہ کے پس پوچھا اوس سول نے ایا وہاں ہی چوڑا بچا ایا وہاں ہی
 یعنی حسن پس دیر نہیں ہوئی کہ آئے حسن دوڑتے ہوئے یہاں تک کہ گلے لگایا ایک نے
 دوسرے کو پس فرمایا رسول خدا نے کہ اے میرے خدا تحقیق کہ میں دوست کہتا ہوں اوس حسن کو
 پس دوست رکھو تو اوسکو اور دوست رکھو تو اوس شخص کو جو دوست رکھو اوسکو متفق علیہ
 فقط سینوں کو ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کے کچھ خصوصیت نہیں ہی بلکہ ایک طرح پر
 سینوں کو اوپر طرف سے فراغ خاطر ہے کہ امام حسن نے خلافت بنی معاویہ کو تسلیم کی مگر معاویہ
 جبقدر کہ امام حسن کو دوست رکھتا تھا معاویہ ایک امر سے ظاہر ہوگا کہ تاریخ انجیل میں
 چھاپہ مصر میں ہے کہ جب معاویہ نے خبر فوت امام حسن کی سنی تو ماری خوشی کے اللہ اکبر
 اللہ اکبر تکبیر خوشی کی کہنے لگا تب فاختہ اوسکی بی بی نے تعجب سے پوچھا کہ کیا تم فوت
 پسر فاطمہ پر خوشی کرتے ہو تب معاویہ نے کہا صاحب کبریت شہانہ و لکن استراہ قلیبی
 یعنی ہننے تکبیر خوشی کی براہ شہادت نہیں کی ہے و لیکن اس خبر سے دل کو میرے چین
 ہو یعنی دل کو ٹھنک ہوئی سبحان اللہ کیا دل ہے آپکا کہ فوت حسن بن فاطمہ سے
 آپکے دل کو رحمت پہنچی ہے اُف و لغزین ہے اسیر دل پر اور اوس وقت میں عموں لوگوں
 کا دل الہیت کی طرف سے اسقدر پھر گیا تھا کہ حضرت امام حسن نے فوت مرنے کے
 یہ وصیت کی کہ ہماری لاش کو روضہ رسول خدا کے پاس بجائیو اور اگر لوگ خسی ہوں
 تو قریب اوس روضہ مبارک کر دفن کرو ورنہ دوسری جگہ دفن کرو و چنانچہ لاش امام
 معصوم کی حسب وصیت قریب روضہ مبارک کر رکھی گئی اور لوگوں کی طرف سے
 اوس لاش پر خوب بارش تیردن کی ہوئی اور آخر کار حضرت عائشہ کا فیہ ی براہ
 خلافت و عدلی سابق ایام حیات امام حسن کے یہ ہوا کہ زمین ملک اوکی ہی سو وہ

راضی نہیں ہیں کہ اوس جگہ میں حسن ابن علی دفن ہوں اور انجام یہ ہوا کہ وہ لاش برک
 ومانسے اوٹھا کر کے جنت البقیع میں دفن ہوئی واہ واہ کیا خوب تعمیل حکم دوستی حسن ابن
 قاطمہ کی ہوئی اور دفن تاریخ سے کوئی دوسرا ایک قصہ ایسا پایا نہیں جاتا کہ لاش پر جو حجاب
 تیرون کی ہوا اور حضرت امام حسنؑ کے علم کا یہ حال ہے کہ جب آپ حمیدہ بنت اشعث سے
 زہر کھلاؤ گئے اور بار بار دل و جگر آپ کے ٹکڑے ہو کر نکلنے لگی تو حضرت امام حسینؑ نے
 بوجہ کہ شبہ زہر دینے کا آپکو کس شخص پر ہے تب آپ نے فرمایا کہ ہم اپنا شبہ نہیں کہہ سکتے
 ہیں کہ اگر میرا شبہ نادرست ہو تو بار اوسکا ہمپر ہوگا اور اگر درست ہو تو معاملہ اوسکا
 ساتھ خدا کے ہر اور ایک رزق کی نقل ہے کہ آپ اپنے خادم کو پکارتے زہر مگر وہ خادم
 نہیں بولا تب آپ خود اوٹھ کر کے اوس خادم کے پاس گئے اور وجہ نہیں جواب نہ
 کی پوچھی تب اوس خادم نے کہا کہ ہمکو آپ کے علم پر اعتماد تھا اس واسطے ہم نہیں بولے
 اور آپ نے یہ جواب منکر کے کچھ نہیں کہا اور اپنے مقام پر چلے آئے اور ایک وز کی
 نقل ہے کہ ایک غلام کے ہاتھ سے کھولتا ہوا گرم پانی آپ کے بدن پر گر پڑا تب آپ نے
 نظر اوٹھا کر کے اوس غلام کی طرف دیکھا اور اوس غلام نے ایک ٹکڑا آیت قرآن کا
 پڑھا والکالمین الغیظ یعنی اور گھونڈا لے غصہ کے تب آپ نے فرمایا کظمت یعنی
 گھونٹا ہننے غصہ کو تب غلام نے پڑھا دوسرا ٹکڑا آیت کا والعا فین عن الناس
 یعنی معاف کر دے آدمیوں کے تب آپ نے فرمایا عفت یعنی معاف کیا ہنرا سپر اوس
 غلام نے پڑھا ایک تیسرا ٹکڑا آیت کا واللہ یحب المحسنین یعنی اللہ دوست رکھتا ہے
 احسان کرنے والوں کو تب آپ نے اوس غلام کو آزاد کیا اور چار سو دینار دیا اور یہ تمام آیت
 ۱۲۸ سورہ آل عمران کی ہے کہ مسترجح سیل اپنے ترجمہ انگریزی میں قرآن شریف کے
 صفحہ ۱۵ میں لکھتا ہے کہ یہ ایک عمدہ سال حلم و فیاضی حسن کی ہے اور آپ کی اثبات اور

سخاوت کا یہ حال ہو کہ آپ نے اپنی عمر میں تین بار تخلیہ کلی اپنے مال اور دولت سے کیا
یعنی تین بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ بالکل مال اور اسباب اور گھر بار اپنا براہ خدا
دیکر کے خود لٹا کر ہو گئے۔ ہجرت اللہ کیا شان اہلبیت کی ہے اور جلد اول ترجمہ اردو
تاریخ ابوالفدا حاکم حاکم ۲۴۳ ص ۲۴۳ تا ۲۴۴ مین مذکور ہے کہ امام حسن نے
ماہ ربیع الاول اور بقول بعض ماہ ربیع الثانی اور بقول بعض ماہ جمادی الاول ۲۹
مین خلافت معاویہ کو تسلیم کیا اور بدریافت خبر انتقال حضرت امام حسن کے معاویہ
سجدہ شکر کا بجالایا اور خوش ہوا اور تاریخ خمیس عربی چھاپہ مصر جلد ثانی صفحہ ۲۹
تا صفحہ ۳۹ مین مذکور ہے کہ بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۰ھ کے تسلیم خلافت معاویہ کے
ہوئی اور حضرت عائشہ نے وعدہ دفن ہونے امام حسن کا روضہ آنحضرت میں خود امام
سے کیا تھا اور بعد وفات امام حسن کے امام حسین سے ہی اپنی منظوری بیان کی تھی مگر
انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہ نے بیل ملکیت اپنی بشمول مروان کے حضرت امام حسن کو
اوس روضہ مبارک مین دفن ہوئے نہ دیا۔

فصل ۳۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی بکر قال ایتنا لنبی
صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن بن علی علیہ السلام یقبل علی الناس حرۃ
وعلیہ احرۃ ویقول ان بنی ہذا سید لعل اللہ ان یصلہم بہ بین فتن غلیظتین
من المسلمین الخ لاخلافۃ بعد ثلاثون سنتہ رواۃ البخار
ترجمہ اور روایت ابی بکر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا میں نبیؐ خدا کو اوپر منبر کے او
حسن ابن علی اوس رسولؐ خدا کے پہلو مین تھے اور وہ رسولؐ کچھ متوجہ ہوئے تھے آدمی کی
طرف اور فرماتے تھے کہ تحقیق کہ یہ بیٹا میرا سید ہے اور میرا خدا اور سید

صلح کرادے درمیان دو جماعت عظیم مسلمانوں کے کہ خلافت میری تیش برس ہر روایت
 کی اسکو بخاری نے فقط شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس
 حدیث پر پیشین گوئی متفرق ہونے مسلمانوں کی دو فرقہ میں ہے کہ ایک فرقہ بطرف
 امام حسنؑ اور دوسرا فرقہ بطرف معاویہ کے تھا کہ بوجہ باقی رہنے چھ مہینان بعد انتقال
 حضرت علیؑ منجملہ تیش برس خلافت راشدہ کے حق بطرف امام حسنؑ کے تھا سو یہ بات
 واقعی درست ہے اس واسطے کہ انتقال پیغمبرؐ کا ماہ ربیع الاول السنہ ہجری میں ہو چکا
 کہ تیش برس کامل ماہ ربیع الاول السنہ ۴۰ میں ہوتا ہے اور انتقال حضرت علیؑ علیہ السلام
 کا ماہ رمضان سنہ ۴۰ کے واقع ہوا پس اس ماہ رمضان سے ماہ ربیع الاول تک
 تیش برس کامل ہونے کو فی الواقع پانچ چھ مہینان باقی تھا کہ وہ زمانہ طمر کے
 حضرت امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا مگر شاہ صاحب یہ بات جھگڑتے ہیں کہ صلح امام حسنؑ
 کا دلیل صحت امارت معاویہ کی ہے سو یہ بات صرف براہ تعصب سنیت کے معلوم
 ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر گاہ معاویہ بعد تیش برس خلافت راشدہ کے ملک غصوں
 یعنی بادشاہ گزندہ ہوا تو اسکی صحت امارت میں گفتگو کرنی فضول ہے اس واسطے
 کہ شقاوت معاویہ کی اس درجہ تک کی ہے کہ صلح نامہ خلع خلافت میں جو حضرت
 امام حسنؑ فی ایک شرط یہ چاہا تھی کہ حضرت علیؑ اوکے باپ پر گالی دینا بند کیا جا سکے
 معاویہ نے منظور نہیں کیا اور آخر حضرت امام حسنؑ نے مجبور ہو کر یہ شرط چاہی کہ اوکے سامنے علیؑ کے
 باپ پر گالی نہ ہو تا بیچ ابو العباس نے معاویہ کے شرط کو منظور کیا مگر اس شرط کو بھی معاویہ
 پورا نہیں کیا اور اگرچہ اسکی شرط تھی سو معاویہ نے وہ خراج کچھوا امام حسنؑ کے پاس
 نہیں بھیجا اور شاہ صاحب جو یہ بات لکھتے ہیں کہ دونوں فرقوں کا مسلمان ہونا ناہیا
 ہوتا ہی سو اس بات پر کیا نازش سینوں کو کہ جب کوئی لڑائی نہیں ہوئی تو دونوں

فرقہ کے مسلمان ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہو مگر کاش اگر لڑائی واقع ہوتی تو آپس میں یہ بات قابل لحاظ کرنے کے تھی کہ فرقہ سعادویہ پر اطلاق مسلمان ہونے کا باقی رہتا یا نہیں اور شاہ صاحب کو امارت سعادویہ کی صحیح قرار دینی کیا مشکل ہے کہ خلا دو اور گاہ میں خود یزید کو بھی شاہ صاحب نے ایک خلیفہ قبول کیا ہو کہ جسکی تفصیل آئندہ ہوگی

فصل ۳

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت عن جابر قال ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ یوم عرفة وھو علی ناقۃ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واهلہ رواہ الترمذی وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب اللہ جل جلالہ من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن ینفرا ابد حتی یرا علی الحوض فانظروا کیف تخلفون فیہا رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہی جابر سے کہ کہا اوسنے کہ دیکھا میں پیغمبر خدا کو حجۃ الوداع میں نذر بروز عرفہ کے وہ اپنی اوٹنی قصو پر خطبہ پڑھ رہے تھے پس سنا میں نے اوس رسول کو کہتے ہو کہ اے لوگو مجھے چوڑی ہو تم لوگوں میں وہ چیز کہ اگر پکڑو تم لوگ اوس چیز کو تو ہرگز نہ گمراہ ہو گے تم لوگ یعنی کلام اللہ اور عترت میری اور اہلبیت میری رویت کی اسکو ترمذی نے اور روایت ہی زید ابن ارقم سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ تحقیق کہ ہم چوڑنے والے ہیں تم لوگوں میں اوس چیز کو کہ اگر مضبوط پکڑو اسکو تو ہرگز نہ گمراہ ہو گے بعد میرے کہ ایک دن دو دن کا بزرگ تر ہو دوسرے ہی یعنی ایک کتاب خدا کی ایک رسی ہے گنجدی ہوئی آسمان سے زمین تک اور عترت میری اور اہلبیت میری اور

۷۲
 دونوں چیزیں آپس سے کسی جدا نہ ہوگی یہاں تک کہ پہونچیں سے دونوں اوپر عرض کے
 آپس خیال رکھو کہ کس طرح سے معاملہ کرو گے تم لوگ میرے ساتھ اون دونوں مرد میں
 روایت کی اسکو ترمذی نے فقط لغت میں عترت کے معنی خوشان اور نزدیکان کے ہیں
 اور اہلبیت سے علیؑ اور فاطمہ و حسن حسینؑ مراد ہیں یعنی کہ عترت اور اہلبیت ایک چیز
 اور تفصیل اسکی اوپر کی فصلوں میں ہو چکی ہے مگر شاہ صاحب کی دیر میں قابل
 لحاظ کے ہر کہ باوصف اقرار کرنے معنی اولاد و ذریت رسول اس حدیث کی شرح
 میں ہی اسی بات کو اعادہ کرتے ہیں کہ عترت اور اہلبیت اشارہ بطرف اہل بیت
 کے ہو لیس جبکہ اہلبیت سے اخذ سنت مراد لیا تو اب بیچارہ شیعہ لوگ کیا کریں گے۔

فصل ۳۸

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعند ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرم لمن حاربہم وسلم لمن
 سالمہ رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہے کہ اوس
 جابر سے کہ تحقیق کہ رسول خدا نے کہا واسطے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسینؑ کے کہ ہمکو
 جنگ ہے اوس شخص سے کہ جو جنگ کرے اون لوگوں سے اور ہمکو صلح ہے اوس
 شخص سے کہ جو صلح کرے اون لوگوں سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط معاً
 جو ساتھ حضرت علیؑ کے برابر لڑتا رہا سو سنی صاحبان اس حدیث کو ملاحظہ
 کر کے بہ نسبت سعادیہ کے کیا فرما دیں گے۔

فصل ۳۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عبد المطلب بن ربیعۃ
 ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغضباً وانا عندہ

فقال ما غضبك قال يا رسول الله ما كنا ولقيش اذا تلقوا بينهم تلقوا بوجوه مبسرة
واذا لقونا لقونا بغير ذلك فغضب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم حتى حمى
وجهه ثم قال والذي نفسي بيده لا يدخل قلب الرجل الايمان حتى يحكم الله وليه
ثم قال ايها الناس من ادنى لي فخذافا فافنا عم الرجل صنوا ابني داه الترمذي
ترجمہ اور روایت محمد بن عبد المطلب ابن ربیع سے کہ تحقیق کہ عباس پہنچے رسول خدا کے
پاس غضب آلودہ اور ہم نزدیک اوس رسول کے تھے پس پوچھا حضرت رسول نے
کس چیز نے غصہ دلایا تجھ کو بت کہا عباس نے اسی رسول خدا کے کیا حال ہر دین
ہلوگ ہاشمیوں کے اور درمیان قریش کے کہ جب ملاقات کرتے ہیں وہ قریش لوگ
آپس میں تو ملاقات کرتے ہیں وہ لوگ ساتھ خوش خوش چہرہ کے اور جب ملاقات
کرتے ہیں وہ لوگ ہلوگ ہاشمیوں سے تو ملاقات کرتے ہیں وہ لوگ ہم لوگ ہاشمیوں
سے ساتھ غیر اوس چہرہ کے پس غضب میں آئے پیغمبر خدا یہاں تک کہ سُخ ہو گیا
چہرہ آپ کا تب فرمایا آپ نے کہ قسم ہے اوس شخص کی کہ جان میری اوس کے ہاتھ میں
کہ نہیں داخل ہوگا دل کو آدمی کے ایمان یہاں تک کہ دوست رکھی وہ شخص تم لوگوں
کو واسطے خدا اور رسول اوس خدا کے بعد اسکے فرمایا آپ نے کہ اے لوگوں جو شخص
ایذا دے مجھ کو میرے پس تحقیق کہ ایذا دی اوس نے مجھ کو کیونکہ چچا آدمی کا ایک
ہمشاخ اوس کے باپ کا ہی روایت کی اسکو ترمذی نے فقط حضرت عباس رضی
عباس وغیرہ ہاشمیوں سے سنیوں کو کچھ خصوصیت نہیں ہے مگر غرض نقل کرنے
اس حدیث کی یہ ہے کہ حال قریش وغیرہ کا دکھلایا جائے کہ اون لوگوں کو کیا
معاملہ کشش اور تفرقہ کا ساتھ ہاشمیوں کے تھا یہاں تک کہ حدیث سند رجحان ۲۲
سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے کچھ دیر تک مشورہ راز ساتھ

حضرت علیؑ کے کیا تو لوگوں نے کہا کہ مشورہ رسول خدا کا ساتھ چھپے بجائی اوسکے
 ملول ہوا کہ اوسکے جواب میں پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ مشورہ ساتھ حضرت علیؑ کے
 ہمنے نہیں کیا بلکہ خود خدا نے ساتھ اوسکے مشورہ کیا پس جب حالت قریش کی
 ساتھ حضرت علیؑ اور تمام بنی ہاشم کے یہ تھی تو بیعت خلافت کرنا اون وحوش عرب کا
 اوپر حضرت ابو بکرؓ ایک قسمی کے بلا انتظار موافقت سے حضرت علیؑ کو خود قرین قیاس سے

فصل ۲۰

مشکوۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن عمر رضی اللہ عنہ انہ فرض
 لاسامۃ فی ثلثۃ الاف خمسۃ وقرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ الاف فقال عبد
 بن عمر لایہم فضل اسامۃ علیؑ فواللہ ما سبقنی الی مشد قال کان زید کان
 احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من ابیک وکان سامۃ احب الی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم منک فانزلت حب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم علی حتی رواہ الترمذی
 ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہ اوسنے مقرر کیا واسطے اسامہ
 ابن زید کے تین ہزار پانچ سو درہم اور مقرر کیا واسطے عبد اللہ ابن عمر کے تین ہزار
 درہم پس پوچھا عبد اللہ ابن عمر نے اپنی باپ یعنی حضرت عمرؓ سے کہ کس واسطے
 دی تو نے اسامہ کو اوپر ہمارے حالانکہ قسم خدا کی نہیں سبقت لیگیا اسامہ کو
 میرے کسی جہاد میں تب کہا حضرت عمرؓ نے کہ بدین وجہ کہ زید باپ اسامہ کا
 محبوب تر تھا رسول خدا کے پاس باپ سے تیرے یعنی ہمسے اور اسامہ محبوب تر تھا
 رسول خدا کے پاس تجھے پس ترجیح دی ہم نے حب رسول خدا کو اوپر حب اپنی دوست کی
 اسکو ترمذی نے فقط احادیث مندرجہ فصل ۲۱ سے ظاہر ہوا کہ محبوب ترین خدا

کے حضرت علیؑ تھے اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ باقر حضرت عمرؓ کے زید باب
اسامہ کے محبوب تر رسول خدا کے حضرت عمرؓ سے تھے پس حضرت عمرؓ کو حضرت علیؑ سے
کیا مقابلہ ہے۔

فصل ۴۱

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہلبیت وعن ابی ذر قال وھو اخذ
ببابل لکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول الا ان مثل اھل بیتیکم
مثل سفینۃ نوح من کبھا انجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد
ترجمہ اور روایت ابو ابی ذر سے کہ کہنا اوسنے در حالیکہ کیرے ہوئے تھا دروازہ
کعبہ کو کیا سنا جنتے حضرت بنی کو کہتے ہوئے کہ خبر دار رہو کہ تحقیق کہ مثل اہلبیت
کے میرے تلوگوں میں مثل کشتی نوح کے ہے کہ جو شخص چڑھا اوس کشتی نوح کو و
نجات پائی اوسنے اور جو شخص کہ سوار نہ ہوا اوس کشتی نوح میں تو ہلاک ہوا وہ
فقط یہ حدیث بتاؤ حدیث مندرجہ فصل ۳۷ کے ہے۔

فصل ۴۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ازواج النبیؐ وعن عائشۃ قالت ما عثر
علی احد من نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما عثر علی خدیجۃ وھا رابھا
ولکن کان یکنز ذکرھا و بما ذبح الشاة ثم یقطعھا اعطاء ثم یبعثھا فی صلوات یحیی
فوما قلت لہو کان لم تکن فی الدنیا امراة الا خدیجۃ فقیل لھا کانت و کانت
و کان لی منها ولد متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہی عائشہ سے

کہ کہنا اوسنے کہ نہ نہیں رشک کیا اور کسی زوجات بنی کے جیسا کہ رشک کیا ہوا وہ
خدیجہ کے حالانکہ جنتے نہیں دیکھا اوس خدیجہ کو اور لکن رسول اللہ اکثر ذکر اوس خدیجہ کا

لیا کرتے تھے اور اکثر فوج کرتے تھے بکری کو اور ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور سکو تب بھیجتے تھے
 اون ٹکڑوں کو عورتاں دوستان خدیجہ کو تب اکثر ہم کہتے تھے رسول خدا کو کہ گویا تھے
 دنیا میں کوئی عورت مگر خدیجہ پس کہتے تھے وہ رسول کہ بان وہ ایسی تھی اور ایسی تھی
 اور ہم کو اس سے اولاد ہوئی لتفق علیہ فقط اول اور اصل بی بی حضرت پیغمبر خدا
 کی خدیجہ بنت خویلد تھیں کہنگی حیات میں آپؐ کوئی دوسری بی بی نہیں کی اور
 خدیجہ ایک بیوہ دولت مند تھیں کہ ان کے کارخانہ تجارت میں حضرت پیغمبر خداؐ کو رہا
 اور مال تجارت کا اونٹ پر لیکر کے ملک شام کو گئے اور واسطے اس بی بی کے
 فائدہ کثیر حاصل کیا اور رفتہ رفتہ آپؐ کی دیانت اور ہوشیاری سے راضی ہو کر کے
 حضرت رسول خداؐ سے نکاح بڑے تکلف سے کیا اور بہت کھانا لوگوں کو کھلایا اور
 اس وقت میں اون کا سن چالیس برس کا اور پیغمبر خداؐ کا سن پچیس برس کا تھا اور
 بہت روز تک زندہ رہ کر کے تین سال قبل سنہ ہجری کے انتقال کیا اور ان کو
 میں سن شریف حضرت رسول خداؐ کا در بیان بتا لیں اور پچاس برس کے تھا اور
 حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپؐ کوئی دوسری بی بی نہیں کی اور آپؐ نے عنقریب
 تمام مال اور دولت حضرت خدیجہ کا راہ خدا میں خرچ کر ڈالا اور اس مقام میں تسکین
 وغیرہ مورخان انگریزی براہ انصاف تمام تر تعریف و فاداری حضرت رسول خداؐ
 کی اسطرح پر کرتے ہیں کہ باوصف اختلاف مقدور و اختلاف سن کے حضرت رسولؐ
 آخر عمر خدیجہ تک بڑے وفاداری سے کام کیا کہ حضرت خدیجہ کو کبھی اتفاق ملا کہ
 کا اپنی پسند پر نہیں ہوا اور واقعی یہ معاملہ تا آخر عمر خدیجہ کا زاید از حد قیاس بشری
 دیکھا جاتا ہے کہ ایسی وفاداری اور پاس شکر گذاری اسکان عام بشری سے خارج ہے
 اور بعد انتقال خدیجہ کے جو کثرت زوجات اور سراری یعنی لونڈیوں کی ہوں کہ پورے

شمار قطاری بیسیوں کا بڑھتا گیا اور حضرت رسول حضرت خدیجہ کو اور اسکے حسن سلوک کا
گوئیاد کرتے رہے سو اس سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو تنکین آج کو حضرت خدیجہ
سہی سودہ بات کسی بی بی سے حاصل نہیں ہوئی اور یہ امر سقدر نشان محبت و فادار
کا ہے کہ خدیجہ ایک مری ہوئی بی بی کے یادمین خصی فنج کر کے گوشت اوسکا وریاں
اون عورتوں کو تقسیم کیا کرتے تھے کہ جن عورتوں کو اوس مری ہوئی بی بی سے محبت
تھی اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ بیبیان جقدر عدد میں بڑھیں سو بڑھیں مگر حضرت
رسول خدا کے دل سے کھو یا دانگی محو سہو نہیں ہوئی اور حضرت عائشہ کو جو کچھ کہ
رشاک خدیجہ سے تھا سو اوسکو حضرت عائشہ نے اپنی آخر عمر تک خوب نباہا اور
متر گبن منورخ دہریہ خوب لکھتا ہے کہ علی کو حصول خلافت میں بوجہ سازش کاری
عائشہ کے تین بار شکست ہوئی اور ظاہر ہے کہ اگرچہ خلافت حضرت علی کو درجہ پام
میں ملی مگر اوسکا سہی انجام بوجہ سازش کاری عائشہ کے یہ ہوا کہ حضرت عائشہ
طلحہ اور زبیر رض کو لیکر کے حضرت علی سے خود لڑا میں اور کرتہ خون الودہ حضرت
عثمان کا دمشق میں معاویہ کے پاس بھیجا اور حضرت امام حسن کو باوصف وعدہ
سابق کے قریب روضہ مبارک حضرت رسول کے دفن ہونے نہیں یا مگر حیا اور وفا
حضرت علی کی قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جنگ جمل میں بمقابلہ طلحہ اور زبیر کے حضرت علی
نے فرمایا کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ہے کہ تم لوگوں کی بیبیان تو پردہ میں ہوں
اور پیغمبر خدا کی بی بی سیدان جنگ میں بے پردہ آؤ اور آخر اوس لڑائی میں جب
حضرت عائشہ اونٹ پر سے اتاری گئیں تو حضرت عائشہ کو غت اور آبرو کے
ساتھ مدینہ کو طرے روانہ کر دیا اور اس لڑائی میں جقدر لوگ کہ لہرے عائشہ کو مارے گئے
سو اون لوگوں پر حضرت علی نے نماز بھی پڑھی سو اوسکی طرح پر ہکو بھی ادب ساتھ

حضرت عائشہ کے ہر اور شک نہیں کہ حضرت عائشہ بھی ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تھیں اور بنظر رفع و حشمت مسلمانان انگریزی دان کے یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعد حضرت خدیجہ کے جو اس قدر بی بیان اور لوٹڈیان ہوئیں سو بلا حیلہ دیگر حالات اور صفات نبوت حضرت رسول خدا کے اس تعدد از وراج کو ویسا ہی سمجھنا جاوے کہ حضرت ابراہیم اور یعقوب اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمانؑ کو تعدد از وراج اور لوٹڈیان کا بھگا کر شک نہیں ہے کہ یہ تعدد از وراج دراصل باعث جملہ فسادات خانگی کا ہوا چنانچہ ایک حدیث میں خود حضرت عائشہ سے روایت ہے وَقَالَتْ اِنَّ يَسَاءَ مَثْوًى لَّكَ اَللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کُنْ حَرْبَیْنِ فِیْہِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَسُودَةُ وَالْحَزْبُ الْاٰخِرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَلْمَةُ وَسَلْمَةُ سَلْمَةُ اَللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمُ ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اس عائشہ نے تحقیق کہ بی بیان رسول خدا کی دو کردہ تھیں کہ ایک گروہ میں عائشہ اور صفیہ و حفصہ سودہ ہتھیں اور دوسرے گروہ میں اُم سلمہ اور باقی عورتیں رسول خدا کی تھیں پس حضرت اہم سلمہ کا بطرف اہلبیت کے ہونا بمقابلہ حضرت عائشہ کے عین قرین قیاس ہے چنانچہ یہ حال آخر فصل ۲۶- میں بھی مذکور ہوا ہے اور ہر گاہ بعد انتقال حضرت رسول خدا کے عائشہ بیٹی ابو بکر کی اور حفصہ بیٹی حضرت عمرؓ کی زمانہ مکان میں موجود تھیں تو خلیفہ قرار پانا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا برخلاف وصیت خم غدیر نسبت حضرت علی کے کہ جنکی ساس خدیجہ قریب پندرہ برس پیشتر کے مرچے تھیں اور اونکا وسیلہ ٹوٹ چکا تھا کچھ محل تعجب نہیں ہے۔

فصل ۳۴

بیت - ہر ضرورت کہ کردن ذکر عدد کہ جہاں تک ممکن ہے وہاں خارجی ہو

یعنی کہ اس فصل میں بضرورت مقام کچھ ذکر معاویہ دشمن اہل بیت کا ہی اس طرح کرنی
 حدیث ایک بہت پریشان طور پر ہے کہ جسکی ترتیب درمیان مسئلہ اور مسئلہ کے
 بدین طور ہوئی کہ مثلاً فلا نے سنا فلا نے سے کہ اوسنے سنا مثلاً اپنی داد اس کے اوسنے
 سنا حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ ان الحسنات تذهبن السیئات
 یعنی کہ نیکیاں دفع کرتی ہیں بُرائیوں کو غرض کہ فن حدیث کی بنا بالکل سنی سنائی
 باتوں پر قریب دیر ہو سو سو برس بعد حضرت رسولؐ کے ہی اور یہی وجہ ہے کہ کوئی
 طریقہ معمولی پنج وقتی نماز کا بھی اس وقت تک متعین نہیں ہے اور اس طرح ہر کوئی
 دوسرا مسئلہ بھی بوضع متعین کے نہیں ہے کہ یہی امر باعث اختلافات ائمہ العقبہ
 ابو حنیفہ و شافعی و مالک و حنبلی وغیرہم کا ہوا یہاں تک کہ تاریخ انتقال حضرت رسولؐ
 کی بھی اس وقت تک صاف و بلا اختلاف طرح معلوم نہیں ہے اور بمجرد انتقال حضرت
 رسولؐ کے شروع خلافت حضرت ابو بکرؓ سے اختلاف شروع ہوا اور حضرت علیؓ و
 تمام اہلبیتؓ سے لوگ منحرف ہو گئے اور امارت معاویہ پر قائم کر کے نوبت قتل امام حسینؓ
 کر دی گئی پہونچی اور فوراً بعد زمانہ حکومت بنی امیہ و مردانیوں کے زمانہ حکومت عباسیوں
 کا ہوا پس ایسی حالت میں جو کچھ احادیث کہ بشان معاویہ و یزید وغیرہ کے وضع
 کی جائیں سو بہت کھوڑا ہی اور حالت یہ پہونچی کہ نسائی محدث کو لو کون فی بعلت
 روایت کرنے احادیث مناقب بشان علیؓ علیہ السلام اور نہین روایت کرنے
 کوئی حدیث بشان معاویہ کے خصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر باوصف ان سب
 حالات کے بہت غنیمت ہے کہ احادیث مناقب معاویہ کے بہت کم ہیں اور جو
 ہیں سو بوضع حدیث موضوع کے ہیں چنانچہ انہیں سے ایک حدیث موضوع
 حسب ذیل ہے مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب

وعن عبد الرحمن بن عوف عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال معاوية اللهم اجعل هاديا مهاديا واهديا رواه الترمذي ويمكن له في البلا د ترجمہ اور روایت ہے عبد الرحمن بن عوف سے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نبی نے بختی معاویہ کے کہ اگر میرے خدا بنا تو اس معاویہ کو ہادی اور مہدی یعنی راہ دکھلانے والا اور راہ پایا ہوا اور ہدایت کر تو لوگو کو بذریعہ اس کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور یکن کر اسکو شہرہای اسلام میں فقط سو اس حدیث کو موضوع ہونے میں کچھ شک نہیں ہے چنانچہ شاہ عبدالحی صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ راوی اس حدیث کا عبد الرحمن صحابیوں میں ثابت نہیں ہے اور اس راوی کو مضطرب الحدیث لکھا ہے اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ راوی ایک صحابی ہے کہ اس سے ترمذی نے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے اور شاہ صاحب بروایت سیوطی اور صاحب سفر السعادت کے لکھتے ہیں کہ محدثوں نے کہا ہے کہ فضل معاویہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور جامع الاصول میں مذکور ہے کہ معاویہ نے کتابت یعنی منشیگری پیغمبر خدا کی کی ہے مگر کتابت وحی یعنی لکھنا قرآن شریف کا ثابت نہیں ہے اور طحاہر ہے کہ ہر گاہ معاملہ معاویہ کا ساتھ حضرت علی اور امام حسن کے تمام مکرو فریب سے سمور ہے اور یہ شخص یقینی دشمن علی اور تمام اہلبیت کا ہر تو اس شخص کے حق میں ایسی دعا نہیں ہو سکتی ہے اور اگر فی الحقیقت یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی مثال ساتھ جو دس اسقراطی کے بہت درست ہے کہ وہ بھی ایک بارہ جوار یون میں سے حضرت سچ کے تھا کہ جن جوار یون کو حضرت سچ نے اپنا نائب بنا کر کئے تھے مردہ جلانے وغیرہ کا دیا تھا کہ اونہیں سے اس جو دس اسقراطی نے خود حضرت

سچ کو بکروادو یا پس اس طرح پر معاویہ بھی بطور ایک صحابی مرتد کے خیال کیا جاسکتا
 جیسا کہ عبداللہ ابن جحش شوہر سابق ام حبیبہ خواہر معاویہ کا مرتد ہو گیا اور ہمسکو
 معلوم نہیں ہوتا کہ کسنی لوگ باوصف اقرار ہونے معاویہ برسر ناحق کے کس مصلحت
 معاویہ کی حمایت کر کے صرف خاطر باغی پر اکتفا کرتے ہیں مگر شاید یہ مصلحت ہو کہ
 جب معاویہ پر زبان بند کی جائے تو آگے بڑھ کر خلفائے ثلاثہ کا حال نہیں کھلیگا
 غرض تمام اہتمام اہل سنت سر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاویہ بے شک ایک چور پھرنیکا
 ہے اور یہ قول سینوں کا کہ معاویہ پر کف اللسان یعنی زبان بند ہوا اور مشاجرات
 یعنی اختلافات صحابہ کا نہیں دیکھا حاسے سوطا ہر اسی مصلحت سے ہو گا کہ اندھے
 بغلے کی طرح پر بے دیکھو بھالے اصل حالات کے قول افضل البشر لعنہ الہی ابو بکرؓ
 ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ کو ہم لوگ بطور متنا صدقنا کے مان لین اور شنی سولانا
 ہم میں جو قصہ معاویہ کا لکھا ہے کہ شیطان نے اسکو واسطے نماز صبح کے اٹھا
 دیا سو خود ذات شریف راوی اس قصہ کے ہو گئے اور اگر یہ قصہ درست ہو تو
 اکابر لطف خاص اس قصہ میں یہ ہے کہ ہم لوگ معنی شیطان کے صرف استعد
 جاتر ہیں کہ الذی یوسوس فی صدور الناس یعنی وہ خناس جو کہ آدمیوں کے
 دلوں میں دوسوہ ڈالتا ہے سو معاویہ صاحب کو شیطان سے ہمیشگی کی ملاقات
 ہے اور لقب خال المؤمنین یعنی مامون کا خطاب جو بوجہ بھائی ہونے حضرت
 ام حبیبہؓ اور مؤمنین کے دیا جاتا ہے سو کیا ضرورت اس بات کی ہے اور اس کشتہ
 تو وہ یہودی باپ حضرت صفیہ کا بھی نانا ایسے لوگوں کا ہوا اور شاید یہی مناسبت
 ہوگی کہ سنیان معاویہ شاہی کو بہت مشابہت صفات یہود کے ہے اور قوم سادات
 بنی فاطمہ بنت خدیجہ الکبریٰ کو خصوصاً ایسی سوتیلے مامون سے پرہیز کرنا چاہیے

کہ سادات کے واسطے تو معاویہ صرف ایک سانپ مانوں کہا جا سکتا ہے۔

حکیم سنائی

پسر ہند اگر چہ خال من است
ور لوشٹ او خطے زہر رسول
در مقامے کہ شیر مرد ہند
دوستی و یم بکارے نیست
بر خطش نیز افتخارے نیست
از خط و خال اعتبارے نیست

الوری

دوستدار پسر ہند مگر آگہ نیست
پیر اولب و دندان پیغمبر شکست
او بنا حق حق و اما پیغمبر گرفت
کہ از دوستہ کس او پیغمبر چہ رسید
مادر او جگر غم پیغمبر بکشد
پسر او کہ فرزند پیغمبر برید

مولف این رسالہ

معاویہ کہ نبودش سوائے مکر و فریب
ز من نخوا زرم اجہتا و او گویم
چرا رو مپے تاویل بار دو ہزریب
بغاوتے است صریح و جا او بیب

و دیگر از مولف مذکور

بجب شاہ ولایت کہ جب او مقصود
ہزار بار بگویم معاویہ مردود

فصل ہم

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن علی رضی اللہ عنہ نقل
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کل نبی سبعة بحباء و رقباء و
اعطیت انا اربعة عشر فلنا منہم فعالنا و ابناؤنا و جعفر و حمزة و ابوبکر و عمر و
مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبد اللہ بن مسعود و ابوذر القنادی
رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا

کہ تحقیق کہ واسطے ہر ایک بنی کے بین سات نجیب اور رقیب لوگ اور دہ گئے بھگو
 چودہ نجیب اور رقیب تب ہم لوگوں نے پوچھا کہ کون ہیں وہ لوگ تب فرمایا اس
 رسول نے کہ ہم اور دو بیٹے میرے یعنی حسن اور حسین اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور
 عمر اور معصب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ ابن مسعود و ابوذر و مقداد
 روایت کی اسکو ترمذی نے فقط غرض نقل سے اس حدیث کو یہ ہے کہ چودہ صحابہ
 کا جو منتخب ہونا اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے سو اس میں سے حضرت علی و امام حسن
 و امام حسین و جعفر و حمزہ و سلمان فارسی اور عمار ابن یاسر و ابوذر اور مقداد و نہ
 کسان یقیناً شریک بیعت حضرت ابوبکر کے نہیں تھے اور علاوہ انکے زبیر اور برابر
 وغیرہم راجلہ صحابہ جو کہ شریک بیعت حضرت ابوبکرؓ کے نہیں ہوئے تھے سو
 تفصیل انکی بذکر بحث خلافت کے کیجائی گے۔

فصل ۲۵

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب عن ابن مسعود ان النبی صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم قال قتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و
 اھند و اھدی عمار و تمسکوا بعھد بنام عبد و فی روایت حذیفۃ ما
 حدثکم ابن مسعود فصدقوہ و تمسکوا بعھد بنام عبد رواہ الترمذی
 ترجمہ روایت ہے ابن مسعود سے کہ تحقیق کہ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ قتد
 کرو تم لوگ ساتھ اون لوگوں کے جو میرے بعد ہونگے اصحاب میرے یعنی ساتھ
 ابوبکر اور عمرؓ کے اور ہذا بیت پاؤ تم لوگ ساتھ ہذا بیت عمار کے اور تمسک پکڑو تم لوگ
 ساتھ قول و عھد بنام عبد یعنی عبداللہ ابن مسعود کے اور روایت من حدیثہ
 کے ہے کہ جو کچھ حدیث بیان کرے تم لوگوں سے ابن مسعود پس تصدیق کرو اسکو

اور تنک پکڑو ساتھ عہد اور پیمان ابن ام عبدلعنی عبد اللہ ابن مسعود کے ہوتے
اسکو ترمذی نے فقط حضرت ابو بکر اور عمرؓ کے فضائل خاص سے کچھ انکار نہیں
ہو سکتا ہو مگر یہ حدیث بمقابلہ حدیث خم غدیر کے کچھ دلیل حقیقت خلافت بلائ
کے نہیں ہو سکتی ہے کہ اقتدار کے ساتھ ایک آدمی کے ایک بات ہو مگر مولیٰ ہونا
دوسری بات ہو اور اقتدار سے تو لفظ ابتدا کی بڑھ کر کے ہو پس اگر لفظ اقتدار کی
دلیل حقیقت خلافت ابو بکر و عمرؓ کی ہو تو اس سے زیادہ تر دلیل خلافت عمار ابن
یاسر کی ہو سکتی ہے اور جو ارشاد راہ چلنے کا ہے سو عمار ابن یاسر شریک خلافت
حضرت ابو بکر کے نہیں ہوے بلکہ بطرف حضرت علی کے ہو کر کے بمقابلہ معاویہ کے
شہید ہو کر اور جب قاتل عمار نے اپنا افسوس معاویہ سے کہا کہ قاتل عمار کا
کافر ہے تو معاویہ نے اوکے جواب میں کہا کہ قاتل عمار کا خود علی ہے کہ اونے
عمار کو لڑائی میں بھیجا اور اوپر حضرت علی نے فرمایا کہ اگر ہم قاتل عمار کے ہوں تو
حضرت رسول قاتل حضرت حمزہؓ کو ہونگے کہ جنکو حضرت رسول نے جنگ میں یوسفین
پر معاویہ کے بھیجا تھا۔

فصل ۲۶

مشکوۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن انس قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ والہ وسلم ان الجنة تشاق الى ثلثة علی وعمار و سلمان رواہ
الترمذی ترجمہ اور روایت ہر انس سے کہ کہا کہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا
کہ تحقیق جنت مشتاق ہو تین آدمی کی یعنی علی اور عمار اور سلمان کی روایت
کی اسکو ترمذی نے فقط سو یہ تینوں آدمی کہ جنت مشتاق اونکی ہے شریکیت
خلافت حضرت ابو بکرؓ کے نہیں تھے۔

فصل ۷۴

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن بريدة قال قال رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تبارك وتعالى امرني بحبائيه بعته واخبرني انه
 يحبهم قيل يا رسول الله سئمتهم لنا قال على منهم يقول ذلك ثلثا وابودرد والمقداد
 وسلمان امرني بحبهم واخبرني انه يحبهم رواه الترمذي
 ترجمہ اور روایت ہر بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولی نے کہ تحقیق کہ اللہ
 نے حکم دیا مجھکو محبت کرنے کو ساتھ چار آدمی کے اور خبر دی تجھکو اس بات کی کہ تحقیق کہ
 وہ اللہ دوست رکھتا ہے اور ان سبھوں کو تب پوچھا گیا حضرت رسول سے کہ آپ نام
 بتلائیں اون لوگوں کا واسطے ہم لوگوں کے تب آپ فرمایا کہ علی او نہیں ہے ہر
 اس قول کو تین بار فرمایا اور کہا کہ ابودرد و مقداد و سلمان ہر سوا سبھ کو حکم دیا تھا
 محبت اون لوگوں کے اور یہ کہ وہ انکو دوست رکھتا ہے اور ان سبھوں کو روایت کی
 اسکو ترمذی نے فقط سویہ چار بزرگان شریک نبیت خلافت حضرت ابو بکر کے نہیں تھے
 اور نہ کچھ خصوصیت محبت حضرت علی کی بعد انتقال حضرت رسول کے دیکھی جاتی ہے۔

فصل ۷۵

مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب وعن جابر قال کان عمر يقول
 ابو بکر سيدينا واعتق سيدينا يعني بلاكارواه البخاري ترجمہ
 اور روایت ہر جابر سے کہ کہا اوسنے کہ عمر اس بات کو کہا کرتے تھے کہ ابو بکر سیّدی
 سرور ہم لوگوں کا ہے اور آزاد کیا اوسنے سرور کو ہم لوگوں کے یعنی بلال کو روایت
 کی اسکو بخاری نے فقط اس حدیث سے جو حضرت عمرؓ کا سید سرور قبول کرنا حضرت
 بلال کا ظاہر ہوتا ہے سو یہ امر ابو بکرؓ کی مزاج حضرت عمرؓ کے ولالت کرتا ہے اور اس طرح

حدیث مندرجہ فصل ۳۹ کے بھی خوبی حضرت عمرؓ کی دکھلاتی ہے کہ حسین حضرت عمرؓ کے قبول کیا ہے کہ زید باپ اُسامہ کے محبوب تر نزدیک رسول خدا کے بہ نسبت خود ان کے تھے اور شک نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ بہت ایک صاف اور پاک آدمی عام معاملات میں تھے مگر افسوس ہے کہ تفرقہ قریش اور ہاشمی کا جو کہ حدیث اس کی فصل مندرجہ ۳۹ میں مندرج ہے سو یہ صفت تفرقہ کی حضرت عمرؓ کو جو ایک قریشی تھے حضرت علیؓ ہاشمی سے برابر رہی یعنی حضرت علیؓ کو جو بروز خیم غدیر کے مولیٰ قبول کر کے مبارکباد دی تھی سو بعد انتقال حضرت رسول کے حضرت علیؓ کو ثامن مہجول گئے اور کچھ اونکو سید یعنی سردار اپنا قبول نہیں کیا بلکہ درخصوص بیعت خلافت ابو بکر اور دعویٰ باغ فدک اور عقدا ام کلثوم وغیرہ کے جو جو طرح سے کہ حضرت عمرؓ نے بدرجہی ساتھ حضرت علیؓ کے کی ہے سو یہ حال سب آئندہ ان پر اپنے مقام پر دکھلایا جائیگا۔ بیعت

اے ابرو تو مکہ و منامین برسا | افسوس کہ تو نہ کر بلا میں برسا

فصل ۴۰

بیعت

محسن یوسف ید بیضا دم عیسیٰ دار | انچہ خوبان ہمہ دارند تو نہنسا دار

ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ واسطے اثبات حقیقت خلافت خلفائے ثلاثہؓ کے سینوں کو اوپر احادیث مناقب قریش و ہاجرین و صحابہ و عشرہ مبشرہ کے کیا نازش ہے کہ یہ صفت تو حضرت علیؓ میں ہی موجود ہے بخلاف صفات خاص حضرت علیؓ کے کہ ان کی صفات ہاشمی ہونے میں و اخوت بار رسول و زوجیت نبول وغیرہ میں کوئی دوسری صحابہ شریک نہیں ہیں اور سنیاں جو اصحاب کو بدلیل حدیث من سلک علیؓ طیفہ فہالی کے داخل آل سمجھتے ہیں سو خود آل ہونا ایک بات ہر آدمی

بوجہ خوبی اعمال کے داخل آئیں ہونا ایک دوسری بات ہے اور کیا مفہوم آئی اور داخل
 آئی کا کبھی ایک ہو سکتا ہے بلکہ خود اس بات سے کہ اصحاب بوجہ خوبی اعمال کے
 داخل آئیں سمجھے جائیں کہ قدر بزرگی خود آئی کی ترقی کرتی ہے بہر حال اب کچھ احادیث
 مناقب قریش وغیرہم کے مذکور ہوتے ہیں کہ اس شرف و کمال میں حضرت علی
 بدرجہ اعلیٰ داخل ہیں مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب قریش عن ابی ہریرہ
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الناس تبع لقریش فی هذا الشان مسلم
 تبع لمسلمہم وکافوہم تبع لکافرہم متفق علیہ ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہ سے
 کہ آدمی لوگ تابع ہیں قریش کے اس امر میں سلمان قریش کے تابع ہیں سلمان قریش کے
 اور کافر قریش کے تابع ہیں کافر قریش کے متفق علیہ فقط ۲۵ برس قبل اسکے
 اس مقام میں شرح مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر جو اسے ہماری بقلم خاص کار
 حسب ذیل لکھے ہوئی ہے سو اب تک ہم ساتھ اپنی رائے سابق کے متفق ہیں۔
 حضرت علی علیہ السلام و امامین علیہما السلام درین شرف قریشی بودن نیز شریک
 علاوہ دیگر صفات خاصہ آہنہا کہ دیگرے شریک بدان نیست اور جب صحابی انصاف
 نے امیر متنا و امیر منکھ کہہ کر کے چاہا تھا کہ ایک خلیفہ انصار میں سے
 اور ایک خلیفہ قریش میں سے ہو تو مساجرین قریش بدلیل قرابت
 قریشی ہونے کے انصار پر غالب آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
 کو خلیفہ قرار دیا تو کیا خوب قول معقول حضرت علیؑ نے اپنی طلب حق خلافت سے
 فرمایا کہ تم لوگوں نے بمقابلہ انصار کے بدلیل قرابت قریشی ہونے کے انصاف
 پنا پایا تو وہی انصاف ہم کو دو کہ علاوہ ہمارے قریشی ہونے کے بلکہ جزیت
 رسول سے ہے اور قرآن شریف ہمارے گہر میں نازل ہوا اور اس کے احکام سے ہم عالم ہیں

آفا تھا گردیدہ ام مہربان دزدیدہ ام | بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگر
 اگر حضرت علی کو خلافت ظاہری تھی سالہ کی بلا فصل نہیں ہوئی تو اس سے کچھ نقصان
 شان آپکا نہیں ہے کہ یہ خلافت دوازدہ گانہ دوازدہ امام کی جو ہر سو قیامت تک
 ہی اور اوسمین آپ اول امام ہیں اور اوس سلسلہ میں کچھ فاصلہ اور واسطہ غیر لوگوں
 نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حکومت آپکی دل و جان پر ہے کہ ایمان آپکی محبت
 میں منحصر ہے وعن جابر بن سمرقہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم یقول لا یرال الا لاسلام عزیز الی اثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش فی
 رواۃ لا یرال امر الناس ما ضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلاً کلہم من قریش
 فی رواۃ لا یرال الدین قائماً حتی تقوم الساعۃ او یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ
 کلہم من قریش متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہی جابر بن سمرقہ سے کہ کہا اپنے
 کہ سنا میں نے حضرت رسول کو کہتے ہوئے کہ ہمیشہ رہیگا اسلام مغرب بارہ خلیفہ تک
 کہ کل اونکے قریش سے ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیگا معالہ ادب و شکا
 جاری جب تک کہ والی ہوں اون لوگوں کے بارہ آدمی کہ کل اونکے قریش سے
 ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رہیگا دین اسلام قائم جب تک کہ قائم
 ہو قیامت یا ہوں او پر اون لوگوں کے بارہ خلیفہ کہ کل اونکے قریش سے ہوں
 متفق علیہ فقط ہمارے نزدیک خلافت حقیقی دوازدہ امام کی اس حدیث سے بخوبی
 تمام ثابت ہوئی کہ جو حضرت علی سے حضرت امام ہمدی تک سلسلہ پہنچتا ہے -
 حسب ذیل حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت امام

امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام
 موسیٰ کاظم حضرت امام علی رضا حضرت امام جوادی نقی حضرت امام نقی حضرت
 امام عسکری حضرت امام ہمدی علیہم السلام۔ چنانچہ مطابق اسی ترتیب دوازده
 امام کے ایک ورود بھی در بیان سنیوں کے حسب ذیل جاری ہو کہ تقریبات عمر
 وغیرہ میں بڑھا جاتا ہے اللہ صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد
 الامی الطاهر الذی الذی کان علیا فی درجاتہ حسنا فی صفاتہ شہیدا فی
 تجلیاتہ زین العابدین باقر علیہ السلام اولین والاخرین صادقانی اولہ کاظم
 فی جمیع احوالہ متمکنا فی مقام الرضاء جوادا کفہ عند العطاء ہادیالہ
 سبیل النجاة عسکریا مع الغرات مہدیا الی طریق النقیین غیاث المشتغیین
 صلوات اللہ علیہ علیہم جمعین اور اگر یہ حدیث بشان دوازده امام کے قائم نہ کیا۔
 تو پھر بنیاد اقرار دوازده امام کی سنیوں کے نزدیک کیا چیز ہے مگر سنیوں پر اس
 حال میں ایک مصیبت یہ ہوگی کہ خلافت سی سالہ ظاہری حضرت ابوبکر سے چھٹا
 مہینان زمانہ خلافت حضرت امام حسنؑ تک ختم ہوئی اور اس حدیث کے خلافت
 حقیقہ حضرت مولیٰ علی سے حضرت امام ہمدی تک پہنچتی ہے تو ان کے معاویہ
 کسی قسم خلافت میں شمار نہیں ہوئے اور ان کے معاویہ بعد قیس برس خلافت
 ظاہری کے صرف ایک ملک عضو یعنی بادشاہ گردہ باقی رہے اور دوسری
 قباحت یہ ہو کہ حضرت علیؑ خلافت سی سالہ میں خلیفہ چہارم اور خلافت باطنی ثانی
 میں خلیفہ اول قرار پاتے ہیں اور اس حال میں حضرت علیؑ دونوں قسم خلافت
 میں وارد ہیں سو خود سنی لوگ حضرت علیؑ کو علاوہ رضی اللہ عنہ خطاب عام
 ثلاثہ کے خطاب کرم اللہ وجہہ کا دیتے ہیں پس جیسا کہ دوہرہ خطاب پیر میں سوا علیؑ

اگر خلافت بھی دوسری ہوئی تو کیا سفاقت ہے اور حدیث میں المنظور فی جمہ علیٰ
 لمحبتہ عباد واقع ہو لینے کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے محبت سے عبادت ہو پس جسکے چہرہ کو
 عبادت سے دیکھنا بروایت خود حضرت ابو بکر کے عبادت ہو تو دوسری خلافت کا ہونا ایک
 ایسے شخص کو کیا سچا ہے اور سینوں کو اس بات سے تحمل و تسکین کر لینا ضرور ہے کہ محبوبی
 میں کیا کرنا ہوگا اس واسطے کہ جو کچھ کوشش علماء اہلسنت کو واسطے اس بات کو ہو کہ
 تاویل اس حدیث کی کوئی دوسری طور پر کجاے سو وہ تمام کوشش راہ گمان ہو
 ہے اور کوئی بات درست نہیں بن پڑتی ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ اس حدیث میں
 لفظ خلافت کی ہے کہ حکومت ظاہری اوسکی دوازدہ امام کو نہیں تھی سو یہ خیال
 بھی محض فضول ہے اس واسطے کہ مقابلہ حکومت حقیقی متعلق ایمان کے جو کہ دوازدہ
 امام کو حاصل ہے حکومت ظاہری سعادہ وغیرہ کی کیا چیز ہے اور کتب عتقی
 میں جو پیشین گوئی حضرت مسیح کی بہ نشان بادشاہ یہودان کے ہو تو کیا وجہ
 نہیں ہونے حکومت ظاہری کے وہ پیشین گوئی ان نسبت حضرت مسیح کے بل
 ہو سکتی ہیں سو اوس طرح پر یہ خلافت دوازدہ امام کی بھی کچھ محتاج حکومت ظاہری
 کی نہیں ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب نے اس حدیث کی شرح میں جو کچھ فرمایا
 کھا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض طرق میں آ
 حدیث کو آیہ ابو بکر لا یلبث الا قلیلاً یعنی ابو بکر نہیں ٹھہرے گا مگر تھوڑے روز
 مگر خود شاہ صاحب اس قول پر یہ اشکال وارد کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بارہ
 خلیفہ ہونا چاہیے کہ جسے امر دین مستقیم ہو سو اگر حضرت ابو بکر ان بارہ خلیفوں میں
 داخل ہوں تو امر اسے جو روفساد کے داخل ان بارہ خلیفوں کے ہوتے ہیں
 حالانکہ حدیث میں الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یصلیٰ کا عضو واقع ہوئی

کہ خلافت بعد ہمارے تیس برس ہے اور بعد اسکے بادشاہ گزندہ ہوگا اور اس
 حدیث کے حاشیہ پر پیش برس قبل اسکے جو ہمارا حاشیہ مفصلہ ذیل لکھا ہو سو اس
 رائے پر بھی ہم اب تک قائم ہیں ہر گاہ باجماع علماء اہل سنت مدار خلافت حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ بر اجماع است نہ بر نص پس عبارت و ابو بکر کلا یلیت لا قلیلا
 ضمیمہ حدیث نتوان شد و اگر باشد یزید ہم دوران داخل خواہ بود اور شاہ صفا
 نے جو امر اسے جو ر و فساد کی مثال بنی مروان کی لکھی ہے تو اوپر حاشیہ ہمارا اب
 ذیل ہے ایازید وغیرہ از بنی اسہ از اہل خلافت نمودند کہ شاح رحمۃ اللہ علیہ
 صرف تذکر بنی مروان اکتفا فرمودند - اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ توجیہ میں اس
 حدیث کے چند قول ہے اول یہ کہ مراد بارہ آدمی سے ہو کہ جنکی سلطنت بر نزاع
 اور اختلاف کے ہو سو اس حساب سے ولید ابن یزید ابن عبد الملک ابن مروان
 بارہواں خلیفہ ہوتا ہو کہ اسکے وقت میں فتنہ ہوا اور اسکو مار ڈالا اور شاہ صفا
 اس توجیہ میں خارج ہونا بعض خلیفوں کا دائرہ عدل و احسان سے روا کرتے ہیں
 مگر یہ ایک عجب طرح کی توجیہ ہے کہ حضرت علی کی خلافت میں ہزاروں آدمی جناح
 اور صفین اور نہروان میں مارے گئے مگر شاہ صاحب اسکو کچھ نزاع اور اختلاف
 نہیں سمجھتے ہیں اور یہ ایک عجب حساب ہو کہ جس سے یزید بھی یکے از خلفائے
 دوادہ گانہ کے قائم ہوتا ہے کہ جسکے سبب سو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام
 کی ہوئی اور بجائے قائم کرنے دین کے ایک اتنا بڑا سردار دین کا قتل ہوا کہ اسکی
 تاریخ شہادت کی حسب ذیل ہے ۷

سال تعلقش بگفت غمگینے * * * سردین را بر میبے دینے
 بہر حال چونکہ خود شاہ صاحب اس توجیہ کو نامعلوم سمجھتے ہیں تو اس واسطے کچھ

زیادہ تر حاجت تردید اس توجیہ کی نہیں ہے۔ دوم یہ کہ مراد خلفاء عادل و امراے صالح سے ہے کہ جو مستحق اسم خلافت کے ہوں مگر شاہ صاحب نام بتلائی سے ایسے خلفاء عادل کے تمارے عاجز ہیں۔ ستوم یہ کہ بارہ خلیفہ بعد موت امام ہمدی کے ہونگے کہ اولن بارہ میں سے پانچ اولاد امام حسن کے اور بعد اونکے پانچ اولاد امام حسین شہید کے اور بعد اونکے پچھروں اولاد امام حسن کی ہیں اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر حدیث اس بات کی صحیح ہو تو یہ توجیہ درست ہے مگر ظاہر اسباق اس حدیث کا ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ بعد زمانہ حضرت امام ہمدی کے ایسے بارہ خلیفہ ہوں۔ چہارم یہ کہ مراد بارہ خلیفوں سے یہ ہے کہ دو بارہ خلیفہ ایک وقت میں ہوں مگر شاہ صاحب کچھ نشان نہیں دیتے ہیں کہ ایسے بارہ خلیفہ کس زمانہ میں اور کہاں پر ہو افسوس ہے کہ اس قدر توجیہات پر نشان شاہ صاحب نے لکھا مگر اس توجیہ سے برابر فرق ہے کہ ان بارہ خلیفہ سے دو ازودہ امام حضرت علی سے حضرت امام ہمدی تک مراد ہیں اور کیونکر اس توجیہ کی طرف شاہ صاحب مائل ہوئے کہ اس توجیہ میں فضیلت حضرت علیؑ اور اونکے اولاد کی ثابت ہوتی ہے مگر صاف بات یہ ہے کہ ان بارہ خلفاء سے بھی دو ازودہ امام مراد ہیں۔

فصل ۱۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب قریش وعن عمران ابن حصین قال مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو بکبر ثلثۃ اعیاء ثقیف وبنو حنیفۃ وبنو امیۃ لواء التزمک ترجمہ اور روایت ہے عمران ابن حصین سے کہ کہا اونہے کہ مرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم در حالیکہ کراہست رکعتے تہ تین

قبیلہ سے قریش کے لیو ثقیف و بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط معلوم ہو کہ حجاج ابن یوسف ظالم مشہور قبیلہ ثقیف میں سے
اوسیلہ کنز اب قبیلہ بنی حنیفہ میں سے تھا اور مثال بنی امیہ کی کسی شاعر نے
عبد اللہ بن زیاد کی دی ہے کہ جو قاتل امام حسین علیہ السلام کا تھا اور
اوسپر شاہ عبد الحق صاحب کو تعجب ہو کہ اوس راوی نے یزید کو کس واسطے
شمار نہیں کیا اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ باقی بنی امیہ نے بھی اپنے کام میں
قصور نہیں کیا یزید اور عبد اللہ پر کیا موقوف ہو مگر ہما کو تعجب ہو کہ شاہ صاحب
نے جزاۃ معاویہ کو کیوں نہیں یاد کیا کہ معاویہ تو یزید کا بھی باپ تھا اور
شاہ صاحب اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول نے خواب میں دیکھا
کہ بندہ سب اوپر منبر شریف آپ کے کہیل کر رہے ہیں اور آپ نے تعبیر ادا
بندروں کی بنی امیہ سے کی۔

فصل ۵

اب کچھ حدیث مناقب صحابہ کی مذکور ہوتی ہے کہ اوسمیں بھی حضرت علیؑ
داخل ہیں مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب صحابہ علیہ سید
الحدیث قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تنسوا اصحابی فلو ان
احداکم انفق مثل احد ذہباً ما بلغ مد احدکم ولا نسیفہ متفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہو البوسید خدری سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خداؐ
کہ مت گالی دو تم لوگ اصحاب کے میرے کس واسطے کہ اگر یہ بات ثابت ہو کہ تحقیق کہ
کوئی ایک تو تم میں سے راہ خدا میں خرچ کیا سونا مثل پہاڑ احد کے تو نہیں
پہونچا وہ شخص پیمانہ کو اون صحابیوں کے اور نہ نصف اوس پیمانہ کو متفق علیہ

فقط مگر معاویہ نے اور حضرت علیؑ کے لعن و گالی بے تکلف جاری کیا اور شاہ صاحب صحابی اسکو کہتے ہیں کہ جسے صحبت پیغمبر علیہ السلام کی حالت ایمان میں پائی اور مرادین اسلام پر اگرچہ درمیان میں مرتد بھی ہوا ہو جیسا کہ اشعث ابن قیس کو کہتے ہیں اور ہمارے نزدیک بھی اصحاب کی یہ تعریف درست ہو مگر شرط یہ ہے کہ ایمان بغیر محبت اہلبیت کے نہیں ہو سکتا ہے اور تعریف میں اصحاب کے یہ دو شعر حسینؑ ہلوی کا بہت درست اور دو جہے شععار

وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہیں
علیؑ اولئے رضی بتول اولئے خوش

سلام اونہ جو اونکے اصحاب ہیں
خدا اولئے رضی رسول اولئے خوش

ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص ایمان ظاہری اقرار رسالت کا رکھتا ہو اور اہلبیت رسول سے عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص درحقیقت منافق ہے کہ بتائید محبت اہلبیت کے بہت حدیثیں اوپر مذکور ہو چکی ہیں اور واقعہ کہ بلا میں جو ہزاروں آدمی نمازی اور حافظ اور قاری وغیرہ تھے تو بحالت اسقدر اہتمام قتل حسینؑ کر بلا کے کیا۔ وی لوگ مسلمان باقی رہے اور اس مقام میں جو ہمارا حاشیہ اوپر شیخ مشکوٰۃ شریف کے ۲۵ برس قبل کا لکھا ہوا ہے سو حسب ذیل ذکر شارح رحمۃ اللہ علیہ خود بارتکاب ردت نسبت اصحاب قاتل است تبارکاب صفائے و کیا کمر چہ رسد کہ انچہ تاویل آیت تطہیر اہلبیت گفتہ شود شک نیست کہ حضرت علیؑ علیہ السلام بہر معنی داخل است خصوص درین حال کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر را اندرون کلیم آوردہ انحصار اہلبیت برانہا فرمودہ است تا انیکہ بنظر طہارت مطلقہ اہلبیت بحالت جب ہم ما ذون بدخول مسجد بودہ و دیگر سیر احادیث و نشان علیؑ است و خود اہلسنت نیز خلافت را لہجہ علیؑ را حق مینویسند

پس با انہمہ حالات جنگ معاویہ با حضرت امیر علی علیہ السلام و بناحق نہایت
کشت و خون بودن ہزاران مسلمانان الحار از لیس یا ارتکاب کبیرہ و ہزار بر کبیرہ
خواہد بود یا نہ و حدیث صفحہ ۷۷ یعنی حدیث مندرجہ فصل ۳۸ - رسالہ ہذا کہ
حرب با علی حرب با من است این ہمہ یکسو کردہ بحکایت معاویہ درآمدن چہ عینی
دارد و ظاہر کہ امیر معاویہ از ہماجرین یا انصار یا اصحاب بدر ہم نبودہ اند کہ
چندان ہستام در کار باشد و نہ از ہشتیان قطعی اند کہ تاویل مزید را حاجت باشد
غایت اینکه از عوام صحابی بودہ اند کہ در سال ہشتم از ہجرت بشمول ابوسفیان و عکرمہ
بن ابی جہل ایمان آوردہ اند امتداد صحبت ہم میسر شدہ بود و لطف اینکه عکرمہ
بن ابی جہل بحکم رسول اللہ علیہ السلام بعد فتح کہ تیل کردہ شد انصاف از اہل
انصاف میخواہم کہ اگر این محاربات معاویہ رو بروی حضرت رسول صلی اللہ علیہ
و سلم میشد آن حضرت کدام جانب می بود فاعتبدوایا اولی البصائر نمیگویم کہ چہ
بدور شان معاویہ گفتہ آید مگر می پرسم کہ ہر حمایت و محبت راسبی خاص میاید نہ تم
کہ تو لا معاویہ را آخر سبب چیست سفینہ نوح را کہ عبارت از اہلبیت است گذشتن
چہ مناسب است قطع

| | |
|----------------------------|---------------------------|
| خدا یا بحق بنے فاطمہ | کہ بر قول ایمان کنے خاتمہ |
| اگر دعوت تم رو کنے در قبول | من و دست و دامن آل رسول |

یاد باشد کہ بحکم خلافت راشدہ سنی سالہ امیر معاویہ یک بادشاہ عضو ضلوعہ بودہ

فصل ۵۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وغن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم قال لا تمس النار مسلماً ظناً و لا می من انی رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہے جابر سے حضرت بنی سے کہ فرمایا حضرت بنی نے کہ نہیں
چھوٹگی آگ کسی سلمان کو کہ جسے دیکھا جھگو یا کہ دیکھا اوسنے اوس شخص کو کہ دیکھا
جھگو روایت کی اوسکو ترمذی نے فقط اگر یہ حدیث عموماً اوپر اون لوگوں کے
جاری ہو کہ جسے ساتھ اقرار و عدالت کہ دیکھا ہو اور کچھ محبت اہلبیت کی شرط ایمان
نہو تو سنہون کو بڑی وسعت ہے کہ اگر چاہیں تو یزید کو بھی داخل بہشتیان
سمجھیں اور اوسکو ایک تابعین میں سے شمار کریں کہ اس بزرگ نے بھی معاویہ
ایک صحابی کو دیکھا ہے۔ خاک پڑے ایسے صحابی پر اور ایسے تابعی پر۔

فصل ۵۴

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب صحابہ وعن عمر بن الخطاب رضی
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول وسألت
رَبَّيَ عَنْ اخْتِلَافِ اصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اصْحَابَكَ عِنْدَ
بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَمُ مِنْ بَعْضٍ لِكُلِّ نَوْزٍ اخْتِشَعُ مَا هُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هَدًى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اصْحَابِي كَالنُّجُومِ يَا أَيُّهَا الْمُتَّقِي هَاتِيهِمْ رَوَاهُ رِزِين

ترجمہ اور روایت ہے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ سناؤ
رسول اللہ کو کہتے ہوئے کہ سوال کیا ہم نے رب سے اپنے اختلاف سے صحابوں کے
بعد میرے تب وحی کیا گیا طرف میرے کہ اسے محمد تحقیق کہ اصحاب تیرے نزدیک
میرے بمنزلہ ستارہ ہا آسمان کے ہیں کہ بعض اونکا قوی تر ہے بعض سے اور ہے
واسطے ہر ایک کو نور پس جس شخص نے اخذ کیا ساتھ ایک شر کے کہ جس میں صحابی
لوگ مختلف ہیں پس وہ شخص نزدیک ہمارے اوپر ہدایت کے ہو کہا اوس نے

کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ اصحاب میرے مثل ستاروں کے ہیں پس انہیں سب کے ساتھ اقتدا کرو تم لوگ ہدایت پاؤ گے تم لوگ روایت کی اسکو زین نے فقط جب یہ حدیث خود حضرت عمرؓ سے ہو تو شاید اسی بنیاد پر بے پروائیان حضرت عمرؓ کی ساتھ حضرت علیؓ کے ہونگین مگر یاد رہے کہ یہ حدیث بھی خود حضرت عمرؓ سے ہے کہ بوقت جبر کرنے عقد ام کلثوم و دختر حضرت علیؓ کے روایت کیا تھا کل نسب سبب و صہرہ قطع یوم القیامۃ کا نسب و سبب و صہرہ سے یعنی فرمایا رسول خداؐ نے کہ کل نسب اور سبب اور رشتہ وصل و پیوند کا منقطع ہو گا بروز قیامت اگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا اور وصل و پیوند ہمارا فقط اور ہم دیکھتے ہیں کہ شج میں اس حدیث کے شاہ صاحب نے براہ راست بازی اس بات کو قبول کیا ہے کہ اگر بعض مقام میں بحبت بشریت اور خطا کے کوئی صحابی اوپر راہ صواب کے منہو جیسا کہ بغاوت اور خلاف امام برحق کا اختیار کیا ہو تو اقتدا ساتھ اوس صحابی کے درست نہیں ہے اور ہدایت ساتھ اوس صحابی کے درست نہوگی اور وہ صحابی مستثنیٰ اور خارج از بحث ہے پس صاف صاف یہ اشارہ بطرف معاویہ کے ہے اور برگاہ تشبیہ اصحاب کے ساتھ ستاروں کے ہو تو ایک مسلمان آدمی کہ جس کا دل میں ایمان ہو البتہ خاصۃً ہدایت انبی بذریعہ جناب مشکل گشاہی علیؓ ایک آفتاب جہان تاب یعنی حیدر کرار غیر فرار کے جاہیکا اور اہل تصوف اولیاء اللہ جہ تمام تر در یوزہ گری در گاہ حضرت علیؓ کی کرتے ہیں سوالبتہ یہ لوگ تمام تر راہ است پر ہیں ہاں ایک طریقہ نقشبندیہ کا البوکرہ سے تھا سوطریقہ فقرار میں وہ طریقہ ایک سوخت طریقہ کہلاتا ہے اور اسی سبب یہ خاتمہ طریقہ نقشبندیہ کا بذریعہ کسی خالوادہ کے حضرت علیؓ تک ہوتا ہے۔

فصل ۵

اب کچھ بیان اصحاب عشرہ مبشرہ کا ہوتا ہے سو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ حضرت
 ابو بکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبد الرحمن
 ابن عوف و ابو عبیدہ ابن الجراح و سعید ابن زید یہ دس شخص خاص کر کے عشرہ
 مبشرہ کہلاتے ہیں کہ جنکے واسطے بشارت جنت کی ہے حسب قول مشہور (وہ یار
 بہشتی اند قطعی) مگر کوئی بنیاد خاص اس بات کی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ کسب
 سے یہ دس آدمی خاص کر کے عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں چنانچہ خود شاہ صاحب ہی
 اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ بشارت جنت کی مخصوص ساتھ ان دس آدمیوں کے
 نہیں ہے کہ بشارت جنت کی بحق اہلبیت اولاد و ازواج و دیگر صحابی کے بھی ہے
 مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن عمر رضی اللہ عنہ
 قال ما احدا حق بهذا الا من هو لاء النضر الذین توفی رسول اللہ ص و هو
 عنہم راضی فسمی علیا و عثمان و الزبیر و طلحہ و سعد و عبد الرحمن رواہ البخاری
 ترجمہ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہیں کوئی مستحق تر ہے
 اس امر خلافت کو ان لوگوں سے جو کہ انتقال کیا رسول اللہ نے درحالیکہ وہ
 راضی تھے ان لوگوں سے پس نام بتلایا عمر نے علی و عثمان و زبیر و طلحہ و سعد
 ابن ابی وقاص و عبد الرحمن ابن عوف کا روایت کی اسکو بخاری نے فقط او
 بوراقصہ اس قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریب انتقال
 اپنے نام ان چھ شخصوں کا بتلا کر کے یہ کہا کہ ان چھ شخصوں میں سے پانچ آدمی
 جس شخص پر اتفاق کریں سو وہ شخص خلیفہ قرار دیا جائے اور وہ چھٹا شخص جو
 خلاف کرے قتل کیا جائے یعنی مقتضا اس حکمت عملی کا یہ تھا کہ خوب معلوم تھا

کہ یہ پانچ شخص قریش ہرگز حضرت علی ہاشمی کو خست یا رنہیں کریں گے تو اسی میں
 حضرت علی کا کام بھی ختم ہو جائیگا چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگرچہ حضرت
 عمر نے ان چھ شخصوں میں نام حضرت علی کا اول لیا تھا مگر ساتھ اسکے حضرت
 علی محروم ہو کر کے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوئے اور خیریت یہ ہوئی کہ حضرت علی
 نے بھی بیعت کر لی ورنہ اونکے ماری جانے میں کیا تکلف ہوتا اور یہ کیا مقام حسرت
 کا ہے کہ یہ بات کہ حضرت رسولؐ نے بحالت رضامندی ساتھ حضرت علیؑ کو انتقال
 کیا تھا محتاج تصدیق حضرت عمر کے ہوا اور یہ حضرت عمرؓ وہ بزرگ ہیں کہ جو قریب دو
 ماہ قبل انتقال حضرت رسولؐ کے مبارکبادی وصیت خم غدیر کے حضرت علیؑ کو
 دیکر کے کہا تھا کہ انت مولیٰ کل مؤمن موصوفہ سواب حالت حضرت علیؑ کی یہ پہونچی
 کہ تصدیق رضامندی حضرت رسولؐ کی نسبت اونکے حضرت عمر کے ٹھہری ہوئی ہے
 اور اگر یہ نام لینا علیؑ کا سچے دل سے ہوتا تو جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو
 استخلاف کیا تھا سو اُس سنت پر حضرت عمرؓ کا استخلاف حضرت علیؑ کا کرنا کیسا ذرا
 سٹھا اور اگر حضرت عمرؓ بڑے سچر تھے تو بھول جانا اپنے مبارکبادی بدزویت
 خم غدیر کا اور خلافت اوسکی امر خلافت کو درمیان چھ شخص کے نامزد کر کے حکم قتل
 کرنے غرض شتم کا کیا معنی رکھتا ہو اور کیا اس حکم سے حضرت عمرؓ کے خون اس شخص کا
 کہ جس سے حضرت رسولؐ راضی مرے ہوں حلال ہو جاتا۔ اور عبداللہ بن عمرؓ
 اپنے بیٹے کو جو حضرت عمرؓ نے استخلاف نہیں کیا سو تقریر اوسکی حضرت عمرؓ نے
 جو کچھ کی ہو مگر اصل بات صرف اس قدر ہے کہ جس بجا و سے خلافت پایا تھا سو
 اوسی بہاؤ سے خلافت سے رخصت ہونا بھی ضرور تھا اس واسطے کہ حضرت عمرؓ
 صدر مقام مدینہ میں تھے اور تمام قریش اہل قوت لوگ موجود تھے تو حقیقت کچھ

موقع استخلاف ابی بٹیا کا اونکو نہیں تھا خلافت معاویہ کے کہ اسکو سابق سے حکومت مستقل و شوق کی حاصل تھی سو اسنے بے تکلف استخلاف یزید ابی بٹیا کا کیا اور خلافت یزید کی بے تکلف جاری ہو کر کے استیصال خاندان نبوی کا کر بلا میں بخوبی تمام ہو گیا کہ سولے امام ہمار حضرت امام زین العابدین کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہیں بچا۔

فصل ۵

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن ابی ہریرۃ قال سمعت عائشۃ وسألت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مستخلفاً لو استخلفہ قلت ابو بکر فقیل نعم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل نعم قال ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم ترجمہ اور روایت ہوا بن ابی ملیک سے کہ کہا اسنے کہ سنا ہمیں عائشہ سے کہ پوچھا گیا عائشہ سے کہ کوئی شخص وہ تھا کہ جبکو حضرت رسول خلیفہ بناتے تب کہا حضرت عائشہ نے کہ ابو بکر تب پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر کے تب کہا عائشہ نے کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر کے تب کہا عائشہ نے کہ ابو عبیدہ بن الجراح روایت کی اسکو مسلم نے فقط اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت رسولؐ نے خود کسی شخص کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ یہ آپؐ حضرت عائشہؓ کی ہے کہ اگر حضرت رسولؐ کسی کو خلیفہ بناتے تو حضرت ابو بکرؓ کو اور بعد اونکے حضرت عمرؓ کو اور بعد اونکے ابو عبیدہ بن جراح کو خلیفہ بناتے اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ یہ دونوں شخص بہ تجویز حضرت عائشہؓ کے قابل ذکر خلافت کے نہیں تھے اور کہیں نہ کہ یہ دونوں شخص داماد حضرت خدیجہ الکبریٰ کے تھے پس حضرت عائشہؓ ان دونوں

شخصوں کو کیونکر یاد کر سکتی تھیں مگر شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں
کہ حضرت ابوبکر اونکے باپ نے بوقت خلیفہ ہونے کے کہا کہ ہو خلافت سے
کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمر اور حق ابوعبیدہ کا ہے۔

فصل ۵۷

مشکوۃ المصابیح باب ساقب عشرہ مبشرہ عن عبدالرحمن ابن عوف
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکرؓ فی الجنة وعمرؓ فی الجنة وعثمانؓ فی
الجنة وعلیؓ فی الجنة وطلحةؓ فی الجنة والزبیرؓ فی الجنة وعبدالرحمن بن عوف
فی الجنة وسعد بن ابی وقاصؓ فی الجنة وسعید بن زیدؓ فی الجنة وابوعبیدہ ثقفی
الجراح فی الجنة رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے عبدالرحمن ابن عوف
سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابوبکرؓ جنت میں ہے اور عمرؓ جنت میں
ہے اور عثمانؓ جنت میں ہے اور علیؓ جنت میں ہے اور زبیرؓ جنت میں ہے اور
عبدالرحمن ابن عوفؓ جنت میں ہے اور سعد ابن ابی وقاصؓ جنت میں ہے اور
سعید ابن زیدؓ جنت میں ہے اور عبیدہ جنت میں ہے روایت کی اسکو ترمذی نے
فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ذکر خلفائے اربعہ کا احادیث
میں کلام و جزو اسی ترتیب سے ہے کہ اسی امر سے ایک استنباس یعنی لگاؤ مذہب
کا پایا جاتا ہے مگر یہ تقریر شاہ صاحب کی درست نہیں ہے کہ حدیث میں فصل ۵۷ اس
رسالہ کا نام حضرت علیؓ کا بالاک نام حضرت عثمانؓ کے ہے فقط اور ترتیب کا حال یہ ہے کہ حدیث کا
بعد نو و بڑھ سو برس مان خلافت اربعہ کے مرتب ہوا ہے پس حطیح یہ کہ ترتیب خلافت
کی ہوتی گئی سو ادسی ترتیب سے حدیث میں مذکور ہونا نام ان خلفائے اربعہ کا
قرین قیاس ہے جیسا کہ بحث انبیاء بنی اسرائیل میں البتہ ذکر حضرت موسیٰ و داؤد

وسلمان وغیرہ کا اوپر ذکر حضرت مسیحؑ کے مقدم ہونگا ہر چند کہ اون انبیا کو حضرت مسیحؑ پر کچھ ترجیح و تفضیل نہ ہو یعنی کہ مجرد ترتیب زمانی کچھ دلیل فضیلت ذاتی شخص مقدم الذکر کے نہیں ہے بلکہ درجہ ہر شخص کا باعتبار الفاظ مخصوصہ اوس شخص کے سمجھا جاوے گا جیسا کہ حدیث میں فصل ۶۰ کے نسبت حضرت علیؑ کے ذکر اس بات کا ہر کہ حق ساتھ علیؑ کے ہو اور اسی طرح ہر تمام احادیث میں الفاظ لبثان حضرت علیؑ کے بمقابلہ خلفائے کرام ایک خاص قسم کے ہیں کہ جس سے متاثر ممتاز ہوتا حضرت علیؑ کا خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوتا ہر حال شاید یہی حدیث منشاء انحصار عشرہ مبشرہ کا ہو مگر یہ بات نہیں معلوم ہوتی ہے کہ سطح پر جو کہ ایک ایک آدمی کا نام لیکر کے لفظ فی الجنتہ بعد ہر نام کے تکرار کی گئی سو کیا منشاء اس قسم تقریر کا ہوا۔

فصل ۵۸

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن علی رضی اللہ عنہ
قال قبل یارسول اللہ من قوم بعدک قال ان قوموا ابابکر تجزوه امینا وهذا
والدنیا راعبلا والاخوة وان قوموا عمر تجزوه قومًا امینًا لاخاف فی اللہ لومۃ
لا یم وان قوموا علیا ولا راکم فاعلیٰ تجزوه ہادیامہدیا یاخذکم الصراط
المستقیم رواہ احمد ترجمہ اور روایت ہر علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے
کہ بوجھا گیا اسے رسول اللہؐ کس شخص کو ہم امیر بناوین بعد تیرے تب فرمایا
رسو لہذا نے کہ اگر امیر بناؤ تم لوگ ابوبکر کو تو یاؤ گے تم لوگ اوسکو امین بناؤ
امور دنیا میں اور راغب طرف آخرت کے اور اگر امیر بناؤ تم لوگ عمر کو تو یاؤ گے
تم لوگ اوسکو قوی اور امین جو کہ نہ خوف کرے اور خدا میں علامت کو لکھا

کرنے والے کو اور اگر میرا وہ تم لوگ علی کو اور ہم نہیں دیکھتے ہیں کہ تم لوگ اس بات کو کرو گے تو پاؤ گے تم لوگ اس کو ہادی اور حمیدی جو کہ راہ مستقیم پر کیا تمکو روایت کی اسکو احمد نے فقط شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے تخصیص و تعیین خلافت کی کسی شخص کے حق میں نہیں کی سو یہ بات ہمکو بھی درست معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی درحقیقت باعتبار اہل سنت از رو اجماع کے ہوئی تھی اور اس حدیث سے حال انحراف لوگوں کا حضرت علیؓ کی طرف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے فرمایا کہ ہم نہیں دیکھتے ہیں تم لوگوں کو کہ علی کو اس پر بناؤ گے۔

فصل ۵۹

مشکوۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعن اضران النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ارحم امة باقۃ ابوبکر واشدھمۃ اھل اللہ عموما وخصما
حیاء عثمان وافوضھم زید بن ثابت واقربھم ابن ابی کعب لم یکن للذین کفروا
من اھل الکتاب واعلم بالجلال والھوام صفاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین
ھذا الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح رواہ الترمذی قال ھذا حدیث حسن صحیح ورواہ
صعتر بن قناتۃ مرسل ووفیہ اقصاصہم ترجمہ اور روایت ہر اس سے کہ تحقیق کہ نبی صلی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحیم ترین امت کا ساتھ است میرے ابوبکرؓ ہے اور شدید تر
اوسکا امراض امین عمرؓ ہے اور صادق تر اون لوگوں کا از روی حیا کے عثمانؓ ہے
اور عالم تر علم فراخؓ کا زید بن ثابتؓ ہے اور قاری تر اون لوگوں کا ابی ابن کعبؓ
ہے کہ آیت لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب کی حضرت رسول نے ابن ابی کعبؓ کے
پاس پڑھی اور عالم تر اون لوگوں کا ساتھ حلال و حرام کے معاذ بن جبلؓ ہے اور

ہر است کو ایک امین ہی اور امین اس است کا ابو عبیدہ ابن الجراح ہے روایت کی اسکو احمد ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایت ہی معمر بن قنارہ سے بطور مرسل کے اور اس روایت میں ہے کہ قاضی تراءن لوگون کا علی ہے فقط اس حدیث میں ذکر حضرت علی کا سب کی آخر میں ہے بہر حال شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مشاورت حضرت علیؓ کے حکم نہیں دیتے تھے اور اگر حضرت علی حاضر نہ ہوتے تو حضرت عمرؓ توقف کرتے اور کہتے کہ فضیہ ولا باحس لھما یعنی کہ مقدمہ ہے مگر ابو الحسن یعنی علیؓ واسطے فیصلہ کرنے اور اس کے نہیں ہیں اور شک نہیں ہے کہ حضرت علیؓ کو بوجہ اصابت راس و قوت علمی کے حضرت عمرؓ کے پاس بہت دخل تھا کہ وہ حضرت علیؓ کو اپنی کام کا آدمی جانتے تھے مگر افسوس ہے کہ صراحتہ حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔

فصل ۶۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عشرہ مبشرہ وعنقالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمہ اللہ ابابکرؓ زوجہ ابنتہ وحملاً الی دار الحجۃ وصحبہ فی النکار واعق بلا صرہ مالہ رحمہ اللہ عمرؓ فی الحق لو کان ظن کہ الحق جمالہ صدیق رحمہ اللہ عثمانؓ یتیمی الملائکہ رحمہ اللہ علیہ اللہم اد الحق مع حیث دار رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب

ترجمہ اور روایت ہی اس انس سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تم میں سے ابوبکرؓ پر جو کہ بیاہ دیا ساتھ میرے اپنی بیٹی کو اوٹھا لگیا مجھ کو دارالہجرہ تک اور ساتھ دیا بل غار میں اور آزاد کیا بلالؓ کو اپنے مال سے اور رحم کرے اللہ عمرؓ پر کہ بولتا ہی وہ حق بات کو اگرچہ تلخ ہو اور امر حق نے چھوڑ دیا ہی اسکو اس حال

میں کہ اسکو کوئی دوست نہیں ہے اور رحم کرے اللہ عثمانؓ پر کہ اس سے شرم کرتے ہیں فرشتہ لوگ اور رحم کرے اللہ علیؓ پر اسے میرے خدا گردش و حق کو ساتھ اس کے جہان پر کہ وہ پہرے روایت کی اسکو نرندی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اور شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں بروایت جامع الجوامع سیوطی کے لکھتے ہیں کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی کہ قرآن ساتھ علیؓ کے ہے اور علیؓ ساتھ قرآن کے ہے۔

فصل ۶۱

بیت - کہے یوں جو چاہے کوئی کبیر کر * یہ نسبت علیؓ کو نہیں غیر سے اب کچھ احادیث سابق حضرت ابو بکرؓ کے بیان ہوتے ہیں سوا اس بات میں کچھ شک نہیں ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت عمدہ اور بزرگ اور نیک صفات آدمی اور حضرت رسولؐ کے ایک یار غارتھے اور ساتھ حضرت رسولؐ کے اونکو اپنی جان و مال تک کچھ دریغ نہیں تھا اور حدیث سندرجہ فصل ۵۸ میں جو بڑا حضرت علیؓ کے زاہد فی الدنیا راغباً الی الآخر انکی شان میں واقع ہے سو یہ بات بہب حسب حال ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اونکو ساتھ حضرت علیؓ وفا طمہ و امین علیہم السلام کے بہت ادب تھا غرض کہ انکے فضائل خاص میں ہمکو کچھ عذر نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ بقول رشتہ دیگر جگر جگر است کے اونکے فضائل کو ساتھ فضائل حضرت امیر علیہ السلام کے کچھ مقابلہ نہیں ہے کہ حضرت علیؓ اونکے مولیٰ اویسی طرح پر تھے کہ حبیب پر خود حضرت رسولؐ اونکے مولیٰ تھے اور خطبہ ہمارے جمعہ و عیدین میں جو ذکر حضرت ابو بکرؓ کا بجا رہا افضل الصحابہ بالصدق والتقیق کے ہوتا ہے سو ہماری اعتقاد میں یہ بات ایک طرح پر بہت درست ہے کہ بیشک حضرت ابو بکرؓ کا

صحابہ سے افضل تھے اس واسطے کہ حضرت علی اوس قسم صحابہ میں داخل نہیں ہیں بلکہ ایک قسم جدا گانہ از قسم اہلبیت و آل و عترت کے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول نے جو مواخات اور بھائی چارہ در میان اصحاب لون کے لگا دیا سو اس پر اہل صحابہ سے حضرت بنی نے حضرت علی کو علاحدہ رکھ کر کے کہا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں اور خلافت کا بلجنا اذ کو بعد انتقال حضرت رسول کے ایک قبیضہ اتفاق ہے کہ حضرت عاکشہ بیٹی اونکی زمانہ میں بطرف اونکے تھیں اور ہر باہر میں حضرت عمرؓ خاص کر کے اونکے خلیفہ بنانے میں مصروف ہو کر وہ فصل ۵۶ میں اس رسالہ کے ذکر ہو چکا ہے کہ ابو بکر نے وقت خلیفہ ہونے کے کہا تھا کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور حق عمرؓ اور حق ابو عبیدہ کا ہے اور مثال اونکے خلیفہ قرار پانے کی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے سپاہ سرکاری نے بغاوت سرکار کر کے دہلی میں شاہ ابو الطغر ایک گوشہ نشین دہلی کو زبردستی سے بادشاہ بنالیا مگر فرق اس قدر ہے کہ انجام بادشاہ بنانے ابو الطغر کا بخیر نہیں تھا اور انجام اس خلافت حضرت ابو بکرؓ کا بخیر ہوا کہ خود حضرت علی نے بیعت کر لی اور اجراء دین بخوبی ہوا مگر یاد رہے کہ جیسا کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی جبل گئی سو اوسیطر جبریت سے احادیث مبالغہ تعریف کے بھی موضوع ہوئے چنانچہ شاہ صاحب بھی موضوع ہونے سے احادیث بشان ابو بکرؓ کے مقرر ہو کر کے چند موضوع حدیث اپنی شرح مشکوٰۃ میں جب ذیل نقل کرتے ہیں۔ اول ان اللہ یجلی للناس علی ابی بکر خاصۃ یعنی تجلی خدا کی آدمیوں پر عموماً ہوتی ہے اور ابو بکر پر خاص کر کے دوم ما صبت اللہ فی صدی الاوصیۃ فی صدی ابی بکر یعنی حضرت رسول نے فرمایا کہ نہیں ڈالا خدا نے ہمارے سینہ میں مگر یہ کہ ڈالا ہم نے اوسکو

سینہ میں ابو بکرؓ کے سونم کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ استنشق لے
 الجنة قبل شيبه لبى بکر یعنی کہ جب رسول خدا استنشق جنت ہوئے تھے تو بڑھاکے
 کو ابو بکر کے بوسہ دیتے تھے۔ چہاں ہم ان شاء اللہ اخلاص اور اخلاص اور اخلاص ابی بکر
 یعنی کہ تحقیق کہ جب خدا نے اختیار کیا ارواح کو تو اختیار کیا روح ابو بکرؓ کو فقط
 اور یہ امر بھی قابل لحاظ رکھنی کے ہے کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا نے برخلاف وصیت
 غدیر خم بشان علیؓ کے یقیناً کسی دوسرے شخص کو خلیفہ نہیں بنایا تو جو کچھ حدیث
 مشعر خلیفہ بنانے کے ہو سوبے شک وہ حدیث بھی موضوع ہے چنانچہ فصل ۵۸
 میں اس رسالہ کے ذکر اس بات کا ہو چکا ہے کہ شاہ صاحب ہی اپنی شرح میں
 اس بات سے مقرر ہیں کہ حضرت رسول نے کچھ تنصیص و تعیین بحق کسی شخص
 نہیں کی ہے مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ ابی سعید
 الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من الناس علی فی صحبہ و مالہ ابو بکر
 وعند البخاری و لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً و لکن اخوة الاسلام
 و موثقیہ و نقیہ فی المسجد خیرۃ الاخیرۃ ابی بکر و فی روایت لو کنت متخذاً خلیلاً لآخذ فی
 لاتخذت ابابکر خلیلاً متفق علیہ۔ ترجمہ روایت ہے ابو سعید خدری سے
 حضرت رسول خدا سے کہ فرمایا اوس رسول نے کہ تحقیق کہ معتمد علیہ ترین آدمیوں میں سے
 اوپر ہمارے بیچ صحبت اپنی اور مال اپنے ابو بکرؓ ہے اگر ہم بناتے کسی کو دوست
 خالص تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خالص و لیکن برادری اسلام کی اور دوست
 اسلام کی ہے اور نہ باقی رہے مسجد میں کوئی روزن دیوار کا مگر روزن دیوار ابو بکرؓ
 کا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر بناتے ہم کسی شخص کو خلیل یعنی دوست خالص
 تو ہم بناتے ابو بکرؓ کو دوست خالص متفق علیہ فقط اس حدیث کی صحت میں شک

کچھ عذر نہیں ہے کہ فی الواقع حضرت ابو بکرؓ ایک نہایت دوست دلی حضرت رسولؐ کے تھے اور فصل ۲۹ میں ذکر ہو چکا ہے کہ سب دروازہ جو بطرف مسجد کے متوجہ تھے ان کے گھر سوائے دروازہ مکان علیؑ کے اور یہ حکم زمان حیات حضرت حمزہؓ کا ہی و حکم روزن دیوار چوڑا کرنے کا حضرت ابو بکرؓ کے وقت فرض الموت کا ہر پس کجا دروازہ اور کجا روزن یعنی کہ اس حدیث میں اور حدیث فصل ۲۹ میں کچھ مختار نہیں ہے مگر حضرت عمرؓ جو ایک بڑے حوصلہ کے آدمی تھے سو شاہ صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنی مرض الموت میں روزن دیوار ابو بکرؓ کے چوڑا کرنے کا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے بھی درخواست کی کہ او کو دیوار میں بھی روزن چوڑا جائے مگر آنحضرتؐ فرمایا کہ بقدر ایک ناکہ یعنی سوراخ سوئی کے بھی نہیں چوڑا جائے اور اس حدیث کے حاشیہ پر ایک حاشیہ علامہ ۲۵ برس سابق کا فارسی میں حسب ذیل ہے کسی از اصحاب در آیت تطہیر لم یست و حدیث ثقلین و مثل سفینہ نوح و من کنت موکلا و غیر ذلک از قسم زوجیت قبول با شمیم و غیرہ شریک علی علیہ السلام نمیتوان شد و آنکہ حضرت ابو بکرؓ را خلافت با جماع شایع مضائقہ نیست در آن چہ مضائقہ کہ نظر بہ بعض مصالح ملکہ الوقت و بزرگی و نیک خوئی حضرت ابو بکرؓ را اختیار کردند بالجملہ چون خلافت حضرت شاہ را حضرت امیر علیہ السلام خود رواداشتند مارا چہ میرہ کہ گفتگو در آن کنیم۔

فصل ۴۲

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذاً خلیلاً لا اتخذت ابابکر خلیلاً و لکنہ اخ و صفا
اخی فی الدین و صاحبہ فی العار و قد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلاً و اولیٰ مسلم

اقرار کرتے ہیں کہ خلافت ابو بکرؓ کی بذریعہ اجماع کے ہی نہ بذریعہ نص قطعی استخلاص کی۔

فصل ۶۵

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و ابن عمر و ابن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت علی جلیش ذات السلاسل قال فانیت فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوہا قلتہ ثم من قال عمر فقد رجلا فانکت فخافہ ان یمعلنی فی اخرہم متفق علیہ

ترجمہ اور روایت ہے عمرو بن العاص سے کہ تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اوس عمرو عاص کو اوپر لشکر ذات السلاسل کے اور کہا اوس عمرو عاص نے کہ آئے ہم اوس رسول کے پاس اور پوچھا ہم نے کون شخص آدمیوں کا ہے تیرے پاس تب کہا اوس نبی نے کہ عائشہ تب ہم پوچھا مردوں میں سے تب فرمایا نبی نے باپ اوس عائشہ کا تب پوچھا ہم نے اوس کے بعد کون محبوب ہے تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ عمرؓ اور اوس کے بعد گن چند مردوں کو پس چپ رہے ہم بخوف اس بات کے کہ عمرؓ اوسے وہ نبی مجھ کو آخرین میں اون لوگوں کے متفق علیہ فقط سو یہ حدیث صریح ساختہ اور موضوع ہے اس واسطے کہ راوی اسکے عمرہ ابن عاص ہیں کہ جو مقابلہ میں حضرت امیر علیہ السلام کے بطرف معاویہ کے یہ ایک فریب کا بند و بست کیا تھا کہ معاویہ کی طرف سے حکم تحریر ہوا اور حضرت امیر کی طرف سے حضرت موسیٰ اشعری حکم ہوں اور ان کو اپنے سازش میں لا کر کے یہ فریب کیا کہ ابو موسیٰ اشعری نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی نکال کر کے کہا کہ اسی طرح پرہمنے علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے نکالا تب عمرو عاص نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہنا کر کے کہا کہ اسی طرح پرہمنے معاویہ کو خلافت میں قائم کیا

اور ابویوسف ابو موسیٰ اشعری نے غل و فساد کی ہر بات پر کیا فریب کیا غرض کہ
اس راوی نے معاویہ کے پاس اختیار پا کر کے مالک اشتر وغیرہ بہت لوگوں کا
خون ناحق کرایا پس ایک ایسے آدمی کی روایت حدیث کی ہرگز قابل التفات
کے نہیں ہے خصوص اس حال میں کہ یہ حدیث صریح مخالف حدیث مندرجہ
فصل ۱۴ کے ہر کہ جسین زبانی حضرت عائشہؓ کے حضرت فاطمہ اور حضرت
علیؓ محبوب ترین خلائق کے تھے۔

فصل ۶۶

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و عن محمد بن الحنفیۃ قال
قالی اعی الناس خیر عبد البنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من
قال عمرؓ خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین
رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہر محمد بن حنفیہ یعنی ایک یہ حضرت علیؓ
سے کہ کہا اوسنے کہ پوچھا میں نے ابی بکر سے کہ کون شخص بہترین مردم ہے
بعد نبیؐ کے تب کہا اوس یا ب نے کہ ابو بکر رضی عنہ ہے تب کہا اوس راوی نے
کہ پوچھا ہم نے کون شخص اوسکے بعد ہے تب فرمایا حضرت علیؓ نے عمرؓ ہے اور ڈرے
ہم اس بات کو کہ کہیں گے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو تب پوچھا ہم نے کہ بعد عمرؓ
تم ہو تب فرمایا حضرت علیؓ نے کہ ہم تو اور کچھ نہیں ہیں مگر یہ کہ ایک مرد ہیں
مسلمانوں میں سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط حضرت علیؓ کا یہ کہنا کہ ہم
ایک آدمی بن سلمان میں سے کس قدر اوپر بزرگی اونکے دلالت کرتا ہے کہ اپنے
کو کسی درجہ میں نہیں لگایا اور یہ ایک امر واقعی بھی ہے کہ حضرت علیؓ ایک چنے
رسول کو موازنہ ساتھ اصحاب کے کیا ہو سکتا ہے اور حدیث ہذا اور حدیث مندرجہ

فصل بالاسے کس قدر تفاوت مزاج در میان عمرو ابن عاص اور حضرت علیؓ کے
ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو ابن عاص نے باقرار اپنے پوچھنا اپنی درجہ کا حضرت سے
سے چھوڑ دیا باین خوف کہ وہ عمرو ابن عاص کہیں آخر درجہ میں نہیں کھو جائیں
اور یہاں حضرت علیؓ کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی ٹھٹھ سے کچھ درجہ اپنا نہیں لگانا چاہتے
از مردک دیدہ ببايد آموخت ۛ دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را
اور چونکہ حضرت علیؓ ایک نمونہ حضرت مسیحؑ کے ہیں سو یہ کہنا حضرت علیؓ کا کہ ہم
ایک آدمی ہیں مسلمانوں میں سے کس قدر مشابہہ ساتھ اوس قول حضرت مسیحؑ کو ہے
کہ جب شاگردوں نے حضرت مسیحؑ کو کہا اچھا استاد تب حضرت مسیحؑ نے کہا کہ
ہم کو مت کہو اچھا کہ اچھا وہ ایک خدا ہے۔

فصل ۷۶

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ ابن عمر قال کنا فی زمن
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانقلد بابی بکر احدنا ثم عمر ثم عثمان ثم نزلنا اصحابنا
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم لانفاضل بینہم رواہ البخاری فی ذوالایۃ لابن ابی و قال
نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رض

ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ جسے ہم لوگ زمانہ حیات میں
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہیں برابر ٹھہراتے تھے ہم لوگ ساتھ حضرت
ابو بکرؓ کے کہ کیا اور اوس کے بعد عمرؓ کو اور بعد اوس کے عثمانؓ کو سمجھتے تھے کہ ان کے
برابر کوئی نہیں ہے تب چھوڑ دیتے تھے ہم لوگ صحابہؓ ہی کو کہ نہیں فضیلت دیتے
ہم لوگ کسی ایک صحابی کو دوسرے پر روایت کی اسکو بخاری نے اور روایت

ابوداؤد میں ہے کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ ہم لوگ اس بات کو زبان حیات
 حضرت رسول کے کہتے تھے کہ افضل امت نبی کے بعد اوس بنی کے ابو بکرؓ ہیں
 اور بعد اوس کے عمرؓ اور بعد اوس کے عثمانؓ فقط حضرت رسولؐ نے جو دو ماہ قبل انتقال
 اپنے حضرت علیؓ کو وصی اپنا قرار دیکر کے فرمایا تھا کہ من بکنت مولاً فعلي مولاً
 یعنی کہ جسکے ہم مولا ہیں سو اوسکے مولا علیؓ ہیں سو خلافت اوسکے بعد انتقال حضرت
 بنی کے جب تک کہ حضرت علیؓ و ابن عباس کفین دفن میں حضرت رسولؐ کو مقرر
 تھے باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور اوسی بنی
 پر خلافت حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی ہوئی گئی تو اب سینوں کو بغض ورت
 اثبات حقیقت خلافت ثلاثہؓ کے حاجت اس بات کی ہوئی کہ کس طرح حضرت علیؓ
 کا مرتبہ گھٹا یا جائے چنانچہ یہ حدیث ہی بہ تیاری اوسی بات کو ہے اور یہ تمام
 بلیغ قابل ملاحظہ کے ہر کہ اس حدیث میں مطلقاً نہ کہ حضرت علیؓ کا نہیں ہے
 اور اس حدیث کو رو سے حضرت علیؓ تو ایک عوام صحابی میں داخل ہیں کہ اس
 حدیث کی رو سے تو معاویہ پر بھی او کو کچھ فضیلت نہیں ہے مگر خیریت یہ ہر کہ اس
 حدیث میں کچھ قول خود حضرت بنی کا مذکور نہیں ہے بلکہ یہ حدیث صرف ایک
 قول ابن عمرؓ پر حضرت عمرؓ کا ہی تو سروک ہونا ذکر حضرت علیؓ کا ایک ایسے
 صاحبزادہ سے حضرت عمرؓ کے عین قرن قیاس ہے اور یہ حدیث صحیح و معتبر
 حدیث مندرجہ فصل ۵۶ کے ہے کہ اوسمیں بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کے روایت
 حضرت عائشہ کے ابو عبیدہ جرح مذکور ہیں بہر حال شاہ عبدالنور صاحب
 حدیث کی شرح میں خود اسی ابن عمرؓ سے بروایت اہل بدر و خندق کے حدیث مذکور
 ہیں کہ ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ ہم لوگ خبر الناس ابو بکرؓ کا اور اوسکے

بعد عمرؓ کو جانتے تھے اور یہ سب حضرت علیؓ کے کہا کہ علیؓ کو تین باتیں ایسی تھیں کہ اگر
 اوسمین سے ایک بات بھی ہما کو ہوتی تو ہم اوسکو تمام دنیا اور مافیہا سے بہتر سمجھتے
 ایک یہ کہ حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو ساتھ حضرت علیؓ کے بیاہ دیا دوم یہ کہ
 حضرت رسولؐ نے سب لوگوں کا دروازہ بند کیا سو دروازہ علیؓ کے سوا کہ حضرت
 رسولؐ نے بروز جنگ خیبر کے علم یعنی نشان جنگ کا حضرت علیؓ کو دیا اور اس کے بعد
 ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے کہا کہ یہ سب علیؓ کے ہمسے کچھ مست بوجھو اور کسی
 شخص کو علیؓ پر قیاس مت کرو کہ حضرت رسولؐ نے سب لوگوں کا دروازہ بند کیا
 سوا بے دروازہ علیؓ کے سو یہ بات ابن عمرؓ کے منہ سے آخر کو ایسی نکلی کہ جسکو کہتے
 ہیں حق بر زبان جاری اور سوا اسکے یہ گستاخی ابن عمرؓ کی قابل لحاظ کرنے کے
 ہے کہ اوسنے اپڑ تین آرزوؤں میں سے ذکر تزیج حضرت علیؓ با فاطمہؓ کا بھی کیا ہے
 اور یہ کیا ردالت حوصلہ ابن عمرؓ کی ہے کہ یہ تینوں حوصلہ اپنا اسطرح ذکر کرتا ہے
 کہ اگر ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی اوسکو حاصل ہوتی تو اوسکو تمام
 دنیا مافیہا سے بہتر سمجھتا پس معاملہ و حوصلہ اس شخص کا صرف دنیوی امور
 تک معلوم ہوتا ہے اور بہتری عاقبت کی طرف اس شخص کا خیال نہیں جاتا ہے
 حالانکہ مہمان و غلامان علیؓ کے پاس تو مناسے حصول دنیا کی کوئی چیز ہی نہیں ہے
 اور ہم حال حضرت علیؓ کا اس مقام میں زیادہ اس سے کیا کہیں کہ یہ ایک عجیب
 حضرت مولیٰ علیؓ کی ہے کہ قبائل بنی ثقیف و بنی حنیفہ و بنی اُمیہ سب جو حضرت رسولؐ
 کراہت حبشہ مندرجہ فصل ۱۵ کے رکھتے تھے سو حضرت علیؓ ان تینوں قبیلے
 سے علیحدہ تھے اور خلافت اوسکے تمام اوصاف محمدؐ میں داخل ہیں جیسے الخلفاء
 ثلاثہ داخل اوصاف قریش و صحاب عام و عشرہ مبشرہ و خلفاء اربعہ یعنی چار بار

تھے تو ان سب صفتوں میں حضرت علیؑ بھی داخل ہیں اور علاوہ اس کے صفات خاصہ جو حضرت علیؑ کے ہیں سو اس میں خلفائے ثلاثہ داخل نہیں ہیں جیسے ہاشمی ہونا اور پوتا خبہ المطالب کا ہونا کہ اس صفت میں حضرت علیؑ شامل حضرت بنی کے ہیں اور اس طرح لقب پنجتن پاک اہلبیت یعنی نبی و حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت حسینؑ و حضرت امام حسینؑ کا جو ہر سو اس میں بھی حضرت علیؑ شامل حضرت بنی کے ہیں اور لقب دوازده امام کا جو ہے سو حضرت علیؑ اس میں اول امام ہیں اور چار دہ عصوم کا لقب جو کہ یہ بارہ امام اور حضرت بنی اور حضرت فاطمہؑ ملا کر کے ہر سو اس لقب میں حضرت علیؑ شریک حضرت بنی کے ہیں پس باوصف ان سب حالات کو جو نبی و حضرت علیؑ کو بدلیل خلافت ظاہری کے ایک آدمی اخیر رتبہ کا سمجھتے ہیں یہ کیسی بیکار ہے

فصل ۶۸

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لاحد عندنا بدلا و قد كافینہ ما خلا ابی بکر فان لم عندنا بدلا یکافیہ اللہ بہا يوم القیامت و ما نفعنی ما لا حد قط ما نفعنی ما لا ابی بکر و لو کنت متخذ ا خلیلا لا اتخذت ابابکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل اللہ رواہ الترمذی ترجمہ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ ہمیر نہیں نیکی اور احسان کسی شخص کا ہے کہ جبکا بدلا ہمیں نہیں دیا ہو سو ابوبکرؓ کے کہ اوسکو ہمارے ساتھ نیکی ہے کہ جبکا بدلا اوسکو خدا دی برزوقیا کے اور ہمکو نہیں نفع دیا مال نے کسی شخص کے اتنا کہ جبکہ نفع دیا ہمکو مال نے ابوبکرؓ کے اور اگر ہم بناتے کسی شخص کو دوست تو ہم بناتے ابوبکرؓ کو دوست خبردار رہو کہ ساتھی تملو گون کا (یعنی کہ میں) دوست خدا کا ہر فقط اس حدیث کی صحت میں کچھ

عذر نہیں ہو سکتا کہ فی الواقع حضرت ابوبکرؓ بڑی جان نثار اور یارِ غار حضرت نبی کے تھے۔

فصل ۶۹

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و عنہما ابوبکر و سیدنا و
خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اس نے کہ ابوبکرؓ سردار ہمارے ہیں اور نیک ترین
ہمارے ہیں اور محبوب ترین ہمارے رسول اللہ کے پاس روایت کی اسکو ترمذی نے
فقط اس حدیث میں کوئی قول حضرت رسولؐ کا مذکور نہیں ہے بلکہ یہ ایک مجرور ہے
حضرت عمرؓ کی ہے اور یہ سچا و سچی تو ضرور ہونی چاہیے کہ انہیں کے اہتمام خاص
تو حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا موافق اس مثل مشہور کے
ہے کہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ
کو خلیفہ بنا یا سو اسکا انعام بھی حضرت ابوبکرؓ سے پایا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے
بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا ورنہ احادیث مندرجہ فصل ۱۲ سے مجبوت ہونا حضرت
کا رسولؐ خدا کے پاس بروایت اس اور خود حضرت عائشہ کے ثابت ہو چکا ہے۔

فصل ۷۰

مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ و عنہما ابوبکر و سیدنا و
خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم رواہ الترمذی
ترجمہ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے حضرت رسولؐ سے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ تم ساتھی
میرے نارمین اور ساتھی میرے ہیں جو کہ تو بروایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ
اس حدیث میں گفتگو کا کچھ زیادہ تر ضرور نہیں ہے مگر یہ امر قابل ذکر ہے کہ حدیث
مندرجہ فصل ۳۷ سے ظاہر ہو چکا ہے کہ حضرت رسولؐ نے دو چیز بہاری چھوڑی

ایک قرآن - اور دوم اہلیت اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں آپس سے جہانوں گین
تا وقت وارد ہونے اور ہر عوض کو ترک کے سوا کسی توڑ پر ابن عمرؓ راوی اس حدیث نے
ظاہر حضرت ابوبکرؓ کو عوض کو ترک نہ کیا ہے اور اگر اس ابن عمرؓ سے عبد اللہ ابن
عمرؓ مراد ہو تو یہ وہ ذات بزرگ ہیں جو کہ بطرف معاویہ کے ہو کر کے مالک اشترؓ جاب
حضرت علیؓ سے لڑے تھے -

فصل ۱۱

مشکوٰۃ لمصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ عائشہ قالت قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤثمہم غیرہ رواہ الترمذی
ہذا حدیث غریب ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہ کہا اوسنے کہ
فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں سزاوار ہے واسطے ایک قوم کے کہ جس میں ابوبکرؓ ہو یہ بات
کہ امامت کرے اوس قوم کی کوئی شخص سوا اوس ابوبکرؓ کے روایت کی اسکو
ترمذی نے فقط ہر گاہ حضرت ابوبکرؓ میں زیادہ تر اور نیک خواہ اور بزرگ ترفیلہ
قریش کے تھے اور حضرت علیؓ اوس وقت کچھ اوپر نہیں برس کے تھے تو امامت نماز
کرنا حضرت ابوبکرؓ کا خود بجا ہے مگر یہ اجازت امامت کی ہماری نزدیک کوئی دلیل
خلافت کی نہیں ہو سکتی ہے کہ اگر حضرت علیؓ خلیفہ اول ہوتے تو اوس حالت میں
بھی امامت نماز حضرت ابوبکرؓ کی بطور مؤذنی حضرت بلال کے روا ہوتی جیسا کہ
مندرجہ فصل ۱۲ سے ظاہر کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علیؓ کو تشبیہ حضرت مارون
کی دیکر کے بوقت جانے غزوہ تبوک کہ خلافت خبر گیری اہل و عیال کی اور اجازت
امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی تو اگر ابن مکتوم کو بذریعہ امامت نماز کے
حضرت علیؓ پر تفصیل نہ ہو تو اوس طرح پر یہ اجازت امامت نماز ابوبکرؓ کی بھی صحیحہ

افضلیت حضرت ابو بکرؓ کی نہیں ہو سکتی ہے اور شاہ صاحب جو اس مقام میں قول حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت رسولؐ نے ابو بکرؓ کو امر دین میں ترجیح دیا ہے تو کون شخص ہے کہ امر دنیا یعنی خلافت میں ترجیح نہیں دیگا سو یہ روایت صریح خلاف طلب خلافت کرنے حضرت علیؓ کے ہے چنانچہ خود شاہ صاحب نے بھی اس قول کو ایک مقام میں لطف عبداللہ ابن مسعود کے منسوب کیا ہے۔

فصل ۲۷

مشکوۃ لمصنایح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ عمر قال احبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصدق ووافق ذلك عندی ما لا فقلت اليوم اسبق ابابکر ان سبقته یوما قال فحجت بنصف ما ل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بقیت لاهلک فقلت مثله وانی ابوبکر بکل ما عندہ فقال یا ابابکر ما بقیت لاهلک فقال بقیت لہم اللہ ورسولہ قلت لاسبقہ ابدا رواہ الترمذی ووافی ترجمہ اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہہا اوسنے کہ حکم دیا ہم لوگوں کو رسولؐ نے کہ خیرات کرین ہم لوگ اور موافق اس بات کے تھا میرے پاس ابابکرؓ کہا ہننے ولین کہ آج کے روز ہم سبقت لے جائیں گے ابو بکرؓ پر اگر کوئی روز ہم سبقت لے گا تو اس پر کہا اوس عمرؓ نے کہ لائے ہم آدھا مال ابنا پس پوچھا رسولؐ نے کہ کیا با چوڑا تو نے واسطے اہل و عیال اپنے کتب کہہ ہننے کہ برابر اوسکے یعنی آدھا مال ہم نے اور آدھا مال واسطے اہل و عیال کے چوڑا دیا اور لے آئے ابو بکرؓ کل مال اپنا جو اوسکا تھا تب پوچھا رسولؐ نے کہ ابابکرؓ چوڑا تو نے واسطے اہل و عیال اپنے تب کہا ابو بکرؓ نے کہ باقی چوڑا ہننے واسطے اون لوگوں کے خدا اور رسولؐ کو تب ہننے اپنا دل میں کہہا کہ ہم کبھی سبقت نہ کریں گے ابو بکرؓ پر روایت کی اسکو ترمذی اور

ابی داؤد نے فقط البتہ یہ خیرات دونوں بزرگوں کی اور بفضل اور بزرگی اول
لوگوں کے گواہ ہیں مگر اس خیرات کو کیا مقابلہ ہے ساتھ خیرات حضرت علیؑ کے کہ جو
تین روزہ بتقریب شکر یہ صحت امین علیہما السلام کے رکھا تھا اور حضرت علیؑ کے
پاس واسطے افطار کرنے روزہ کے کچھ نہیں تھا تو حضرت علیؑ ایک صاع جو شمعون
یہودی سے قرضہ لائے اور حضرت فاطمہ اور حضرت فتنہ لونڈی نے اس جو کو
کوٹ پیسکر کے شام تک پانچ ٹیکری روٹی کی بحساب پانچ آدمی گھر والوں یعنی
حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ بی بی اور حضرت فتنہ لونڈی اور دو صاحبزادگان
یعنی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے تیار کی مگر اتفاق یہ ہوا کہ عین افطار کے وقت ایک
سکین سائل پہونچا اور حضرت علیؑ نے وہ پانچ ٹیکری روٹی کی اس سائل سکین
کو دیا اور خود آپ مع تمام گھر والے پانی سے روزہ افطار کر کے فاقہ رہے اور آپ
دو روز بھی یہی اتفاق ہوا کہ ایک روز ایک یتیم آیا اور دوسرے روز ایک
قیدی آیا اور اسی طرح پر وہ دونوں روز پانچ ٹیکری روٹی کی دے دیا غرض
اسطرح سے تین روزہ برابر تین فاقہ کار رکھا کہ جبکی شکر گزاری قرآن شریف میں
آیت ۸- سورة الانسان و لطعمون الطعام علی حبہ سکینا و یتیمنا و اسیرنا کے
مندرج ہے اور ظاہر ہے کہ اسطرح کا تین تین روزہ فاقہ کا گھر بھر کے اور ہر روز
ساتھ ایک امتحان تازہ کے اور قرضہ کی روٹی فقیروں کو دیکر کے فاقہ اختیار کرنا
صرف خیرات و روزہ ہاں حضرت سچ سے مشابہ ہو سکتا ہے مگر بات یہ ہے کہ حضرت
غزوہ وغیرہ راویان حدیث اہل سنت کو کیا ضرورت اس ہے کہ بفضل البتہ کو یاد کریں

فصل ۳۷

اس فضل میں شکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ سے تین حدیثیں

یکجا بی مع ترجمہ اور اسے راقم کے لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۰۔ وعن عائشة ان ابابکر دخل على رسول الله صلى الله عليه وآله فقال انت عتيق الله من النار فيومئذ سمى عتيقاً رواه الترمذی
ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہ تحقیقکہ ابوبکرؓ آئے حضرت رسولؐ کے پاس پس فرمایا رسولؐ نے کہ تو آزاد کیا ہوا خدا کا ہے آگ سے پس اس دن نام حضرت ابوبکرؓ کا عتیق ہوا روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اگرچہ یہ حدیث بحق ابوبکرؓ بروایت حضرت عائشہ خود بیٹی اونکی ہے مگر اس حدیث میں جا عذر نہیں ہے اور شاہ صاحب جو اس حدیث کی شرح میں بروایت بعض لوگوں کے لکھتے ہیں کہ نام عتیق کا رکھا ہوا اونکی ماں کا ہے سو بطرف اس روایت کچھ التفات کرنا ضرور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۱۔ وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اتي اهل البقيع فيحشرون مع ثم انتظار اهل مكة حتى احشوا بين الحوصيين رواه الترمذی

ترجمہ اور روایت ہر ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسولؐ نے کہ ہم اول اون لوگوں کے ہیں کہ زمین بھٹ کر لوگ نکلیں گے تب ابوبکرؓ اوٹھیں گے تب عمرؓ تس پیچھے ہم آویں گے مردگان اہل بقیع کو پس اوٹھائے جائیں گے وہ لوگ ساتھ میرے تب انتظار کریں گے اہل مکہ کو یہاں تک کہ اوٹھائے جائیں ہم درمیان دونوں حرم مکہ و مدینہ کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث صریح موضوع اور بارے ہے اسواسطے کہ انبیاء سابق کا کچھ ذکر نہیں ہے کہ اونکا حشر کس ترتیب سے ہوگا اور اس حدیث میں ذکر حضرت علیؓ کا بھی نہیں ہے اور خصوصاً حضرت علیؓ کا ذکر چھوڑ دینا

عین قرین قیاس ہے اس واسطے کہ یہ ابن عمر اگر عبد اللہ ابن عمر مراد ہوں تو یہ وہ ذات شریف ہیں کہ جو بطرف معاویہ کو ہو کر کے جنگ صفین میں پہنچا بلکہ حضرت علیؓ کے لڑتے تھے۔
 حدیث نمبر ۱۰۰۰ سے وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جبریلؑ یأخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی یدخل منہ امتی فقلل ابو بکر یا رسول اللہ وقد انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابوبکر اول من یدخل الجنة من امتی رواہ ابو داؤد .

ترجمہ اور روایت ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آئے ہمارے پاس جبریلؑ پس پکڑا ہاتھ کو میرے اور دکھلایا مجھ کو وہ دروازہ جنت کا کہ جس دروازہ ابو بکر کے داخل ہوگی امت میری پس کہا ابو بکرؓ نے کہ اے رسول خدا کے ہم چاہتے ہیں کہ ہم ہوتے ساتھ تیرے کہ دیکھتے ہم اوس دروازہ کو پس فرمایا رسول خدا نے کہ خبر دار رہو اے ابو بکرؓ کہ تم اول اون لوگوں کے ہو کہ جو داخل ہونگے جنت کو میری امت سے روایت کی اسکو داؤد نے فقط یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی نہیں ہے اور سوائے اسکے راوی اس حدیث کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف ہیں اور ضعیف اس حدیث کا بے سیاق اور بے ربط ہے اس واسطے کہ از روی اس حدیث کے تمنا حضرت ابو بکرؓ کی یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ساتھ حضرت رسولؐ کے وہ دروازہ جنت کا دیکھتے کہ جس دروازہ ابو بکرؓ کے مسلمان لوگ داخل ہونگے پس یہ جواب کہ تم اول ہماری امت کے ہو کہ تم داخل ہونگے جنت کو بالکل خارج از سوال

فصل ۴۷

مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکر رضی عنہ عن عمرؓ ذکر عندہ ابو بکرؓ وقتل وودت ان علیؓ کلہ مثل علیؓ یوماً واحد من ايامہ ولبلة واحدۃ

من لیا لیا ما لبنته فلیله سارح رسول الله صلی الله علیه وسلم الی العار فلما انقیأ
 الیه قال الله لا تدخل حتی ادخل قبلك فان کان فیہ شیء اصابنی وذاك
 فدخل فکسحه ووجد فی جانبہ ثقبافشق ازاره وسدکها بونقیضها اثنتان
 فالقهما رجلیه ثم قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم ادخل فدخل رسول
 الله صلی الله علیه وسلم ووضع راسه فی حجره ونام فلما عابو بکر بنی حنیف
 من الحجۃ ولم یتحوا مخافة ان یتنبه رسول الله صلی الله علیه وسلم
 فسقطت دموعه علی جبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال مالک بن
 ابابکر قال لدعت فذاك ابی واهی فنقل رسول الله صلی الله علیه وسلم
 فذهب ما یجده ثم انتفض علیه کان سبب صوته واما یوصه فلما اقتض
 رسول الله صلی الله علیه وسلم ارتد العرب قالوا لا یؤدی زکوة
 فقال لوضعت عقالا لجاهلهم علیه فقلت یا خلیفة رسول الله
 تألف الناس وادفن بهم فقال لی اجبار فی الجاهلیة وحوار
 فی الاسلام انه قد انقطع الوحی وتمر الدین
 انقص وانا فی رواة ز رین

ترجمہ روایت ہر حضرت عمرؓ سے کہ ذکر ہوا اونکے پاس ابو بکرؓ کا پس روئے غبر
 اور کہا کہ ہم یہ بات چاہتے ہیں کہ کل عمل ہمارا ہو تامل عمل اونکے بابت ایک
 کے اونکے روزوں میں سے اور بات ایک رات کے اونکی راتوں میں سے لیکن
 رات اونکی پس وہ ایک رات ہو کہ گئے وہ ابو بکرؓ ساتھ حضرت رسولؐ کے غار تک
 پس ہر گاہ پہنچے وہ دونوں آدمی اوس غار کو تب کہا اوس ابو بکرؓ نے حضرت
 کو کہ قسم خدا کی مت اندر جا تو اوس غار کے جتک کہ در آوین ہم اوس غار میں

کہ اگر ہوا دسین کوئی چیز تو اوسکا نقصان ہم کو پہونچے نہ تھما کو پس اندر گئے ابو بکرؓ
اور جہاڑ دیا اوس غار کو اور پایا اوسکے کنارہ میں سوراخوں کو پس پہاڑ اپنے
پا بجامہ کو اور بند کیا اوس کپڑے سے اون سوراخوں کو اور باقی رہ گئی دوسو رنخ
پس ڈال دیا ابو بکرؓ نے اپنے پاؤں کو اون دو سوراخوں میں تب کہا حضرت رسولؐ
کو کہ اندر آئے تب اندر گئے حضرت رسولؐ اور رکھا انپر سر کو اوس ابو بکرؓ کے
گو دین اور سو گئی حضرت رسولؐ تب کاٹے گئی ابو بکرؓ اپنے پاؤں میں اور اس
سوراخ سے اور نہیں جنبش کی اوس ابو بکرؓ نے نجف اس بات کو کہ کہیں جاں
اوٹھیں حضرت رسولؐ تب آنسو سب ابو بکرؓ کے گرے اور چہرہ حضرت رسولؐ
اب کہا حضرت رسولؐ نے کیا ہوا تجھ کو ای ابو بکرؓ کہا اوس ابو بکرؓ نے کہ کاٹے گئے
ہم خدا ہوں تجھ پر باب اور مای میرے پس تھوک لگا دیا حضرت رسولؐ نے اور چلا
وہ درو جو حضرت ابو بکرؓ اپنے میں پاؤں تھے اور بعد اوسکے وہ زخم پھر ٹوٹ گیا او
وہی زخم سبب موت ابو بکرؓ کا ہوا اور لیکن عمل ایک دن کا اوسکے یہ ہے کہ جب
انتقال کیا حضرت رسولؐ نے تو مرتد ہو گئے عرب لوگ اور کہا اون لوگوں نے کہ
نہیں دینگے ہم لوگ زکوٰۃ کو تب کہا ابو بکرؓ نے کہ اگر روک رکھیں وہ لوگ زکوٰۃ کو
ایک بکری یا ایک سالہ اونٹ کے تو ہر آئینہ اوس بات پر ہم جہاد کریں گے اون
لوگوں سے پس کہا ہمنے اے خلیفہ رسولؐ خدا کے تالیف قلوب کر اون آدمیوں سے
اور نرمی کرو ساتھ اون لوگوں کے تب جواب دیا ابو بکرؓ نے مجھ کو ایسا جہاد تھو جات
میں اور ذلیل رہو گے اسلام میں تحقیق کہ بات یہ ہے کہ شطع ہوئی وحی اور پورا
ہوا دین سو کیا ناقص ہوگا وہ دین در حالیکہ میں زندہ ہوں روایت کی سکو
نہیں نے فقط شک نہیں کہ یہ قصہ حضرت ابو بکرؓ کے رفاقت غار کا ایک اکثم

ہے اور ایک نصف عجیب اس قصبہ کا اب تک موجود ہے کہ رات کو فتنی اشرف عالم عزم
 و کتب بشارت اللہ وغیرہ چند آدمیوں سے اطلاع ہے کہ وہ لوگ اسی قرب و جوار
 منیر وغیرہ کے رہنے والے تھے اور وہ لوگ صدیقی شیخ بعد غاری کہلاتے ہیں
 سواد نکو اثر سانپ کاٹنے کا کچھ نہیں ہوتا ہے اور اونکا چوٹا چوٹا لڑکا بھی سانپ
 سے نہیں ڈرتا ہے مگر فصل ۱۱ سے اس فصل ۱۲ تک جو سولہ حدیثیں منسوب
 خاص حضرت ابو بکرؓ کی ذکر ہوئیں سوا اس سے کچھ مقابلہ حضرت ابو بکرؓ کا ساتھ
 حضرت علیؓ کے نہیں پایا جاتا ہے اور حال یہ ہے کہ عمر و ابن عاص اور ابن عمرؓ
 اور حضرت عمرؓ اکثر اریان احادیث مناقب بشان ابو بکرؓ کے وہی لوگ ہیں کہ
 جنکے اہتمام سے برخلاف وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و سفینہ نوح و حدیث
 ثقلین وغیرہ کے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے مصرعہ خود کو زہ و خود کو زہ
 اگر خود گل کو زہ ۱۰ اور عرب لوگ جو مرتد ہو کر زکوۃ نہیں دیا جاتے تھے اور حضرت
 ابو بکرؓ نے تہیہ لڑائی کرنے کا طہر کیا سوالبتہ یہ بات اونکے عدم اور بڑ دلی کو دکھاتی
 ہے مگر یہ عدم و استقلال بمقابلہ اس عدم و استقلال حضرت علیؓ کے کیا چیز ہے
 کہ جنگ احد میں سب صحابہ لوگ بھاگ گئے تھے اور صرف حضرت علیؓ اور دو دیگر
 دو آدمی ساتھ حضرت رسولؐ کے رہ کر کے لڑتے رہے کہ اسی روز سے لقب حضرت
 کا کرار غیر فرار ہوا اور قول لافتح الاعلیٰ لاسیف الاذوالفقار کا اونکی شان
 کیا گیا اور اگر یہ کہا جائے کہ سنی کا اصل مذہب یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ
 قطعاً اور حضرت عثمانؓ طنا حضرت علیؓ سے افضل تھے اور یہ کہ معاویہ و یزید وغیرہ
 تا ولید ابن عبد الملک خلفاء و زو زہ گانہ کے لوگ ہیں اور یہ کہ اصل سنی کوئی
 شخص نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ حضرت علیؓ اور اولاد فاطمہ سے کچھ عداوت نہیں

رکتنا ہو اور یہ کہ کشتی پر لازم ہے کہ جہانک ہونے کو ہین سٹان علی مین گوشش کرے تو اوسکے جواب مین ہم یہ کہینے کہ ایسا کشتی ہونا اور روح پاک نبی سرور قیامت مین شرمندگی لینا ہلکو منظور نہیں ہے اور باطلہار جوش اعتقاد ساتھ حضرت علی کے اس مقام مین ایک غول راقم کی لکھی جاتی ہے۔

غول منقبت حضرت علی علیہ السلام رقمہ

| | |
|---|---|
| <p>وصی مصطفیٰ داری ازین بہتر چہ میخوای گذشتی از ہمہ پستی ازین بہتر چہ میخوای ترا بیان شد کامل ازین بہتر چہ میخوای بگیر د دست در محشر ازین بہتر چہ میخوای کہ اوشد بر ہمہ مولیٰ ازین بہتر چہ میخوای برین سیر ہمین اکم ازین بہتر چہ میخوای علیٰ باشد بنجشایش ازین بہتر چہ میخوای</p> | <p>علیٰ مرقضی وارک ازین بہتر چہ میخوای محب مرقضی ہستی ز جام فیض اوستی محببت بر مرقضی مائل شد از غیر او غافل علیٰ باشد تر از ہر رساند او بہ پیغمبر علیٰ افضل دہم اولیٰ یقین ان از ہمہ بجبت پنجتن دایم تو باشی ثابت وقائم تو آزادی چہ آسایش کوئی قول بالا</p> |
|---|---|

فصل ۷۵

اہل فصل مین کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ کے مذکور ہوتے ہیں مگر قبل نقل کرنے اون حدیثوں کے اس بات کا ذکر مناسب ہے کہ احادیث سندرجہ فصل ۴۴ سے احب خلق اللہ ہونا حضرت علی کا ثابت ہو چکا ہے اور شاہ عبدالحق صاحب اون حدیثوں کے شرح مین لکھتے ہیں کہ درین احب خلق اللہ ہونے اور فضیلت نظر کثرت ثواب کو کچھ منافات نہیں ہے یعنی کہ اہل سنت کو بڑا تمکیم اس بات پر ہے کہ ہر چند حضرت علی احب خلق اللہ ہوں مگر

حضرت ابو بکر و عمر بنظیر کثرت ثواب کے حضرت علی سے افضل ہیں سوا حدیث متعلق مناقب حضرت ابو بکر سے کچھ فضیلت حضرت ابو بکر کی باقی نہیں جاتی ہے پس افضل ہونا حضرت عمرؓ کا جو یقیناً درجہ اونکا بعد حضرت ابو بکر کے ہو کر نہ ہوگا اور یہ دعویٰ فضیلت بنظر کثرت ثواب کا محض ایک تہمد باطل ہے ہوا کہ فضیلت اون لوگوں کی جو حضرت علی پر ہو سو واسطے اوس بات کو کچھ سنا ضرور ہے مثلاً نسب کا عالی ہونا سوا اوس نسب کا حال یہ ہو کہ یہ دونوں صاحب اگر قریشی تھے تو حضرت علی کو اوس قریشی ہونے میں خصوصیت زیادہ تر یہ ہے کہ حضرت علی ہاشمی بھی تھے اور مثلاً اسباب فضیلت میں سے قرابت با رسول اللہ ایک شرف خاص ہے سوا اوس شرف میں حضرت علی نام صحابہ سے مخصوص تھے کہ حضرت علی اپنے چچا زاد بھائی حضرت رسولؐ کے تھے اور حضرت فاطمہؓ و دختر عزیز رسولؐ کا بیاہ ساتھ حضرت علی کے ہوا اور ایک سبب عمدہ فضیلت کا علم بھی ہے کہ ہمیں حضرت علی از روی حدیث انا صدیقہ العلم و علی باہجہ فصل کے دیگر تمام صحابی سے تمام تر ممتاز تھے اور اسباب فضیلت میں سے مثلاً عبادت دروزہ و نماز اور صبر و حلم و سخاوت و شجاعت وغیرہ اوصاف ذاتی ہے سوا اوصاف ذاتی میں کون شخص مقابل علیؑ کا ہو سکتا ہے پس فضیلت خیالی بنظر کثرت ثواب کے جو ایک سفینوں طبع و ادنیوں کا ہے کس جانور کا نام ہے اور کہا قصور حضرت علیؑ کا دیکھا گیا کہ وصیت خم غدیر اور تشبیہ ہارون و موسیٰ اور سفینہ نوح اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ و حدیث ثقلین وغیرہ کی تہ و بالا کر دیکھی اور ہم چاہتے ہیں کہ اس مقام میں ایک کیفیت محل حضرت عمرؓ کی لکھی جا کہ جس سے معلوم ہو کہ دراصل وہ کس قسم کے آدمی تھے سو اس بات کو لکھنے میں ہم بہت متحیر ہیں

کہ کیا لکھیں اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ سختی اور خود سری او کی ایک صفت خاص
 جیسا کہ روزہ رمضان پر نماز تراویح کو لازم کر دیا سو اگرچہ بقول مشہور رمضان نیکند
 تراویح میکند کے یہ التزام تراویح کا سختی سے خالی نہیں ہے مگر اس فعل سے ایک
 رغبت خاص عبادت کی پائی جاتی ہے اور یہ امر باعث رواج حفظ قرآن کا ہوا
 کہ اسی سبب حفظ قرآن عموماً درسیان سنیوں کے پائے جاتے ہیں اور اس طرح
 حرام کرنا مستعہ کا بھی باغض و نا احوال ہے کہ نسبت اس کے قرآن میں کوئی آیت
 مانع نہیں ہے خالی از سختی نہیں ہے اس واسطے کہ خود حضرت عمرؓ کو درحقیقت کچھ آیت
 حلال کرنے حرام کا اور حرام کرنے حلال کا نہیں تھا اور بات یہ معلوم ہوتی ہے
 کہ بنظر حضرت اور سقر مجاہدین عرب کی جو شیعہ یعنی نکاح موقت و بیعادی جائز ہوا تھا
 سو وہ ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت میں باقی نہیں رہی ہوگی اور البتہ ایسے نکاح
 بیعادی کا سدود ہونا کہ جہنم کچھ حد چار عورت ثمنی و ثلاث درباع کی پہلی میں
 بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اور نکاح اگر کسی طرح پر بدلیل آیت فان خفتکم الا
 تعدلوا فواحدة کے یعنی کہ اگر خوش کرو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک جو رو کر و بدلیل
 آیت خلقناکم ازواج کے یعنی کہ خدا نے بنایا جوڑا جوڑا حضرت عمرؓ نے بعد از رواج
 کو بھی حرام کر دیتے تو بہت خوب ہوتا کہ درحقیقت تعمیل عدالت درسیان متعد
 جو روؤں کے بہت دشوار ہے اور اگر ایسا ہوتا تو تمام فسادات خانگی سے نجات
 ہو جاتی اور نسل امراے مسلمانان کی بہت ہمت و تنک جو صلہ نہیں ہوتی اور
 حضرت عمرؓ کی خود سری سے یہ ایجا بھی کچھ دور نہیں تھی اور کتب خانہ اسکندریہ مصر
 کا جلا دینا بھی ایک فعل حشیانہ ہے کہ اگر بعد اس کے بزمان خلافت عباسیہ کے
 عربی میں زبان لاطینی و یونانی سے علم نہیں پہنچتا تو کیا حال جہالت مسلمانوں کا

ہوتا اور اس طرح پر دیگر احکام حضرت عمرؓ سے ہی اپنی اپنے موقع پر سختی پائی جاتی ہے
 اور زیادہ تر یہ ہے کہ زمان مرض الموت حضرت بنی سے حضرت عمرؓ تمام تر اہلیت بنی
 علیحدہ و سرخود ہو گئے کہ جب حضرت رسولؐ نے اپنی مرض الموت میں کاغذ و قلم واسطے
 لکھنے وصیت کے طلب کیا اور غالباً وہ وصیت واسطے تحریر کر دینا وصیت زبانی
 خم غدیر نسبت حضرت علیؓ کے ہوگی کہ اوس بات کو حسب کتاب اللہ لکیر کے
 طال دیا اور اگر حضرت عمرؓ بڑی سچے تھے تو صرف حسب کتاب اللہ نہیں کہتے
 بلکہ حسب کتاب اللہ و عنترۃ الوسل کہتے اس واسطے کہ قرآن و عنترۃ اہلیت ازرو
 حدیث سند رجبہ فصل ۳ کے ایک ساتھ ہیں اور جب تک حضرت علیؓ کفن و دفن میں
 حضرت رسولؐ کے مصروف تھے تو اسی عرصہ میں فرصت پا کر حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنا دیا
 اور یہ حکم حضرت علیؓ کو واسطے بیعت کرنے کو طلب کیا اور رسم تعزیت ماتم پرسی کو سنا
 و دختر رسولؐ کے کچھ بجا نہیں لائے اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفضل
 شام کے کہ جبر کچھ احتمال شیعہ ہونے کا نہیں ہو سکتا، یہ بات معلوم ہوتی ہے
 کہ حضرت عمرؓ واسطے جلانے گھر فاطمہؓ کے ہاتھ میں آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابو بکرؓ
 سے یہ حکم پایا تھا کہ اگر علیؓ بیعت نہ کریں تو علیؓ اور ہر ایہان کو ان کے فاطمہ کے گھر سے
 نکال دیا جائے تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے
 زن و شوہرین جدائی کر آتے تھے اور سب سے زیادہ تر یہ بات ہے کہ واسطے عقدہ کلثوم
 شش سالہ و دختر حضرت علیؓ کے بہت جبر کیا اور کلثوم کو ہوا کر کے اپنی زانو پر بٹھلایا
 اور بوسہ لیا اور اوس چھ برس کے لڑکی کو سکھایا کہ وہ یہ بات کہی کہ وہ واسطے
 بیادہ کے عمرؓ سے راضی ہے اور اس بات کا بھی بند و بست ہوا کہ باوصف موجود
 رہے حضرت علیؓ باب اوس دختر شش سالہ کے ابن عباسؓ مجیرے چچا لدی لڑکی کے

ہلی بنکر کے اپنی وکالت سر نکاح اوس لڑکی کا پڑھا دین اور علاوہ اسکے حضرت ابو بکر
 نے جو ایک فوشستہ داگداشت باغ فک کا حضرت فاطمہ کو دیا تھا سو وہ کاغذ بھی
 حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ سے لیکر کے چاک کر دیا غرض اگر ایسی ہی اعمال پر اپنی
 بنظر کثرت ثواب کے حضرت علیؓ پر ہو تو اس بات کا کیا جواب ہو مگر بات ہفتہ کا
 کہ جب حضرت علیؓ نے طوعاً و کرہاً بیعت حضرت عمرؓ کی کسی طرح پر کر لی اور خلافت
 عمرؓ میں مبشر و وزیر رہے اور ان کی پیچھے نماز پڑھا کئے اور تقیہ ہمارے نزدیک دست
 نہیں ہے تو خاص صحت خلافت حضرت عمرؓ میں ہما کو کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے کہ
 یہ خلافت درحقیقت واسطے اجراء دین و جہاد و اخذ زکوٰۃ وغیرہ کے تھی سو فی الحقیقت
 حضرت عمرؓ واسطے اس کام کے بہت موزون تھے کہ فتوحات وہ سالہ ان کی وقت کے
 تاشام و مصر و ایران وغیرہ کے ایسی ہوئے کہ جو باقرار سورخان انگریزی کر دیوں
 فی پانچ سو برس میں بھی ایسے فتوحات متواتر و وسیع حاصل نہیں کئے تھے اور
 علیؓ نمونہ حضرت مسیحؑ کے اگر خلیفہ ہوتے تو اسے ستر گبن مورخ دہریہ کے بہت
 درست معلوم ہوتی ہے کہ دین اسلام عرب کا تھوڑے روز میں عرب ہی میں ختم
 ہو جاتا اس واسطے کہ حضرت علیؓ پر کیفیت فقر و ریاضت وغیرہ کی بہت غالب تھی
 اور علاوہ اسکے وحش عرب جو کہ زیر حکم خالد سیف اللہ و ابو عبیدہ بن جراح کو حضرت
 عمرؓ کو ہاتھ لگے سو یہ سب لوگ جو قبیلہ ہاشمی سے بالطبع گریزان تھے حضرت علیؓ
 ہاشمی سے حسب تصریح مندرجہ فصل ۳۹ کے علیؓ ہو جاتے۔ بیت
 کنت ہجمنس با، ہجمنس پرواز * کبوتر با کبوتر باز با باز *
 اور سب دروازے اور لوگوں کے بند ہو کر کے صرف دروازہ مکان حضرت علیؓ
 جانب مسجد نبویؐ کا کھلا رکھا گیا اور حضرت ابو بکرؓ کو اجازت کھلے رکھے ایک

روزن دیوار کے ہوئی اور حضرت عمرؓ کی درخواست کرنے پر حکم بنوی ہوا کہ دیوار عمرؓ
 میں ایک روزن بقدر ایک ناکہ سوئی کے بھی نہیں چھوڑا جائے تو اس حال سے
 بھی فرق مراتب ہر ایک شخص کا ظاہر ہوتا ہے اور اصل حال یہ ہو کہ اگر ہم شبی
 ہوتے تو سختی وغیرہ حالات حضرت عمرؓ کو دکھلا کر کے انکی بے حقیقتی ثابت کرنے
 ، عجب بہت آسان ہوتی مگر شکل یہ ہو کہ انکی خلافت کو باوصف ان سب سختیوں کے
 ہم تسلیم کیا جاتے ہیں اور اس بات کی معذرت میں سوائے اسکے ہم کیا کسکتے ہیں
 کہ عیب می جملہ گفتی ہنرش نیز بگو۔ سو حال اوسکا یہ ہو کہ حضرت عمرؓ البشیر مشور
 حضرت علی کے کوئی فصل خصومات نہیں کرتے تھے اور یہ قول حضرت عمرؓ کا کہ
 کہ قضیتہ ولا ابا حسن لہا یعنی کہ مقدمہ ہے اور ابو الحسن یعنی علی واسطے فیصلہ آو
 نہیں ہے اور یہ بھی ایک قول حضرت عمرؓ کا ہے لولا علی لہلک عمرؓ یعنی اگر نہ ہوتے
 علی تو ہلاک ہوتا عمرؓ اور ایک قول یہ ہو کہ کان عمرؓ یوقد باللہ من نمان لبس علی
 یعنی پناہ مانگتے تھے عمرؓ ایسے ایک زمانہ سے کہ جہنم علی نہون اور حضرت علی کا ہم عجب
 حال دیکھتے ہیں کہ طلب حق خلافت اپنا بخوبی کیا جو شرعی حکم ہے اور جب لوگوں نے
 اوس طلب حق کو مال ٹول دیا تو حضرت علی اپنے کار عبادت میں مصروف ہو گئے اور
 ابوسفیان نے جو وعدہ بھر دیوادی عرب کا حمایت علی میں سواران و پیادہ دیکھا
 تو حضرت علی نے صاف کہہ دیا کہ تم ایام جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب
 اسلام میں بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتے ہو سو ہم ابو بکرؓ کو شائستہ اس کام کا جانتے ہیں
 اور بعد قتل حضرت عثمان کے طلحہ و زبیر سے کہا کہ تم دونوں میں سے جو کوئی چاہے
 خلیفہ ہو کہ ہمکو خلافت کو کچھ غرض نہیں ہے بہر حال اب چند احادیث نشان
 حضرت عمرؓ حسب تفصیل ذیل مع ترجمہ اور اسے راقم کے لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۱۳

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من
الامم محدثون فان یک فی اصنۃ احد فانه عمر متفق علیہ
ترجمہ روایت ہریری ابی ہریرہ سے کہ کہا اوس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ ہر آئینہ تحقیق کہ آئینہ سابق میں محدث لوگ یعنی الہامی لوگ تھی پس اگر کوئی شخص
محدث ہو میری امت میں تو وہ عمر ہے متفق علیہ فقط اللہ حضرت عمرؓ ایک بڑے
صاحب حوصلہ آدمی تھے مگر ہر بار اسے صائب کا ہونا کچھ ضرور نہیں ہے
اس واسطے کہ حدیث مندرجہ فصل ۴۷ سے ظاہر کہ جب عرب لوگ نے امتداد
خلافت حضرت ابوبکرؓ میں مرتد ہو کر زکوٰۃ کا ادا کرنا بند کیا تھا تو حضرت عمرؓ نے
صلاح دی کہ تالیف قلوب کیجئے مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر عقل انبیؑ کو سبند
یا شتر ایک سالہ کی ہی زکوٰۃ نہیں ادا ہوگی تو جہاد کیا جاگیا اور اتفاقاً وہی راہ
حضرت ابوبکرؓ کی صواب پر تھی کہ اوسے قریب میں استیصال سیلہ کذاب
وغیرہ تمام سرکشان عرب کا ہو گیا۔

حدیث نمبر ۱۱۴

وعن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم وعندہ نسوة من قریش یکلمتہ ویتکثرنہ عالیۃ اصواتھن فلما
استاذن عمر بن فباردن الحجاب فدخل عمر رسول اللہ یضحک فقال عمر اضحک
اللہ سنک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال للنبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم عجبت من هؤلاء الاتی کنت عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب
قال عمر یا عداوتہ انفسہن لا یبغین ولا قہرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

قلن نعم انت افط واغلظ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايها ابن الخطاب
 والذي نفسي بيده ما لي بك الشيطان سالكا فاقطع الاسلاك فجا غير فحاجك صفتك
 عليه وقال الحميدي زاد البرقاني بعد قوله يا رسول الله ما اضمحك
 ترجمہ اور روایت ہے سعد ابن ابی وقاص سے کہ کہا اوسے
 کہ اجازت چاہی عمر ابن خطاب رضی عنہ نے حضرت رسول کے پاس آنے کی
 اور اوس رسول کے پاس عورتیں تھیں قریش کی جو کہ بات کر رہی تھیں اوس رسول
 سے اور زیادہ مانگتی تھیں حضرت سے بلند کئے ہوئے اپنی آوازوں کو پس جبکہ
 اندر جانے کو چاہا عمرؓ نے تو اوٹھ کھڑی ہوئیں وہ عورتیں اور دوڑ گئیں اندر
 پردہ کے پس پہنچے عمرؓ اور حضرت رسولؐ ہنس رہے تھے پس کہا عمرؓ نے خدا
 رکھے اللہ تیرے دانتوں کو اسے رسول اللہؐ پس کہا حضرت نبیؐ نے کہ ہکو تعجب
 ہوا ان عورتوں سے جو کہ میرے پاس تھیں کہ جب سنا او بھون نے تیری
 آواز کو تو بھاگ گئیں پردہ میں تب کہا عمرؓ نے اے دشمنان اپنی ذاتوں کی آیا
 ہیبت رکھتی ہو تم سب مجھ سے اور نہیں ہیبت رکھتی ہو رسولؐ سے تب کہا اوس
 عورتوں نے کہ ہاں کہ تو درشت عورت اور سخت تر ہے پس کہا رسولؐ نے ہاں
 زیادہ کر اسے ابن خطاب قسم ہے اوس شخص کی کہ جان ہماری اوسکے ہاتھ میں ہے
 کہ نہیں ملاقات کیا تجھے شیطان نے کہ جاتا ہو تو ایک راستہ کو اتنا مگر یہ کہ چلا
 گیا شیطان ایک راستے کو تیرا رہتا چور کر متفق علیہ اور کہا حمیدیؒ کہ زیادہ
 کیا برقانی نے بعد قول عمرؓ یا رسول اللہؐ کے ما اضمحك کو یعنی کس چیز نے ہنسا اضمحك
 فقط اس حدیث کی کوئی بات فعینت حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ پر پائی نہیں جاتی ہے
 بلکہ ایک درشت خوی ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اوپر اس فصل میں مذکور ہوا اور اگر حضرت

رسول کے ایامِ صحت تک حضرت عمرؓ تمارا اور است پر ہون تو عینِ قرینِ قباس ہے
اس واسطے کہ تغیرِ حضرت عمرؓ کا زمانِ مرض الموت حضرت نبیؐ کو دیکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دخلت الجنة فاذا انا بالرميصا
امرأة ابى طلحة وسمعت خشفة فقلت من هذا قالوا هذا بلال ورايت قصرا
بفسائيه جارية فقلت لمن هذا قالوا لعمر بن الخطاب فاددت عليه ان ادخل فامطروا اليه
فذكرت غيرتك فقال عمر ابى انت واحيي يا رسول الله اعلياء اعار متفق
عليه ترجمہ اور روایت ہے جابر سے کہ کہا او سننے کہ فرمانار بخدا
نے کہ داخل ہوئے ہم جنت میں پس ناگاہ ملاقات ہوئی ریسما
زن ابو طلحہ سے اور نہ ہنر ایک آواز پاؤں کو پس بوجھا ہننے یہ کون شخص ہے
لوگوں نے کہا یہ بلال ہے اور دیکھا ہننے ایک کو کٹے کو کہ جبکہ صحن میں ایک
لوٹہ بی تھی پس بوجھا ہننے کہ کسے لڑی یہ مکان ہے تب لوگوں نے کہا کہ واسطے
عمر ابن الخطابؓ کو ہے پس جا ہننے کہ اندر جا میں اوس مکان کے اور پھر
اوس مکان کو پس باد کیا ہننے غیرت یعنی رشک کو تیرے پس کہا عمرؓ نے یہ
باب سے تجھ پر فدا ہوں اسے رسول اللہؐ کیا تجھ پر ہم رشک کرتے متفق علیہ
فقط اس حدیث سے صرف بشارتِ جنت کی واسطے حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتی ہے
مگر اس سے کوئی تفصیل حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ پر بالی نہیں جاتی کہ حدیث
سندرجہ فصل ۶۴ سے تو مشتاق ہونا خود جنت کا واسطے حضرت علیؓ ۴ اور
عمار اور سلمان کے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے بھی رشکی مزاج ہونا
حضرت عمرؓ کا ظاہر ہے۔

حدیث نمبر

وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بینما انا قائم رایت الناس یعرضون علیّ وعلیہم قبض فہما یمسح الذی ومنہما صا دون ذلک وعرض علی عمر ابن الخطاب علیہ قبض یحرقا لہما اولت ذلک ید رسول اللہ قال الدین متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہر ابوسعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ در حالیکہ میں سوتا تھا کہ دیکھا میں نے آدمیوں کو پیش کئے جاتے ہمارے پاس اور اون لوگوں پر قبض ہے کہ بعض اونکے سینہ تک پہنچتے ہیں اور بعض اونکے اوس سے نیچے ہیں اور پیش کئے گئے میرے پاس عمر ابن الخطاب اور ابوسعید تھے کہ جو زمین تک کھینچی تھی تب لوگوں نے پوچھا کہ کیا تاویل کی آپ نے اس بات کی اسے رسول اللہ کے تب فرمایا اوس رسول اللہ نے کہ دین متفق علیہ فقط بہت اس حدیث کے کچھ حاجت راے دینے کی نہیں ہے۔

حدیث نمبر

ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول بینما انا قائم اتیت ففتح لہن فشربت حتی انی کادی الہی مخرج فی اظفارہ ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولہ ید رسول اللہ قال العلم متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہر ابن عمر سے کہ کہا اوسنے کہ سنا میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے کہ در حالیکہ میں سوتا تھا دیا گیا جھکو ایک پیالہ دودھ کا پس پیلے میں اوس دودھ کو یہاں تک کہ دیکھتا ہوں میں سیرانی کو نکلتے ہوئے میرے ناخنوں تک تب علم کیا میں نے فاضل دودھ کو اپنے عمر ابن الخطاب کو تب پوچھا لوگوں نے کہ کیا تاویل اوسکی آپ نے کہ اسے رسول اللہ کے تب فرمایا آپ نے کہ علم متفق علیہ فقط یہ حدیث

ابن عمرؓ یعنی پسر حضرت عمرؓ سے جو کہ جبکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہو بہر حال اس حدیث کے صحت میں کچھ جابے عذر نہیں ہو مگر یہ بات قابل لحاظ رکھنے کے ہے کہ یہ حدیث نسبت علم حضرت عمرؓ کی مقابل حدیث علم نسبت حضرت علیؓ عبارت انا من نبی العالمین علیؓ و حدیث القرآن مع علیؓ و علی مع القرآن کے نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶

وعن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نبینا انا انائم رایتی علی قلبی علیہ دلو فترعت منہما ما شاء اللہ ثم اخذھا ابن ابی قحافہ فنزع منھا ذنوبا او ذنوبین و فی نزعہ ضعف واللہ یغفرہ ضعفہ ثم استحالت غریبا فاخذھا ابن الخطاب فلما ارعبقربا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضربہ للناس بعطن و فی روایتہ ابن عمر ثم اخذھا ابن الخطاب من ید الی بکر فاستحالت فیہ غریبا لم ارعبقربا یفری فوریہ حتی دوی الناس ضربوا بعطن متفق علی ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اوسنے کہ سنا میں نے رسول خدا کو کھتر ہوئے کہ در حالیکہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے ابی بکر کو اوپر ایک کوئے کو کہ اوپر اوسکے ایک دلو یعنی ڈول تھا پس نکالا میں نے اوس کوئے سے جب قدر کہ چاہا خدا نے تب لیا اوس ڈول کو ابن ابی قحافہ نے پس نکالا اوسنے اوس کوئے کو ایک ڈول یا دو ڈول پانی در حالیکہ اوسکے پانی نکالنے میں ایک ضعف تھا اور اسد معاف کرے اوسکے ضعف کو تب ہو گیا وہ ڈول ایک موٹ پانی کھینچے کا تب لیا اوسکو ابن خطابؓ نے پس نہیں دیکھا ہتھے کسی قوی آدمی کو کہ پانی کھینچتا ہو بطوریکہ کھینچنے عمرؓ کے یہاں تک کہ لوگ درست بیٹھے گھاٹ پر اوس کمرے سے اورد رہتے ہیں ابن عمرؓ کے کہ بعد اوسکے لے لیا اوس ڈول کو ابن خطابؓ نے ہاتھ سر ابو بکرؓ کے پس

وہ ڈول ہاتھ میں اوس ابن خطاب کو ایک سوٹ پس نہیں دیکھا ہنر کسی قوی آدمی کو کام کرتے ہوئے مثل کام کرنے اوس ابن خطاب کے یہاں شک کہ سیراب ہوئے آدمی لوگ اور درست بیٹھے آب خور یعنی گھاٹ پر اوس کوڑکے شفق علیہ فقط حدیث نمبر ۳۔ سے اس حدیث نمبر ۶۔ تک سب روایات خواب حضرت رسول خدا کے ہیں اور راوی حدیث ہذا کے ابو ہریرہ ایک راوی ضعیف اور ابن عمر خود صاحبزادہ حضرت عمرؓ کے ہیں اور ان احادیث سے کچھ فضیلت ذاتی حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ پر ظاہر نہیں ہوتی ہے مگر صرف یہ امر کہ حضرت عمرؓ بطبع قوی المزاج تھے سو بلا حلقہ حالات زمانہ خلافت اونکی اس بات میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا، اور اس واسطے کہ اونکی خلافت میں ظاہری دین اسلام خوب قوی ہوا اور ایران اور مصر اور شام تک ظاہری دین اسلام خوب پھیل گیا اور قید ظاہری دین اسلام کی بہ بن غرض ہے کہ نو مسلمان لوگوں نے مصر اور عراق اور شام کے جو کچھ فسادات کہ عثمان اور جنگ جمل اور یثرب وغیرہ میں کیا سو خود کفار مطلق سے بھی ہفت دہائی نہیں ہو سکتی

حدیث نمبر ۷

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمرو قلیہ وواحد الترمذی فی روایۃ ابو داود وعن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بترجمہ روایت ہو ابن عمرؓ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ تحقیق اللہ نے جاری کیا حق کو اوپر زبان عمر اور ول اوس عمرؓ کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت میں ابو داؤد وکے ابو ذر سے ہو کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ تحقیق اللہ نے رکھا حق کو اوپر زبان عمرؓ کے جو مذا بات کرتے ہیں ساتھ اوس زبان عمرؓ کے فقط ہر چند یہ حدیث بروایت ابن عمرؓ

پس خود حضرت عمرؓ کے ہر کہ جبکا حال اوپر کچھ لکھا گیا ہے مگر چونکہ اس کتاب سے صرف غرض اس قدر ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کچھ تفصیل حضرت علیؓ پر نہیں ہے اور نقصا خاص حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ سے کچھ انکار نہیں ہو سکتا اس واسطے صحت میں اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کرنے کی نہیں ہے مگر اس قدر قابل یاد رکھنے کے ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۶۰ سے دعا حضرت رسولؐ کی سچی حضرت علیؓ کے اس بات کی ہے کہ اے اللہ گردش دے حق کو ساتھ علیؓ کے جہان پر کہ وہ پہرے اور حدیث فصل ۵۰ میں حدیث النظر الی وجہ علیؓ لمحبة عبادۃ بروایت حضرت ابو بکرؓ واقع ہے یعنی کہ محبت سے نظر کرنا بطرف چہرہ علیؓ کے عبادت سے پس کفایت دیگر صحابی کو حضرت علیؓ سے کچھ مقابلہ نہیں ہو سکتا اور جب فحوا اس حدیث کے

شعر ناخ کا کیا خوب ہے بیت

ہم اوس صنم کی پرستش میں مجھ میں اہر خدا کا جبہ بشر اشناہ کرتے ہیں

حدیث نمبر

وعن علی رضی اللہ عنہ قال ما کنا نبعد ان السکينة ینطق علی لسان عمر و اہ البیہقی ۲ دلائل النبوة ۴ ترجمہ اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اوسنے کہ نہیں دور سمجھتے تھے ہم لوگ اس بات کو کہ کلمہ تسکین کا لفظ کرتا ہے اوپر زبان عمرؓ کے روایت کی اسکو بیہقی نے دلائل النبوة میں فقط اگر یہ حدیث حضرت علیؓ سے صحیح ہو تو اس بات کے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے کہ ہمکو تقلید جملہ اقوال و افعال حضرت علیؓ کی واجب ہے اور حضرت عمرؓ عام معاملات میں جو سہا تھے سو اس بات میں کچھ عذر نہیں ہو سکتا مگر درشت غویٰ بھی ایک صفت خاص او کی تھی یہاں تک کہ جب حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ کو بعد انتقال حضرت فاطمہؓ کیو

بیعت لینے کے گھر میں بولا تو ساتھ اس کے یہ بات بھی کہلا بھیجے کہ ساتھ ابو بکرؓ کے
 عمر نہ آوین کہ اوس عمر سے ہلکو کراہت ہر سوا کی طرح پر تقلید حضرت علیؓ کے وہ
 ارشاد کراہت کا بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور ہر گاہ حدیث میں اصحابؓ کا الجھوم
 باہم اقتدایم اھتیم واقع ہے یعنی کہ اصحاب رسولؐ خدا کے مثل ستاروں کے ہیں
 کہ جس سے اقتدایم چاہے سو اوس سے روشنی مل سکتی ہے پس اگر راقم حروف کو
 تماشقہ اساتذہ حضرت علیؓ کے ہر تو کچھ سنیوں کو جاے تعرض ہمنے نہیں ہے
 اور سند نسخ کا بہت موافق اعتقاد راقم کے ہے۔ بیعت
 اساتذہ بن کونین میں کافی نسخ : ایک سے کام ہر دو چار سے کچھ کام نہیں

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اعز الاسلام بابی جھل
 ہشام ابو عمر بن الخطاب فاصبح عمر فخذ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم
 ثم صلی فی المسجد ظاہراً رواہ احمد و الترمذی ترجمہ اور روایت ہر
 ابن عباس سے حضرت نبی سے کہ فرمایا اوس نبی نے کہ اویسؓ سے اللہ عزت و
 تو اسلام کو ساتھ ابی جھل ابن ہشام کے یا ساتھ عمر ابن خطابؓ کے پس صبح کی
 حضرت عمرؓ نے اور سویرے آکر حضرت نبی کے پاس اور سلمانؓ ہو تب نماز پڑھی مسجد
 میں ظاہر طور پر روایت کی اسکو احمد و ترمذی نے فقط حضرت عمرؓ بالطبع ایک قوی
 آدمی تھے اور شک نہیں ہر کہ ان کے اسلام سے قوت دین اسلام کی بڑھنے لگی۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن جابر قال قال عمر ابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قول ما طلعت الشمس علی جبل خیر من عمر رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غیر
 ترجمہ اور روایت ہے جاہر سے کہ کہا اوسنے کہ کہا عمرؓ نے ابو بکر کو اسے بہترین
 آدمیان بعد رسول خدا کے تب کہا ابو بکرؓ نے خبردار رہ کہ تحقیق اگر تو اس بات کو
 کہتا ہے تو مجھے سننا ہی پیغمبر خدا کو کہتے ہوئے کہ نہیں طلوع کیا آفتاب تو اوپر کسی
 ایک مرد کے کہ جو بہتر ہو عمرؓ سے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
 غریب ہے فقط چونکہ خود ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا ہے تو کچھ حاجت
 زیادہ رد و رد کرنے کی اس حدیث میں نہیں ہے در نہ اصل حال یہ ہے کہ جب
 حضرت عمرؓ نے کو در کے حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ بنایا اور بطرف کفن و دفن حضرت رسول
 کے متوجہ نہیں ہوئے اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ ابو بکرؓ نے اوسکے عوض میں اپنے بعد
 خلیفہ کیا تو اسطرح سے ایک کا دوسرے کے حق میں کلمہ خیر کا کہنا عین قرین قیاس سے
 حسب قول مشہور تو مر احابجے بگو سن ترا حاجی بگویم اور ظاہر ہے کہ یہ مضمون
 قول حضرت ابو بکرؓ کا کہ آفتاب نے کسی ایک آدمی پر طلوع نہیں کیا کہ جو حضرت عمرؓ
 سے بہتر ہو صریح ایک قول لغو ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین سے بھی بہتر ہونا حضرت عمرؓ
 کا ظاہر ہوتا ہے اور جب وصیت حضرت علیؓ کی محو ہو کر کے خلافت لے لی گئی تو
 واسطے نباہ اوس بات کے ثنا خوانی ایک کی دوسرے کو تو خود ضرور ہے اور البتہ
 و احادیث مناقب شان ابو بکرؓ و عمرؓ کے بہت کچھ ترتیب دی گئے ہیں مگر خود افعال
 و اقوال حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے کچھ ایسے نہیں دیکھے جاتے ہیں کہ جس سے کچھ نفسیت
 ذاتی اون لوگوں کی حضرت علیؓ پر ظاہر ہو اور شملہ بمقدار علم نہ بیا ہوتا ہے اس واسطے
 یہ سب احادیث مبالغہ کی زمیندہ نہیں ہیں اور افسوس ہے کہ اوپر لفظ احب خلق
 مندرجہ فصل ۱۱ نسبت حضرت علیؓ کے شاہ عبدالحق صاحب نے بہت کچھ چڑائی کی

مگر اس حدیث کی شرح میں شاہ صاحب زاد پر لغویت اس حدیث کو کچھ التفات نہیں کیا کہ اصل معنی اس حدیث کو کیا ہیں یعنی اس حدیث کو معنی تو یہ ہیں کہ جسے آفتاب نکلے اور کوئی آدمی بہتر حضرت عمر سے نہیں ہوا حالانکہ کوئی آدمی ایک است کا کسی ادنیٰ بنی کے بھی برابر نہیں ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱

وعن عقیبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان بعدى نبي لكان عمر الخطاب وعاء القضي وقال هذا حديث غريب
ترجمہ اور روایت ہے عقیبہ ابن عامر سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اگر کوئی شخص نبی ہوتا بعد میرے تو وہ عمر ابن خطاب ہوتا روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط بہ نسبت اس حدیث کے کچھ حاجت عذر کی نہیں ہے اس واسطے کہ خود سری حضرت عمرؓ کی اسی قسم کی دیکھی جاتی ہے کہ جس سے نبی ہونا یا دعویٰ نبی ہونے کا کرنا کچھ دور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن بريدة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض معازين فلما انصرف جازا رية سوداء فقالت يا رسول الله اني كنت نذرت ان ردك الله صلحاً ان اضرب بينك بالدف وانغى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كنت نذرت فاصبري واكافلا كذا قالوا فعملت تضرب ثم دخل ابو بكر وه تضرب ثم دخل علي وه تضرب ثم دخل عثمان وه تضرب ثم دخل عمر الفيت الدف تحت اشتهابا ثم قذبت عليها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ليخا منك يا عمر اني كنت جالسا وه تضرب فدخل ابو بكر وه تضرب

ثم دخل على رھے تضرع ثم دخل عثمان وهو تضرع فلما دخلت
 انت يا عمر الوقت الذي رواه الترمذی وقال هذا حديث صحيح حسن غریب
 ترجمہ اور روایت ہر بریدہ سے کہ کہا اوسنے کہ باہر گئے رسول خدا بعض جہادون
 میں اپنے سپر، جبکہ پھر وہ رسول تو آئی اونکے پاس ایک سیاہ لونڈی اور کہا
 کہ اے رسول خدا میں نے اس بات کی نذر مانی تھی کہ اگر خدا تجھ کو خیریت سے پھیر لاوے
 تو تیرے سامنے ہم دف بجائیں اور گیت گائیں تب جواب دیا رسول خدا نے کہ
 اگر تو نے نذر مانی ہو تو دف بجادو ورنہ نہیں ایسا راویوں نے کہا پس دف بجائے
 لگے وہ عورت پس آپہنچے ابو بکرؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب پہنچے علیؓ اور وہ
 باجا بجاتی رہی تب پہنچے عثمانؓ اور وہ باجا بجاتی رہی تب آئے عمرؓ تب
 پھینک دیا اوس لونڈی نے اوس دف کو نیچے جوڑا اپنے اور بیٹھ گئی اوس
 دف پر تب فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق کہ شیطان ہر آئینہ خوف کرتا ہے تجھے
 عمر کہ ہم بیٹھے تھے اور بجا رہی تھی تب آئے ابو بکرؓ اور وہ بجا رہی تھی تب آئے
 عثمانؓ اور وہ بجا رہی تھی پس جبکہ تو داخل مجلس ہوا اے عمر تب گرا دیا اوس
 عورت نے اوس دف کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح
 غریب ہر فقط اس حدیث سے تو سکارم اخلاق حضرت نبیؐ و ابو بکرؓ و علیؓ و عثمانؓ کے
 اور درشت خولی کا معلوم عام ہونا نسبت حضرت عمرؓ کے ظاہر ہوتا ہے اور جبکہ
 باقرار ترمذی کے یہ حدیث غریب ہے تو کچھ حاجت رود کہ کی نہیں ہے ورنہ نسبت
 اس بات کی کہ شیطان حضرت عمرؓ سے خوف کرتا ہے یہ بات قابل تحقیق تھی کہ
 بوقت طلب ہونے کا غزوہ قلم از طرف حضرت رسولؐ واسطے لکھنے وصیت کر جو کہ اوس
 بات کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور بوقت ارادہ جلانے کہ حضرت فاطمہؓ کی اور بوقت

عزیمت نکال دینے حضرت علیؑ کے فاطمہ کے گھر سے اگر یہ روایتیں درست ہوں
تو شیطان کی مدد و رفاقت ساتھ حضرت عمرؓ کے تھی یا نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۱۱

وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جالسا فسمعتنا نطعم اوصوت
صبيا فقام رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاذا حبشية ترفز والصبيا احيا
فقال يا عائشة تعالي فانظري وضعت الحجة على منكبي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
فجعلت انظر اليها ما بين المنكب الى راسه فقال اما شيعت اما شيعت فجعلت
اقول لا انظر من لتي عنده اذ طلع عمر فارض الناس انها فقال صلى الله عليه وآله وسلم
لا انظر الى شياطين الجوز ولا نس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه
الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح غريب

ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا اوس عائشہ نے کہ حضرت رسولؐ
ہوئے تھے کہ سنہم لوگوں نے شور و غل کو اور آواز کو لڑکوں کے پس اوٹھے حضرت
پس ایک ناگاہ حبشیہ عورت تھی کہ ناح پھیلتی اور لڑکے لوگ گرد اوس عورت کرتے پس کہا
حضرت رسولؐ نے کہ اگر عائشہ آؤ اور دیکھو پس کہ ہم اور رکھا ہنوا اپنی ٹھڈیوں
کو اوپر کا ندھے پیغمبر خدا کے پس دیکھو لگے ہم اوس عورت حبشیہ کو کا ندھے پر سے
حضرت رسولؐ کے سر تک اوسکا پس پوچھا حضرت رسولؐ نے مجھ سے کہ کیا آسودہ ہنوی
کیا آسودہ ہنوی تو اور ہم کہنے لگے کہ نہیں بدین غرض کہ دیکھوں میں اپنے مرتبہ کو نزدیکی
اوس رسولؐ کے کہ ناگاہ پہنچ گئے عمرؓ اور تفرق ہو گئے آدمی لوگ خوف سے پس فرمایا
رسولؐ نے کہ ہم دیکھ رہے ہیں شیطانوں کو جن اور آدمی کے کہ بھاگ گئے وہ لوگ عمرؓ
کہا عائشہ نے کہ ہم پھر گئے گھر کو روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح

غریب ہر نقطہ اس حدیث سے بھی خوبی اخلاق حضرت رسول اور وحشت لوگوں کی حضرت عمرؓ سے ظاہر ہوتی ہے ورنہ اصل حال یہ ہے کہ شیطان کا بھاگنا حضرت عمرؓ سے اور نہیں بھاگنا حضرت بنی سے خود ایک بڑی معنی بات ہر اس واسطے کہ حضرت رسول اصل شارع اس دین اسلام کے تھے تو سب فعل او کا مشروع تھا شیطان سے کچھ علاقہ نہیں تھا بہر حال اس حدیث غریبہ کی خود ترمذی نے غریب کہا ہے

حدیث نمبر ۱۲۵

عن انس و ابن عمر قال وافقت ربی فی ثلاث قلت یا رسول اللہ لو اتخذنا من مقام ابراہیم مصلی فزلت لتخذوا من مقام ابراہیم مصلی و قلت یا رسول اللہ یخیل علی نساء البر والفاجر فلا امرنهن ان یحجبن فزلت ابیہ الحجاب یتجمع نساء النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الغیرۃ فقلت عسی بہ ان یتلفکون ان یتدللوا فیہا خیر امنکن فزلت کذا و فی روایۃ کان ابن عمر قال عرفنا فقلت ربی فی ثلاث فی مقام ابراہیم فی الحجاب فلا سادی بد متفق علیہ ترجمہ روایت ہر انس اور ابن عمرؓ سے کہ تحقیق کہ عمرؓ نے کہا کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھے تین بات میں اول یہ کہ کہا ہم نے اور رسول خدا کا شہ لیتے ہم لوگ مقام ابراہیم سے مصلی پس اتری یہ آیت کہ ایتم لوگ مقام ابراہیم سے مصلی کو دوم یہ کہ کہا ہم نے اور رسول خدا آتے ہیں تیرے تون کے پاس نیکو کار اور بدکار لوگ پس کا ش حکم کرتا تو ادن عورتوں کہ حجاب کرتیں وے عورتیں پس اتری آیت پردہ کی اور تیسری بات یہ کہ اتفاق کیا بیہون نے حضرت بنی کے بیچ غیرت یعنی بیچ قصہ کہانی شہد کے پس کہا ہم نے قریب ہر کہ رب اوس بنی کا اگر طلاق دے تم غورتوں کو یہ بات کرے کہ بدل دے وہ رب واسطے اوس بنی کے جو روڈن کو جو بہتر ہوں تم بہون سے پس اتری ایک آیت

ولیسہی اور ایک روایت میں ابن عمرؓ کے ہر کہ کہا اوس ابن عمرؓ نے کہ کہا عمرؓ نے کہ موافقت ہوئی رب کو میرے مجھے تین باتوں میں مقام ابراہیم میں اور پردہ میں اور قیدیان بدر میں متفق علیہ فقط حضرت عمرؓ کے صاحب راسی ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہے اور قیدیان بدر کا قصہ یہ ہے کہ حضرت رسولؐ نے بشورہ حضرت ابو بکرؓ کے قیدیوں کو فدیہ لیکر کے رکھا مگر حضرت عمرؓ کی راسے یہ تھی کہ وہ قیدی سب قتل کیے جائیں غرض سختی مزاج عمرؓ کی ہر جگہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵

وعن ابن مسعود قال فضل الناس عن الخطاب رضي الله عنه باربع بذكر الاسارى يوم بدر امر فقتلهم ما نزل الله تعالى لو لا كتاب من الله سبق لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم وبذكر الحجاب امر نساء النبي صلى الله عليه وسلم ان يعجنن فقالن له زينب انك علينا باين الخطاب والوحى ينزل في بيوتنا فانزل الله اذا سمعن صناعا واساكرهن من وراء حجاب بدعوت النبي صلى الله عليه وسلم اللهم ابدا الاسلام بعمر وبرايه في اب بكر كان اول ناس بايعه رواه احمد ترجمہ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا اوسنے کہ تفصیل دی گئی آدمیوں پر عمر ابن الخطاب کو چار باتوں سے اول ساتھ ذکر قیدیان بدر کے کہ حکم کیا اوس عمرؓ نے واسطے قتل اول قیدیوں کے پس اتاری خزانے یہ آیت کہ اگر نہیں کتاب خدا کی پہلے آتی تو مس کرتا تم لوگوں کو اس بات میں جو کہ لیا تم لوگوں نے ایک عذاب عظیم اور دوم ساتھ ذکر حجاب عورتوں کے کہ حکم کیا عمرؓ نے بیہین کو حضرت رسولؐ کے وہ لوگ پردہ کریں پس کہا عمرؓ کو زینب نے کہ کیا تو حکم چلاتا ہے اور پرہیزم سچوں کے اسے ابن خطاب حالانکہ وحی اور ترقی ہے ہم لوگوں کے گہروں میں پس اتاری

خدا نے یہ آیت کہ جب مانگو تم لوگ اون عورتوں سے کوئی چیز تو مانگو تم لوگ اون عورتوں سے پردہ کی اوت سہ۔ سو م ساتھ دعا بنی کے کہ اے اللہ میرے تائید دے تو اسلام کو ساتھ عمر کے اور چہارم ساتھ اسے اسکے دربارہ ابو بکر کے کہ تھے وہ عمر اول اون آدمیوں کے کہ جو بیت کی ابو بکر پر روایت کی اسکو احمد نے فقط جو تھا امر یعنی خلیفہ بنا ما عمر کا ابو بکر کو ایسا امر عظیم ہے کہ جسکی تفصیل بحث خلافت میں کجیا گئی کہ کس طرح پر حضرت ابو بکر رض خلیفہ بنائے گئے۔

حدیث نمبر ۱۶

وعن ابی سعید قال قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ذلك الرجل ارفع اخته درجته في الجنة قال ابو سعید والله ما كنا نرى ذلك الرجل الا عمر الخطاب حتى مضى بسبله رواه ابن ماجة ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ وہ مرد بلند ترین است کا میرے ہی از روی درجہ جنت میں کہا ابو سعید نے کہ قسم خدا کی نہیں دیکھتے ہم لوگ اوس مرد کو مگر عمر ابن خطاب کو یہاں تک کہ گذر گیا وہ عمر اپنی راستے کو روایت کی اسکو ابن ماجہ فقط اس حدیث سے ظاہر کہ خود حضرت رسول نے نام اوس شخص کا جو بلند تر ہو از روی درجہ کے نہیں ذکر کیا مگر یہ قول ابو سعید راوی کا ہو کہ ہم لوگ یعنی صحابی لوگ اوس شخص سے عمر ابن خطاب کو مراد لیتے ہیں اور اگر یہ مراد لینا صحیح ہو تو حضرت عمر کا بلند تر ہونا درجہ میں حضرت ابو بکر سے ہی لازم آتا ہے چنانچہ یہ تردد خود شاہ صاحب کو بھی اس حدیث کی کشج میں ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷

وعن اسلم قال قال النبی ابن عمر بن الخطاب عن بعض شانه فا خبرته قال ما رأيت احدا قط

بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حين قبض كان جدا واجود وحتى
انتفى من عمر رواه البخار — ترجمہ اور روایت ہی اسلم سے کہ کہا اوس
کہ پوچھا مجھے ابن عمرؓ نے بعض حالات عمرؓ کو پس خبر دی تھیں اوس ابن عمرؓ کو کہا اوس
اسلم نے کہ نہیں دیکھا میں کسی شخص کو ہرگز بعد رسول اللہؐ کہ انتقال کیا اوس رسولؐ نے
زیادہ تر کوششی اور نیک تر انتہا سے عمر تک عمرؓ سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط
اس حدیث میں بھی کوئی قول خود حضرت رسولؐ کا نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۸

وعن السورابن محرمۃ قال لما طعن عمر جعل يالم فقال له ابن عباس و كأنه يجرعه
امير المؤمنين و كمال ذلك لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاحسنت
صحبتہ ثم طلقك و هو غاك راض ثم صحبت ابا بكر فاحسنت صحبتہ ثم طلقك
هو غاك راض ثم صحبت المسلمين فاحسنت صحبتہم و كان فارقتهم لتفارقهم
و هم غاك راضون قال اما ما ذكرت من صحبت رسول الله عليه وآله وسلم رضا
فاما ذاك من من الله من به علي و اما ما ذكرت من صحبت ابي بكر و رضا
فاما ذاك من من الله من به علي و اما ما تری جزع ففهم من اجلك
و من اجل اصحابك و الله لو ان لي طلاع الارض هباً لا قد ميت
من عذاب الله قبل اراه رواه البخار —

ترجمہ اور روایت ہی سورابن محرمہ سے کہ کہا اوسؓ کہ جب زخمی کرتے عمرؓ کو امیر
کرنے لگے عمرؓ پس کہا اوسؓ کو ابن عباس نے در حالیکہ حالت جزع میں سمجھتے تھے اوسؓ کو
کہ اسے امیر المؤمنین یہ سب بر صبری کرنی نہیں چاہیے کہ ہر آئینہ صحبت اوٹھائی اپنے
حضرت رسولؐ کی پس نیک ہوئی تجھکو صحبت اوس رسولؐ کی تب مفارقت کی اوسؓ

نے تجھ سے درحالیکہ وہ رسول تجھ سے رخصی تھے تب اوس کے بعد صحبت ہوئی تجھ کو ابو بکر سے
 پس نیک ہوئی صحبت تیری اوس ابو بکر سے تب مفارقت کی اوس ابو بکر نے تجھ سے
 اور وہ تجھ سے رخصی تھے تب صحبت ہوئی تجھ کو مسلمانوں سے پس نیک ہوئی صحبت
 تیری اون لوگوں سے اور اگر مفارقت کرے تو اون لوگوں سے تو ہر آئینہ مفارقت
 کرے گا تو اون لوگوں سے درحالیکہ وہ لوگ تجھ سے راضی ہیں کہا اوس عمرؓ نے کہ جو کچھ
 ذکر کیا تو نے صحبت رسول سے اور رضامندی سے اوس کے سو یہ بات احسانات خدا سے
 ہے کہ جو احسان کیا مجھ پر ساتھ اوس کے اور لیکن جو ذکر کیا تو نے صحبت ابو بکرؓ اور رضامندی
 کو اوس کے پس یہ بات احسانات خدا کے ہے جو احسان کیا اوس نے مجھ پر ساتھ اوس کے
 اور لیکن جو کہ تو دیکھتا ہے جنم یعنی بقراری کو میرے سودہ بقراری واسطے تیری ہے
 اور واسطے اصحاب تیرے قسم خدا کی اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو ہر آئینہ فدیہ
 کرتے ہم اوس کو بدلے میں عذاب خدا کے قبل اس بات کہ دیکھتا میں اوس عذاب
 کو روایت کی اس کو بخاری نے فقط شک نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ ایک بڑی مصاحب
 خاص حضرت رسول کے تھے مگر جب حضرت رسولؐ نے کاغذ و قلم واسطے لکھنے وصیت کے
 مانگا تو اوس بات کو حضرت عمرؓ نے حسب کتاب اللہ کہہ کر کے مال دیا یہاں تک کہ
 حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ ہلکوا اس بات کا خوف نہیں ہے کہ تم لوگ شرک کرو گے بعد
 میرے ولیکن خوف یہ ہے کہ تم لوگ دنیا کی طرف اور اوٹھ جاؤ تم لوگ
 میرے پاس سے اور چوڑو و جھگو کہ جس حال میں کہ میں ہوں وہ بہتر ہے اوس حال
 کہ حسین تم لوگ ہو فقط اور تفصیل اس قصہ کی بذکر وفات حضرت رسولؐ کی کیا جانی
 بہر حال یہ تمام اسٹارہ حدیثین جو بشان حضرت عمرؓ کے مذکور ہوئے ہیں سو اس سے
 بھی کچھ فضیلت حضرت عمرؓ کی حضرت علیؓ سے پائی نہیں جاتی ہے بلکہ ادنیٰ تو جیت

بطرف احادیث حضرت علیؑ و ابوبکر و عمرؓ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سیکو کچھ مقابلہ حضرت علیؑ سے نہیں ہے اور یہ کہ حُب علیؑ اور اہلبیت کا عین ایمان ہے چنانچہ موافق اسکے ایک غزل راقم کی اس مقام میں لکھی جاتی ہے۔

غزل منقبت حضرت امیر علیہ السلام لموقف

| | |
|--|-----------------------------------|
| حُب علیؑ بگمان ماحی عصیان سن | اشکِ پُر اور وان باعثِ غفران سن |
| نمان کہ بہ سستگین بدادِ سرورِ عالیٰ خداد | فاوہ اوہست یا واین سرورِ سامان سن |
| جود و کرم شان او عفو بدامان او | بودے مرانان او کاش بدامان سن |
| حیدر کر آہِ ماصف در حُبِ سارا ما | شاہ علم دار ما دوسے ایمان سن |
| شان علیؑ لافتنے آیت او اُنسا | جملہ مرضِ راشقا عیسیٰ دوران سن |
| ہادی عرش برین کبست چو او بزمین | حُب علیؑ بالیقین حاصلِ عرفان سن |
| بندہ آزادہ ام راست رو و سادہ ام | واو محب داوہ ام حُب علیؑ جان سن |

فصل ۷

اب احادیثِ شریک بابِ منقبتِ ابی بکر و عمرؓ کے مشکوٰۃ المصابیح سے مذکور ہوئے ہیں

حدیث نمبر ۱

عزانی ہرقہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما رجل لیسوق بقرة اذا مرکبها فقال انما تخلق لهذا انما خلقنا لحرثه الا ارض فقال الناس سبحان الله بقرة تکلم فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فانی اومن به انا و ابوبکر و عمر و صاحبهما ثم وقال بینما رجل و غنم لہ اذ دخل الذئب علی ثنائة فاضها فادركها صاحبها فاستنقذها فقال الذئب من لہا يوم السبع يوم لہا غیري فقال الناس سبحان الله ذئب تکلم فقال اومن به انا و ابوبکر و عمر و صاحبهما ثم متفق علیہ

ترجمہ روایت ہے ابی ہریرہ سے حضرت رسولؐ نے فرمایا اوس رسولؐ نے درحالیکہ ایک آدمی ہانکے لئے جاتا تھا ایک گای کو جبکہ خاک گیا تھا وہ آدمی پس سوار ہوا اوس گای پر پس کہا اوس گای نے کہ تحقیق کہ ہم لوگ نہیں پیدا کئے گئے ہیں واسطیٰ اس سوار کے اور صرف پیدا کئے واسطیٰ جو زمین کے پس کہا لوگوں نے سبحان اللہ ایک گای بات کرتی ہے تب فرمایا رسولؐ نے کہ تحقیق کہ میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اس بات کو اور ابوبکرؓ اور عمرؓ درحالیکہ نہ تھے وہ لوگ وہاں پر اور ایک دوسرا قصہ کہا کہ درحالیکہ ایک مرد اپنی بکریوں کے گلہ میں تھا کہ ناگاہ آہو بچا ایک بھیڑ یا اوپر ایک بکری کے اوس گلہ میں سے پس پکڑ لیا اوس کو تب پیچھے سے پہونچا مالک اوس بکری کا او چھوڑا یا اوس بکری کو تب کہا اوس بھیڑیے نے پس کون شخص چرواہا اوس بکری کا ہے روز سبع کا یعنی وہ روز کہ چرواہا ہوا ایک روز ہے کہ نہیں کوئی چرواہا اوس بکری کا ہوتا ہے سوائے میرے پس کہا لوگوں نے سبحان اللہ بھیڑیا بات کرتا ہے پس کہا رسولؐ نے کہ ایمان لاتا ہوں میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ایمان لاتے ہیں ساتھ اوس کے درحالیکہ نہ تھے وہ سب اوس جگہ پر تھے علیہ اس سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بڑے تصدیق کرنے والے کلام حضرت رسولؐ کے مانگے اور اسطرح کی خراج داری میں اونکے کیا عذر ہو سکتا ہے۔

حدیث نمبر ۲

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ اَقِفْتُ قَوْمٌ فَدَعَا لِي الْعَمْرُوقُ وَقَدْ وَضَعَ عَلِيٌّ سَرِيَّةً اِذَا جِئْتُ مِنْ خَلْفِي وَقَدْ وَضَعَ مِرْقَةً عَلَيَّ مِنْكَ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ اِنِّي لَا اَرَى اَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبِ كَذَا كَيْفَ اَمَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَمَعِي وَفَعَلْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَمَعِي وَانْظَلَفْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَمَعِي وَادْخَلْتُ وَاَبُو بَكْرٍ وَمَعِي

وعمرو وجبت و ابو بکر و عمر فالتبقت فاذا اعلان ابی طالب منفق علیہ
ترجمہ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا اوسنے کہ تحقیق مین کہ امتحان ایک قوم مین
کہ دعا کرتے تھے وہ لوگ خدا سے واسطے عمر کے اور تحقیق رکھی ہوئے تھے عمر اور حضرت
ابن و واسطے غسل لاش اونکے کہ ناگاہ ایک مرد ہماری صحیحہ سے تحقیق رکھا اوسنی کہ ہوتی
کو اپنے اوپر کا ندھے ہمارے کہتا ہوا اس بات کو کہ رحم کرے اللہ تجھ پر تحقیق کہ تم
ہر ائینہ امید کرتے ہیں اس بات کو کہ کرے وہ اللہ تجھ کو ساتھ دو لون ساتھیوں
تیرے ہو واسطے کہ ہم بیشتر سنتے تھے رسول اللہ کو کہتے ہو کہ تھے ہم اور ابو بکر اور عمر
کیا ہمنے اور ابو بکر اور عمر نے اور چلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پہونچے ہم اور ابو بکر اور
عمر اور باہر نکلے ہم اور ابو بکر اور عمر اور پیچھے دیکھا ہمنے تو ناگاہ وہ شخص تھے علی ابن
ابی طالب تنفق علیہ فقط اس حدیث سے صرف اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر اور
عمر بڑے مصاحبان خاص مین سے حضرت رسول کے تھے اور اس بات مین کیا ہمنے
ہو سکتا ہے مگر اسی حدیث سے ایک درجہ خاص ملکی صفات ہونے حضرت علی کا ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ واسطے حضرت عمر کے دعا کرتے ہیں حالانکہ حضرت عمر سے بہت کچھ
بد سلوکی باؤر ہوئے تھے اور کیون نہو کہ حضرت علی ایک نمونہ حضرت سچ کے تھے

اور یہ شعر اس مقام مین بہت حسب حال ہے ۵
دوستانہ راجب کئی محروم ۶ تو کہ بادشمنان نظر دارے
اور جیسا کہ حضرت علی نے بحق حضرت عمر کے فرمایا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ حضرت عمر
اپنے دو لون ساتھیوں کے کئے جائیں سو ویسا ہی اتفاق ہوا کہ متصل مزار اشریف
حضرت رسول خدا کے قبر حضرت ابو بکر کے اور متصل او کے قبر حضرت عمر کی ہوئی کہ اونکے
ہمیشہ مین گویا فرق آسکتا ہے کہ حضرت اکر شریک نبوت مثل ہارون و موسیٰ کو تھے بیت

نہیں ہمسرا کا کوئی جز علیؑ کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

حدیث نمبر ۳۸

عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اهل الجنة لیتزاورون اهل علیین کما ترون الکوکب المذی فی افق السماء وان ابا بکر وعمر منہم وانعماد رواہ فی شرح السنۃ ودوی نخوع ابو داود والترمذی وابن ماجہ ترجمہ روایت ہوا ابی سعید خدری سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت بنی نے فرمایا اگر تحقیق کہ جنت کو لوگ ہر آئینہ دیکھتے ہیں علیین کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم لوگ ستارہ گوہر دار کو بیچ کنارہ آسمان کے اور تحقیق کہ ابو بکر اور عمر ہیں اون لوگوں میں سے اور اس سے بھی زیادہ ہیں روایت کی اسکو شرح سنت ہیں اور روایت کی مثل اس کے ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط اس حدیث سے حضرت اہل جنت ہونا حضرت ابو بکر وعمر کا ظاہر ہوتا ہو مگر کچھ فضیلت اون کی حضرت علی پر نہیں پائی جاتی ہے کہ یہ نسبت حضرت علی کے تو ایک حدیث فصل ۴۷ میں یہ مذکور ہوئی ہے کہ جنت مشتاق ہے تین شخصوں کی علی اور عمار ابن یاسر اور سلمان کی۔

حدیث نمبر ۳۹

عن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر وعمر سیدا کھول اهل الجنة من الاولین والاخرین الانبیاء والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن علی رضی اللہ عنہ ترجمہ اور روایت ہوا اس سے کہ کہا اون سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ابو بکر اور عمر دوسرا سیانہ عمر والی اہل جنت کے ہیں اولین اور آخرین میں سے سوا کے انبیا اور مرسلین کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فقط اس حدیث کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ ادھیر یعنی میانہ عمر کے

لوگ جو اہل جنت ہیں سو حضرت ابوبکر اور عمر ان کے سردار ہیں اور یہ حدیث اوسیلہ علی کہ جیسا حدیث میں وارد ہے کہ الخنف والحسن سید الاشباہ اہل الجنة یعنی کہ حسن و سرور ان نوجوانان اہل بہشت کہ ہیں مگر چونکہ سنیوں کو ایک کمبختی اس بات کی ہے کہ جہان تک ہو سکے تو ہیں تنقیص شان اہلیت کی کیجائے سو شاہ عبد الحق حنبلی نے بمقتضا شان تعصب اور کسرِ ستیث کہ اس حدیث میں یہ نکتہ لگا دیا کہ جب ابوبکر اور عمر سردار بودھون کے ہوں تو سردار جوانوں کے بھی ہونگے غرض کہ اہتمام سے وہ حدیث امام حسن حبیبی کی خرد برد ہو گئے حالانکہ یہ حدیث کہ ابوبکر اور عمر دو سردار کمن سالان اہل جنت کے ہیں صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور اس حدیث کا مبالغہ بھی قابل ملاحظہ ہے کہ ابوبکر اور عمر کو سرداران اہل جنت کا اولین سے لیکر کے آخرین تک بنا دیا حالانکہ زبیدی اور لہرس اور شمعون وغیرہ حواریان حضرت مسیح کے اس درجہ اعلیٰ کے ہوئے ہیں کہ ان کے صفات عمدہ و غیر عمدہ کے کتاب اعمال حواریان ضمیمہ اناجیل اربعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر کو ان سے کیا مقابلہ ہے مگر یہ شان دوازده امام کی حضرت امام عسکری تک البتہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی واسطے برداشتِ ظلم کے پیدا ہوئے تھے خصوصاً صبر اور حلم اور سکون و قیام حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایسا ہوا کہ ان کے حق میں یہ کلام البتہ رست ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اولین میں سے برداشتِ ظلم میں مقابل حضرت امام حسین کا نہیں ہوا اور نہیں ہوگا اور اس حدیث کو برداشتِ ابن ماجہ کے جو حضرت علی کی طرف منسوب کیا سو سنیوں کو اس طرح کی نسبت لغو کر دینا کچھ مشکل نہیں ہے ورنہ حضرت علی کے منہ سے ایسا کلام مبالغہ کا باغض اولین و آخرین کے نہیں نکل سکتا، ع۔

وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی کادری ما بقای فیکم
فافتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر واداء الترمذی ترجمہ اور روایت ہر حدیث
سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کس قدر بقا ہمارا
تم لوگوں میں ہر پس اقتدا کجیو تم لوگ بعد ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر کے روایت کی
اسکو ترمذی نے فقط یہ حدیث بطور حدیث سند درجہ متصل ۳۵ کے ہر مکرر اس حدیث
میں ذکر عمار یا سر وغیرہ کا بھی ہے اور یہ دونوں حدیثیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم
سے باہر ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر گاہ جیت خم غدیر کی بحق حضرت علی کے ہو چکی
تھی تو خلاف اوسکے کوئی دوسری حدیث بھی کسی شخص آخر کے نہیں ہو سکتی ہے
اور لفظ اقتدا سے تو لفظ امتداد کی جو شان عمار یا سر کے ہر بڑھ کر کے ہے۔

حدیث نمبر ۳۵

وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد لم یرفع
احدا سے غیر ابی بکر وعمر کان یتبسم ان الیہ یتبسم الیہاد واداء الترمذی قال هذا اخذ
غریب ترجمہ اور روایت ہر نس سے کہ کہا اوسنے کہ تو رسول خدا کہ جب داخل مسجد ہوتے تھے
تو نہیں کوئی شخص سر اوٹھاتا تھا سوائے ابوبکر اور عمر کے کہ جب رسول خدا کا یہ حال
کہ اذ کو دیکھ کر کے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تبسم کرتے تو اور ادون دونوں کو دیکھ کر کے
حضرت رسول خدا تبسم کرتے تھے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے
فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہو مگر اس حدیث کی صحت میں کچھ جابے عذر نہیں ہے
کہ فی الواقع حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بڑے صاحبان خاص ہو حضرت رسول کو تنہا

حدیث نمبر ۳۶

عن عمر ابن الخطاب صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم دخل المسجد و ابوبکر وعمر احدهما

صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے باہر ہے اور یہ حدیث صراحۃً موضوع اور غیر اصلی ہے۔
 کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بہر سینوں کو کیا حاجت اس بات کی ہوتی کہ خلافت حضرت
 ابو بکر کو بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے اور پریشانی اس حدیث کی قابل ملاحظہ ہے
 کہ ابو بکر کوئی صحابی نامی سے نہیں ہے اور کچھ نہیں کہتا کہ کس شخص نے یہ خواہ
 دیکھا تھا مگر خیریت یہ ہے کہ اس خواب میں حضرت عثمان اور حضرت علی و زینب
 کے گئے اور اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل راوی اس حدیث نے قبل زمان خلافت
 حضرت علی کے یہ حدیث بیان کی ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۱۱

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال یطعم علیکم رجل من اهل الجنة
 فاطعم ابو بکر ثم قال یطعم علیکم رجل من اهل الجنة فاطعم رواءہ الترمذی قال
 هذا حدیث غریب ترجمہ روایت ہے ابن مسعود سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی
 نے فرمایا کہ آدیگاتم لوگوں کے پاس ایک مرد اہل جنت سے ہیں پہونچے ابو بکر بعد اس
 فرمایا حضرت رسول نے کہ آدیگاتم لوگوں کے پاس ایک مرد جنت سے ہیں پہونچے عمر
 روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فقط اگرچہ یہ حدیث غریب ہے
 مگر اسکی صحت میں ہمکو کچھ عذر نہیں ہے اسواسطے کہ اس حدیث سے کچھ فضیلت حضرت
 ابو بکر اور حضرت عمر کی حضرت علی پر پائی نہیں جاتی ہے کہ حدیث مندرجہ فصل ۴۱ کی
 اس حدیث پر بہت غالب ہے کہ جبکا منشا یہ ہے کہ پیغمبر خدا کے پاس ایک مرغ بریان
 رکھا ہوا تھا کہ آپ نے یہ دعا کی کہ بار خدا یا لامیرے پاس ایک شخص کو جو محبوب ترین
 خلق ہو تیرے پاس کہ اگر کے وہ اس مرغ کباب کو میرے ساتھ کھاتا پس آئے
 علی ۲ اور کھایا اس کباب کو ساتھ حضرت رسول کے۔

حدیث نمبر ۱۲

وعن عائشة قالت بينا راى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فى حجرى فى ليلة
 ضاحية اذ اقلت يا رسول الله هل يكون لاحد من المحسنات عند نوحى السماء قال
 نعم قلت فاین حسنة الی بکو قال نعم اجمع حسنة عمر لمحنة واحدة من حسنة الی بکو
 ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ در حالیکہ سر پیغمبر خدا کا ہماری گود میں ایک چاندنی
 رات میں کہا ہننے کہ اے رسول اللہ آیا ہر واسطے کسی کے حسنات بہ تعداد
 ستارہ ہاے آسمان کے تب کہا حضرت نبی نے کہ ہاں وہ شخص عمر ہے ہم کو کہا کیا ہو
 حسنت ابو بکر کے تب فرمایا رسول اللہ نے کہ ہر آئینہ سب نیکیاں عمر کی مثل نیکی دیکھ
 ہے نیکیوں سے ابو بکر کے روایت کی اسکو زین نے فقط اگرچہ ہما کو اس بات سے کچھ
 کام نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر سے افضل تھے یا نہیں مگر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ
 کہ حضرت عائشہ نے بہت کچھ قول حدیث بالغہ تک ایشان حضرت ابو بکر کے بیان کیا ہے
 اور اس مقام تک جو سولہ حدیثیں ایشان حضرت عمر اور بارہ حدیثیں مشترک ان دونوں
 صلہ جنوں کی کل چھیالیس حدیثیں مذکور ہوئیں سو ان سب حدیثوں سے کچھ فضیلت
 ان لوگوں کی حضرت علی پر پائی نہیں جاتی ہے اور جو کچھ کہ عقیدہ ہمارا ساتھ حضرت
 علی کے ہی سوتا متر بتائید اسکے اشعار مفصلہ ذیل ہیں جو کہ قصیدہ حضرت خواجہ
 حافظ شیراز لسان الغیب سے انتخاب کیے جاتے ہیں -

اشعار خواجہ حافظ شیراز ایشان حضرت علی اکرم اللہ وجہہ

| | |
|--------------------------------|--|
| مقدورے کہ ز آتار صنع کرد انظار | سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار |
| بدوستی نبی و ولی اساس نہاد | جهان و ہر چہ در دست خالق جبار |
| نوشته بر در فردوس کاتبان قضا | بنی رسول و ولی عبد حیدر کرار |

| | |
|---|---|
| <p>امام جنی والشی علی بود کہ علی ۴ علی ز بعد محمد ز ہر چہ است بہت کہ نیت دین ہدی را بقول پاک رسول بدسمنان غشین حافظی تو لاکن حرام زادہ و بد فعل و شوم ولی بنیاد متابعت مبنا فوجہ سینے بگذر</p> | <p>ز کل خلق فزون است از صفار کیا اگر تو موسیٰ پاک کے بکن برین ہستار امام غیب علیؑ بعد احمد مختار نجات خویش طلب کن بجان ہشت چار بمدح شاہ کجا کے نماید اوستار زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار</p> |
|---|---|

فصل ۷

اس فصل میں کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ کے مذکور ہوتے ہیں سو ہمارا حال ساتھ اونکے یہ ہے کہ اگرچہ وہ نبی امین سے ہیں مگر ہم کو خاص ادب ساتھ اونکے اس بات کا ہے کہ وہ بھی بطور حضرت موسیٰ علی کے و اما حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہیں کہ دو بیٹیاں اونکی یکے بعد دیگرے ساتھ اونکی بیا ہی گئیں اور سیوہ سے لقب اونکا ذوالنورین ہوا اور پکے سینوں کی طرح سے اونکی فضیلت اس طرح پر کی جاسکتی ہے کہ اگرچہ وہ اما حضرت خدیجہ الکبریٰ کے ہیں مگر غنیمت ہے کہ وہ نبی امین سے ہیں کہ جو تائید اور حمایت نبی امین کی سینوں پر لازم ہے غرض کہ اونکے بزرگی اور فضائل خاص میں ہم کو کچھ عذر نہیں ہے ہر چند افضلیت اونکی حضرت علی پر ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ خود کچھ سینوں کو بھی کچھ ہتمام خاص افضلیت حضرت عثمان کا نہیں ہے اور احادیث مناقب اونکا اس لئے حسن قبول ہے

حدیث نمبر

عز عائشہ قالت کان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم مضطجعا في بئيه كاشفاً
 فخذ به اوساقه فاستاذن ابو بكر فاذن له وهو على تلك الحال

فحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهوكذا لك فحدث ثم استاذن عثمان فجلس
رسول الله صلى الله عليه وسلم وسوى ثيابه فلما خرج قالت عائشة
دخل ابو بكر فلم تهتس له ولم تبال ثم دخل عمر فلم تهتس له ولم تبال ثم دخل عثمان
فجلس وسوى ثيابه فقال الا استحيه من رجل تستحيه منه الملائكة وفي
رواية قال ابن عثمان رجل حيي وان خشيت ان اذنت له على تلك الحال ان يبلغ
الي في حاجته رواه مسلم ترجمه روایت ہر عائشہ
سے کہ کہا اوسنے کہ تجھے رسول خدایلیٹے ہوئے ابڑ گھر میں لے ہو کر اپنی راتوں
یا دونوں ٹانگوں کو اپنے پس اذن چاہا ابو بکر نے واسطے اندر آنے کے اور
اذن دیا آپ نے اونکو اور خود آپ اوسی حال پر رہے اور بات چیت کرتے
رہے ابو بکر اور بعد اسکے اندر آنے کو چاہا عمر نے پس اذن دیا آپ نے اوس
عمر کو اور خود آپ اوس طرح پر رہے اور بات چیت کرتے رہے عمر تب اذن چاہا
عثمان نے پس اوٹھ بیٹھے رسول خدا اور درست کیا کپڑوں کو اپنے پس جب
حضرت عثمان باہر گئے تو پوچھا عائشہ نے کہ اندر آئے ابو بکر اور نہین حرکت
کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پردا کی اوسکی اور اوسکے بعد پہونچے عمر
پس نہین حرکت کی تو نے واسطے اوسکے اور نہین پردا کی اوس کی تب پہونچے
عثمان اور تو اوٹھ بیٹھا اور درست کیا کپڑوں کو اپنے پس کہا حضرت رسول
نے کہ کیا میں جیسا نکرون ابک ہر آدمی سے کہ حیار رکھتے ہیں اوس سے
فرشتہ لوگ اور ابک روایت میں ہو کہ تحقیق کہ عثمان ایک مرد حیا دار ہے اور
میں اس بات کو ڈرا کہ اگر میں اجازت آنے کی دون اوسکو اوسی حال میں تو شراب
نہ پہونچے وہ مجھ تک اپنی حاجت میں یعنی شاید عرض حال اپنا نکری روایت

اسکو مسلم نے فقط اس حدیث پر کمال اچھا ہونا حضرت عثمان کا ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات واقعی بھی ہے کہ حضرت عثمان بڑے صاحب جیاتھے مگر کچھ تعجب نہیں ہے کہ یہ حدیث فضیلت عثمان کی حضرت عائشہ نے بعد قتل اونکے بیان کی ہوگی کہ جب یہ بہانہ مطالبہ ناحق خون عثمان کے ساتھ حضرت علیؓ کے فساد مجاہد یا سھارہ عثمان سے تو حضرت عائشہ خود ملول تھیں اور ایک قرینہ قوی اس بات کا یہ ہے کہ حدیث فضیلت حضرت عثمانؓ کی بروایت طلحہ کے ہے کہ جو اس فساد عائشہ میں بڑا سرغنہ تھے

حدیث نمبر ۲

عن طلحة بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي رفيق ورفيقه يعني في الجنة عثمان رواه الترمذي وابن ماجه عن ابی هريرة وقال الترمذي هذا حديث غريب وليس استاده بالقوي وهو منقطع ترجمہ روایت ہر طلحہ ابن عبد اللہ سے کہ کہا اوسنے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ ہر نبی کو ایک رفیق ہے اور رفیق ہمارا یعنی جنت میں عثمان ہے روایت کی اسکو ترمذی نے اور روایت کی اسکو ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ ایک حدیث غیب ہے اور اسناد اس حدیث کا قوی نہیں ہے اور وہ اسناد منقطع ہے فقط اس حدیث میں کچھ جابے عذر نہیں ہے اور اس حدیث کو جو ترمذی نے اسقداً ضعیف کر دیا ہے سو ظاہر ہے امر بنظر حفظ درجہ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے ہوگا کہ سینوں کو بیان فضیلت حضرت عثمان میں کچھ بڑا اہتمام نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۳

وعن عبد الرحمن بن خباب قال شهدت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يجث على جديش الحرة فقام عثمان فقال يا رسول الله على مائة بعير اجلسوا

واقباہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ما نأبأ بعیراجلاسہا
واقباہا فی سبیل اللہ ثم حث علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلاث مائۃ
بعیراجلاسہا واقباہا فی سبیل اللہ فانارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم ینزل علی المنبر وهو یقول ما غننا عن ما عمل بعدہ ما عمل عثمان ما عمل بعدہ

رواہ الترمذی

ترجمہ اور روایت ہو عبد الرحمن ابن جناب سہو کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہوا جنس
نبی کے پاس اور وہ ترغیب دیتے تھے اوپر فوج عسرت یعنی جنگ تبوک کے
تب اوٹھے عثمان پس کہا اوسنے کہ اے رسول اللہ ہمارے ذمہ سواوٹ ہے
ساتھ مکملوں اور بالائون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب ترغیب دی حضرت نبی نے
اور طیاری لشکر کی تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے دوسواوٹ ساتھ
مکملوں اور بالائون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب اور ترغیب دی حضرت نبی نے اوپر
طیاری لشکر کے تب اوٹھے عثمان اور کہا کہ ہمارے ذمہ ہے تین سواوٹ ساتھ
مکملوں اور بالائون اوسکے بیچ راہ خدا کے تب میں نے دیکھا حضرت رسول کو
اوترتے ہوئے نہر سے کہتر ہوئے اس بات کو کہ نہیں جو ابہر ہی بذمہ عثمان کے
ہے جو کا کہ وہ کرے بعد اوسکے نہیں جو ابہر ہی بذمہ عثمان کے ہو جو کام کہ وہ
کرے بعد اوسکے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط یہ جنگ عسرت یعنی تکلیف کا
وہی غزوہ تبوک ہے کہ جہین حضرت نبی تشبیہ ہارون اور موسیٰ کی حضرت علی کو
دیکر کے اور حضرت علی کو اہل و عیال پر اپنے خلیفہ بنا کر کے اس لڑائی میں خود
آپ تشریف لیکئے اور حدیث اوسکی فصل ۱۶ میں اس سالہ کے مذکور ہے او
اس حدیث سے نہایت سخاوت حضرت عثمان کی ظاہر ہوتی ہے اور اسوجہ سے
شہرت کتب اونکی ساتھ عثمان غنی کو بہت درست ہو اور یہ ارشاد حضرت رسول

بحق حضرت عثمان کے کہ کوئی جواب دہی آئندہ عثمان کو نہیں ہوگی اپنے مقام پر عقلاً بہت درست ہے اس اعتبار سے کہ ایک شخص جو اس وجہ کی سخاوت رکھتا ہو سو آئندہ پر ایسے شخص سے کیا بُرا کام ہو سکتا ہے اور سوائے اسکے ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ تین سو اونٹ کا معیہ لازمہ راہ خدا میں دینا کفارہ ہے دوسری بُرائیوں کا۔
ان المحسبات بذهب السیف یعنی کہ نیکیان دفع کرتی بُرائیوں کو۔ بیت سخاوت سب عجب را کیمیاست بہ سخاوت ہمہ در دہا را دوست

حدیث نمبر ۴

وعن عبد الرحمن بن سمرق قال جاء عثمان بنی صلی اللہ علیہ وسلم بالف دینار
کمہ یخین جھڑ جیش العشر نشرها فی حجرہ فایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقبلہا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین رواہ احمد
ترجمہ اور روایت ہے عبد الرحمن بن سمرقہ سے کہ کہا اوسنے کہ آئے حضرت
عثمان نبی کے پاس ایک ہزار دینار اپنی آستین میں کہ جبوقت حضرت رسول طیار کی
کر رہے تھے فوج عسرت یعنی جنگ بتوک کی پس حضرت عثمان نے پھیلا دیا اون دیناروں
گو دین اور حضرت رسول کے پس دیکھا ہننے حضرت نبی کو اولٹ پلٹ کر رہے تھے
اون دیناروں کو اپنی گود میں اور کہہ رہے تھے کہ نہیں ضرر کر گیا عثمان کو کہ جو کام کہ
وہ کرے بعد آج کے اور اس بات کو فرمایا دومرتبہ روایت کی اسکو احمد نے فقط
یہ حدیث اور حدیث بالاقرب یکدیکر اور متعلق جنگ بتوک کے ہیں۔

حدیث نمبر ۵

وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعة الرضوان کان
عثمان رسلہ مولی اللہ علیہ وسلم الی مکة فباع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فصر علیہ علی الاخری فکثرت
 ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعثمان خیرا من اید یھملانفسہم
 رواہ الترمذی ترجمہ اور روایت ہر انس سے کہ کہا اوس انس سے
 کہ جب حکم دیا حضرت رسول نے ساتھ بیعت رضوان حدیبیہ کر تو تھے عثمانؓ
 میں فرستادہ رسولؐ کے طرف مکہ کے پس بایعت کی حضرت رسولؐ نے آدمیوں
 کو تب کہا حضرت رسولؐ نے کہ تحقیق عثمان حاجت خدا اور حاجت رسولؐ میں
 ہے پس ارا حضرت رسولؐ نے ایک ہاتھ کو اپنی دوسرے ہاتھ پر پس تھا ہاتھ
 رسولؐ کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھوں سے ادا صحابیوں کے واسطے خدا و
 لوگوں کے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط اس حدیث سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ
 حضرت رسولؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے اپنی ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی۔

حدیث نمبر

وعن ثمامۃ ابن حزن القشیری قال شہدت الداحیل شرف علیم عثمان فقال
 انشدکم اللہ وکالاسلام هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قدم المذنبۃ
 ولیس لہا ماء یتعذب غیرہ یرومۃ فقال من یشتر یبر رومۃ یجعلہ لولہ مع
 کلام المسلمین بخیر لہم فی الجنة فاشتریتہا من صلب مالک انتم الیوم تمنعون
 ان اشرب منها حتی اشرب من ماء البحر فقالوا اللہم نعم فقال انشدکم
 اللہ وکالاسلام هل تعلمون ان السجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم من یشتر یبر یقعۃ ال فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہم فی
 الجنة فاشتریتہا من صلب مالک انتم الیوم تمنعون ان اصل فیہا رکعتین فقالوا
 اللہم نعم قال انشدکم اللہ وکالاسلام هل تعلمون انی جئت جیش العسر من

صلی اللہ علیہ وسلم قال انشدکم اللہ واکلہ اسلام هل تعلمون ان رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کان علی ثبیر مکہ ومعد ابو بکر وعمر وانا فخرک الجبل حتی تسافط
 جبالہ بالمحضیض فرکضہ برجلہ قال اسکن ثبیر فانا علیک بنی وصدیق و
 ان قالوا اللہم نعم قال اللہ اکبر شہد واورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا
 رواہ الترمذی والنسائی والدارقطنی

ترجمہ اور روایت ہر ثمامہ ابن حزن قشیری سے کہ کہا اوسنے کہ حاضر ہو رہے ہم
 اوس مکان کو جسوقت کہ اوپر سے جھانکا اوپر اون سفیدان معری کے عثمان
 نے پس کہا اوس عثمان نے یاد دلاتا ہوں تمکو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم کو
 اس بات کو کہ تحقیق کہ رسول خدا آئے مدینہ کو اور اوس مدینہ میں نہیں تھا کوئی ٹیٹھا
 پانی سوائے چاہ رومہ کے پس کہا اوس رسول نے کون شخص مول لیا کنوان کو
 رومہ کے کہ کر دے وہ شخص ڈول کو اپنے ساتھ ڈولوں مسلمانوں کے بدلہ میں
 ایک نیکی کے جو کہ اوسکو اوس کو سے حاصل ہوگی جنت میں پس مول لیا
 اوس چاہ رومہ کو خاص مال سے اپنی حالانکہ تم لوگ آج کے روز منع کرتے جھانکوں
 سے کہ بیون میں اوس چاہ رومہ سے یہاں تک پتیا ہوں میں اب شور ویا کو پس
 کہا اودن ہنگامہ کرنے والوں نے کہ بارخدا یا ہان تب کہا عثمان نے یاد دلاتا ہوں
 میں تم لوگوں کو خدا اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ اس بات کو کہ مسجد نبوی تنگ
 تھی اپنے لوگوں کو پس فرمایا رسول خدا نے کہ کون شخص مول لیا جگہ کو آل غلام
 کے اور بڑھا دے اوس جگہ کو مسجد میں بدلے میں ایک نیکی کے جو اوسکو ملے گی بھڑ
 او جگہ کے جنت میں کہ جو مول لیا میں اوسکو خالص مال سے اپنی پس تم لوگ آج
 منع کرتے ہو جھانکوں اس بات کو کہ نماز پڑھوں میں اوس میں دو رکعت پس کہا اودن

ہنگامیوں نے کہ بار خدا یا بان کہا اوس عثمان نے کہ یاد دلاتا ہوں میں تم لوگ کو خدا
 کو اور اسلام کو آیا جانتے ہو تم لوگ کہ رسول خدا تھے اوپر بہاؤ تیر کہ کے اور ساتھ اوس
 رسول کے ابو بکر اور عمر تھے اور میں تھا پس جنبش میں آیا بہاؤ یہاں تک کہ گھر کی چھتر
 اوسکے پستی زمین کو پس مارا رسول خدا نے اوس بہاؤ کو ایک پائون سے اپنی اور کہا
 کہ قرار پڑا کہ تیر کہ تجیر اور کچھ نہیں مگر یہ کہ ایک بنی اور ایک صدق اور دو شہید
 ہیں تب کہا اون بلو ایوں نے کہ بار خدا یا بان تب کہا عثمان نے کہ اللہ اکبر کو
 دی ان بلو ایوں نے قسم ہے رب کعبہ کی اس بات کی کہ تحقیق میں شہید ہوں
 اور اس بات کو کہ حضرت عثمان نے تین دفعہ روایت کی اسکو ترجمہ اور سنائی
 اور دارقطنی نے فقط یہ حدیث اوسوقت کی ہے کہ جب بلو ایان مصر نے حضرت
 عثمان کے گھر کو محاصرہ کر لیا تھا اور آخر کار حضرت عثمان کو عین تلوت قرآن میں
 میں شہید کیا اور سرخون آلودہ آپکا اوپر آیت سبکیفیکم اللہ کے گرا کہ جو رہی
 آیت اوسکی ۱۳۱ و ۱۳۲ - سورہ بقرہ کی حسب ذیل ہے فان امنوا مثل اما
 اصتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فاناھم فی شقاق فسیکفیکم اللہ وھو السميع العليم
 صبغت اللہ ومن احسن من اللہ صبغة ونحن لھما بدون پس اگر ایمان لاوین
 وے لوگ ساتھ مثل اوسکے جو ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اوسکے پس تحقیق کہ
 بائی اون لوگوں نے اور اگر روگردان ہوں وہ لوگ پس سو اے نہیں کہ دی لوگ
 ایک پھوٹ میں ہیں پس قریب ہو کہ کفایت کریگا تجھ کو اون لوگوں سے خدا اور وہ
 سنا جانتا ہو رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور
 ہم لوگ اوسکی عبادت کرنے والے ہیں فقط اور مخفی نہیں کہ یہ سب فساد بلو ایان
 مصر کا بسبب بد ذاتی اور کمزور و فریب مروان کے ہو کہ جو بوقت حضرت ابو بکر اور حضرت

عمر بن الخطاب کے مروود تھا اور حضرت عثمان کے وقت میں سرفراز ہوا اور اس کی سعادت میں
شاہ عبدالعزیز صاحب فرج و بچہ کہ تحفہ اثنا عشر یہ میں عند صلہ رحم وغیرہ کا کیا ہے
سو وہ سب عذر ناکافی ہے اور اصل بات اس قدر ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی
مگر ضعیف الراس تھے کہ حضرت علی کی راس پر اگر مروان کو حضرت عثمان نکال دیتے
تو فساد و بجا ناگرم بوجہ ضعیف الراس ہونے کے مروان کو نہیں نکال سکے
اور آخر اسی فساد میں شہید کیے گئے۔

حدیث نمبر ۱۴۸

وعن مرة بن كعب قال سمعت من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وذكر
فقبرها من رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فمقت البه فانما
هو عثمان بن عفان قال فاقبلت عليه بوجه فقلت هذا قال نعم رواه الترمذي
ابن ماجه وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح ترجمہ اور روایت ہے
مرہ ابن کعب سے کہ کہا اوسنے کہ سنا تھے رسول خدا کو در حالیکہ ذکر کرتے تھے فتنوں کو پس
نزدیک ٹھہرایا اوس رسول نے اون فتنوں کو پس گذرا ایک مرد کہ سر پر ایک کپڑا
اڑھے ہوئے تھا پس کہا حضرت رسول نے کہ یہ شخص اوس دن ہدایت پر ہوگا پس
کہا اوس راوی نے کہ اوٹھ کر گئے ہم اوس شخص کے پاس پس ناگاہ وہ عثمان بن
عفان تھے کہا اوس راوی نے کہ ہم نے سنا کہ روایہ عثمان کا اور کہا ہم نے کہ یہ شخص
ہوگا ہدایت پر تب کہا حضرت رسول نے کہ ہاں روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ
اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے فقط اصل حدیث میں کچھ حاشیہ کی نہیں ہے

حدیث نمبر ۱۴۹

وعن عائشة ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال لا لعل الله يجمعنا في صاع

ارادوا علی خلعہ فلا تخلعہم رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال لترمذی فی
 الحدیث قصۃ طویلۃ ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہ تحقیق کہ حضرت رسولؐ نے
 فرمایا کہ اے عثمان شاید کہ اللہ پہر او سے بھلو ایک قمیص پس اگر چاہیں لوگ تجھ کو
 او پر نکال مینے اوس قمیص کے پس مت نکال تو اوس قمیص کو واسطے اولیٰ لوگوں
 کے روایت کی اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث میں
 ایک قصہ طویل ہے فقط قیاس ہوتا ہو کہ حضرت عائشہ نے یہ حدیث بعد ثبوت
 عثمان کی بیان کی ہو اسو اسلئے کہ شہادت حضرت عثمان تک تو حضرت عائشہ کو حضرت عثمانؓ کو
 ملال تھا اور حضرت عائشہ کو حسبِ صحت وقت کہ ایک حدیث بیان کرنے میں مخمب شاقی ہے

حدیث نمبر ۹

وعن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتنہ فقال یقتل
 فیہما مظلومًا عثمان رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب
 ترجمہ اور روایت ہر ابن عمر سے کہ ذکر کیا رسولؐ نے ایک فتنہ کو
 پس کہتا اوس رسولؐ نے کہ قتل کیا جائیگا یہ شخص اوس فتنہ میں مظلوم اور کہا
 اس قول کو حق میں عثمان کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
 حسن ہو کہ غریب ہو اسناد اوسکا فقط ہر گاہ راوی اس حدیث کے ابن عمرؓ
 تو اسناد اس حدیث کا غریب ہونا کچھ بعید از قیاس نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

وعن ابی سہلۃ قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 قد عہد الی عہدنا وانا صابر علیہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن
 ترجمہ اور روایت ہر ابی سہلۃ سے کہ کہا اوسنے کہ کہا مجھ کو عثمان نے بروز جمعہ

گہرا دسکے یہ بات کہ تحقیق کہ رسول خدا نے عہد کیا مجھے ایک عہد کو در حالیکہ میں صابر رہوں
 اوپر اس عہد کے روایت کی اسکو ترمذی نے اور کہا اوسنے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے
 اس حدیث میں کچھ حاجت اسے دینے کی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۰

وعن عثمان بن عبد اللہ بن مویہ قال جاء رجل من اهل مصر يدعى البیت فترکوا
 جلوساً فقال من هؤلاء القوم قالوا هؤلاء من قریش قال فمن الشیخ فیہم قالوا عبد
 بن عمر قال یا ابن عمرانی سألک عن شیء فحدثنی هل تعلم ان عثمان فویوم احد قال نعم
 قال هل تعلم انه تغیب عن بدو ولم یشہدھا قال نعم قال تعلم انه تغیب عن بیعة الرضوان
 قال نعم قال للہ اکبر قال بن عمر تعال ابی بک اما واریوم احد فاشہد ان اللہ
 عفا عنہ اما تغیب عن بدو لانه کان نعمة رقیة بنت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم وکانت مرضیة فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان
 لک اجر رجل من شہداء و اسهموا اما تغیب عن بیعة الرضوان فلو کان
 احداً عن بیطن مکة من عثمان لبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 عثمان الی مکة وکانت بیعة الرضوان بعدھا ذھب عثمان الی مکة فقال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیہد الیہی هذا ید عثمان فضرب بها علی بیدہ
 وقال هذه لعثمان ثم قال بن عمر ذھب بها الان معک رواہ البخاری
 ترجمہ روایت پر عثمان ابن عبد اللہ ابن مویہ کہہ کہ کہا اوسنے کہ آیا ایک مرد
 اہل مصر سے کہ ارادہ کرتا تھا حج بیت اللہ کا پس دیکھا اوسنے ایک قوم کو بیٹھے ہوئے
 تب پوچھا اوسنے کون ہیں یہ لوگ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ قریش سے ہیں کہا آپ
 مرد نے کہ کون سرور ہے اون لوگوں میں لوگوں نے کہا کہ عبد اللہ ابن عمر تب کہا

اوس مرد نے کہ اے ابن عمر میں کچھ بوجھا جاتا ہوں تجھ سے پس بیان کر تجھ سے
 اوس بات کو آیا تو جانتا ہے اس بات کو کہ عثمان بھاگے تھے بروز احد کے کہا
 اوس ابن عمر نے کہ ہاں کہا اوس مرد نے آیا جانتا ہے تو اس بات کو کہ غائب ہو
 عثمان جنگ بدر سے اور نہین حاضر ہوئے اوس لڑائی کو کہا ابن عمر نے کہ ہاں
 کہا اوس مرد نے کہ آیا جانتا ہے تو اس بات کو کہ عثمان غائب رہی بیعتہ الرضوان
 سے کہا ابن عمر نے کہ ہاں تب کہا اوس مرد نے اللہ اکبر کہا ابن عمر نے کہ آگے
 آؤ میرے پاس کہ حال بیان کروں میں تجھ سے سو بھاگنا عثمان کا بروز احد کے
 پس گوہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ تحقیق کہ اللہ نے معاف کیا اوس
 عثمان سے اور غائب رہنا اوس عثمان کا بدر سے اس واسطے تھا کہ رقبہ یثی
 رسول خدا کی آنکھ کے علاقہ میں تھیں اور بیماریا تھیں سو فرمایا رسول خدا نے کہ ہر آئینہ
 تجھ کو مزدوری ایک آدمی کی ہوگی اون لوگوں میں سے جو حاضر ہوں بدر کو
 اور حصہ ملیگا اوس شخص حاضر کا اور لیکن غائب رہنا عثمان کا بیعتہ الرضوان سے
 سو اگر ہوتا کوئی شخص عذر تر عثمان سے اندر مکہ کے تو بھیجتے رسول خدا اوس شخص کو
 پس بھیجا رسول خدا نے عثمان کو طرف مکہ کے پس فرمایا رسول خدا نے اپنی داہنی ہاتھ
 سے کہ یہ ہاتھ ہے ہاتھ عثمان کا پس ضرب دیا ساتھ اوس ہاتھ کے اپنے ہاتھ پر
 اور کہا کہ یہ ضرب بیعت ہے عثمان کی طرف سے تب کہا ابن عمر نے کہ لیجا تو ان کو
 کو اب ساتھ اپنے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ قصہ جنگ احد کا اسطرح پر
 ہے کہ یہ جنگ احد ستم ہجری میں بعد فتح جنگ بدر کے واقع ہوا اور حضرت
 رسول خدا نے ایک پھیلی گھائی پر چپاس آدمی تعینات کیا کہ بغیر حکم حضرت نبوی کے
 اپنے جگہ سے نہ ہٹیں اور کچھ آنا رخ مسلمانوں کے منود ہوئے مگر بطع مال لوٹ

لوگ اپنی جگہ پر نہ رہے اور یہ موقع پا کر کے کفار قریش نے پہر حملہ کیا یہاں تک کہ صحابی لوگ بھاگ گئے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ایک کونے میں جا کر چھپے اور تین روز کے بعد یہ صاحب لوگ حضرت رسول کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت عثمان بھی بھاگ کر تین روز کے بعد حاضر ہوئے اور جب یہ سب لوگ بھاگے تھے تو اس وقت حضرت رسول کے پاس سولے حضرت علی اور ابو دجانہ سہل ابن ابو حنیفہ کل تین شخصوں کے کوئی جو تھا آدمی باقی نہیں تھا سو ابو دجانہ اور سہل ابن ابی حنیفہ حضرت رسول کے حفاظت میں تھے اور حضرت علی حضرت رسول کے پاس سے میدانِ معرکہ میں جا کر کے ایک ایک نامی کافر قریش کو قتل کر کے حضرت رسول کے پاس اطلاع دینے کو آتے تھے اور اسی لڑائی میں ایک آواز غیب کی سنی گئی کہ لا فتنۃ الا علی لا سیف الا ذو الفقار یعنی نہیں کوئی جو اٹھ رہے مگر علی اور نہیں کوئی تلوار ہے مگر ذو الفقار اور حضرت بنی حضرت علی سے کہا کہ یہ آواز حضرت جبریل فرشتہ کی ہے اور لقب آپ کا حیدر کرار غیر فراہ اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب اسی روز سے ہوا غرض اس لڑائی میں حضرت علی نے بہت بہادرانہ کام کیا اور حق و فاداری کا انجام تک پہنچایا اور حضرت ابو بکر وغیرہ صحابی لوگ جو بھاگ گئے تھے سواوہر اصل میں کچھ الزام نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جب لڑائی بگڑ جاتی ہے تو اس وقت پاؤں پھٹ جانا بہت مشکل ہے اور رعاف ہونا قصور ان سب بھاگنے والوں کا براہِ نصیحت بہت درست ہے اور حضرت علی جو اکیلے لڑتے رہے سو یہ ایک دوسری بات ہے اس واسطے کہ حضرت بنی اور علی ایک جان دو قالب تھے یہاں تک کہ جب حضرت علی نے عین لڑائی میں سنا کہ حضرت بنی مارے گئے تو حضرت علی نے کہا کہ اگر حضرت

مار کر گئے تو یہی بہتر ہے کہ ہم بھی مارے جائیں اور اس تقریر پر حضرت بنی فرمایا کہ
 انا منقطع انت صنی یعنی کہ ہم تجھے نکلے ہیں اور تو مجھے نکلا ہے مگر خیریت ہے کہ اوپر
 سینان متعصبین کے کہ بمقابلہ حضرت علی ایک بہادر اور جان نثار ابن عم و داماد و
 وصی رسول کے پر بھی اپنی ٹر بکے جائینگے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ حضرت
 علیؓ سے افضل ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا بھاگنے والا لڑنے والے سے بہتر
 ہو سکتا ہے اور سنی کا ایک مذہب ترقیبی یعنی ترتیب دیا ہوا معلوم ہوتا ہے
 یعنی جیسا کہ خلافت لے لی گئی سو اسی نباہ کے واسطے بہت حدیثیں بھی ترتیب
 دیکھیں کہ جس سے انصافیت اور ان کی ظاہر ہو مگر ایسی کچھ بھوسیل اور ٹھٹھی بھائی
 حدیثوں سے کیا ہوتا ہے اور کسی شخص کو دوبارہ معاف ہونے قصور صحابیان
 فراری جنگ احد کے کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہے کہ آیت ۱۴۹ - سورہ آل عمران
 پارہ ۴ - لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ كِي واصله اوس معافی کے حسب ذیل ناطق ہے -
 اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْ التَّقِيِّ الْمَعْمَانِ اَمَّا اسْتَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا
 وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللهَ عَفُوٌّ رَحِيْمٌ اور ترجمہ اردو اور سکا
 شاہ عبد القادر صاحب دہلوی نے حسب ذیل کیا ہے جو لوگ تم میں ہٹ گئے
 جسدن بھڑن دو فوجیں سواؤ کو ڈگا یا شیطان نے کچھ اونکا گناہ کی شامت
 اور اونکو بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تھل رکتا فقط اور یہ جنگ احد اور یہ آیت
 معافی قصور فراریوں کی ایک بڑے امتحان کی چیز ہے اور گویا ایک محک یعنی ایک
 کسوٹی ہے کہ جس سے بہت حالات ظاہر ہوتے ہیں ایک یہ کہ حضرت رسولؐ خدا
 نے جو ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصا بہ یعنی سر بند دیا تھا سو تاریخ انجیس
 عربی چھاپہ مصر صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ - میں ہے کہ اس تلوار کے ایک کپڑے

یہ شعر گھدا ہوا تھا۔ شعر

فالجبن عارونۃ الاقبال مکرمۃ ۛ والمزاجبن کایخو من القدر
یعنی کہ نامردی میں ننگ ہو اور سانس کرنے میں عورت ہو اور حال یہ ہے
کہ مرد سبب نامردی کے نہیں نجات پاتا ہر تقدیر سے اور اس عصابہ کے
ایک طرف میں لکھا تھا الجبانۃ فی الحرب عارۃ یعنی کہ نامردی میں ننگ ہے
اور دوسری طرف لکھا تھا ومن فرأى من الجنۃ من الذار کہ جو شخص بھاگا لڑائی سے
نہیں نجات پائی اوسنے آتش دوزخ سے اور واقعی ابو دجانہ نے اپنی بہادر
و وفاداری کو خوب نباہا کہ اسی بلا کے وقت میں کہ سب لوگ بھاگ گئے تھے
ابو دجانہ برابر حفاظت رسولی امین مصروف رہی۔ وہم یہ کہ اس آیت معانی
سے قصور فرار کے حال ساختگی چند حدیثوں کا خوب ثابت ہوتا ہے اس واسطے
کہ اس آیت میں صاف یہ عبارت ہو کہ بھاگنے والے صحابیوں کو شیطان نے
بسبب بعض شامت گناہ اونکے ڈیگا دیا تھا سو پھر اون احادیث پر کیا عتاب
ہو سکتا ہو کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا تھا اور اس حدیث کا کیا حال ہو کہ
ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنی کہ آفتاب نکلے پہلے طلوع نہیں کیا
اور ایک ایسی آدمی کے جو کہ بہتر ہو عمر سے سو اس جنگ حد میں تو ابو دجانہ بھی حضرت عمر
بہتر نکلی۔

حدیث نمبر ۲۱۰

وعن ابی سہلۃ مولیٰ عثمان قال جعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بئیر الی عثمان
ولون عثمان یتغیر فلما کان الیوم الدار قلنا ان لا نقاقل قال کان رسول اللہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی امرانا صابر نفی عنہ علیہ ترجمہ اور روایت ہوا ابی سہلۃ
غلام عثمان سے کہ کہا اوسنے کہ حضرت نبی کچھ راز میں بات کرتے تھے عثمان سے

ورنگ عثمان کا متغیر ہونا سنا پس جبکہ ہوا وہ روزِ محاصرہ خانہ عثمان کا تب ہم
لوگوں نے کہا کہ کیا ہم لوگ قتال نہ کریں گے تب حضرت عثمان نے کہا کہ نہیں اس واسطے
کہ حضرت رسولؐ نے عہد کیا ہے مجھ سے ایک بات کو میں صبر کروں گا اپنی بات کو اور

حدیث نمبر ۱۳۱۰

وعزابی جلیلیہ انہ دخل اللہ و عثمان محصور وانہ سمع اباہریرۃ یستأذن
عثمان فی الکلام فاذن لہ فقام فحمد اللہ و انشئ علیہ ثم قال سمعت رسول اللہ
للی اللہ علیہ والہ وسلم یقول انکم ستلقون بعدی فتنۃ و اختلافاً اذ قال
! متلافا و فتنۃ فقال لہ فانک من الاناس فمن لنا یا رسول اللہ او ما تاحرنابہ
علیکم بالامیر اصحابی ہو یبشیر ال عثمان بذلك رواہما البیہقی فی شعب ال بیان مجملہ
اور روایت ہے کہ ابی حبیبہؓ نے کہا کہ وہ اندر گیا اسی گھر میں عثمانؓ کے اور فرمایا کہ ابو ہریرہؓ اجازت
مانگئے ہیں عثمانؓ سے بات کرنے کی پھر عثمانؓ نے اجازت دی ابو ہریرہؓ کو بات کی تب
اوتھ کھڑے ہوئے ابو ہریرہؓ اور حمد و ثنا پڑھی خدا کی بات کہ ابو ہریرہؓ نے رسولؐ
سنا رسولؐ نے کو کہتے ہوئے کہ تم لوگ اسے جاؤ گے ہمارے بعد ایک فتنہ اور اختلاف
میں یا کہ حضرت رسولؐ نے کہا کہ ایک اختلاف و فتنہ میں ڈالے جاؤ گے تب
لوگوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تب کون سوار ہم لوگ کیا ہوگا اس
رسولؐ خدا یا کیا تو حکم کرتا ہے ہم لوگوں کو ساتھ اس بات کے نہ شریک ہو کر
رسولؐ نے کہ تم لوگوں کو تا بعداری چاہیے امیر کی اور اصحاب کی اور ابو ہریرہؓ
ابو ہریرہؓ اشارہ کرتے تھے عثمانؓ کی طرف ساتھ اس لفظ امیر کے روایت کی ابن ابی
حدیث ہذا اور حدیث بالا کو بیہقی فی شعب ال بیان میں فقط تواتر ہمارے تمام ان
۱۳۔ حدیثوں سے جو اس مقام تک مذکور ہوئیں کوئی فضیلت حضرت عثمانؓ کی حضرت

علی پر پائی نہیں جاتی بلکہ افضلیت حضرت علی کی یہ سبب مقابلہ کے خوب عیان
ہوتی جاتی ہے اور حال یہ ہے کہ حضرت بنی اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور
امام حسن اور امام حسینؑ یہ پانچ آدمی نخبین پاک کہلاتے ہیں اور موافق اسی عقائد
کے ایک شعر عربی کا بحق نخبین پاک کے اکثر دبا وغیرہ میں لکھ کر کے دروازہ پر
سٹکا جاتا ہے - شعر

لی خمسة اطعمه بها حر الوباء الحاطمة | المصطفی والمرضى وابناهما والفاطمه

ترجمہ ہمارے واسطے پانچ آدمی ہیں کہ جبکہ نام سے حرارت و باے سوزندہ کی ہم
رفع کرتے ہیں اور وہ پانچ آدمی مصطفیٰ و مرضی و دو پسران ان کے اور فاطمہ ہیں
اور اس شعر کے وزن پر راقم نے بھی دو شعر تینا و تبر کا اپنی طرہ سے سوزون کیا ہیں

لراقم

یا مصطفی یا مرضی یا ملجئ الایسا | اترق من حدی کہ کا ساء الحس الخاتم

ترجمہ اے مصطفیٰ اے مرضی اے جاے پناہ میرے آل عبا ہمدار ہوں
جو دے تم لوگوں کے ایک پیالہ کو واسطے نیکی خاندانے - ایضاً

الی عبد مذنب استغفر الله العلی | من شرسع الخاتمہ عن خوف ناک لافضہ

ترجمہ تحقیق کہ میں ہر آئینہ ایک بندہ گنہگار ہوں طالب مغفرت کرتا ہوں میں اللہ
یعنی خدا سے عالی سے فساد سے بدی خاتمہ کے اور خوف سے آتش لازم کے -

فصل ۷

اب کچھ احادیث مشکوٰۃ المصابیح متعلق مناقب شہرک خلفائے ثلاثہ کہہ کر چوتھے ہیں

حدیث نمبر ۱۰

عن أنس بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدًا وابوبکر وعمر و عثمان فوجفهم

ضربہ برجلہ فقال ابنت احد قاتما علیک بھی صدیق و شہید ان رواہ البخاری سے ترجمہ روایت ہی انس سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی چڑھے اُحد پہاڑ کو اور ابو کہتے ہیں عمر اور عثمان پس جنبش میں آیا وہ پہاڑ سبب اون کے پس لاپلاؤں پہاڑ کو حضرت رسول نے اپنی پاؤں سے اور کہا کہ ثابت رہو اُحد اس واسطے کہ نہیں بچتا ہے مگر ایک نبی اور صدیق اور دو شہید روایت کی اسکو بخاری نے فقط طابہر ایہ حدیث حدیث نمبر ۶۔ سائب عثمان فصل ۷ سے مختلف ہے اس واسطے کہ اس حدیث میں یہ قصہ پہاڑ چڑھنے کا اور پہاڑ کے لرزنے کا اور حضرت رسول کے کہنے کا بہ نسبت پہاڑ تھیر کے ہی جو کہہ کے پاس سے اور یہ حدیث بہ نسبت پہاڑ اُحد کے ہی جو کہہ مینہ کے پاس ہے اور در بیان دو لون پہاڑوں کے جو وہ پندرہ منزل کا فرق ہے اور راوی حدیث اول کے ثمامہ ابن حزن ہیں کہ جو ایک تابعی دوسرے طبقہ کے ہیں اور حضرت رسول کو نہیں دیکھا تھا اور سوائے اسکے ایسا ایک قصہ پہاڑ کے لرزنے کا جاری آدمی کے چڑھنے سے محض ایک خیال شاعرانہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر معجزہ کے واسطے ایک سبب خاص اور فرمایش اظہار معجزہ کی چاہیے اور کوئی سبب خاص یا فرمایش ایسے معجزہ کی کچھ مذکور نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۷

وعن ابی موسیٰ الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حائط من حیطان المدینۃ فجاء رجل فاستفتح فقال لنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتح لہو بشرة بالجمۃ ففتحت لہ فاذا ابوبکر فبشرته بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فحمد اللہ ثم جاء رجل فاستفتح فقال لنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افتح له وبشره بالجنة ففتح له فاذا عمر فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وسلم
 فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لي افتح له وبشره بالجنة على بلوى قصيبه
 فاذا عثمان فاخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وسلم يا فخر هذا الله ثم قال
 الله المستعان متفق عليه ترجمہ روایت ہے ابو موسیٰ اشعری سے کہ یہاں پہلے اپنے کہ
 میں تھا ساتھ حضرت نبی کے ایک باغ میں باغون میں سے مدینے کے پس
 آیا ایک مرد پس چاہا کہ دروازہ کھولے پس فرمایا حضرت نبی نے کہ کہو
 دروازہ اوسکے واسطے پس کہول دیا ہننے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
 وہ مرد ابو بکر تھے پس خوشخبری دی ہمنے اوس ابو بکر کو ساتھ اوس چیز کے
 جو فرمایا رسول خدا نے پس حمد کیا ابو بکر نے خدا کو تب آیا ایک مرد اور دروازہ
 کھولنے چاہا اور فرمایا حضرت نبی نے کہ دروازہ کھول دو اوسکے واسطے اور خوشخبری
 دو اوسکو ساتھ جنت کے پس کہول دیا ہننے دروازہ کو واسطے اوسکے پس ناگاہ
 وہ عمر تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوس
 خدا کو تب اوسکے بعد دروازہ کھولنے چاہا ایک مرد نے تب فرمایا حضرت نبی نے
 مجھ کو کہ دروازہ کھول دو اور خوشخبری دو اوسکو ساتھ جنت کے اوپر اوس صیبت
 کے کہ جو پہونچگی اوسکو پس ناگاہ وہ مرد عثمان تھے پس خبر دی ہمنے اوسکو
 ساتھ ارشاد حضرت نبی کے پس حمد کیا اوسنے اللہ کو اور بعد اوسکے کہا اللہ المستعان
 متفق علیہ فقط اس حدیث میں کچھ حاجت راء دینے کی نہیں ہے۔

حدیث منبسط

عن ابن عمر قال كذا يقول ورسول الله صلى الله عليه وسلم حي ابو بکر وعثمان رضي الله عنهم رواه الترمذی سے ترجمہ روایت ہے

ابن عمر سے کہا اوتنے کہ ہم لوگ کہتے تھے درحالیکہ حضرت رسول خدا زندہ تھے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم یعنی راضی ہوا تھا دون لوگوں سے روایت کی اسکو ترمذی نے فقط ایک دوسری حدیث بھی قریب قریب اس مضمون کے اسی ابن عمر سے روایت ہے کہ جو فصل ۶ میں اس رسالہ کے مذکور ہوئی ہے اور اسکی شرح میں کچھ حال اس ابن عمر کا لکھا گیا ہے اور یہ ذات شریف خوب شخص ہیں کہ حیات رسول میں ان تینوں صحابیوں کو رضی اللہ عنہم بھی کہتے تھے کہ جو یہ فقرہ دعا پہ بعد مرنے کے استعمال ہوتا ہے -

حدیث نمبر

عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ادرى الليلة رجل صالح كان ابابكر بنيط برسول الله صلى الله عليه واله وسلم بنيطا وبنيط عمر بابي بكر وبنيط عثمان بنيعر قال جابر فلما قمنا من عند رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه واله وسلم واما نوط بعضهم ببعض فهم الاخر الذي بعث الله به نبيه صلى الله عليه واله وسلم واه ابوداؤد وجرير روایت ہے جابر سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ آج کی رات کو ایک مرد صالح کو خواب میں لکھا گیا اس طرح کہ گویا کہ حضرت ابو بکر لکھا ہے کہ ساتھ حضرت رسول کے لکھا لی کر کے اور لکھا گئے عمر ساتھ ابو بکر کے اور لکھا گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے کہ جب ہم لوگ اٹھے رسول خدا کے پاس سے تو ہم لوگوں نے کہا کہ اوس مرد صالح سے خود حضرت رسول مراد ہیں اور لکھنا بعض کا ساتھ بعض کے پس وہ لوگ والیان ہیں اوس امر کے کہ جبکہ واسطے خدا نے انہی کو بھیجا روایت کی اسکو ابوداؤد نے فقط بری خبریت کی بات ہے کہ بارے اس حدیث میں حضرت علی ساتھ عثمان کے نہیں لکھا گئے۔

غرض یہاں تک ۱۲ حدیثیں خاص حضرت عثمان کی اور چار حدیثیں مشرک خلفائے ثلاثہ کی کل ۱۶ حدیثیں اس فصل ۷۷ و ۷۸ میں علاوہ ۴۶-۴۷ حدیثیں متعلق حضرت ابوبکر و عمر کے کل ۶۲ حدیثیں ان خلفائے ثلاثہ کی مذکور ہوئیں۔ اور اسی پر گفتگیاں جاتا ہے اور اب آئندہ آیات قرآنی بہ نسبت حضرت علی اور خلفائے ثلاثہ اور حالات بیماری حضرت رسول خدا وغیرہ اور متعلق خلافت وغیرہ کے مذکور ہونگے سو اس جگہ پر لکھا جانا چاندروں کا سبب معلوم ہو گا

اول

یہ کہ بیان مناقب میں حضرت علی اور خلفائے ثلاثہ کے شروع احادیث سے کیا گیا ہو اسے کہ سینوں کو بڑا نمیکہ حدیثوں پر ہے اور حدیثیں مشکوٰۃ المصابیح کی بین نظر ختم کیا گئیں کہ یہ کتاب حدیث کی سینوں میں بعد صحیح مستحجیح بخاری وغیرہ کے مرتب ہوئی ہے سو تمام حدیثیں اصل الاصول سینوں کی اس مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہیں اور یہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی مقبولہ سینوں کی ہے اور جسے کوئی حدیث یا قول کسی کتب شیعوں سے نقل نہیں کی ہے کہ نقل کتاب شیعوں سے کچھ اتمام حجت اور پرستیوں کے نہیں ہوتا اور علاوہ اسکے جو کچھ تنقیص شان حضرت علی وغیرہ کی پیش کیجائے سو وہ محض پوچ و بچر ہے اور کچھ قابل استدلال کسی فرقے کے نہیں ہے۔

دوم

یہ کہ بملاحظہ ۶۳- حدیثیں خلفائے ثلاثہ کے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بغرض ثابت کرنے افضلیت خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی کے بڑا اہتمام کیا گیا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کمری کا جلال بہت ساجھدار کہا ہے مگر ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت یعنی کمزور ترین گھروں کا ہر آئینہ گہر کمری کا ہے اور اس قسم کے احادیث طیار ہو گئیں کہ اگرچہ بنیان خلافت ابوبکر کی ظاہر میں بہ بنیاد اجماع کے قرار دیتے ہیں مگر یہ

یسین اگر صحیح ہوں تو کچھ حاجت اجماع کی نہیں ہے بلکہ یہ خلافت خلفائے
 ثلاثہ کی خود از رو سے نص صریح کے ثابت ہوگی اور سینوں کو ان حدیثوں سے
 جو کچھ دلجمعی ہو مگر ایک آدمی حق جو کی تلاش میں یہ سب حدیثیں فضیلت خلفائے
 ثلاثہ کی صریح ایک بندش اور بند و بست کی حدیثیں معلوم ہوئی اس واسطے کہ
 اکثر حدیثیں بہ بنیاد خواب اور تعبیر خواب کی ہیں اور اکثر ایسی حدیثیں ہیں کہ
 راوی اونکے وہی حضرت عائشہ اور ابن عمر اور عمر ابن عاص وغیرہ ہیں کہ جنکے
 اہتمام سے یہ سلسلہ خلافت خلفائے ثلاثہ کا قائم ہوا اور کتنی حدیثیں غریب
 ہیں اور اسناد اونکا منقطع ہے اور ظاہر ہے کہ ہر گاہ حضرت علی از رو حدیث
 عنکنت مولاہ فعلی مولاہ کے وحی رسول قریب دو ماہ قبل انتقال حضرت نبی کے
 مقرر کئے گئے اور اقرار عام اس بات کا صحابیوں سے لیا گیا تو اب اس کے خلاف
 میں جو کچھ حدیث ہو سو وہ حدیث صریح موضوع اور ساختہ ہے اور سوائے اسکے
 آیت تطہیر و آیت مابلہ و علمای علم بروز جنگ خیبر اور ثبات قدمی حضرت علی
 بروز جنگ اُمد و تشبیہ سفینہ نوح و تشبیہ ہارون باموسی و حالت جب میں مجاز
 ہونا حضرت علی کا بدخول و استطرار مسجد نبوی اور حدیث انی تارک فیکم الثقلین
 اور حدیث عنکنت مولاہ فعلی مولاہ کی اور ب دروازہ دوسرے لوگوں کا بند
 ہو کر دروازہ مکان حضرت علی کا کھلا رکھنا اور حضرت ابو بکر کو اجازت روزن
 رکھنے کی اور نہت عمر کو بقدر ناکہ سوئی کے بھی اجازت نہوائی اور دیگر تمام صفات
 ذاتی حضرت علی کے ایسے ہیں کہ کیا کسی دوسرے شخص کو مقابلہ ساتھ ہو سکتا ہے
 سوم
 یہ کہ اب آئندہ مصلوں میں منافق حضرت علی وغیرہ جواز روی قرآن کہ نہ کر سکتے

سو قرآن بطور میدان جنگ اُحد و خیبر کے ایک میدان خاص حضرت علی کا ہے کہ
اوسمین کوئی شخص مقابل حضرت علی کا نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اوسمین روایات حضرت
عائشہ و عمر ابن عاص و غیرہ کو دخل ہے بلکہ یہ حدیث بہت بجا و درست ہے کہ
القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ قرآن کے ۔

چہارم

یہ کہ ہمارے نزدیک مغز اسلام کا سلسلہ اولیاء اللہ مقامات شریفہ جمہور و کچھو کچھ
و غیرہ کا ہے کہ قصہ زید و بکر سے فارغ رہ کر یاد آئی و محبت اہلبیت میں غرق ہیں اور
نجات اپنی بذریعہ دامن عاطفت حضرت مولیٰ مشکاف علیؑ کے چاہتے ہیں نقل ہے
کہ ایک شخص نے کسی صاحبِ دل سے پوچھا کہ حضرت علیؑ کو علیہ السلام کہہ سکتے ہیں
یا نہیں جواب دیا کہ جواز ناجواز کو مولویوں سے پوچھو کہ ہم فقہائین تو حضرت علیؑ کو حلال
کہتے ہیں اور بعد سلسلہ تصوف کو ہمارے نزدیک شیعہ لوگ اقرب الی الاسلام ہیں
کہ قرآن و اہلبیت پر فدا ہیں اور جب حضرت علیؑ نے اس خلافتِ ثلاثہ کو قبول کر لیا
تو پھر خلفائے ثلاثہ کے ساتھ کاوش کرنی وہی بات ہے کہ مدعی سست اور گواہ پست
اور سنیاں متعصب تو البتہ البعد عن الاسلام معلوم ہوتی ہیں کہ رسول کو ماننا اور ذریعہ
رسول سے فرق رہنا خود اسلام سے باہر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ شعر مولانا روم کا بہت
حق و واجب ہے ۔

تو بتاریکی علیؑ زادیدہ ۰ ۰ ۰ زمین سبب غیرے برو بگزیدہ ۰
اور اس راہ سے وہی لوگ واقف ہیں کہ جنکو مرہ فقر کا دیا گیا ہے آئندہ کہ سید
سید ہند و آئندہ کہ نمی دہند ازومی ستانند ۔

اشعار مولانا روم

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| علم ظاہر ہے بسر قیل است وقال | نہ ذرو کیفیت حاصل نہ حال |
| پاسے استدلایان چوبین بود | پاسے چوبین سخت بے تمکین بود |
| نر با استدلال کار دین بدے | فخر رازی راز دار دین بدے |

پنجم

یہ کہ اصل اسلام ایک بہت عمدہ دین توحید کا ہے اور آیت مفصلہ ذیل سے صحت فرمایش رفع شرک کی معلوم ہوتی ہے پارہ ۳۔ ملک الرسل سورة النساء آیت ۷۷ قل یا اهل الکتاب نقالوا الی کلہ تسواء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله ولا بہ شئیاً ولا نینخذ بعضنا بعضاً اور ابابا من دون الله ترجمہ کہہ تو ای رسول کہ ہے پہل کتاب آگے آؤ ایک کلمہ کی طرف جو برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اس بات پر کہ نہ عبادت کریں ہم لوگ مگر خدا کو اور نہ بین شریک ٹھہراویں ساتھ اس کے کسی شے کو اور نہ قبول کرے کوئی ہم لوگوں کا کسی کو اباب سو کے خدا کا فقط مگر سنی شیعہ کے مولویوں نے تعصب کر کے اس دین میں بہت خرابی ڈالی اور تقدیر کا حال یہ تھا کہ شیعہ لوگ سنی کے پیچھا ورسنی لوگ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے بہانہ کہ علی ابن المنذر کہ جسے پچھن حج کیا تھا اور ابوالصلت یہ دونوں بزرگوار شیعہ مذہب کرتے تھے مگر ان لوگوں سے مشکوٰۃ المصابیح میں حدیثیں مروی ہیں اور شاہ صاحب نے بھی ان لوگوں کو ثقہ و عدول قبول کیا ہے مگر ہوتے ہوتے اب تو فرق کفر و اسلام کا ہو گیا کہ طرفین کے مولویوں نے درمیان سنی و شیعہ کے نکاح بھی حرام ٹھہرا دیا حالانکہ ان مولویوں کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہر گاہ یہودیہ اور نصرانیہ عورت سے نکاح بلا تبدیل مذہب جائز ہے تو درمیان زن و شونسی و شیعہ کے کیوں جائز نہ ہوگا کہ مکفر اہل قبلہ کی کیسٹری نہیں ہو سکتی ہے

ہاں اگر نظر اختلاف طریقہ سنی و شیعہ کے لحاظ ناموفقیت باخود ہاں و شو کا ہو تو وہ دو
بات ہے۔

ششم

یہ کہ لعقب کا یہ حال ہو اے کہ سینوں میں طریقہ آئین بالجہ و رفع بین و دہایت کا
اسطح پر پھیلا ہو کہ وہ بھی گویا ایک دوسرا مذہب ہو گیا حالانکہ ہم کو ان کے پیچھے نماز
پڑھنے میں یا شیعوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ عذر نہیں ہے کہ غرض عبادت سے
ہے اور پختہ کا لٹو ہر شکل کا میٹھا ہوتا ہے اور شیعہ کے مولویوں نے امامت نماز
میں اس قدر شرائط قربانی بفرعید کے مقرر کیے کہ نماز جماعت کی ملنی دشوار ہوئی اور
مجتہد یہ ہوا کہ شیعہ کی مسجد گواہ آدمی کی ہو مگر جمعہ و جماعت سے حسب خواہ آباد نہیں
ہو سکتی ہے اور تاکید قدرت کی جو کچھ درمیان طریقہ شافعی و شیعوں کے ہے سو حتیٰ الوسع
قدرت کا درست ہونا بہت مناسب ہو مگر نہ اس شدت کے بل صحت قدرت کو نماز یا آیت
نماز کی درست نہو سو یہ سب زیادتی سبب لعقب کہے ورنہ حضرت بلال کا تو اہم سبب
اشہد کے تھا۔

ہفتم

یہ کہ قطع نظر احادیث ترتیب وادہ سینوں کے ہمارے نزدیک واسطے اثبات مجرد
فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے یہ بات خود کیا کم ہے کہ قرآن و دونوں
زرگون کی متصل مزار شریف حضرت رسول کے ہوئی ہر چند کہ یہ امر توسط حضرت
نشتہ کے ہو مگر شک نہیں کہ یہ قریب مزار مبارک کی ایک بڑے شرف کی بات ہے
کہ اگر یہ لوگ کسی طرح پر عند اللہ مردود ہوتے تو یہ قریب روضہ مبارک کی ممکن ہوتی
کہ ایک ہی روضہ نبی کا مورد ثواب عظیم و مطح عقاب الہیم کا تصور کرنا خود ایک سخت
بے ادبی ہے اور یہ قریب روضہ نبوی کی وہ شرف ہے کہ جس کی آرزو حضرت امام حسن کو تھی
پس صفات بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر جلیل پر کہ حیات حضرت رسول میں

صحابان خاص سے تھے سو اوس طرح پر بعد مہمات کے ہی ایک ساتھ ان صحابیوں کو کچھ سو نہیں دی ہر چند کہ حضرت علیؑ سے اونکو کچھ مقابلہ نہیں ہو۔

لر اقم

عداوت با صحابہ گو مرانیست ❦ یقین دان جز علی با کس لائست حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت حضرت ابو بکرؓ کی جو برخلاف وصیت خم غدیر کے لے لی گئی سو اس سے کئی طریقے نکلے ایک یہ کہ خلفائے ثلاثہ از قسم منافق و دشمن اہلبیت کر سمجھے جائیں اور یہ طریقہ شیعہ لوگوں کا ہے مگر یہ امر تمام برخلاف انصاف ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا یار غار ہونا اور عاشق رسول اور تمام مرد نیک اور سخی اور عابد اور زاہد ہونا اونکا فراموش کیا جائے اور حضرت عمرؓ کو کہ جنکے جد و جہد سے ہیران و شام دروم و مصر سلمان کیا جائے سو خود اونکو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا بال بے انصافی ہے اور حضرت عثمانؓ کو جو کہ ایک شہید مظلوم اور بذات خود ایک نیک اور سخی مرد تھے اور ساتھ اہلبیت کو کچھ اخراجات اونکو نہیں تھا خارج از اسلام سمجھنا کیا معنی رکھتا ہے دوم یہ کہ واسطے بنا فاس بات کر کہ یہ خلافت ثلاثہ حق تھی اہل فضیلت خلفائے ثلاثہ اور تنقیص و توہین شان علیؑ میں بہتہام کیا جائے سو یہ ضرر بہ اصل بنیان متعصب کا ہے مگر اس طریقہ میں مشکل یہ ہے کہ آفتاب کو مقابلہ میں کچھ روشنی ستاروں کی ٹھہر نہیں سکتی ہے اور اسی وجہ سے تمام بہتہام سنیوں کا رایگان ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ مقابلہ رفعت شان حضرت علیؑ کے اصل خلافت ظاہری کا درجہ فروتر سمجھا جائے سو یہ طریقہ اہل تحقیق اولیاء اللہ و علمائے درست فہم کا ہے اور رقم اسی طریقہ میں ہے اور یہ امر واقعی بھی ہے کہ اس خلافت ظاہری جو واسطے اجرا سے دین ظاہری کے معنی فضیلت ذاتی کسی شخص کی نہ بڑھ سکتی ہے

اور نہ کچھ گھٹ سکتی ہے اور راہ نجات کی جو محبت علی و مقام اہلبیت اور تمام مین
ساتھ عترت رسول کے منحصر ہے سودہ شرت اپنی جگہ مین بحال و قائم ہے اور
اس مقام مین ایک غزل ہماری حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| <p>کنون معلوم کردم از فضائل نازدلیما وے باشد علی آن کو رساند تا بنسد لہما تو مرشد دان علی را بگذر از دیگر و سایلہما کہ اور افاقہ ما میشد زمان دادن بیلہما علی کشتی رساند تا سبکساران سالہما علی داری چه غم داری برون آئی تر شکلہما تقاعت شد برین توام و بر بندہ محملہما تولاسے علی مارا منودہ نسل محفلہما علی باشد ترا کافی دعو الدنیا و اھلہما</p> | <p>تحقیق علی بسیار خواندم حق و باطلہما ابو بکر و عمر عثمان صفات عمدہ میدانم علی تر قضاے باشد وصی مصطفیٰ بر حق چه شکل روزہ و افطار سدہ روزہ علی را بگو اگر چه بر خطر باشم ز موج بحر عصیان ما خدا داری چه غم داری نبی داری چه غم دار چه قرآن و علی یا ہم مثال لفظ و معنی اند علی چون جان نبی را ابو حبیب باشد این کنارہ گیر از دنیا بشو آزاد چون حافظ</p> |
|---|---|

فصل ۹

اس فصل مین چند آیات قرانی نسبت حضرت علی اور مقام اہلبیت کے مذکور
ہوتے ہیں اور مولوی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی شیخ اشاعہ شری باب ششم
مین اپنی کتاب مجمع البحرین کے بہت آیات کو مع نقل تفاسیر و احادیث اہل سنت کے
خوب جمع کیا ہے اور اس کتاب سے ہلکوا سوقت انتخاب کرنے مین آیات کہ بہت سہولت
ہوئی کہ جس جس آیت کا انتخاب کرنا مناسب معلوم ہوا انتخاب کیا گیا۔

آیت ۱

سورة الشورى قل لا املككم عليه اجرا الا المودة في القربى ترجمہ

تو کہ میں مانگتا نہیں ہے اس پر کچھ نیگ مگر دوستی چاہنی ناتے میں فقط تفسیر سنی ہو
اور معالم التنزیل اور تفسیر کشاف وغیرہ سے حسب نقل عبارت ذکر کردہ مولوی صاحب
موصوف کے کہ جیسر ہما کو کچھ جاے شک نہیں ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
جب یہ آیت اوتری تو لوگوں نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ وہ قرابت دار
آپ کے کون لوگ ہیں کہ جنکی محبت ہم لوگوں پر واجب ہوئی تب حضرت رسول خدا
نے فرمایا کہ وہ قرابت دار علی اور فاطمہ اور دونوں بیٹے اونکے ہیں۔

منہن

آیت ۲

سورہ تحریم وان تظاہر علیہ فان اللہ ہو مولاه و جبرئیل و صالح
ترجمہ اور اگر تجڑھائی کرو اور سپر تو اللہ اور سکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان
والے فقط از روے تفسیر مجمع البیان کے اس صالح المونین سے حضرت علی
مراد ہیں کہ جو حضرت رسول خدا نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے صحابیوں سے کہا
ایھا الناس هذا اصحاب المؤمنین یعنی اے لوگوں یہ شخص صالح المونین ہیں۔

آیت ۳

سورہ مجادلہ یا ایہا الذین امنوا اذا نادیکم الرسول فاستجبوا لہ
نحوکم صدقہ ذلک خیر لکم والہم فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم
ترجمہ اے ایمان والو جب تم کان میں بات کہو رسول سے تو آگے بڑھو بات
کرنے سے پہلے خیرات کو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستھرا پر اگر نہ پاؤ
تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ فقط فصل ۲۲ میں بخوی یعنی مشورہ متعلق
اس آیت کے مذکور ہے کہ جب دیر تک حضرت رسول ساتھ حضرت علیؑ کے
سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ ہر آئینہ طول ہوا مشورہ حضرت رسول کا

ساتھ ابن عم اوسکے تب کہا جو اب میں حضرت رسول کے فرمایا کہ بننے ساتھ
حضرت علی کے مشورہ نہیں کیا ولیکن خدا نے اوس سے مشورہ کیا اور جو بن لفظ
یہ شعر خوب حب حال ہے ۵

علی رازدار خد او بنم ۴ خبر دار تہ خفی و جلے
آیت ۴

سورہ آل عمران پارہ سوم فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابناءکم و
نساءنا و نساءکم و الفسقاء و الفسکاء ثم نبہل فنجعل الغنہ اللہ علی
الکاذبین ترجمہ لہر کہہ دو بلا دین ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں
اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پر دعا کریں اور لعنت دے
اللہ کی جہو ٹھون پر فقط یہ ایک آیت مبارکہ کی ایک مشہور آیت ہے کہ جہین
حضرت رسول خدا خود آپ اور حضرت علی اور فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم
السلام ایک ساتھ نصاریٰ کے مقابلہ میں واسطے قسم کھانے نسبت حقیقت
دین اسلام کے گئے تھے اور اسی بنیاد پر یہ شعر ہے۔
خدا نفس پیغمبرش خواندہ است ۴ و اگر انفضیات کس ماندہ است

آیت ۵

سورۃ المائدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا فقیمو الصلۃ
و یؤتوا الزکوۃ و ہم لکن ترجمہ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اوسکا
رسول اور ایمان والے جو قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ نوے
ہیں فقط از روئے تفسیر معالم التنزیل اور نیشاپوری اور محی الدین عربی وغیرہ
کے منشاء نزول اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت علی مسجد میں بحالت رکوع نماز کے

تھے کہ ایک سائل نے سوال کیا اور حضرت علی نے اسی حالت میں اپنی گنگولیا
 لطف سائل کے کردی کہ جسین انگوٹھی تھی اور سائل نے اس انگوٹھی کو حضرت
 علی کے گنگولیا سے نکال لی سو اسی خیرات پر یہ آیت اتری ۔

آیت ۶

سورہ رعد انما انزلناہ ذلک لکل قوم ہاد ترجمہ تو تو ڈر سنانے والا ہے
 اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانے والا فقط بیان بھاب میں اس آیت کے حضرت
 رسول نے یہ حدیث فرمائی انا المنذو علی لہاد فی بات یا علی بھندی
 المہند یعنی میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہادی ہے اور ساتھ تیرے راہ
 ہانگے راہ پانے والے لوگ اس رو سے حضرت علی سب کے ہادی ہیں ۔

آیت ۷

سورۃ الحاقہ آیت ۱۲ و نفعہما اذن و اعیہ ترجمہ اور سنتی لینے
 جمع کرے اور کو سینے والا فقط منشاء نزول اس آیت کا از روئے کتاب
 عوارف کر یہ ہے کہ حضرت رسول خدا نے دعا مانگی کہ علی کوئی بات فراموش
 نہیں کرے سو برکت اس دعا کے کیا ہوا کہ تمام ارشادات حضرت رسول

حضرت علی کو یاد رہتے تھے ۔ بلیت

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ہوئی نعمت او سکی وصی پر تمام

آیت ۸

سورہ اخرا ب انما یرید اللہ لیدھب عنکم الرجز اھل البلیت
 و یطہرکم نطہا ترجمہ البلیت جاتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی ہیں
 اس گھر والوں سے اور تمہارے تم کو ایک ستھرائی سے فقط یہ آیت تطہیر کی

ایک مشہور آیت ہی اور حدیث متعلق اس آیت کے فصل ۱۶ میں اس سالہ کے
 مذکور ہے بروایت حضرت عائشہ کے ایک روز حضرت نبی کا لے کمل اوڑھ کر ہو
 بہر نکلتے تھے آئے حسن ابن علی پس لیلیا او نکو اپنے کمل میں تے آئے حسین اور
 وہ ور آئے کمل میں اور اس کے بعد آمین فاطمہ اور لیلیا او نکو اس کمل میں
 تے آئے علی اور لیلیا او نکو تے پڑھی اس آیت تطہیر کو اور فصل ۱۵ میں
 اس رسالہ کے بروایت سعد بن ابی وقاص کے وہ حدیث مذکور ہے کہ حضرت
 نبی نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلا کر کے کہا کہ یہ لوگ میرے امیت
 ہیں اور شہرت کلیم سیادت کے بہ بنیاد اسی آیت تطہیر کے ہے۔

آیت - ۹

فعل

سورہ مائدہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وانکم
 ما بلغت رسالتہ واللہ یعصمکم من الناس ان اللہ لا یھدی
 الکافرین ترجمہ ای رسول پہنچا کچھ کو اور تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو نے کچھ
 نہ پہنچایا اور اسکا پیغام اور اللہ تجھ کو بچالیکا لوگوں سے اللہ راہ نھین دیتا
 قوم کو فقط تفسیر کبیر میں ہے کہ منشاء نزول میں اس آیت کے دہل باتیں بیا
 کی گئی ہیں اور انھیں سے دسویں بات یہ ہے کہ جب حضرت نبی حجۃ الوداع سے
 خم غدیر کو پہنچے تو حدیث من کنت مولا فاعلم مولاہ کو فرمائی اور وہ حدیث
 فصل ۱۱ میں اس رسالہ کے مذکور ہے اور یہ امر بھی کس قدر قابل لحاظ کے
 ہے کہ حضرت رسول نے کس تاکید الہی پر حضرت علی کو وحی مقرر کر کے اقرار
 اس بات کا صحابیوں سے لیا تھا اور مولوی سید احمد حسین صاحب فرماتے
 مجمع البحرین میں یہ بیان مطلب اس آیت کے چند باتیں خوب لکھی ہیں کہ

اور سکا نقل کیا جانا بھی اس مقام میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔
 اول یہ کہ شواہد النبوت ملا عبد الرحمن جامی صفحہ ۳۰۸ - میں مذکور ہے کہ ایک شخص
 حضرت علی نے لوگوں سے بہ نسبت من کنت لہ فعلی مولاً کے گواہی طلب کی
 اور اس وقت بارہ کسان انصار حاضر تھے اور سب نے گواہی دی مگر ایک شخص نے
 گواہی نہیں دی تب حضرت علی نے پوچھا کہ کس سبب سے تم گواہی نہیں دیتے ہو
 اوسنے کہا کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہیں سو ہم کو یاد نہیں ہے تب حضرت علی نے کہا
 کہ بار خدا یا اگر یہ جھوٹا کتاب ہے تو اوسکے چہرہ پر سنییدی ظاہر کر کہ عمامہ سر چھپ
 نہیں سکے راوی کہتا ہے کہ اللہ نے اوس شخص کو دیکھا کہ سفیدی درمیان
 دو آنکھیں اوسکے نکلی تھی۔ دوم یہ کہ زید ابن ارقم نے کہا کہ اوس مجلس میں
 ہم بھی حاضر تھے اور حضرت رسول سے وہ حدیث کہنے سن رہے تھے مگر ہم نے غصے رکھا
 سو دشمنی ہماری آنکھوں کی جاتی رہی اور یہ افسوس زید ابن ارقم کو ہمیشہ رہا۔
 سوم یہ کہ اشعار چند مولوی صاحب نے حسب ذیل لکھا ہے۔

از دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

وفی القرآن الزمہم ولا تے : و اوجب طاعتی فرضاً بغیر
 اور قرآن میں لازم کیا ہے مسلمانوں پر ولا یعنی محبت ہماری اور واجب اور اطاعت
 میری بطور فرض کے اور بالقصد۔

كما هارون من موسى اخوه : كذلك انا اخوه و ذاك اسہی
 جیسا کہ ہارون سے موسیٰ کی بھائی تھی ویسی ہی ہم بھائی اوس بنی کے ہیں اور یہ نام میرا ہے
 كذلك اقامتی لهما ماماً : و اخبرهم به بعد برحمہ
 اسی کو اوس بنی نے قائم کیا بجوہام اوس کے واسطے اور خبر دی اوسنے لوگوں کو اوس بات کی غدیر خم میں

وویل ثم ویل ثم ویل : لجاہد طاعنہ و مریدہ ہضمی

اور افسوس ہے اور افسوس ہے اور پھر افسوس ہے واسطے منکر تا بعد اری
میری اور واسطے ارادہ کرنے والے میرے ہضم کرنے کے۔

وویل للذی لشیقی سفاهاً : برید عداونی من غیو جہ

اور افسوس ہے واسطے اوس شخص کے جو کہ شقاوت کرتا ہے بیوقوفی سے اور
ارادہ کرتا ہے میرے عداوت کا بغیر جرم میرے۔

ایضاً۔ از دیوان مذکور و تاریخ البوالفدا وغیرہ

استبقتکم الی الاسلام طراً : غلاماً ما بلغت ان حلے

ہم سابق ہوئے تم لوگوں سے اسلام میں اپنی رغبت سے در حالیکہ ہم ایک
لڑکا تھے کہ ہم نہیں پہونچے تھے زمان بلوغ کو اپنے۔

واجب الی ولایتہ علیکم : رسول اللہ یوم غدیر خم

اور واجب گردانا واسطے میرے ولایت یعنی محبت کو اوپر تم لوگوں کے رسول اللہ نے بروز غدیر خم

واوصانی النبی علی اختیار : لامتہ رضی منکم بحکم

اور وصیت کی نبی نے اپنی پسند سے واسطے اپنی امت کے تسلیم و رضا کو تم لوگوں کے ساتھ حکم میرے

الامن شفاء فلیوم یبذل : ولا فلیمت کمد العنم

آگاہ رہو کہ جو شخص چاہے سو ایمان لاوے ساتھ اوسکے ورنہ پس چاہیے کہ وہ مرے

اندوہناک بسبب غم کے۔

از مثنوی شاہ ابو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ

آن علی والے ملک نبی ص

بہر دین دل کند از دنیا علی

آن علی زوج بتول بارہا

آن وصی سلف فیروز خدا

| | |
|--|-----------------------------|
| زال دنیا را ازان زو پشت پا | تا نباید در نگاه اولیا |
| از مشنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتہ ششم | |
| او خیر انداخت بر روئے علیؑ | افتخار ہر بنی و ہر دے |
| زین سبب پیغمبر با جہتہ | نام خود نام علیؑ مولیٰ نہاد |
| گفت ہر کس را منم مولیٰ و دوست | ابن عم من علیؑ مولیٰ دوست |
| کیست مولیٰ آنکہ از آدوت کند | بند رقیبت ز پایت بز کند |
| چون بہ آزادی نبوت ہادی است | مومنان را از ہمہ آزادی است |
| اسے گروہ مومنان شادی کنند | ہمچو سر و دوسوسن آزادی کنند |
| اور تفسیر ثعلبی سے نقل ہے | |

کہ جب حضرت رسولؐ نے یہ حدیث منکبت مولیٰ فعلیؑ فرمائی تو حسان ابن ثابت شاعرِ مہجرت رسولؐ نے عرض کی کہ ہم کو اجازت ہو کہ حق کے ہم کچھ اشعار سنا دیں تب حضرت رسولؐ نے فرمایا قل علیؑ برک اللہ علیہ کہ یہ سنا تھہ برکت اللہ کے تب اسٹھے حسان اور کہا یا معشر مشجخہ قریش اسمعوا قولی شہدا من رسول اللہ فی الولاۃ الثانیۃ اگر گروہِ مشجخہ قریش کے منویہ سے قول کو از روئے گواہی کے از جانب رسول اللہ دربارہ ولایت ثابتہ کے۔

| | |
|--|-----|
| اشعار حسان بن ثابت | دعا |
| ینادیہم یوم الغد یرنلہم : بخیر و اسمع بالرسول منیا | |
| نما کرتا ہے نبیؐ اول لوگوں کو بروز غدیر خم کے اور سنو ساتھ رسولؐ کے منادی کو | |
| بانی مولاکم لغم وولیکم : وقالو لہم ید وھناک التعا | |
| نما ہوئی کہ میں اچھا مولیٰ اور ولی تم لوگوں کا ہوں اور کہا لوگوں نے اور تعا | |

ہوئی یہاں پر کچھ چشم پوشی -

الْهَلْکَ مُولَانَا وَأَنْتَ وَلِیُّنَا ۖ وَلَا تَجِدَنَّ فِی الْخَلْقِ لَاحِرًا عَاصِیًا
کہ خدایترا مولا ہلو گون کا ہے اور تو دلی ہم لو گون کا ہر اور تو ہرگز نہیں پاؤگا
خلق میں سے کسی شخص کو واسطے اسے ٹوکے سرکشی کرنے والا -

فَقَالَ لَهُ قَهْرًا لَمْ يَأْتَنِي ۖ رَضِیْتُمْ مِنْ بَعْدِی أَمَّا مَا وَهَبَ
پس کہا اوس علی کو رسول نے کیا اونٹھ ہے علی کہ یہ پسند کیا تجھ کو بعد از امام دہاد

آیت ۱۰

يُؤْتِي الْإِنْسَانَ بِفَوْزٍ بِالْغَدْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا
الطعام علی مسکینا ویتما و اسیدوار رحمہ پوری کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اوس دن
کہ دلی بڑائی پس پڑ گئی اور کھلاتے ہیں کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور بن بابک
الکے کو اور قیدی کو ف شاد عبد القادر صاحب دہلوی نے ایک جمعہ اردو کلام شہر
کامع خوشی فواید غروری کی خوب لکھا ہے مگر افسوس ہے کہ سبب کسبت کی ہمت
اس حاشیہ میں کسی آیت کے کچھ ذکر حضرت علی علیہ السلام کا نہیں کیا اور کچھ فرستہ
کی بات ہو کہ مسترجح سبب ترجمہ انگریزی قرآن شریف نے جو کہ ایک غیر ذہیب کا
آؤں ہے اس آیت کو حاشیہ میں بحوالہ تفسیر بفساوی کے اس آیت کو بہت وضاحت
سے بظرف حضرت علی کے فرسودہ کیا ہو مگر شاہ عبد القادر صاحب مسلمان ہو کر کے بالکل
اس قصہ کو کہا ہے اور تمام قصہ کو الغٹھ ہضم لے کر گئے مگر امر حق یہ ہو کہ علماء
اہل میں سے شاہ دلی اللہ صاحب اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں بہت اچھی طرح کریمیکہ
بجاست حضرت علی و تمام اہدیت کے ہیں بہر کیف مسترجح سبب نے انگریزی ترجمہ کے
حاشیہ میں شان نزول اس آیت کو حسب ذیل بیان کی ہے یہ امر بیان کیا گیا ہو کہ حسن

حسینؑ کو اسے محمدؐ کے کسی وقت دونوں بیمار ہو کر پیغمبرؐ دیگر کسان واسطے عیادت
 اونکے گئے اور لوگوں نے حضرت علیؑ سے چاہا کہ واسطے صحت پسرانِ اپنے خندہ اس کی کچھ
 عہد کریں اور بر طبق اس کے علیؑ وفاطمہؑ و فضاہؑ و ثعلبہؑ کو لڑائی نے ایک عہد تین روزہ کا
 کیا اور صورتیکہ دسے لوگ صحیح ہو جائیں اور جب یہ اتفاق ہوا تو اون لوگوں نے
 تعمیل کی اور یہ عہد ساتھ اس صداقت کو پورا کیا گیا کہ اول روز بوجہ غنیمت ہو جو رہنے
 کچھ خوراک اندر مکان کے علیؑ نے تجویز ہو کر تین پیمانہ جو کاشمہ خون ایک یہودی خیر کر
 قرضہ لیا اور اوسہین سے فاطمہؑ نے ایک پیمانہ جو کو اوسہی روز کوٹ پسین کر کے پانچ
 روٹی اوسکی کھانے کو پکائی اور وہ روٹیاں اون سب کے سامنے واسطے افطار بعد
 غروب آفتاب کے رکھی گئیں مگر ایک غریب سائل اون سب کو پاس آیا اور تمام وہ
 روٹیاں اوسکو دے ڈالیں اور خود اون سبھوں نے تمام رات فاقہ سے صبر پائی
 بی کر کے کھایا اور دوسرے دن فاطمہؑ نے دوسرے پیمانہ جو کی اوسیطر جبروٹیاں بنائی
 مگر قیم سائل آیا اور اوسے دی ڈالنے کو ترجیح دیکر اپنی رات بطور شب اول کے کالی
 اور تیسرے دن بھی اوسیطر سے تمام خوراک اپنی ایک قحط زدہ قیدی کو دی ڈالی
 بر طبق اس واقعہ کے جبرئیلؑ اوسے ساتھ اس سورہ انسان کے اور محمدؐ سے کہا
 کہ اس پارسائی اہل بیتؑ براوسکی خدا اوسکو مبارکباد دیتا ہے فقط اور مخفی نہیں ہے
 کہ اس قصہ سے تین روزہ کے کس قدر حالات بزرگی و علو مرتبہ تمام اہلیت رسول
 کے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرتبہ صدق و یقین حضرت علیؑ کا کس درجہ کا ثابت
 ہوتا ہے کہ جو نیت تین روزہ کی کی تھی سو کس خوبی سے اس عہد کو پورا کیا وہ یہ کہ
 اللہ اکبر صبر کس درجہ کا ہے کہ فاقہ پر فاقہ ہوا مگر وہ تینوں روزہ برابر رکھتے گئے اور
 صرف اسی قدر صبر نہیں ہے کہ خود آپؐ تحمل کیا بلکہ امامین حسنؑ حسینؑ چھوٹی چھوٹی

ان پانچوں کا بھی فاقہ تین تین روزہ کا تحمل کیا اور درجہ کمال ریاضت کا بھی کس قدر
 ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ صرف معاملہ باضاً اور نہایت درجہ
 اتصال مع اللہ تھا۔ سووم یہ کہ سبحان اللہ سخاوت کا کیا حال تھا کہ بوقت طلب
 سوال مسکین و یتیم و قیدی کے کچھ خیال اپنا وزن و فرزند و حضرت فقہ لوندی کا نہیں
 رہا اور کیا یہ بات ممکن نہیں تھی کہ اون پانچوں روٹوں میں سے ایک ایک کمر
 سالکین کو دیتے اور باقی کو بھرتہ خود و اہل و عیال اپنے درلاتے اور کیا یہ بات
 ممکن نہیں تھی کہ صرف روٹی اپنے منہ کی دیکھ لیتے مگر بات یہ ہر کہ سبب جوش اٹھا
 کے پانچوں روٹیاں بکبارگی اوستھا دین چہا رم یہ کہ البتہ تین روزہ حضرت علی کا
 چالیس روزوں سے حضرت مسیح کے عہد ایام میں کمتر ہے مگر ان تین روزوں میں
 ایک امر امتحان کا اوس چالیس روزوں سے نرہ تھا کہ حضرت مسیح نے جو چالیس
 روزہ رکھا سو ایک بات روزہ رکھنے کی تھی اور حضرت مسیح کی وہ شان تھی کہ چالیس
 روزہ پر کیا حصر ہے کہ اگر وہ چاہتے تو ایسا روزہ برسوں کا بے تکلف رکھ سکتے تھے
 کہ اون کے یقین میں جیات صرف مرضی الہی سے متعلق تھی اور یقین ہے سب کچھ ان
 مگر اس تین روزہ میں حضرت علی کے ایک قصہ امتحان کا ایسا تھا کہ دن بھر کا روزہ
 رکھ کر کے عین بوقت افطار کے ایک سائل ہر روز آیا اور سب کھانا اوسکو دیدیا حالانکہ
 وہ روٹی خود قرضہ کی تھی بخشیم یہ کہ اس قصہ سے فتوت و مروت و حیا حضرت علی کی
 کس درجہ کی ظاہر ہوتی ہے کہ تین روزہ کا فاقہ قبول کیا مگر اپنے حال سے کچھ اطلاع
 حضرت بنی کو باوصف اتصال مکان کے نہیں دی سبحان اللہ واقعی جو شخص ایسا
 خود کریم ہو تو وہ منت کش اور سائل دوسرے کے پاس کیونکر ہو سکتا ہر ششم یہ کہ
 حضرت فاطمہ بی بی اونکی اور حضرت فقہ لوندی اور سفین لک کے اونکی کیسے تھے حال میں

شریک حضرت علی کے ہر مگر حضرت بنی اپنے باب یا اپنی نانا کو کچھ مطلع نہیں کیا
ہفتم یہ کہ امامین حسنین علیہما السلام جو چوتھے روز حضرت بنی کے پاس آئے
سو متواتر فاقہ ہاسے روزہ سے اونکے ضعف کا یہ حال تھا کہ تھر تھرا ہوئے
گئے تھے اور ان فاقون سے حضرت سیدہ فاطمہ کا یہ حال تھا کہ مارے فاقون
پیٹ اونکا سٹ گیا تھا اور آنکھیں اونکی اندر حلقہ چشم کے جا رہی تھیں غرض کام
اس قصہ کا حال یہ ہے کہ واسطے اثبات افضلیت حضرت علی اور ہونے مولا کے
کل اصحاب وغیرہ اور انجام دہی امورات نبوت حضرت بنی ابن عم اونکے کچھ حاجت
کسی دوسری حدیث یا آیت قرآنی کی نہیں ہے۔

سن چہ گویم از علی بوتراب : آفتاب آمد دلیل آفتاب
اور بسیل ظہور عظمت اس قصہ کی یہ ہے کہ غور کرنے والا یہ سارا قصہ روزہ وغیرہ
اپنے اوپر فرض کرے تو مطلب اس قصہ کا اوکو معلوم ہو سکتا ہے مگر یہ کام
مولویوں کا نہیں ہے کہ دوسرے کا قصہ اپنے اوپر فرض کر سکیں بلکہ یہ کام
صرف فقرا اور طالبان حق کا ہے کہ جن لوگوں میں تعلیم و شوق توحید کی برابر جاری
اور خدائے وہ درجہ عالی فقر کا بنایا ہے کہ برکت مشق توحید و فقر کے یہ قصہ اور
تمام معاملہ معاویہ و کربلا وغیرہ کا گو یا خود اونکی جان پر گزرتا ہے اور ہر کو بہت
افسوس ہے کہ ہم مطلب کو پوری طرح سے قلمبند نہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ تھوڑا
لکھا جائے سو وہ فہم ظاہر بینوں سے باہر ہے۔

مردم اندر حسرت فہم درست اینکہ بیگویم بقدر فہم نست

نعل آر دو از مولف این سالہ

نبول آخرین گو یار و آخرتھ دکھاتا علی کو جو گھٹائے ہیں سو اونکو کیا ٹھکانا

علی و امام و ابن عم و صی حضرت بنی کریمین
 خلافت کو نہیں گراماں لیتو وہ تو کیا کرتے
 اویسی و حبیبؑ تو ہم بھی مان لیتے خلافت کو
 صحابی گر قریشی ہیں سنا کہ ہیں صاحبین
 سیادت میں شجاعت میں سخاوت میں خباہتیں
 علی و فاطمہ فضہ و حبیب حسنین ہوں فاقہ
 احد سے بھاگ جائیں لوگ بھاگیں و خیر تار
 رہو آزاد و حبیب نجات میں غرق تم ہر دم
 اشعار بطور مثنوی از مولف این رسالہ بطور بیان آیت و طبع محمود
 علی حبیبؑ

سن چہ گویم از علی بو تراب
 از بے نیت سہ روزہ قصد کرد
 پیش شمعون رفت و قرضہ ہر روز
 فاطمہ رضہ فتنہ و آن حسنین ہم
 داد آن جو فاطمہ را بہر خون
 روز اول وقت افطارش رسید
 دست از نان پر کشید و جملہ نان
 جرعه آبے فرو بردہ بحلق
 شب بغافہ برد و جملہ خاندان
 آن قبیہ را بداد و آت گفت
 آفتاب آمد دلیل آفتاب
 بہر افطارش نبودہ جنس و نقد
 کرد صاع جو و آوردش بسوز
 روزہ دارے را شریک او بہم
 فاطمہ نمود آن را پنج نان
 ناگہ سیکنے علیؑ اور اشنید
 داد مسکین را و خود با خاندان
 کرد افطار و نہان حالش خلق
 روز دوم پیشش آمد پنج نان
 روز سوم قیدے را داد و خفت

| | |
|-------------------------------|------------------------------|
| ذات باری ز امتحان کردن برے | ز انکہ بودش علم کلے با علے |
| لیک بود این امتحان از بہر خلق | تا عیان شد زور شاہ فقر و دلق |
| روز چارم سورۃ الانسان رسید | مر قضي را شکر خود یزدان رسید |
| ہر سہ روزش بود ممکن بگمان | حصہ کردے در میان پنج نام |
| حصہ دادن بفرزدان و اہل | حصہ دیگر بسایل بود سہل |
| لیک ایثارش نمودی بر کمال | تا نہودی غفلت از اہل و عیال |
| این صفت از غلبہ توحید بود | کا احتیاج دیگران بر خود فرود |
| نام ز جو کردن در روزہ داشتن | شب بفاقہ بردن و برخاستن |
| روز دوم روز سوم پنجسین | سیدہ را امتحانے بود این |
| سیدہ دان جاریہ دان بچہ با | مبتلاے روزہ با وفا تہ با |
| خود بشر بودند اینہا یا ملک | کے شنیدہ مثل شان گوش فلک |
| ہیچ یک زینہا نکردہ راز فاش | سہل بودے گرنی بشتیدی کاش |
| این قناعت این رضا و این حیا | کس نہ دیدہ جز باین آل عبا |
| حضرت عیسیٰ چہ خوش تعلیم خست | ہر شجند را از ثمر باید شناخت |
| داد آزادی بادم از ولا | مدح خوان مر قضي گشتم بجا |

آیت ۱۱

سورہ رعد مر عبندہ علم الکتاب ترجمہ وہ شخص کہ اوسکے پاس علم کتاب ہو حدیث میں ہے علی مع القرآن القرآن مع علی یعنی کہ علی ساتھ قرآن کے ہے اور قرآن ساتھ علی کے ہے کہ اسوجہ سے حضرت علی کے ساتھ علم قرآن زیادہ تر مخصوص ہے اور تفسیر نشا پوری میں بہ بیان آیت سورہ شورہ کے

لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ جَزَاءً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ كے کیا خوب یہ بات کہی ہے وکفے نہ فلا
 رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفَخِرَ لِخَدَمِ الشَّهَدَاءِ بِذِكْرِهِمْ وَاصْلَاحِهِمْ فِي كُلِّ اَوْفَىٰ آلِ رَسُوْلٍ
 کے واسطے یہ بات شرف اور فخر کی کنایت کرتی ہے کہ کلمہ شہدہ ساتھ ذکر اداں لوگوں
 کے ختم ہوتا ہے اور ہر نماز میں اداں لوگوں پر درود بھیجا جاتا ہے اور یہ شعر
 قصیدہ فرزدوق کا بھی کیا خوب ہے مقدم بعد ذکر اللہ ذکر ہمہ کل بند
 وَلِكُلِّمٍ يَخْتِمُ یعنی مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان دوازدہ امام کا ابتدا
 ہر کام میں اور ساتھ ذکر اداں لوگوں کے سب کا ختم ہو جاتا ہے اور یہ قصیدہ
 ہے کہ جو فرزدوق شاعر نے معین امام چہارم زین العابدین علیہ السلام کے
 عین خانہ کعبہ میں بجا لفت ہشام ابن عبد الملک بادشاہ مروانی کے پڑھا تھا

آیت ۱۲

سورہ عم تیسار لون عم یتساء لون عن النبا العظیم الذی هم فیه مختلفون
 ترجمہ کس چیز سے لوگ آپس میں پوچھ بات کرتے ہیں کہ جس میں وہ لوگ
 اختلاف کرتے ہیں ف حسب تفسیر محی الدین عربی کے اس خبر عظیم حضرت علیؑ

آیت ۱۳

سورہ بقرہ الذہر بنفقون اموالہم باللیل والنہار سئل وعلانیۃ
 ترجمہ وہ لوگ جو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن
 میں پوشیدگی سے اور ظاہر ظاہر ہر تفہیم معالم التنزیل و نیشاپوری وغیرہ
 میں ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس کل چار درہم تھے کہ اوسمین سے حضرت علیؑ
 نے دن کے وقت میں ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے اور
 رات کے وقت میں ایک درہم پوشیدگی سے اور ایک درہم ظاہر طور سے دیا

کہ اسی خیرات پر یہ آیت اوتری اور یہ خیرات چودقتہ حضرت علی سے کیونکر نہوتی
کہ حضرت علی نے تو روزہ رکھ کر کے اپنے افطار کی روٹی تین روزہ ہم فقیروں کو
دی اور خود آپ مع اہل و عیال برابر فاقہ رہے اور حضرت علی کی ایک سخاوت
یہ بھی ہے کہ عین نماز میں انہی کنگو لیا کی انگوٹھی سائل کو دیدی -

آیت ۱۴

سورہ نحل وعلامات بالجنہم لھیت دُون ترجمہ نشانان ہین
ستاروں کی کہ جس سے دے لوگ راہ پاتے ہین و جامع الصغیر سوطی جلد
اول میں یہ حدیث ہے الفجوم امان لاهل السماء و اہلبیتی امان لا یتقی
یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ ستارے سب امان ہین واسطے اہل آسمان کے اور اہل بیت
ہمارے امان ہین واسطے ہماری امت کے - اور شاہ تراب علی صاحب ساکن
کا کوری نے انہی کتاب مطالب رشیدی میں یہ تحریر قاضی شہداء اللہ بانی ہستی کی
سیف المسلول سے حسب ذیل نقل کی ہے کہ یعنی اولیاء امت را بکشف صریح
کہ یکے اندر اسباب علم است ظاہر شدہ کہ فیوض و برکات کہ از جناب الہی بہ الیاء
اللہ باشد بے توسط فیض او نہیں و کسی از مردان خدا بی وسیلہ اور درجہ ولایت
نہی یا بد اقطاب جزئی و اوتاد جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء و جمیع اقسام
اولیاء خدا بوسے محتاج می باشد و صاحب این منصب عالی را امام گویند و قطب الاقطاب
بالاصالہ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظهور آدم علیہ السلام بروح پاک
حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از نشاء عنصری آنحضرت ہم ورا ہم
سابقہ ہر کردار درجہ ولایت میرسید تبوسط روح پاک آنحضرت و بعد وجود عنصری
نا وقت حلت او از صحابہ و تابعین ہمہ را این دولت تبوسط او رسیدہ و بعد از او

این منصب عالی بحسن مجتبیٰ و بعد از وی بہ حسین شہید دشت کربلا پستربام
زین العابدین پستربہ محمد باقر و بعد از ان بجعفر صادق پستربہ موسی کاظم پستربہ
علی رضا پستربہ محمد تقی پستربہ علی نقی پستربہ حسن عسکری علیہم السلام این منصب اعلیٰ
مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا ظهور محمد مهدی این منصب معلق باشد۔

آیت ۱۵

سورہ آل عمران وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا تَرْجَمُهُ اور جنگل مارو تم لوگ
ساتھ رستی خدا کے سب کے سب ف اس رسی خدا سے اہل بیت مراد ہیں اور
حدیث اسکی فصل ۴۴ میں اس رسالہ کے مذکور ہوئی کہ جبکہ حاصل مطلب یہ
کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں میں دو چیز جوڑے جاتے ہیں۔ ایک قرآن
دوسرے اہلبیت ہمارے کہ جو خدا کی رسی ہیں غرض یہاں تک جو پندرہ آیتیں تعلق
حضرت مولیٰ مشکلا کشا علی کے بیان ہوئیں سو اسقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ تمام
آیات قرآنی تعلق حضرت امیر کے جمیع کرنے سے یہ کتاب بہت طویل ہو جائیگی۔

فصل ۸۰

آیات قرآنی تعلق خلفائے ثلاثہ کی کہ بعض ائمہ میں سے درحقیقت باخصیص تعلق
اون لوگوں کے نہیں ہے۔

آیت ۱

سورۃ الفتح مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ حَمَاقًا
تَوَاهِدُوا لَكُمْ وَآبَاءُكُمْ فَذَلِكُمُ اللَّهُ خَالِكُ الْمَوْتِ وَهُوَ اللَّهُ الْغَنِيُّ
ترجمہ محمد بھیجے ہوئے خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ ساتھ اسکے ہیں سو وہ لوگ
ہیں اوپر کافروں کے اور رحیم تر ہیں آپس میں اور تو دیکھو یہ کیا اونکو رکوع اور سجدہ کر رہے ہیں

اور تلاش میں فضل و انعام از طرف خدا کے اور تلاش میں اس کی ضمانت کے اور اونکے چہروں میں موجود ہیں آثارِ سجدہ کے و تفسیرِ بیضاوی وغیرہ سے کچھ شانِ نزول اس آیت کی خاص کر کے بہ نسبت کسی صحابی کے بانی نہیں جاتی اور صرف معنی اس قدر ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولِ خدا کے ہیں اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہیں سو اونکا طور یہ ہے کہ مخالفانِ دین اسلام کو ساتھ سخت و شدید ہیں اور باخود باسلمانوں پر رحیم ہیں اور سجدہ اور عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور اونکے چہروں پر آثارِ سجدہ کے نمایان ہیں سو یہ ایک تصویرِ اصلِ مسلمانِ کامل کی ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ تمام خلفائے ثلاثہ وغیرہ جتنے لوگ کہ ساتھ حضرت رسولِ خدا کے رہتے تھے سو وہ سب لوگ بفرق مراتب ہی قسم کے لوگ تھے اور یہ خیال غلطِ العام ستیون کا محض ایک مثال ہے جو عوام میں مشہور ہے کہ اس آیت سے نشانِ خلفائے اربعہ و حقیقت ترتیبِ خلافت اربعہ کی ظاہر ہوتی ہے سو اس کے جواب میں یہی شعر کہا جائیگا۔

چہ خوش گفت است سعدی دزلیخا : الا یا ایہا الساقی اور کا سا دنا ولما یعنی یہ خیال بالکل غلط و بے ربط ہے اس واسطے کہ نشانِ اول اس آیت کا اگر بطرفِ حضرت ابوبکر کے منسوب کیا جائے تو نسبتِ شدید المزاج ہونے کے اونکی طرف درست نہیں ہو سکتی ہے اس واسطے کہ حضرت ابوبکر پر صفتِ نرمی اور عظیم مزاج ہونے کی غالب تھی اور اسے طبعِ نرم مزاج ہونے کی بطرفِ حضرت عمر کے ایک بے وجوہات ہی اور انکا مزاج تو ہر وقت سخت اور تند تھا اور نشانِ سوم رکوع اور سجدہ کا اگر بطرفِ حضرت عثمان کے منسوب کیا جائے تو یہ جو تھا نشانِ واسطے حضرت علی کے کہاں ہے غرض یہ آیت مع تمام نشانات

متعلق عام مسلمانان کامل کے ہر کہ اس وقت تک یہ صفت دہائی وغیرہ میں موجود
کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ بڑے سخت ہیں اور آپس میں خوب موافق اور
طایم ہیں اور جہان پر کوئی وقت نماز کا آہو پچا تو اوس وقت شطرنجی اور گزین
پر رکھ کر کے اپنے نماز میں مصروف ہو جاتے ہیں اور انکی پیشانیوں پر گھٹنا
سجدہ کا دیکھا جاتا ہے۔

آیت ۲

سورة التوبة الا تنصروا فقد نصرة الله واخرجه الذين كفروا ناني ثنين اذها
في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا ترجمہ اگر تم نہ مدد کرو گے رسول
کی تو اوسکی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اسکو نکالا کہ فردن نے دو جان سے
جب دونوں تھے غار میں جب کہنہ لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے
ساتھ ہے و یہ آیت متعلق حضرت ابوبکر کر ہے کہ جو ساتھ حضرت رسول کے
غار میں چھپے تھے اور یہ ایک اتنا بڑا اعظم واقع ہوا کہ اس وقت تک جو دو آدمی
میں بڑی دوستی ہوتی ہے تو اودن دونوں کو کہتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی آپس میں
بڑے یار غار ہیں اور اس آیت سے جو کچھ اضطراب کرنا حضرت ابوبکر کا اور کہ
تسلی فرمانا حضرت رسول خدا کا معلوم ہوتا ہے اور شیعہ لوگ جو اس جنوع و فرغ
حضرت ابوبکر کو طول دیتے ہیں سو کچھ التفات ان باتوں پر ضرور نہیں ہے کہ
خدا صفا و دع ما کد مناسب ہو اور ظاہر ہے کہ ایمان اور استقلال حضرت
نبی کے ایسا حضرت ابوبکر وغیرہ سے ایسا کرنا فغول ہے ہاں اگر اس غار میں جناب
حضرت امیر علیہ السلام ہوتے تو بیشک صبر اور استقلال اور نکال پور جنگ اٹھ
وغیرہ کے قدم بقدم یا برابر حضرت رسول کے ہوتا اور شاہ عبدالقادر صاحب نے

اس آیت کا تعلق حضرت ابو بکر کا ہونا حاشیہ میں بخوبی بیان کیا مگر کسی آیت کا حوالہ شان نزول نسبت حضرت علی کے بیان نہیں کیا کہ سنیان بالطبع حضرت علیؑ کے نام سے گریزان ہیں اور بیان آیات قرآنی میں نسبت خلفائے ثلاثہ کے قدر متذکرہ صدر پر اکتفا کیا گیا اس واسطے کہ ہم کو اور کوئی دوسری ایسی آیت پر اطلاع نہیں ہے کہ جو خاص کر کے شان میں خلفائے ثلاثہ کے ہو مگر اس قدر کہ حدیث نمبر ۱۲۸۔ اور نمبر ۱۲۹۔ فصل ۷۵۔ سے اس رسالہ کے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ قیدیان بدر اور حجاب عورات اور مصطلے کرنے میں مقام ابراہیم کے آیات قرآنی حسب اسے حضرت عمر کے نازل ہوئے اور علاوہ اسکے ایک آیت حدیث نمبر ۱۱۔ میں فصل ۷۷۔ اس رسالہ کو حسب ذیل مذکور ہے۔ آیت ۱۲۵۔ سورہ آل عمران پارہ ۴۔

لَسْنَا لَ الْبَرَّانَ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا یَوْمَ النِّقْمِ الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلُّ الشَّیْطَانُ بَعْضَ مَا کَسَبُوْا لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

یعنی جو لوگ تم میں ہٹ گئے جس دن کہ بھڑین دو فوجیں سوا ونگو وگایا شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور بخش چکا اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا یعنی حاصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جنگ احد میں سوائے حضرت علی اور ابو دجانہ اور سہل ابن حنیف کے جو حضرت ابو بکر وغیرہ تمام صحابی بھاگ گئے تھے سو یہ قصور اوں سب صحابیان فراری کا سنا ہوا مگر یہ زیادتی سینوں کی قابل لحاظ کے ہے کہ صحابیان فراری میں سے خلفائے ثلاثہ کو حضرت علی پر تفضیل دیتے ہیں حالانکہ بھاگنے والا کھوٹنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا ہے اور ذکر اس ایک آیت کا بھی اس جگہ پر نہ آیا

کہ جو حدیث نمبر ۶- میں فصل ۷- اس رسالہ کے مذکور ہو کہ آیت ۱۳۱-۱۳۲ اور سورہ بقرہ کی حسب ذیل ہے فان آمنوا بمثل ما امنتم فقد اهتدوا وان تولوا فاما هم في شقاق فسيكفبكم الله وهو السميع العليم صبغة الله من احسن الله صبغة فخر له عابد یعنی اگر ایمان لاوین دے لوگ ساتھ مثل اس کے جو کہ ایمان لائے تم لوگ ساتھ مثل اس کے پس تحقیق کہ راہ پائی اون لوگوں نے اور اگر روگردان ہون وہ لوگ پس سو اس کے نہیں ہے کہ دے لوگ ایک بھوٹ میں ہیں پس قریب ہے کہ کفایت کر گیا تم کو اون لوگوں سے خدا اور وہ سنا جانتا ہے رنگ پکڑو تم لوگ رنگ کو خدا کے اور کون بہتر ہے خدا کے رنگ سے اور ہم لوگ اس کی عبادت کرنے والے ہیں فقط اور غرض اس آیت کی ذکر سے اس مقام میں یہ ہے کہ حضرت عثمان کا سرخون آلودہ اوپر لفظ فسيكفبكم الله کے گرا اور کچھ شک نہیں ہے کہ موافق اس لفظ کے نتیجہ خون ناحق حضرت عثمان کا یہ ہوا کہ بسبب فسادات حضرت عائشہ اور طلحہ وغیرہ کے جنگ جبل وغیرہ میں ہزاروں مسلمان مارے گئے ۔

فصل ۸۱

فصل ۸۰ مذکورہ بالا تک احادیث اور آیات قرآنی نسبت اہل بیت و دوادہ امام علیہم السلام اور اصحاب وغیرہ کے بقدر ضرورت ذکر کئے گئے اور اب آئندہ حال بیماری حضرت رسول خدا اور عنوان خلافت وغیرہ کا ذکر کیا جائیگا مگر خاص اس فصل میں یہ بات منظور ہے کہ خصائص شنی اور شیعی کے حتیٰ الامکان راست راست طور پر لکھے جائیں کہ جس سے کچھ کچھ جدا گانہ حال اون دونوں فرقوں کا معلوم کیا جاسکے اور یہ بات ظاہر ہو کہ کون فرقہ کس قدر حق

ہے اور وہ باتیں حسب ذیل ہیں -

اول

یہ کہ اس رسالہ کا نام جو حد تحقیق بمشرب معنی ہے سو اسکی معنی یہ نہیں ہیں کہ ہمکو کوئی حق و منصب اس بات کا ہے کہ اپنے کو اہل تحقیق فرض کر کے اپنی تحقیق اہل دنیا پر تمام کرین اسواسطے کہ کسبی اور شیعہ دونوں فرقوں میں بڑے بڑے اہل تحقیق ہو گئے ہیں اور اب تک اہل کمال لوگ موجود ہیں کہ ہمکو از روئے علم اور فہم کے کچھ مقابلہ اون لوگوں سے نہیں ہے بلکہ معنی اس نام حد تحقیق کے صرف اسقدر ہیں کہ بذریعہ اس کتاب کے ہم خبر دیے جاتے ہیں کہ ہماری تحقیق اس حد تک پہنچی ہے کہ جو اس رسالہ میں لکھا گیا۔

دوم

یہ کہ ہمکو کچھ اوعا علم کا نہیں ہے اور علم ہمکو کہاں سے ہو سکتا ہے کہ گویا تمام عمر ہماری تو دنیا طلبی میں کٹی ہے مگر پریشان طور پر جو کچھ حالات متقدمین اور متاخرین کے نظر سے گذرے سو اس سے بالیقین یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دین اسلام میں یہ دوازدہ امام عجب طرح سے علم دین اور خدا شناسی میں گوسے سبقت لے گئے اور اس بات کا مزاج ہمارے دل سے پوچھا جائے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی تمام عمر جو کی روٹی پر طے ہوئی اور اس بات کو ہم کیونکر دل سے بھولا سکتے ہیں کہ حضرت علی کے سامنے جو ایک گرم روٹی جو کی آئی تو اس کے ساتھ شہد بھی بطور نان خورش کے پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ روٹی ہے اور اس کے ساتھ گرم بھی ہے پس

کچھ حاجت شہد کی نہیں ہے اور قتل امام حسینؑ کو جو قاتل مستعد ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہمکو عصر کی نماز کی ہمت دو اور اوسی نماز میں اپنا کام تمام کر دینا چاہیے ویسا ہی ہوا اور صحیفہ کاملہ حضرت امام چہارم زین العابدینؑ کا جو کہ زبور ہم لوگ سلمانوں کی ہر اور پر علم و فضل و تعلق باخدا و انکی ایک گواہ قوی ہر اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس قدر علم اور فضل کے آدمی ہوئے کہ حسب فخر اے علمائے اہل کائنات بنی اسرائیل کے ایک قسم کے نبی تھے اور امام ہشتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام اس درجہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی جو ایک ولی کامل ہیں یکے از ستفیضان بارگاہ امام ہشتم کے ہیں اور امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سے تو ایک تفسیر قرآن کی موجود ہے غرض این خانہ تمام آفتاب است بیت بزمینان منشین حافظان و لاکن + نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہاں اور بہترین شرف ہمارے واسطے یہ ہے کہ سعادت بخت سیر یہ مضمون مصرعہ سودا کا مطابق ہمارے حال کے ہو جامع ملج امامون کا ہر اور مرثیہ خون اور شبک نہیں ہے کہ مضمون الکلم الطیب یبعث الی السماء والکلمہ الطیبہ خیر مضل کا بہت درست ہر یعنی کلام پاک آسمان کو پہنچتا ہے اور کلمہ پاک بہتر خیرات سے ہے سو ہم اپنے خیال میں کچھ تالیف کتاب کی نہیں کرتے ہیں بلکہ مداحی کو ان بزرگان کے ہم ایک عبادت سمجھتے ہیں اور ایک بڑی حسرت دل میں یہ ہے کہ اگر محبت اہل بیت دوازہ امام کی ہمارے راستی سے ہو تو ہمارے اطوار اور اعمال بھی ان بزرگوں کے روش پر ہو جائیں سو خدا آرزو ہو کہ جس طرح پر ہم ان امامون کو دل و جان سے مانتے ہیں سو اوسی نمونہ پر ہمارے اخلاق اور اعمال بھی درست ہو جائیں ۔

یہ کہ رسومات سے بھی خوب حال ظاہر ہوتا ہے کہ اصل طریقہ قدیم اور آبائی
 کیا تھا مثلاً شادیات میں جو لاپے دو چھینے تک ہر فرقہ مسلمان میں نیاز
 کندہ وری ہمارے خاوند اور سیّدہ بی بی فاطمہ علیہا السلام کا ہوتا چلا آتا ہے
 اور یہ رسم اس وقت تک سنیاں خارجی کے گھر سے بھی موقوف نہیں ہوئی
 اور کبھو کسی کے گھر میں نیاز کندہ وری حضرت عائشہ کا نہیں سنا گیا اور
 اسبطر چہر فاتحہ اور نیاز اور حاضری و دسترخوان بختن پاک اور دوادہ دام
 اور چہارہ معصوم اور حضرت عباس کا ہوا کرتا ہے اور نیاز سہ منی شاہ
 بوعلی قلندر اور توشہ شاہ عبدالحق اور نیاز گینی بڑے پیر کا اور قسم
 نیازات اور فاتحہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مگر کبھو کچھ فاتحہ خلفائے ثلاثہ کا
 نہیں سنا گیا اور سنیاں خارجی کے گھر میں بھی اب تک فاتحہ خلفائے
 ثلاثہ کا جاری نہیں ہوا ہے اور اسبطح پر ایک روزہ سوا بھر یا۔ یاد بھر
 کا روزہ حضرت مولا مشکاکشا علی کا عورات میں جاری ہے اور عشرہ محرم
 میں رسم بدھ و نارا و کفنی و سیلی و طوق و زنجیر و پیکر اور پیک و ہشتی
 واسطے حضرت خامس آل عبا امام حسین کے درسم روپیہ باندھنے کی واسطے
 امام ہشتم علی موسی رضا علیہ السلام کے جاری ہے مگر کوئی ایسی رسم واسطے
 اولاد خلفائے ثلاثہ کے نہیں ہے اور ہنگو ان رسومات کے شروع اور غیر شروع
 ہونے میں کچھ گفتگو نہیں ہے مگر اس بیان رسومات سے غرض یہ ہے
 کہ ان رسومات سے بھی گردید کے عام لطرف حضرات اہل بیت اور
 اولاد ان کی پائی جاتی ہے۔

چهارم

یہ کہ سینوں کی طرف سے جو توہین اور تنقیص شان علی میں کوفش کی جاتی ہے سو طہ ہر ایسی امر شاید باعث رواج تبرکات شیعوں میں ہوا ہوگا اس واسطے کہ ہم سے چند معزز شیعوں نے کہا کہ اونکو تبرکات خلفائے ثلاثہ کا ناپسند ہے اور ہمارے جوش عقیدت کو دیکھ کر کے یہ بات بھی کہی کہ اگر کشتی میں سطح پر محبت اہل بیت کی ہو تو سنی ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہے اور ایک معزز شیعہ فرمے کہ اگر ابو بکر صدیق ایک نیک آدمی تھے اور ایک عالم شیعہ نے اپنے خط میں لکھا کہ وہ اصحاب ثلاثہ کو خارج از اسلام نہیں سمجھتے ہیں۔

پنجم

یہ کہ عشرہ محرم گذشتہ میں چند سینوں کی طرف سے پٹنہ میں بڑا اہتمام تھا کہ علم حضرت عباس کا نہیں نکلنے پاوے اور آخر وہ علم بجا است صدر ہا کاشمیلان و صاحب سپرٹنٹ پولیس کے کسی طرح پر نکلا اور مزاحمت سینوں کی بہ کافرانہ شروع ہونے کے نہیں تھی کہ فعل شیعوں کا شروع یا نہ شروع ہو تو اوسمیں سینوں کو کیا دخل ہے اور کمال شرع یہ ہوتا کہ اپنے گھر سے نکل کر کے اوس علم کا تماشا نہیں دیکھتے بلکہ یہ بات صرف براہِ تعصب کے تھی اس واسطے کہ اس ہولی گذشتہ میں یہ اہتمام کیا گیا کہ سوانگ اوس علم کا نکالا جائے مگر بوجہ احتمال دنگ و فساد کے اسناد اس امر کو احداث کا از طرف حکام کیا گیا سو یہ امر سینوں سے پوچھنے کے قابل ہے کہ یہ اہتمام اور شرکت ہندوؤں کی اور اوسمیں ارادہ تفضیح رسم مذہبی ایک فرقہ مسلمان کا بوجہ تعصب کے تھا یا نہیں اور اس حالت کشاکشی میں شیعہ لوگ اگر تبرکات عام

کرین تو الزام اسکا خود سنیوں پر ہو گا یا نہیں۔

ششم

یہ کہ فریقین میں بڑے بڑے عالم لوگ افراط سے ہو گذرے ہیں جیسا کہ
 المہاربعہ ابو حنیفہ کوفی و شافعی و مالک و حنبل وغیرہ اور امام محمد غزالی
 و فخر الدین رازی اور مولانا روم اور مولا جامی وغیرہ بہت لوگ اگر سنیوں میں
 ہیں تو ان کے مقابلہ میں بطرف شیعہ کے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 و جناب سید مرتضیٰ و سید رضی و دوبرادران و شاگردان مآلشیخ مفید
 علیہ الرحمۃ کے اور مآل بہار الدین عاملی اور محقق نصیر الدین طوسی اور شاخ
 فردوسی وغیرہ بہت لوگ موجود ہیں کہ ہلکے کچھ رتبہ اس بات کا نہیں کہ کچھ اندازہ قیامت
 اور نعمت مرتبت علیٰ فریقین کا کر سکیں اور زمانہ حال میں ہی دیکھا جاتا ہے کہ اگر شاہ
 عبدالعزیز صنادہلوی وغیرہ بطرف سنیوں کے ہیں تو مولانا سید دلدار علی صنادہ وغیرہ بطرف
 شیعہ کے دیکھے جاتے ہیں اور اگر صوافق محرقہ و تحفۃ انما عشرہ یہ وغیرہ
 واسطے استحکام بند و بست اہلسنت کہے تو صدارم و مصمصام وغیرہ جو اہل بیت
 اوسکے موجود ہے پس ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ کون فرقہ حق پر ہے مگر ہننے ابھی
 عمر بہر کی تلاش میں صرف اسقدر سمجھا ہے کہ شیعہ لوگ جسقدر عظمت اور
 بزرگی حضرت مولیٰ مشکاکا علی علیہ السلام اور باقی دو ائزادہ امام کا اقرار کرتے
 ہیں سو اس بات میں شیعہ لوگ تمام تر حق پر ہیں کہ حدیث میں وارد ہے
 کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں میں دو چیز بھاری چھوڑے جاتی ہیں
 ایک قرآن اور دوسرے عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونوں آپس سے ہرگز
 جدا نہونگے تا پہونچے حوض کوثر تک اور حدیث میں ہے کہ حق ساتھ علی کے ہے

اور یہ کہ عزت ہماری ایک رسی خدا کی ہے کہ جسکو مضبوط پکڑو یعنی کہ نجات آدمی کی محبت اور پیروی میں اون لوگوں کے منحصر ہے اور حضرت رسول نے فرمایا کہ جسکے ہم مولا ہیں سو اس کے مولا علی ہیں مگر شیعی لوگ جو اصحاب ثلاثہ کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں سو یہ بات تعصب کی معلوم ہوتی ہے اور سنی لوگ جو اصحاب ثلاثہ کو حضرت علی کے برابر یا اون سے بڑھ کر کے قرار دیتے ہیں سو نتیجہ اس بات کا سوائے رنجیدہ کرنے روح حضرت نبی کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ اصحاب یعنی حالی محالی کے واسطے فیات رسول کو بھول جانا کیا منشا اس بات کا ہے اور یہ کیسا ایمان -

ہفتم

اصل مذہب سنی کا بسطج پر کہ ترتیب دیا گیا ہے سو اس سی سوائے اہتمام استیصال عظمت اہل بیت نبی اور دوازہ امام کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ہے اور منجملہ اوسکے یہ بات بھی داخل اوسی اہتمام کے ہیں کہ لقب امام کا جو در اصل دوازہ امام کے واسطے موضوع ہوا ہے اور ان کے واسطے موزون بھی ہو سو اس لقب امام کو بھی اوپر امام ابو حنیفہ کو فی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام حنبل اور امام محمد اور امام ابو یوسف اور امام زفر اور امام محمد غزالی اور امام فخر الدین رازی وغیرہ کے جاری کر کے ارز بازار کر دیا ورنہ صرف لقب مجتہد کا اون لوگوں پر کیا کافی نہیں ہوتا مگر اس بند و بست سے ہی عظمت لقب امام دوازہ امام کی کچھ کم نہیں ہو سکتی ہے بعیت

صد ہزاران یحنین اشباہ میں فرق شان ہفتاد سالہ راہ میں

ہشتم

یہ کہ حال میں شاہ علی حبیب صاحب سجادہ نشین پھلپوری نے جو تباہی
 ۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ روز دوشنبہ مطابق یکم اپریل ۱۸۸۲ء کے انتقال کیا
 سو بروز سوم اسکے سپہر اکبر شاہ صاحب کو جو دس سال گیارہ برس کی عمر میں
 لوگوں نے ایک داماد سے شاہ صاحب کے مرید بکرا کر کے بروز فاتحہ چہارم
 کے سجادہ نشین بنایا اور یہ امر حق ہی معلوم ہوتا ہے مگر سینوں سے یہ بات
 قابل پوچھنے کے ہے کہ لم تقولون مالا تفعلون یعنی کس واسطے دو بات بولتے ہو
 کہ جو موافق اسکے کام نہیں کرتے ہو یعنی کس واسطے اس سجادہ نشینی میں حق
 فرزند کی کالحاظ کیا گیا اور کیا کوئی دوسرا مرید مرشد اس قابل نہیں تھا کہ
 جو بطور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے یہ گد سی پاتا اور کیا حضرت علی کو قابلیت
 گد سی پانے کی بقدر اس بچہ وہ یازدہ سالہ کے بھی نہیں تھی مگر بات یہ ہے کہ
 خاص ایک امر حق سے جو بوجہ کسی غرض کے چشم پوشی کیجائے سو ہر جگہ پر
 وہ چشم پوشی نہیں ہو سکتی ہے بلکہ حق دوسرے مواقع پر بالضرور اپنا زور دکھاتا ہے
 اور حضرت علی اگرچہ ظاہر میں خلیفہ بلا فصل نہیں ہوئے مگر از روی حقیقت
 حضرت علیؑ تمامتر جانشین بلا فصل حضرت نبی کے ہیں۔ بیعت
 ہوئی جو نبوت بنے پر تمام ہوئی نعمت اسکے وحی پر تمام

تہم

یہ کہ خلاصہ مرام اس رسالہ حد تحقیق کا یہ ہے کہ خلافت ثلاثہ نامعلوم ہے اور
 یہ کہ خلفائے ثلاثہ بھی اپنے انہی طور پر اپنے لوگ تھے مگر حضرت مولا مشکاف علیہ
 سے اونکو کچھ مقابلہ نہیں ہے بلکہ ہمارے مولا علی اوسیط پر خلفائے ثلاثہ
 کے مولیٰ ہیں کہ حیط پر حضرت نبی اور خلفائے ثلاثہ کے مولیٰ ہیں پس اجداد

صلیف میں اس رسالہ کے یہ قیاس ہو سکتا تھا کہ سنی لوگ بوجہ اظہار محبت با
 اور شیعہ لوگ بوجہ اقرار خلفائے ثلاثہ کے اس ہماری تحریر کو بغیر اتفاقی
 و کہیں گے سو یہ قیاس بہ نسبت سنیوں کے درست ہو آیا کہ سنیان زمانہ نے عموماً
 ملاحظہ کرنے سے اس کتاب کے ان کہیں بند کر لین اور نوبت یہ پہنچی کہ سنیان
 ذی وجاہت کراسانے نام بھی حضرت علی کا ہم زبان پر بے تکلف نہیں آسکتے
 ہیں یعنی ہم کو پورا تجربہ ہوا کہ یہ سنی لوگ درحقیقت حضرت علی سے گریزان ہیں
 اگرچہ ظاہر میں کچھ اقرار محبت کا بھی کرتے ہوں مگر سنیان صوفی مشرب نے
 بشرق تمام اس کتاب کو جہان تک کہ چھپی ہے طلب کی ہے اور چند سنیان
 صوفی مشرب نے لکھا کہ وہ لوگ اس کتاب کو اپنے گہر و نین واسطے بہت
 اول و اپنے رکھین گے سو اس تحریرات سے تجربہ ہوا کہ یہ سنیان صوفی
 مشرب البتہ محبان علی سے ہیں اور قلم ہیانتاک پہنچا تھا کہ ایک خط مولو
 محی الدین صاحب متین تخلص اور وکیل معنی سیوان ضلع سارن کا
 جو کہ ایک سنی اور لایق آدمی ہیں تمام تر بتائید اور تصدیق ہماری تحریر
 پہنچا اور معلوم ہوا کہ وہ مثل انگریزی کے درست برائی کہ دنیا میں کوئی
 چیز بغیر استثنائے انہیں ہے چنانچہ مولوی صاحب موصوف بے تکلف قوم
 سنیان سے ایک استثناء معلوم ہوتے ہیں اور چونکہ یہ خط خوش محبت الہی ہے
 معمر ہے اس واسطے اس جگہ پر بکنسہ تبرک اداب و القاب معمولی کے نقل کیا جاتا ہے
 اورو بمقام سیوان ضلع سارن کہ بذریعہ شغل و کالت قیام دارم نزد منشی
 سلطان حسین وکیل انجائے حدہ تحقیق بمشرب سنی تعین فی حضور والا ویدیم
 بلکہ نادیر اتفاق معائنہ آن شد۔ ہر چند با تمام در سید مگر انجہ کہ ویدیم الزام بر آن

نقل خط
 محی الدین صاحب متین

پسندیدم الحق درین کتاب آنچه مندرج شده همه حق و قرین صدق و انصاف است
 بنظر استیصال بیان مدعیان قایلان تفضیل من جمیع الوجوه که به جهت آناده تفضیل
 مراتب مرتضوی اند و همین را بخیاال خود جزو ایمان پنداشته و در قضا بمجروحی و
 سیاه کرده اند اشد ضرورت تالیف این رساله بود و گویا این فیصله منصفانه
 در میان قوم صادر کرده شد اهل انصاف بیشک قدر دانی آن خواهند نمود و بر
 خلافت خلفای ثلاثه رضی الله عنهم با وجود موجود بودن احادیث خم فدیرو غیر
 مایان را انکاری نیست لیکن اذان رد اعتقاد تفضیل شان جناب مرتضوی
 الطلیت باعث ضلالت است و با وجود همچون حدیث فضائل جناب امیر سید
 و بان بجواب رساله جناب حضرت منشی سید محمد نجم الدین صاحب قبله (برادر
 کلان مولف این رساله حد تحقیق و خود مصنف مصابیح الطلام و فضل صفدری
 و غیره) اعتقاد خود به نسبت مفضول بودن جناب امیر جمیع الوجوه از صاحب ثلاثه
 ظاهر میکند و بقول دروغ گویم بر روی تو سیگوید که همین مسلک علما و متصوفین
 متقدمین و متاخرین است لعنة الله علی الکاذبین این بی نصیب کتاب
 صراط المستقیم تصنیف مولوی محمد اسماعیل سر حلقه طائفه خود را هم ندیده است که
 محض بغیض مرتضوی حق بزر بانش جاری شده و در باب هدایت ثانیة افاده
 خود نمیرا می نویسد که حضرت مرتضوی را یک نوع تفضیل ششجین هم ثابت است
 و این تفضیل بحجت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت است
 من قلبیت و غوثیت و ایدالیت و غیره با و این عطیه الهیه بمقابله آنست که
 گاهی انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آن اظهار ایشان صورت میگیرد
 اکثر سلسل ولایت هم منتسب بجناب مرتضوی است پس روز رتخیز بسبب کثرت اتباع

که اکثری در اینها صاحب شایسته بخت و ابرارند و از چند خواستند بود و موکب
مرقنوی را آن اہبت و جلال جلوه ظهور بشمار که تا شایان این مقام و نظارگان
آن مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد شد بطور ہمین مقام بر بعضی صوفیان
و حقای مقام شیعین رضی اللہ عنہ باعث آن گردیدہ کہ در تفصیل جناب شیعین رضی
قرودی ہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہلسنت متزلزل شدہ اند پس این شہادت
مولوی محمد اسمعیل صاحب بر مشبہ قاطع دلایل آن باشد انعقاد ظاہری بذریعہ
اجماع بمقابلہ خلافت حقہ رتبہ نادر حیرانم کہ آن ناصبی چہ خواہد گفت بحق صاحب
غیاث اللغات کہ سنی مذہب است و در کتاب غیاث اللغات صان پوشتہ کہ
تقیغہ نبی ساعدہ مکاتے بود در غرب و در آن برائے مشورہ ہائے یہود و واطلہ
قوم عرب جمع میشدند حالانکہ انعقاد خلافت ہم در آن مقام گردیدہ است و در آن کسی را
انکار نیست و چہ گوید در حق مولوی عبدالحق محدث دہلوی خود کہ در تخیل الایمان نوشتہ
یعنی از محمد حنیفہ پر سید مذکب سبب عدم اجماع است بر خلافت جناب امیر چہ بود گفت
زادہ بود و زامہ را با دنیا و اہل دنیا سالاتے نباشد شریف بود و شریف را پر وای کس
نبود و شجاع بود و شجاع را آزار کس نبود پس بہ تسلیم همان محدث گویا این خلافت ظاہر
باجماع دنیا داران قائم گردید رسالہ مقالۃ الوضیۃ فی النعیۃ و الوضیۃ لقصیہ شاہ
ولی اللہ صاحب دہلوی قابل دیدنی ست مینویسد کہ صحابہ معصوم نبودند و ممکن
از ایشان چیزے بوجود آمدہ کہ اگر از دیگران بیشہ موجب رد و قبح میگفت اما
ماوریکم بکف لسان از تنازع ایشان و ممنوعیم از سب و طعن در حق ایشان تعبد بر
مصلحتہ از مصلحت ہا دینی و از مصلحت جزو غرض استخفا و معاویہ و دیگر نیست حقیقت این
کہ ہرگز محبت جناب امیر و دیگر اہلبیت نیست بر مشبہ کافرست بقول حافظ شیراز -

اشعار حافظ

| | |
|--------------------------------|----------------------------------|
| انرا کہ دوستی علی ہفت کافر است | گوزاہر زمانہ و گوشتیخ راہ باش |
| امروز زندہ ام بولایے تو یا علی | فردا بروج پاک اماں گواہ باش |
| قبر امام ہشتم سلطان دین رضا | از جان بوس و بردار آن بارگاہ باش |

حضرت امام شافعی بمنقبت جناب امیر عجب رباعی گفتہ

رباعی

| | |
|----------------------|------------------------|
| کفانی فضل مولانا علی | وقوع الشک فیہ انہ اللہ |
|----------------------|------------------------|

ترجمہ کفایت کرتا ہے ہمکو دربارہ فضل علی (واقع ہونا شک کا اس بات کو کہ وہ خدا

| | |
|---------------------|----------------------|
| ومات الشافعی یس بدی | علی ربہ امر ربہ اللہ |
|---------------------|----------------------|

ترجمہ اور مر گئے شافعی و نہیں دریافت کیا کہ علی رب ادسکے تھو یا کہ خدا تھا (وہ

این رباعی در مناقب مرتضوی دیدم و جاسے قول شان نیست رباعی

| | |
|-----------------------|---------------------------|
| من مات علی حب آل محمد | فما ت اھل السنۃ و الجماعۃ |
|-----------------------|---------------------------|

ترجمہ جو شخص کہ مرادہ او پر حب آل محمد کے سو مرادہ اہلسنت و جماعت (منقول

سابق بمقتضای این قول -

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم : از سن بجز حکایت مہر و وفا پس

ہیچیک توجہ بجانب جواب این فرقہ دور از صواب نہ نمودند حالاً بوجہ یوہر

این قوم ضرورت تالیف این کتاب گردید و کتاب حضور در جواب و ندان

است معلوم نہ کہ جلد دیگر ہم طبع شدہ یا نہ ہر دو جلد را مطالعہ کردن میجو اہم -

غزلے کترین در منقبت جناب امیر علیہ السلام براسے ملاحظہ حسب ذیل از

دیوان خود نقل کردہ میفریم -

عزل

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------------|
| بے لولہ سے علی دل راضی کے مشکل است | غیر مراد بہ عرفان رہنمائی مشکل است |
| فتح باب علم احمد زان وصی مصطفیٰ | غیر عشقش تا در احمد رسائی مشکل است |
| آن قسیم عوض کو شر حاکم باغ جنان | غیر استمداد او مشکل کشائی مشکل است |
| مانہ ساری طوطیا از خاک پائے بو تر آ | چشم ایمان تر خود در کوشنائی مشکل است |
| گر نہ عارف از دل و جان والہ حید بود | کشف گردد بردش سرحد کے مشکل است |
| المرءک بادشاہ ہل آتے جز فضل تو | رستن دلہا ز بند ماسو کے مشکل است |
| عمر باضالع شاید ل کہ نکر دی با نیاز | بر در آن شاہ مزان جہم کے مشکل است |
| قوت از شاہ نجف باشد بحال تو تین | نفس رو بہ راز من در آزمائی مشکل است |

اور حال شیعوں کا یہ ہے کہ ہمنے رسالہ حد تحقیق صفحہ ۲۵۶ تک جو چھپا تھا چند سنیان و شیعوں کے پاس بلا تخریر خط کے ڈاک پر بھیج دیا اور جیسا کہ قیاس تھا سنیوں نے کچھ رسید کتاب سے اطلاع نہیں دی مگر شیعوں نے بڑے تپاک سے خطوط لکھے اور دعائیں دین کہ اونہیں سے نام چند صاحبوں کا بطور شکر گزاری اور بنظر یادگار کے اس مقام میں لکھا جاتا ہے۔

اول

جناب سید عشرت علی صاحب رئیس بھاگلپور کہ اونٹے ہکو سلسلہ قرابت کا بھی ہے اور اونکا یہ فقرہ دعائیہ ہکو بہت پسند ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ حشر ہمارا بزمہ شعیان مجبان علی کے ہوگا۔

دوم

جناب سید محمد تقی خان صاحب رئیس مظفر پور کہ رشتہ میں وہ ہماری بزرگ

ہوتے ہیں اور جناب موصوف نے بڑے تپاک سے پندرہ نسخہ تحقیق کا طلب کیا

سوم

جناب نواب شغاردولہ سید افضل علیخان صاحب بہادر رئیس فیض آباد
 ایک بڑے لائق شخص ہیں اور ہم کو ازراہ عنایت بلبق صدر نشین محفل
 زیب وزین اراکہ مدققین یکہ تازہ معرکہ انصاف سالک سالک خالی از عیوب
 واعتساف عارت روشنفکر صاحب دل باتویر کے یاد کر کے اپنی خط من لکھا
 کہ فی الواقع درج کمال تحقیق و انصاف ملازمان زبان بیان لال است
 چہ مساعی جمیلہ در جمع و بیان احادیث فرمودہ اند و چہ ہاداد انصاف دادہ
 کند و لائق بفریقین اہل اسلام آنست کہ اعتقاد بان آرند و از اعتساف
 گزشتہ طریقہ انصاف را اختیار فرمایند تا از ہلاکت دارین نجات حاصل سازند
 سیکم مشکور باد برب العباد اور یہ وہ بزرگ ہیں کہ جو ایک کتاب باسم
 کتاب عجیب فی اخبار السید الذبیح الغریب - تالیف فرما کر کے پیشین گوئی
 واقعہ کر بلا کی کتاب اشعیا بنی متعلق تو ریت سے بہت طرح سے ثابت کی گئی
 اور پانچ نسخہ اسکا براہ عنایت ہمارے پاس بھی بھیجا ہے -

چہارم

جناب راجہ سید باقر حسین صاحب رئیس اکبر پور ضلع فیض آباد کہ ایک بڑے
 لائق شخص ہیں اور اپنے خط میں براہ عنایت یہ فقرہ حسب ذیل لکھا کہ اصل
 آنکہ یک نعمت غیر مترقبہ یافتہم و یقین دانم کہ اکثر صاحبان کہ نصف فراج اند بدلت
 آنجناب ہدایت کافی یابند - پنجم
 جناب سید محمد صاحب مدرس نارمل اسکول آگرہ کہ اوپر کمال لیاقت اور نیکو کتاب

تفرق الفرقان من وساوس الانسان گواہ ہے کہ کس خوبی و لیاقت علمی سے فصاحت و بلاغت قرآن شریف کی باستدلال اشعار و اقوال فصیحی و عجیب ثابت کی ہے اور اپنے خط میں اس رسالہ حد تحقیق کو ایک محاکمہ بطرز جدید کے قرار دیتے ہیں مگر ایک شکایت اونکو یہ ہے کہ اس کتاب میں بہت جگہ پر اختصار ہوا ہے سو یہ شکایت اونکی درست معلوم ہوتی ہے۔

ششم

جناب سید شہاست علی صاحبنا ساکن موضع بابی ضلع پٹنہ کہ اولیٰ جاکو سلسلہ قریب کاہ اور وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ عالیجناب فی بزور علم عربی و فارسی و انگریزی و علم لغوی و تاریخ کتب ہای صحیح ہر فرقوں کے اصول مذہب کی کتابوں کو کمال تامل و غور سے ملاحظہ فرمایا کہ اونہیں کتابوں سے دلائل فضائل فضل و کرم و فضیلت جناب ائمہ ہدایکرا یک نسخہ عام فہم کمال توضیح و تشریح کے ساتھ تصنیف فرما کر شائع فرمایا ہے۔

ہفتم

منشی سلطان حسین وکیل نفعی سیدان ضلع سارن خلیف جناب منشی حمید حسین صاحب مرحوم کہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ سجان اللہ خاتمہ تحقیق و تدقیق فرمودہ عدالت نوشیروانی را بکار بردہ اند خداوند کریم بہ تصدیق ائمہ معصومین باین اعتقاد و افتخار جزاء خیر و ہدایا اشار اللہ تعجب اعتماد و خلاص باجناب امیر علیہ اسلام دارند و عجیب عنوان باستدلال احادیث و آیات این فرقہ معتقدین معاویہ مردود و دلیل و خوار ساختہ اند سجدہ کلم یزل کہ برسن اعتقاد جناب اکثر محباہل بیت را غبطہ میشود۔

ہشتم۔ جناب سید مہدی حسین صاحب خانہ خالص ساکن حسن پورہ ضلع سارن کہ وہ ہمارا ایک اثبات قریب ہیں اور جناب صوفیہ خط میں ہمکو براہ غایت بلقب سید

المؤمنین حق پسند و حق بین کے یاد کر کے لکھا کہ کار نمایان کردہ اندوہ بلا حجاب
بمیدان عدالت در اعدہ داد ایمان دادہ اند اور موصوف المیہ فی مادہ
تاریخ و مصول اس کتاب کا حسب ذیل لکھ کر کے بھیجا۔ منقبت حیدر کبریا کی
نہم سید احمد رضا صاحب بلگرامی کہ وہ اپنی خط میں نسبت اس سالہ تحقیق کے
لکھتی ہیں کہ ذو الفقار قاطع بدست مجبان ائمہ اہل ہمارا افتاد۔

و ہم جناب آغا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقامی بہا گلیور کہ نسبت اوصاف
و بزرگی انکی اسی قدر یہ انتفا کیا جاتا ہو کہ عمدہ پیدا ایش اس شخص کے ہو جو کہ انکے
مکارم اخلاق خدمت خلق اللہ اور صبر و رضا و عبادت و ایمان و تقویٰ و زہد
سہی متصف ہو اور جناب ممدوح نے جو ایک قصیدہ ہماری حق میں بدست
خاص اپنی لکھا ہو سو اشعار اس قصیدہ کی حسب ذیل ہیں

آفرین باد برین عدل و برین علم یقین
اجربادات زدر گاہ خداوند برین
سند خصم بخیاں شد بہم چون و چنین
کشف تو فاش نمود عقدہ اسرار شیرین
لیک شطش بالاست و برجم و چنین
چشم امید برین است کہ آیندہ چنین
از احادیث صحیحش ہمگی زار و حزین
کہ مرایا د نمودی بچنین گنج مکیں
چونکہ تصنیف تو زیندہ بود چون تلمیقین
چون شد این است بد بخت کہ کرد چنین

تشنہ کام ازلی یافت بکف مازعین
حق زہرا تو بدامی و علی را منصب
حد انصاف ہمین است کہ از راسی تو شد
از ستم پرودہ کنند بنور خورشید
در رکک تو شد رہبر ہر گمراہی
حضرت جد تو خورشید و غلامان لبشاد
اصطلاحات حضور ہی سبب احسان
نقد دارم ز ثری تا بہ ثریا ہر دم ہر دم
آرزو دارم اگر تحفہ شود چون مشکوۃ
جدو ابای تو فی حق و بحق و با حق

دست دار و بدعا احمد مسکین شب بوز ۛ نجیق بر تو مددگار و خدا یار و معین
 یاز و ہم جناب مولوی فقیر معین صاحب عظیم تخلص و رئیس حسین گنج ضلع
 سارن کہ بذات خود ایک بڑی لائق آدمی ہیں اور موصوف الیہ نے بھی چند
 اشعار حسب ذیل براہ عنایت ہماری حق میں لکھ کر کے بھیجے گئے

اشعار

| | |
|--|--|
| ستایم ترا ای غریق و لا ز جام و لائے جناب امیر تدری باہل خلاف آشتی نہ پروای عمر هست و فی بکر و زید گل از خار چیدی درین بوستان رہ صاف گیرند اہل نظر ز آلود گیہا بہ پروا سخت ولی کا ندران نور حُب علی است بنام بر انصاف آزادگان کسی کوید اللہ را دل دہد چون است وحید از بزرگان سید عجب خندہ و قہقہہ شد بزور خدا یا کہ ام است ان روز عید | سرا نید کہ منقبت بر ملا گرفتگی می صاف خم غدیر نشان و لا را بر آفرشتی شدی اینک آزاد از بند و قید کزان شد شگفتہ دل دوستان کہ خدا صفا هست و ع ما کدر مس قلب را کیما ساختہ در آن ظلمت سایہ غیر نیست کہ ہستند بر آل دلدادگان چرا دست بردست غیر می نہد بتحقیق دین ہم شدی تو وحید چون خواندیم شبیہ جرین سیلور نشند عظیم حزن با وحید |
|--|--|

دو از و ہم جناب ارتضی حسین صاحب بہا گلپور کہ ایک خط فارسی کمال
 جوش عنایت سی حسب ذیل لکھا اور ایک تقریظ عربی چکیدہ قلم فیض شیم جناب

مولوی سید ضیاء اللہ صاحب پشیمار بھاگلپور کی کھجی اور ایک طریقہ خاص
 اُنکے امام بارگاہ کو بہت پسند ہوا کہ علاوہ مرثیہ کے پانچ سات حافظ لوگ
 تمام عشرہ بہشتیہ روز ختم قرآن شریف کرتے ہیں

نقل خط جناب انصاری حسین صاحب بھاگلپور

متکی اگر کمال فضل کمال تہجد و سادہ شہادت و اقبال و حیدر زمان فرید دور ان مجرم
 و زاد اقبال کرم و شہد کمال سب از الون تجلیات و صنوف اسلمہ صداقت آیات و وفو اشواق
 و شدت غرام و غلبہ اشتیاق و ثورت پیام کہ از مدتی محبت دیرینہ در کانون سیدئہ
 الفت گنجینہ پچودیتیم در صدف کنون و خزون و آتش و دوت و محاب باہم اندر
 مدخنہ فواد مثل فولاد در گورہ حداد مجبول و محقون ہست منتقا منطق مقصود و ا
 بینامید و بہا برانہ مدعائی کشاید درین آواں خجستہ نو امان و زمان مسرت
 اقتران کتاب مستطاب بلاغت انصاری ملقب بہ حد تحقیق کہ فی الحقیقت طالبان
 حق را بسر حد تحقیق میرساند و برای ناظرین نصف قرین نقاب از عرائس مطالب
 و کنوز دقایق برداشتہ بہر قازہ و فائدہ بی اندازہ بخشودہ بساحل مراد میگزرا
 کہ بنا بر مراسم قیمہ و رابطہ دیرینہ آن گنج فواید و خوان مواند باین مخلص بی ریاحب
 با صدق و صفا ہیتہ فرستادہ اند سر فرازیہا و سرور و جہورنا محصور بخشید در اوقات
 مختلفہ و جلسات متعددہ تمام و کمال حصہ کتاب را مطایب نمودم و شہاد در المقاط
 لائی تحقیقات انیقہ و مطالب شیقہ اش سر بریز آور دو گوہر تصور و برداشتم
 و روزہا در خوض الفاظ و غوص لہجہ معانی و حسن ملاحظہ بانی و لطافت بیانی اش
 در رفتہ خطی وافر و تہج خاطر ہمہ سایندم و اللہ الحمد علی ذلک و ہویر شد الی حسن
 الممالک حقا کہ در ہا سفتہ اند و چندین عرائس مقاصد و ذیل بیان نہفتہ اند

و چگونه خار خوش شبهات باطله و او هام از حقیقت عاطله بدلائل واضح و محج
 قاطعه رفته اندگلی است از ریاض تحقیق و سنبل است از چنستان تدقیق بحجبت
 موج و فلکی است ذات ابراج آفتاب در آب و تاب و علم ساطع برای سالک
 راه صواب قمری است در صفا و زهره ایست در ضیاء یحیانه ایست که
 استشماش و ماغ ایمان را تقویت می نماید و از جوهر احادیث و آیات که در
 شان ولایت مآب و الهیبت معصومین ماثور است عقدی ترتیب داده اند
 که آویزگی گردن عروس دین را شاید و از طوطیای اخبار صداقت آثار
 و فضائل عترت اطهار کجمله ساخته اند که دیده رمد رسیده را روشن سازد
 و از فولاد باب ادا محکمه مصیقله برداخته اند که آئینه بواطن را از زنگ تشکیکات
 شیطانی و تخيلات نفسانی می زداید الا الذین ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم
 و علی ابصارهم غشاوة و مستدران آل عباس بر تسلیم خم کرده اند با رغبت و ضیاء
 و اما الذین فی قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا خلاصه کار نمایان کرده اند
 و کتاب عجیب در قالب تحریر در آورده اند شکر الله سعیکم صاحب
 ترقب از الطاف مرعیه و اخلاق مرضیه آنکه چهار پنج نسخه ازین کتاب دیگر
 برای این اخلاص مند و دو نسخه بحبت عالی جناب فضائل مآب و کمالات
 انتساب مقدس لقا ب مولوی سید ضیاء الله صاحب پیشماز دام ظلّه العالی
 بدیهه باقیمه حرمت فرمایند و از قیمت آن اعلان بخشند و حقائق پناه و دقائق کتنا
 مولانا سید ضیاء الله صاحب مدوح تقریظی برین کتاب زیب تحریر فرموده اند
 مصحوب عن رضه ایصال خدمت است اگر مطبوع طبع شریف گردد و مطبوع گشته
 باصل کتاب مطبوع گردد اید نواب سید اعظم علیخان صاحب مہتمم البرٹ پریس

بها کلیور خواستگار اند که اگر اجازت فرمایند این کتاب را جواب راد در مطبع
مذکور طبع سازند والسلام خیر ختام -

نقل تقریظ عربی چکیده قلم فیض شریف جناب مولوی سید ضیاء اللہ صاحب
پیشماز بها کلیور بسم الله الرحمن الرحيم الذکراه منطلق به اللسان و اطرب
میان یثحر له اطراف البنان و ابھی در دریشنف بها الاذان و اذهر همر
تنشر فی اردان الاذهان و اعلى مرقة يعرج بها الانسان من حضيض خطوط
النفس البهيمية الى اوج العرفان و احسن ما يترنمه العنادل على رءوس
الاغصان و احكم ما يعقد عليه القلب الجنان و يحتنى به انوار الجنان
و يجنب به النعم و يزاد به الكرم محمد المفضل المنعم باری التسم خالق اللوح
و القلم الذى علم الانسان ما لم يعلم و افضل الصلوة على اشرفه الموجودات
على وجود العالم و اسطة خلقة ادم الصادع بالشرعية القائمة جعل
ملتسبا اثر الملل عن ارتفاع ترى البقاء فاطمة عقلت بمثل امر الزمن
ليس له صنو ولا نظير ولا كفو ولا وزير غير ابن عمه ابى الحسن فهو تلو
و نبتة و نرج ابنته و ابو ذریته و الخليفة على امة سيد العرب و العجم
الامير على سائر الامم المنعوت على لسان سيد الابرار على قسيم الجنة
و النار كرام غير فرار اعان النبى المختار حين اختار الاغيار الفار و كرجوا
العار و الشار عليه و على سائر اصحاب الكساء و عترته البغيا و العصوين
الميامين الفرج حج الله و احد العدد احد الى الامام الثانى عشر الغائب
عن الابصار و الحاضر فى الامصار الذى يعينه رزق الوتر و ببقائه ثبت
الارض و السماء يتنقعه كل الانام كاشراق الشمس تحت الغمام فيوم . به

كل مؤمن لا من اعرض عن جادة الانصاف وسار الى الخلاف وما
يضر بالشمس ان لم يرها الخشاش فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس
عن الهوى فان الجنة هي لماوى ومن بركات مولانا صاحب العصر
عليه السلام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقبسات مشكوة وجودة
ولمعات انوار فيوضه وجود ظهور هذا العقد الثمين والمعجز المتين
والسحر الحلال والنجار الذى ليس له ساحل والكتاب العجيب والتقرير
الغريب والتحرير الرشيق المسمى بمجد التحقيق فهي دُرَّة بيضاء لا بل معجزة
غراء وجوهر مضى او كوكب درى وتحقيقات انيقه واجات رشيقة
كيف لا وهو من نتائج افكار وحيد العصر فريد الدهر البالغ من الفنون
اعلاها والفائز من المراتب قصاها على الكعب في العلوم والنقلية طويل
الباع في الكمالات العقلية صاحب لفظة الوقادة والفرجة المفادة لك
مسالك اهل الحق والتحقيق مخزن قصبات السبق في مضامير التدقيق كلامه
ملح وبيان فيصح ان اوجزا عجز ومتى اخترع خرع الفائق على الاتراك شرف
طرق الحق والصواب جناب مولوى السيد وحيد الدين خان بهادر دشت
معاليه وبوركت ايامه ولياليه فامعنت فيها نظري وجلت بها بصرى
فوجدتها موعظة شافية ولهداية من عميت قلوبهم كافية حرية
بان تكتب بالذهب على صفحات البلور لا بل ان يزبر بالنور على جنات
الحورد ليل واضح لمن عدل وانصف لا من عدل عن الحق واعتسف
الفاظها كالدرر الغرر في البهاء ومعانيها كالزهر الورد في الروق والصفاء
فقلت ستجبا هذا البحر الرائق ونهر فائق جباضة اترعت للشاربين رياض تسم الناظرين به

ففي كل لفظ منه مريض من الميتة ؛ وفي كل سطر منه عقد من الله
 عسى لو يصف مثل الكتاب في غاية المثانة والانصاف في الاطرار
 والاكتاف روضة يرقص الطواويس على اغصان مغنايهما
 يترنم الاطيار على اشجار مباينها فلا ادري اهي خيرات حسان ام الياقوت
 والمرجان فله در فادس هذا الميدان وهل جزاء الاحسان الا الاحسان
 مولفه طالعت منها حصة فوجهها بحر اعماق عرضها لمخبر او راقها تذر باراق
 الذهب سطورها كشعاع شمس تسطر احسنت احسنت بها الاخ في الله فمنا
 اذكي رائك الصائب وما اجود ذهنك الثاقب حيث شمرت عن ساق
 الجمد وغاص طبعك النقد في دماء التحقيق على تلك الجواهر المفردة
 شكر الله سعيك بالجزء الاول وفي وجعل الاخرة خيرا لك من الاولى
 ونفع الله بها سائر المسلمين بحق محمد وآله المتصومين صلوات الله
 عليهم اجمعين وعليك بان تمام هذا الكتاب فانه تذكرة لاولي الالباب
 وعليكم ايها الاخوان في الدين ان لا تتخذوه شيئا فربا لانه متاع ثمين
 وانظروا لعين الانصاف ولا تجعلوه ورائكم ظهريا لانه بضاعة
 غالبية للمحفظ قمين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين
 هذا ما تيسر لقرىحتي الجامدة وفكري الخامدة مع نوع البال
 وتشتت الاحوال في تفریط هذا الكتاب ولولم يبلغ العشار
 من اوصافها ومرامها مصورا معلانا لانا الجاني الاول اه ضياء الله او
 كتابه بيميناه حرر في اوسط عشرات ربيع الاول واستخرجت تاريخها
 هدايته الطريق باب الانصاف والتحقيق سنة ١٢٩٠ للهجرة

ترجمه فارسی تقریظ یعنی شش مذکور بالا لذیذترین کلام که زبان بآن
گویند و خوش آیندترین بیان که اطراف سرانگشتان برای آن بکرت آید
و روشن ترین گوهر که گوشه مارا گوشوار باشد و تازه ترین شکوفه ها که
در آستین های و منها گسترده شود و بلندترین نردبان که انسان بدان از نشیب
خطوط انفس بهمیه باوج عرفان عروج کند و نیک ترین چیزی که ببلبلان بالای سر
شاخها بدان مترنم شوند و لائق ترین چیز که بستگی قلب دل بدان باشد و
شکوفه های باغ بواسطه آن برچیده شود و نعمت ازان حاصل شود و کرم ازان
زیاده شود حمد کسی است که نهایت فضل کننده و نعمت دهنده و پدید کننده
باونسیم او خالق لوح و قلم است آن کسی که تعلیم انسان کرد و بدان چیز که نمیدانست
و افضل درود است بر اشرف موجودات که علت وجود عالم و واسطه خلقت
آدم است و بیان کننده شریعت قائمه است که ملت او باز دارند و استسائر
ملت او از شیر خوردن سینه بقا و ان کسی است که مادر زمانه او مثل او دیگر
نمیزاید و نه او را هم شاخ است و نه نظیر و نه کفو و نه وزیر غیر ابن عم او ابو الحسن
که او متصل بر تبار و شوهر دختر او پدر نسل او و خلیفه بر است او سید عرب و عجم
امیر بر تمام است که صفت کرده شده است بر زبان سید الابرار و آن علی است
که تقسیم کند جنت و دوزخ است و کار غیر فرار است که بنی مختار را اعانت کرد
و قتی که فرار را اختیار کرد و دعار و ننگ را سوار شدند و بر تمام آل عباد
اولاد نجبار او که معصوم و مبارک اند و روشن تر حجت های خدای واحد العدا و اما
دوازدهم اند و آن امام دوازدهم غائب از نظر ما و حاضر در شهر است که بکرت
او خلق روزی می یابد و بر بقای او زمین و آسمان ثابت است و خلق از او نفع

می یابد مثل درخشیدن آفتاب زیر آبرو ایمان می آرد و با و هر مومن سوای آنکه از راه
انصاف اعراض کند و بطرف خلاف رود و هیچ مضرباً قناب نیست اگر بشیره آنرا
نمید و لیکن هر که تمام رب خود را خوف کرد و نفس خود را از هوا و هوسان زداشت
پس تحقیق جنت ماوای اوست و از برکات مولانا صاحب العصر امام مهدی علیه
السلام است خدا تعالی ظهور او جلده تر کند و خروج او را آسان نماید و از روشنی
چراغ وجود او و لمعات انوار فیوض و بخشش اوست ظهور این سلک قیمتی و معجزه
متین و سحر حلال و این دریائست که آنرا ساحل نیست و ظهور این کتاب
عجیب و تقریر غریب و تحریر خشنده سببی به حد تحقیق است که این کتاب گوهریت
نهایت صاف نه که عجزه ایست روشن و جوهریت روشن کننده یا ستاره ایست
گوهر دار و تحقیقات نادر و بحث های عمده است و چه این باشد که این کتاب زنجار
افکار و حیدر العصر فیدال هرست که با علی مدارج فنون رسیده و با قصی مراتب
فائز شده و در علوم نقلیه پای عالی و در کمالات عقلیه ید طولی دارد و صفا فطنت
روشن و طبیعت نقاد و روزنده راه های اهل حق و تحقیق و گرد آورنده ینمای پیش دستی
در میدان باریک بینی و کلام اولیح و بیان اوفصح است که جایگاه اختصار کرد و اعجاب
نمود و جایگاه امر نور اختر اع کرده اند را بر روی خاک بر آورد و طریق های
حق و صواب را ظاهر کننده است یعنی جناب مولوی سید و حیدر الدین خان بهادر مدارج
عالیه او دایم و روزها و شبهای او مبارک باد پس بدقت نظر این کتاب را دیدم
و نور بصیر از ان جلوه دادم پس آنرا نصیحتی شافی و برای هدایت کسانیکه
دلهای آنها نابیناست کافی و دانی است و لائق است بآنکه بر ورق های بلور بزر
نوشته شود بلکه از نور بر بازوهای حور مرقوم شود و لیلی است واضح بر اے

کسیکه عدل و انصاف کند زانکه از امر حق عدول و تجاوز ورزد الفاظ این
 کتاب مثل گوهرهای درخشنده است و رونق و معانی آن مثل شگوفهای
 گلاب اند و رونق و صفا پس از روئے تعجب پرسیدم که آیا این دریاست
 شفاف و نه نیست فائق که حوضهای آن سیراب گردانند نوشتند گانرا و زوهرها
 آن مسرور گردانند نظر کنندگان را شعر در هر لفظ این کتاب باغیست از آرزو
 و در هر سطر آن سلکی از دُر ها گویا کتابی مثل این کتاب تصنیف نشد در غایت
 متانت است و انصاف در اطراف و الکفاف این دیار باغیست که طاووس
 بر شاخهای معانی آن قص میکنند و طائر آن بردخت های اصول آن می سر ایند
 پس دریافت نمی کنم که آیا این کتاب از نیکوهای حسان است یا که یاقوت و مرجان
 و چه خوب کار کرده است سوار کار یعنی مولف این میدان و نیست جزای
 احسان مگر احسان شعر از مولف این تقریظ یک حصه را ازین کتاب مطالعه کرد
 پس یافتیم آن را یک بحر عینی که عرض محصور نیست و اوراق این کتاب غائب
 است بر اوراق طلا و سطرهای آن مانند شعای آفتاب است که سطر کرده شود
 و چه خوب کار کرده ای ای برادر راه خدا که چه خوب رای صائب توفیقات
 کرده است و چه قدر ذهن تو نیز جودت نموده درین که از ساق کوشش برچید
 و طبع نقاد تو در انتهای بحر تحقیق فرو رفت برین جواهرهای یکتا خداوند تعالی
 سحر تر با جزای دانی تر مشکور گردانند و آخرت را برای تو بهتر از دنیا نماید
 و حق تعالی ازین کتاب تمام مسلمین را نفع دهد بحق محمد و آل معصومین او صلوة خدا
 باد بر آنها اجمعین و لازم است بر تو که این کتاب را تمام کنی چرا که این کتاب
 تذکره ایست برای صاحبان دانش و واجب است بر شما ای برادران

دینی کہ این کتاب را یک شی نو ایجاد قیاس نہ کنید چرا کہ این کتاب مستاعیست قیمتی
 و نظر کنید در ان بخشیم انصاف و آنرا در ای پشت بای خود بیند ازید چرا کہ این عشت
 گر ان قیمت است و لائق بحفظ است و آخر دعای ما اینست کہ جمیع سپاس خدا را
 کہ بآلما لیمین است این است انچه طبیعت جاذب من و فکر افسردہ من باوصف
 تردد دل و انتشار احوال بتعریف این کتاب پیش آمد اگرچہ دہم حصہ اوصاف
 و رتبہ مقدار آن را نرسید و علو این کتاب ہمیشہ با دمنم بندہ عاصی و امیدوار
 رحم خیار اقد کہ نامہ اعمال او بدست راست او باد مرقومہ اوسط عشرات
 ربیع الاول ۱۲۹۹ ہجری و برای این کتاب یک اسم تاریخی بر آوردم و
 ہدایت الطریق و باب الانصاف و التحقيق ۱۲۹۹ ہجری —
 سینر و ہم نواب انیس الدولہ بہادر میاں برج کلکتہ کہ موصوف الیہ فی اپنی
 خطمین بہ نسبت اس کتاب کی یہ رای دی کہ یہ کتاب دلیل لیاقت اور
 راستبازی کی ہماری ہو اور لکھا ہو کہ جناب مجتہد العصر مرزا محمد علی صاحب
 نے اس کتاب کو بہت پسند کیا۔

چهار دہم سید علی حسین صاحب مختار کارساکن ٹانڈا ضلع فیض آباد کوہ
 اپنے خطمین یہ بات لکھتی ہیں کہ بذریعہ اس کتاب کے اُس جو ارمین ایک شہرت
 ہماری لیاقت اور تحریر آزادانہ کے ہوئی ہو اور بعد اسکے چند سنیاں صوفی
 مشرب کا بھی ذکر مینا سب ہو کہ جنہوں نے بڑی تپاک سنی اس کتاب کو قبول کیا
 اولی جناب سید امیر علی شاہ صاحب جاگیر دار بودلہ ضلع اگرہ کہ جو ایک
 بہت کریم النفس آدمی ہیں اور انکی بہائی جناب سید منظر علی شاہ صاحب
 بھی ایک بزرگ شخص ہیں دوم سید انور علی شاہ صاحب سجادہ نشین کہل گارون

ضلع بہاگلپور اور خاص شہر پٹنہ میں چند صاحبان شیعہ مذہب کے قابل مخصوص بالذکر
ہونے لگی ہیں کہ قدر دانی خاص اس کتاب کی فرمائی اور اسمی گرامی اُنکے بنظر
یادگار حسب ذیل لکھی جاتے ہیں۔

۱ جناب شاہ سید الفت حسین صاحب کہ فارسی دانی میں کمال رکھتے ہیں اور
نہایت نادر روزگار ہیں اور بہت سی کتابیں مثل دبستان اخلاق وغیرہ کی انکی تصنیف ہیں
۲ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب لائے بجمع البحرین۔

۳ جناب مولوی سید زین الدین حسین خان صاحب بہادر بلگرامی کہ بعد ترک
خدمت کی توطن و پیشن اپنا پٹنہ میں قبول کیا ہے اور لیاقت انگریزی اور عربی
و فارسی میں نادر روزگار اور مروت و خوبی میں بے مثل ہیں اور شرف نسب علی
سیادت کا انکی سب اوصاف ذاتی پر مزید ہے اور بہت مجموعی حسب نسب
کی کون انکا مقابل ہو سکتا ہے سوای برادر بزرگ انکی جناب مولوی سید
اعظم الدین حسین خان صاحب بہادر مرحوم سی اس آئی کہ وہ ہیکو ایک چھوٹا بہائی
اپنا سمجھتے تھے اور بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ جناب سید زین الدین حسین خان صاحب
بہادر کی اولاد بھی بہت لائق و شایستہ ہوئی اور عزیز سیّد حسین صاحب پر
انکی بسر کا حیدر آباد کے ایک عمدہ جلیلہ پر سرفراز ہیں اور جناب عالی سر سالار جنگ
بہادر کی بی بی جی سی انکو بہت عزیز رکھتی ہیں۔

۴ جناب نوروز علی خان صاحب متخلص مکتا خلف الصدق نواب امان علی خان صاحب
مرحوم کہ ایک شخص نہایت لائق ہیں۔

۵ جناب سید مظفر علی صاحب ناظر عدالت دیوانی کہ ایماندار اور راست بازی
انکی قابل تقلید ہے۔

۷ جناب سید لطیف علی خاں انصاری پسر خور و جناب سید عبداللہ صاحب مرحوم کے دوست و مروج اس اطراف کی بین اور معاملات میں بہت صاف و درست ہیں۔

۸ جناب حاجی سید ولایت علی خاں صاحب مخاطب بخطاب سنی اتنی اسے ونبیرہ جناب سید عبداللہ صاحب مرحوم کے لیاقت و متانت و مروت و وضع کار انکی معلوم نام ہو اور ہماری ساتھ ایک خاص محبت برادرانہ رکھتی ہیں

۹ جناب سید محمد حسن خاں صاحب عرف سید محمد نواب صاحب نبیرہ جناب سید عبداللہ صاحب مرحوم کے ایک صفت عمدہ شرفا پروری کی ذات موصوف الیہ میں بہت ہو حاصل مطلب اس فصل کا یہ ہو کہ خلافتِ ثلاثہ کو منظور کر کے مناسبت

حضرت امیر علیہ السلام کی اس سالہ میں مذکور ہوئے ہیں پس قیاس یہ تھا کہ بزرگ سنیوں کے شدید لوگ زیادہ تر اس کتاب کی تنقید ہوتے مگر نتیجہ برعکس ہوا کہ شیعہوں نے بڑی تپاک و جوش سے اس کتاب کو قبول کیا اور سنی لوگ بوجہ

توصیف کی عموماً اس کتاب کی بنیاد پر ایک حد کے فرار کر گئی اور ظاہراً وجہ اسکی صرف اس قدر معلوم ہوتی ہے کہ جب قدر اقرار امر حق و فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کا اس کتاب میں پایا گیا سو اس قدر کوششوں نے بہت غنیمت جانا خلاف سنیوں کو

کہ ہر گاہ خلافت بر خلاف وصیتِ خمدیر کے لے لی گئی تو سنیوں کو نہایت درجہ اہتمام تو بہین شان حضرت علی کا ضرور ہو گیا اور کسی طرح سے تجل سنی بیان فضائل حضرت علی کا نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اگر سنیوں کے پاس

ذکرِ سمری کشن کنہیا و مہاراج رام چندر وغیرہ کا کیا جاوے تو سنیوں کو کچھ افسردگی نہیں ہوتی ہے مگر جہاں ذکر حضرت علی کا درمیان میں آیا تو سنیوں کا حال چوٹی موٹی کا سا ہو جاتا ہے اور اسی واسطے ایک قبل عام جو مشہور ہے کہ سید

سنی نباشد سو اسکی جگہ پر ہم یہ سمجھتی ہیں کہ مرد و سون سنی نباشد یعنی وہ
 سنی کہ جو معاویہ شاہی ہو اور حال یہ ہو کہ ہر گاہ خود حضرت امیر علیہ السلام
 فی مجبوری یا کسی طرح خلافت کو منظور کرتے تو مکہ اُس خلافت میں کچھ
 کچھ گفتگو کرنی ضرور نہیں ہو اور ضروریہ بات مستنبط ہوتی ہو کہ اصل درجہ
 خلافت ظاہری کا حضرت امیر علیہ السلام کی نظر میں کچھ زیادہ تر نہیں تھا
 شعر ابو علی قلندر رح

زال دنیا را از ان زو پشت پا تا نیاید در نگاہ اولیا
 اور صاحب مناقب مرتضوی نے جو لکھا ہے کہ خلافت و طور پر ہر ایک خلافت
 کبریٰ اور دوسری صغریٰ اور اُس بڑی خلافت کبریٰ میں حضرت علی اور اولاد
 انکی یعنی تمام دو آئمہ امام جانشین پیہندہ کی ہوتے گئے اور دوسری خلافت
 صغریٰ یعنی چوتھی خلافت ظاہری ہو کہ جو ابوبکر سی پیش بریں تک رہی پس
 اگر یہ اعتقاد قبول کر لیا جائے تو یہ بیان فضائل حضرت امیر میں کچھ حاجت
 پہنچ و تاب کہانی کی نہیں ہو مگر چونکہ خلافت کو استحقاقاً صحیح کرنا منظور ہو تو جب تک
 کہ حضرت علی کی شان گھٹائی نہیں جاوی تو اصل مطلب سنی کا حاصل نہیں ہو سکتا
 ہو اور اسی واسطی سنی لوگ علاوہ خلافت پانلی اس آفت و عذاب آخرت میں
 مبتلا ہو گئی موافق اُس مثل اگر نیزے کے کہ ایک عیب سی دوسرا عیب پیدا
 ہوتا ہو اور جب یہ امر منظور ہوا تو واسطی بند و بست اور بند چھند اُسکے
 چند امور قائم کئے گئے۔

اول یہ کہ افضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی داخل کتب
 اعتقاد کے کیا گیا یعنی کہ بہترین مردم بعد حضرت نبی کے ابوبکر ہیں اور بعد انکی

عمر اور بعد انکی عثمان اور بعد انکی علیؑ اور اسی بنیاد پر ایک قول تفصیل تشیخیر
کا اصول دین میں سے قائم کیا گیا۔

ووم یہ کہ معاویہ برکف اللسان ہو یعنی کچھ مدت بولو اور حضرت علیؑ پر جو معاویہ
لعنت علانیہ منبر پر جاری کی تو اس فعل کا فرانہ کو بھی ایک خطای اجتہادی سمجھو
اور اصل غرض اس قاعدہ سی یہ ہے کہ جب معاویہ پر زبان زد کی گئی تو اب آئندہ
خلفای تماشہ پر کیونکر زبان کھلی گی اور کچھ شک نہیں کہ معاویہ ایک چور پر انسینونکا ہے
سیعوم یہ کہ مشاجرات یعنی اختلافات باخود باصحابہ کو مست دیکھو غلط ہے کہ جب
کچھ حال نہیں دیکھا جائیگا تو اصل حال مخفی رہیگا مگر جب حال مشاجرات کا
لکھنے والے لکھ گئے ہیں تو الزام ان لکھنے والوں پر ہوگا نہ پڑھنے والوں
بہر حال بہا خطہ احادیث و آیات قرانی و دیگر صفات ذاتی اور کرامت ارقسم
معجزات حضرت امیر علیہ السلام کے غلو بہ نسبت انکا کیا گھٹ سکتا ہے بہت
گر نہ بنید بروز شپہر چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور سنینون کو وہ اجب ہے کہ ہماری شکر گزار اس بات کے ہوں کہ ہم بمقابلہ
شیعون کے کچھ بزرگی خلفای تماشہ کی بلا مقابلہ انکے ساتھ حضرت علیؑ کے ثابت
کیا جاتے ہیں مگر ہم کیا کہیں کہ فضیلت صحابہ کو کون پوچھتا ہے کہ مجر و فضیلت
ثابت کرنی ہو کہ بہت دشوار ہے کہ تمام عمارت عالی شان سنینون کی بنظر انواع
کتب ہی تفسیر و حدیث و کتب فقہ و غیرہ کے اگرچہ کسی قدر بلند ہو مگر اصل بنیاد
اسکی تمام تر بالو پر ہے اور سنینون کو البتہ ایک بات پر نازش ہو سکتی ہے کہ اولیاء اللہ
اسی طریقہ سنینون میں ہیں مگر دراصل یہ نازش بھی محض بے اصل ہے اسو اسطی
کہ تمام اولیاء اللہ و اہل باطن کا اعتقاد بہ نسبت افضلیت اور مولای کل ہونی

حضرت امیر علیہ السلام کی ہر اور کسی کو اعتقادِ افضلیت کسی صحابہ کا نہیں ہر
 اور یہ لوگ اپنی فیوض و برکات باطنی کو درگاہ والا جاہ حضرت امیر علیہ السلام
 سی اور باقی دوازدہ امام سے جانتے ہیں اور مناقب مرتضوی ملاکشفی
 میں یہ بات خوب لکھی ہے کہ عداوتِ اصحابِ ثلاثہ کی رفض ہر نہ محبتِ علی کی بہت
 من علی را دوست دارم خلق گوید را ^{نفس} پس خدا و مصطفیٰ جبریل باشد رافضی
 اور تعصبِ بنیانِ زمانہ کا اس درجہ تک پہنچا کہ بعض تحریر میں والصلوة علی
 محمد و اصحابہ و آلہ اور ایک تحریر میں اللهم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ و اہل بیتہ
 دیکھا گیا اور یہ لوگ گویا اس اولٹ پلٹ کو ایک سرمایہ فخر اپنا سمجھتی ہیں مگر
 اس بات سی غافل ہیں کہ خود اپنی ناز و نیچگانہ میں درودِ حسبِ ذیل پڑھتی ہیں
 اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم
 و علی آل ابراہیم انک حمید مجید و بارک و سلم علی
 محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید
 اور یہ اہتمامِ نوایجادِ تقدیم و تاخیر آل و اہلبیت کا بخوبی تمام خبر دیتا ہے کہ سنیان
 زمانہ کی نظر میں آل و اہلبیت کی کچھ عظمت نہیں ہے اور

رباعی حضرت سعدی کی

| | |
|---|----------------------------|
| بلغ العلیٰ بکمالہ | کشف الدجیٰ بجمالہ |
| حسن جمع خصالہ | صلوا علیہ و آلہ |
| گویا کچھ وزن نہیں رکھتی ہر اعوذ باللہ من ذلک ہے | |
| ہو ایمان سی ظاہر کمال رسول | کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول |
| شعر حافظ | |

بہشتیان منشین حافظا تو لاکن ۱ نجات خویش طلب کن بجان ہشتی
 اور بلا خطہ حال تعصب نیاں خارجی مشرب کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مزہ
 حکومت نام و اسید حکومت ری کا انہوں کے دلونین اب تک سمایا ہوا ہے اور اگر
 وہ وقت ملی تو پھر وہی تماشاستحصال بالجبر خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ورواج
 بعد ہر غلے کا کہ جو بکلیہ اجماع وغیرہ کے جائز یا خطای اجتہادی سمجھا جاتا ہے وہ کہلا دیا
 ۱۱۔ اس جگہ پر قول لارڈ بگین کا خوب برجستہ ہے کہ رگ وہی ہو مگر وہ خون نہیں
 ہوتا اور حال میں ایک سنی صاحب نے ہم سے کہا کہ اس کتاب حد تحقیق میں وہی پرانی
 باتیں ہیں اور کوئی نئی بات نہیں ہے بچو اب اسکی ہمنے کہا کہ امر دینی میں ما قبل بارہ سو
 برس کی ہم نئی بات کہاں پیدا کر سکتی ہیں اور نہ ایجاد کسی مرئوکی ہو مگر منظور ہے تب سنی صاحب نے کہا کہ
 مشکوٰۃ المصابیح کوئی کتاب صحیح نہیں ہے اور اسکی جواب میں نے کہا کہ مشکوٰۃ المصابیح میں حدیثین
 بلفظ رواہ البخاری یا رواہ مسلم یا رواہ الترمذی وغیرہ کے مذکور ہیں اگر
 آپ کو شک ہے تو ان کتابوں سے مقابلہ کر لیجی اور کیا خود صحیح بخاری و مسلم سے
 روایت کرنی ہو کچھ دشوار ہے کہ صحیح بخاری مع شرح قسطلانی و صحیح مسلم
 مع شرح نووی اور سنن ابوداؤد وغیرہ ہماری پاس موجود ہے مگر ہم نے دیکھا کہ اگرچہ
 سنی صاحب موصوف کچھ ڈبیلے ہوئے اور کچھ ہماری بات کو تسلیم کرتے گئے
 مگر تا مگر استیصال اسکی تعصب کا ہم سے نہیں ہو سکا انک لا ھدی من اجبت
 ولكن الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم یعنی ای رسول ہدایت
 نہیں کرتا ہے جسکو تو چاہے مگر خدا ہدایت کرتا ہے جسکو وہ چاہے۔

فصل ۱۸۲

اس فصل میں احادیث مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبی متعلق بیماری و وفات

حضرت رسولؐ کے مذکور ہوتے ہیں اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی
عنوان شرح میں باب وفاة النبیؐ کی چند باتیں لکھتے ہیں۔

کسر

اول یہ کہ حضرت رسولؐ خدا کو صداغ یعنی در دسرا و آخر ماہ صفر میں ہو
رات دورات رہا تھا اور بعضوں نے کہا ہو کہ ابتدای مرض اول ربیع الاول
میں تھا اور ابن جوزی نے لکھا ہو کہ ابتدای مرض شہر صفر میں ہو کر کے دورات
رہا تھا اور وفات آپؐ کا ۱۲ ربیع الاول کو ہوا اور سلیمان تیمی کی راوی ہو کر از قضا
مرض ۲۲ صفر روز شنبہ کے تھا اور وفات آپؐ کا بروز دوشنبہ دوم ربیعہ علیہ
کی ہوا اس حساب سے کہ وفات سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا تاریخ ۳ رمضان کی
ہو اور لوگوں کو اس بات پر اتفاق ہو کہ زندگی حضرت فاطمہؑ کی بعد پیغمبر خداؐ کے
بقدر چھ مہینے کے تھی فقط غرض ہر گاہ تاریخ وفات میں ایک ایسی بڑی سردار
کونین کے اسقدر اختلاف ہو تو دوسرے اختلافات امورات جزوی کے
کیا ہو سکتی ہو یہاں تک کہ تاریخ وقتی بھی بلا اختلاف نہیں ہو اور اصل بات
یہ معلوم ہوتی ہو کہ درمیان قوم عرب اہل مدینہ کے کچھ رواج عام کہنے پڑھنے کا
نہیں تھا پس بعد مروجہ کہ روایت ہر شخص کی بنیاد و خیال خود میں شخص کی ہو
ووم یہ کہ حضرت رسولؐ نے عبد الرحمن ابن عوف کو حکم دیا کہ لی آؤ ایک شانہ
بکری کا یا ایک تختہ تاکہ لکھوں میں ایک کتاب واسطی ابو بکر کے اور عبد الرحمن
ابن عوف اٹھکر لانے کو چاہتے تھے تب آپؐ نے فرمایا کچھ حاجت نہیں ہے
خدا اور مسلمانان اس بات سے فرق رہیں کہ نسبت ابو بکر کے اختلاف کریں
سو یہ تقریر شاہ صاحب کی صرف براۓ تعصب سنیت کے ہے اس واسطے
کہ اگر یہ روایت سچ ہو تو حاجت رجوع بطرف اجماع کے کیا ہو کہ اس حالت میں

خلافت ابو بکر کی تو خود از روی نص ثابت ہوئی ہوا یہ ایک بات بنانا شاہ صاحب کا
صرف ایک اس بات سی ہی ظاہر ہو کہ حضرت عمر کے مزاحمت کرنے کو بلفظ حسبکم
کتاب اللہ کی اور شور و غوغا ہونے کو درمیان اصحابوں کے اور ارشاد حضرت
رسول کو کہ اوجھ جاؤ تم لوگ ہماری پاس سے شاہ صاحب بالکل ہضم کر گئی ہیں
اور ظاہر ہے کہ حدیث مسند رجبہ فصل ۶ ہ کی بروایت ابن ابی ملیکہ کی حسب بل ترو
قاۃ جمعت عائشہ و سالت من کان رسول اللہ مستخلفا لو استخلف
قلت ابو بکر فقيل ثو من بعد ابی بکر قالت عمر قيل من بعد عمر قالت ابو عبیدہ ^{الحجۃ}
یعنی کہ اس ابن ابی ملیکہ نے کہ سنائیں نے عائشہ کو اور سوال کیا ہمیں اس سے
کہ اگر حضرت رسول کسی شخص کو خلیفہ بناتی تو وہ کون شخص تھا کہ اسکو خلیفہ بناتی
تب عائشہ نے کہا کہ ابو بکر تب پوچھا گیا کہ بعد ابو بکر کے کون تب عائشہ نے
کہا کہ عمر تب پوچھا گیا کہ بعد عمر کے کون تب عائشہ نے کہا کہ ابو عبیدہ جراح پس
اس حدیث سی تمام تر ظاہر کہ حضرت رسول نے درحقیقت کسی شخص کو خلیفہ نہیں
بنایا تھا اور ہر گاہ حضرت رسول خدا نے قریب دو ماہ قبل انتقال اپنی حضرت
مولی علی علیہ السلام کو بروز غدیر خم کے مولی کل شخص کا قرار دیا تھا تو یہ بیان
شاہ صاحب کا کہ حالت مرض میں واسطی لکھنی خلافت ابو بکر کے شانہ بکری کا لگا
انہا صریح لغو و باطل ہو اور کچھ شک نہیں کہ اگر سینون کا بس چلے تو خلافت ابو بکر کو
از روے نص کے ہی بنا دین اور سو ای اسکی شرح میں حدیث ابن ملیکہ کے
خود شاہ صاحب لکھتی ہیں کہ وقت خلافت پانچویں حضرت ابو بکر نے کہا کہ مکہ خلافت
سی کیا علاقہ ہے کہ یہ خلافت حق علی اور عمر اور ابو عبیدہ کا جو پس اگر فی الواقع
حضرت رسول خدا نام حضرت ابو بکر کا زبان پر لائے ہوئے تو حضرت ابو بکر یہ

معذرت و انکار کسواسطے کرتے اور یہ کہنا حضرت ابوبکر کا کہ خلافت حق علی و عمر و ابو عبیدہ کا ہو محض براہ سرسری و حق بر زبان جاری کے تہا ورنہ حضرت ابوبکر فی تو آخر خلافت میں اپنے کچھ حضرت علی کو یاد نہیں کر کے خاص حضرت عمر کو بقاعدہ صل جواز الاحسان کا احسان کی خلیفہ بنایا پس گاہ اُن لوگوں کی قول و فعل کا یہ حال ہے تو فضیلت اُمّی بجایہ کثرت ثواب کی کس بنیاد پر ہو سکتی ہے سو ہم یہ کہ حالت مرض رسول خدا میں سترہ وقت کی نماز امامت حسب اجازت حضرت رسول خدا کے حضرت ابوبکر نے انجام دی سو اس بات میں کچھ غدر نہیں ہو سکتا ہو مگر یہ امر قابل ذکر کرنے کے ہو کہ امامت معمولی نماز کی کچھ دلیل فضیلت کسی شخص کے نہیں ہو سکتی ہے اسواسطے کہ حدیث سند رجبہ فصل نمبر ۱۲ سنی ظاہر کہ بوقت جانے غزوہ تبوک کی حضرت رسول نے حضرت علی کو تشبیہ ہارون باموسیٰ کے دیکر کے واسطے خبر گیری اہل و عیال کے خلیفہ بنایا تھا مگر امامت نماز کی ابن ام مکتوم کو دی تھی حالانکہ خود سنی لوگ بھی بذریعہ اس امامت نماز کے ابن ام مکتوم کو حضرت علی پر کچھ تفضیل نہیں دیتے ہیں پس یہ امامت نماز ابوبکر کی بھی کچھ دلیل فضیلت کی نہیں ہو سکتی ہو بلکہ اس اجازت امامت نماز سے جو ابوبکر اور ابن ام مکتوم کو دی گئی یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ امامت نماز کی بطور موزنی بلال کے ایک عمدہ خاص ہو کہ حسین کچھ فضیلت شرط نہیں ہے۔

چہاں ہم یہ کہ عباس نے حضرت علی کو کہا کہ ہم اولاد عبد المطلب کے چہرہ زیب و سوت کو پہچانتے ہیں اور ہم ڈرتے ہیں کہ پیغمبر خدا اس بیماری سے جان بر نہونگے سو تم پیغمبر خدا سے خلافت طلب کرو تب حضرت علی نے کہا کہ تم اس بات کو امانتے ہو کہ اگر ہم خلافت طلب کریں اور پیغمبر خدا وہ خلافت ہمو دین تو لوگ

ہرگز نہیں ہونے دینگے سوا سوا سطلے ہم ہرگز خلافت طلب نہ کریں گے تو اس سے
 حال اصحاب حاضرین کا خوب معلوم ہوتا ہے کہ باعتبار حضرت علی کے یہ بات تھی
 کہ اگر حضرت رسول خدا حضرت علی کو ایام مرض میں اپنی خلافت دیتے تو باوصف
 اسکے ہی خلافت علی کو نہیں ملتی پس ہر گاہ یہ حال تھا تو مال دنیا وصیت ختم غدیر کا
 عین قرینہ یا اس پر اور تفرقہ قریشی اور ہاشمی کا یہاں تک تھا کہ ایک حدیث اسکی
 فصل نمبر ۳۹ میں مذکور ہے کہ حضرت عباس آئی حضرت رسول خدا کے پاس نکلیت
 کرتے ہوئے کہ درمیان ہلوگ ہاشمی اور قریش کے کیا قصہ ہے کہ جب قریش
 آپس میں ملتے ہیں تو خوش خوش چہرہ سے ملتی ہیں اور جب ہلوگ ہاشمیوں سے
 ملتے ہیں تو دوسرے چہرہ و نئے ملتی ہیں کہ اسپر حضرت رسول خدا غضباً لودہ
 ہوئے یہاں تک کہ چہرہ آپ کا سرخ ہو گیا پس جب یہ حال تھا تو انتظار مشورہ
 حضرت علی کا جو کہ کفن و دفن میں حضرت رسول خدا کے مصروف تھے کیونکر کیا جاتا
 اور حال تفرقہ قریش ہاشمی کا اس حال سے تمامہ شہرہ ہر کہ باوصف اس بات کی
 کہ حضرت ابو بکر نے حق علی و عمر و ابو عبیدہ کا اقرار کیا تھا اور نام حضرت علی کا اول
 لیا تھا حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا اور حضرت عمر نے جو قریب انتقال
 اپنی نام چھ شخصوں کا لیکر کے کہا تھا کہ تین روز میں مشورہ کر کے ایک شخص کو ان
 چھ شخصوں میں سے خلیفہ بنایا جائے سوا اس مرتبہ ہی نام حضرت علی کا مقدم
 اور نام عثمان سے بالاتر تھا مگر ایک روز میں مشورہ طے کر کے حضرت عثمان خلیفہ
 بنائے گئے اور بعد حضرت عثمان کے جو حضرت علی اتفاقاً خلیفہ قرار دے گئے
 تو یہ امر اس قدر شاق ہوا کہ حضرت علی کو جنگ جمل و صفین سے مطلق فرصت
 نہیں دی گئی اور آخر واقعہ کربلا میں خوب اچھی طرح سے خاتمہ خاندان نبوت کا

کیا گیا مگر خدا نہیں مارے تو کون مار سکتا ہو یعنی ایک شخص باقی حضرت امام چہارم
 زین العابدین علیہ السلام سے حسب دعا اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کے
 بڑی برکت اس نسل مبارک میں ہوئی پیغمبر کہ کتاب شواہد النبوت میں ہے کہ حضرت
 علی سے لوگوں نے پوچھا کہ سبب آپ کی فہم اور حافظہ کا کیا ہو حضرت علیؑ نے
 کہا کہ حضرت رسول کے غسل دینے میں پانی غسل کا جو آپ کی پلکوں میں جمع ہو گیا
 تھا سو اُسکو ہم نے اپنی زبان سے چوس لیا اور ہم جانتے ہیں کہ یہ قوت فہم اور
 حافظہ کی بہرکت اُسی پانی کے ہو مگر تمام حالات سی ظاہر کہ فضائل حضرت علیؑ کے
 جو کچھ ہوں مگر خاص امر خلافت میں وہ سب فضائل حسب اصول سنیوں کے
 بیکار ہیں بہر حال احادیث باب وفات النبی کے حسب ذیل ہیں۔

حدیث نمبر ۱ عن البراء قال اول من قدم علينا من اصحاب رسول الله
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصعب بن عمر بن ام مکتوم فمجلسا
 یقرأنا القرآن فجاء عمار وبلال وسعید فجاء عمر بن الخطاب فی
 عشرین من اصحاب بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فمادت اهل المدينة فحوا بشئ فرحمهم حتی ایتوا لولایة والصبيان یقولون هذا
 رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجاء حتى قرائنا سجدوا له فکلمنا فی سور من اهلها
 من الفصل واهل الخار تم ترجمہ روایت ہے بلال ابن عازب انصاری ہی کہا اُس برادری کہ اول
 اُن لوگوں کے جو جلوگ کے پاس سے اصحاب رسول خدا کی مصعب ابن عمر اور
 ابن مکتوم بن پس پڑمائی گئے وہ دونوں ہم لوگوں کو قرآن تب امی عمار ابن یاسر
 اور بلال اور سعد ابن ابی وقاص تب اُسکی بعد امی عمر ابن الخطاب بشمول پیش
 اصحاب نبی کے تب امی خود نبی پس نہیں دیکھا ہمیں اہل مدینہ کو خوش ہوتی ہو

ساتھ کسی شے کے مثل اُس خوشی کے یہاں تک کہ دیکھا ہمیں لڑکیوں کو اور لڑکوں کو کہتے ہوئے کہ یہ رسول اللہ ہیں کہ آئے ہیں پس نہیں پہنچتی تھے وہ رسول کہ ہم لوگ سیکھ چکی تھے سبح اسمہ ربک الاعلیٰ کی صورت کو مع چند سورتیں مثل اُسکی زیادہ تفصیل سی روایت کی اُسکو بخاری نے فقط اس حدیث میں کچھ حاجت زیادہ راہی دینے کی نہیں ہو مگر اسقدر کہ اس حدیث سی یہ بات ظاہر ہوتی ہو کہ مدینہ میں پہنچتی تک حضرت عمر جو پیش صحابیوں کے شمول میں مدینہ پہنچے تھے کوئی خاص و ممتاز تر صحابیوں میں سے نہیں تھے بر خلاف حضرت علی کے کہ انکا مخصوص و ممتاز ہونا ابتدا سے انتہا تک ایک آب و تاب سی ہو کہ حضرت علی عین خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور پیدا ہو کر کے اول اول نظر آپ کی حضرت رسول خدا پر پڑی اور آغوش نبی میں پرورش پاکر نو برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور حضرت رسول خدائی حضرت کو اپنے فرش پر سلا کر کے رات کے وقت ہجرت کی اور اُس سے غرض یہ تھی کہ کافر لوگ حضرت علی کو حضرت بنی تمیمین اور بروقت جنگ خیبر کے علم حضرت علی کو ملا اور جنگ اُحد میں سب صحابہ لوگ بھاگ گئی مگر ایک حضرت علی لڑتے رہے اور آخر کار غسل و کفن و دفن حضرت رسول خدا کا بدست مبارک حضرت علی کے انجام پایا اور جب تک اس کام سے فرصت نہیں ہوئی حضرت علیؑ نے مطلق توجہ و التفات بطرف خلافت کے نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۱۷۰ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ علیہ والہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدًا خیرہ اللہ بین ان یوتیہ منج ہرہ الدنیا ما شاء و بین ما عندہ فاخذ ما عندہ فبکی ابو بکر قال فذینک

بابائنا وامهاتنا فنجبنا لفقال الناس النظر الى هذا الشيخ خبير رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم عن عبد خير الله تعالى بين ان يوتيه وامهاتنا
 فكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هو المخير وكان ابو بكر اعلمنا متفق عليه
 ترجمہ اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ تحقیق کہ رسول خدا ﷺ اوپر
 منبر کے پانچ رات قبل موت اپنی پس کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ ایک بندہ
 ہو کہ مختار کیا اُسکو خدا نے درمیان اس بات کی کہ عطا کرے اُسکو نعمت دنیا
 کی جو وہ چاہے اور درمیان اُسکی جو نزدیک اُس خدا کے ہو پس اختیار کیا
 اُس بندہ نے اُس چیز کو جو نزدیک خدا کے ہے تب روئے ابو بکر اور کہا
 خدا ہوں ہماری باپ اور مان آپ پر پس ہم لوگوں کو تعجب ہوا اس بات پر
 اور لوگ بولے کہ نظر کرو بطرف اُس بڑھے کے کہ رسول اللہ خبر دیتی ہیں
 ایک بندہ کی کہ جسکو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا تھا درمیان اس بات کی کہ وہ
 اُسکو نعمت دنیا کی اور درمیان اُس چیز کے جو کہ نزدیک اُس خدا کے ہے
 اور بڑا کچھ رہا ہونی ہوں ہلوگوں کے باپ اور مان آپ پر پس تھے خود رسول
 خدا وہ بندہ مختار اور تھے ابو بکر عالم تر ہلوگوں کے متفق علیہ اس حدیث
 یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت ابو بکر خوب مزاج دان حضرت رسول خدا کی تھے
 حدیث نمبر ۳۴۰ وعن عقبہ بن عامر قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علی فتلہ احد بعد ثمان سنین کالمودع للاحیاء والاموات ثم طلع المنبر فقال
 الی بین ابدا یکم فرط وانا علیکم شہید ابن موعدکم الحوض الی لا نظر الیہ انا
 مقادہا ابی قہ اعطیت مفاہیح خزائن الارض انی لست اخشی علیکم ان لشرک ابعد
 ولکن ان شئ علیکم الذین ینافسوا فیہا وازاد بعضہم فقتلوا فہلکوا کاهلک من کانکم

تم جیسے اور روایت ہو عقبہ ابن عامر سے کہ کہا اُس نے کہ نماز جنازہ کی
 پڑھی رسول خدا نے اوپر مقتولان جنگ اُخذ کے آٹھ برس کے بعد مثل
 اُس شخص کے کہ رخصت کرتا ہو زندون اور مردون کو اور اسکے بعد چڑھے
 حضرت رسول منبر پر اور فرمایا کہ میں تم لوگوں میں فرط ہوں یعنی آگے جانیوا
 ہوں اور میں تم لوگوں کا گواہ ہوں اور تحقیق کہ وقت ملاقات تم لوگوں کا وہ
 حوض کوثر ہو اور میں دیکھ رہا ہوں اُس حوض کوثر کو حالانکہ میں اسی جگہ پر
 ہوں اور تحقیق کہ کنجیان خزانہ ہا می زمین کی مجکودی گئیں اور تحقیق کہ مجکونہیں
 خوف ہو تم لوگوں سے کہ شرک کرو گے تم لوگ بعد میرے ولاکن میں خوف
 رکھتا ہوں تم لوگوں پر بابت دنیا کے کہ رغبت کرو گے تم لوگ اوس
 دنیا کی طرف اور زیادہ کیا بعض اُن اویوں نے کہ قتال کرو گے تم لوگ
 آپس میں پس ہلاک کرو گے تم لوگ جیسا کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ قبل تمہارے
 تھے متفق علیہ ہی فی الواقع حضرت رسول خدا احوال طبایع سے اپنے صحابیوں کے
 خوب واقف تھے کہ بیساکہ آپ فی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ شرک کرو گے لیکن بہت
 طرف دنیا کی کرو گے اور جنگ و جدال کرو گے اور ہلاک ہو گے سو ویسا ہی
 ہوا کہ کسی صحابی نے شرک اختیار نہیں کیا مگر بحجۃ انتقال فرمانے حضرت
 رسول خدا کے چند صحابی لوگوں نے وصیت ختم غدیر کو نسبت حضرت علی کے
 مال ٹول کر کے حضرت ابو بکر کو خلاف اُس وصیت کی خلیفہ بنا دیا اور معاویہ
 تو کمر باندہ کر کے حضرت علی سے خوب لڑا اور ہزار مسلمان ماری گئے اور
 یزید بطمع خلافت کے روداد خونریزی حضرت امام حسین شہید کر بلا کا ہوا
 اور بعد اسکی تازمانہ سلطنت مجباً سیونکی برابر سادات کشی جاری رہی

مگر خلافتِ ثلاثہ تک پہنچا منظور ہو کہ خود ہمارے خاوند حضرت علیؑ نے طوعاً و کرہاً
منظور کیا اور ہم دیکھتی ہیں کہ زمانہ خلافتِ ثلاثہ تک تین اسلام کو ہشت کی
حدیثِ نمبر ۱۴۰۰ عن عائشہ قالت ان من نعم الله على ان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم توفي ببيتى وفى يومى وبين يدي وفى حجرى وان الله جمع بينى وبينه
موتہ دخل على عبد الرحمن بن ابی بکر و بیدہ السواد وانا مسندة رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم فرأيتہ بنظر البیہ و عرفت انه يحب السواد فقلت اخذہ لک
فاشار براسه ان نعمتنا ولتہ فاشتد عليه وقلت لنیہ فاشاد براسه
ان نعم فلینت فامره و بیدہ بیکر و کوفہ فیہا ماء فجعل یدخل یدیه فی الماء فیمسح بها وجهہ یقول
لا اله الا الله ان اللئ سکران ثم نصب یدہ فجعل یقول بالوفی الا علی اخذت

الوفی الا علی حتی قبض و مات یدہ مراد الا الخیار کے ترجمہ اور روایت ہو
عائشہ کی کہہ اُسنی کے احسانات خدا سی مجتہدات ہو کہ حضرت رسول مری میری گھر میں اور
میری باری کی دن میں اور درمیان سینہ و گردن میری اور یہ بات کہ تحقیق کہ خدا فی جمع کیا
درمیان آب و دہن میرے اور آب و دہن اُسکی بوقت موت اُس رسول
کی اور عبد الرحمن ابن ابی بکر یعنی برادر عائشہ کے آئی میری پاس اور ہاتھ
میں اُنکے اک مسواک تھا اور ہم تکیہ دے ہوئے تھے رسول خدا کو
تب دیکھا ہم نے اُس رسول کو نظر کرتے ہوئے بطرف اُس مسواک کے
اور معلوم کیا ہم نے کہ وہ رسول چاہتے ہیں اُس مسواک کو پس پوچھا ہم نے
کیا لی لون میں اُس مسواک کو واسطے تیرے پس اشارہ کیا حضرت رسول
فی اپنی سرسی کہ مان تب وہ مسواک ہم نے اُس عبد الرحمن سے لیکر کے
حضرت رسول کو دیا تب گراں گذرا حضرت رسول کو وہ مسواک تب

پہننے کہا کہ ہم ملائم گردین اُس مسواک کو واسطے تیرے پسپا اشارہ کیا حضرت
 رسول نے اپنے سر سے کہان تب ملائم گردیا پہننے اُس مسواک کو تب پہیرا
 آنحضرت فی اُس مسواک کو دانتوں پر اور سامنی آنحضرت کے ایک کوزہ
 تھا کہ آئین پانی تھا تب آنحضرت دو نو ماتھے اپنے اُس پانی میں داخل
 کرنے لگے اور منہ اپنا مسح کرتے تھے اور فرماتی تھی لا الہ الا اللہ ان للموت
 سکرات یعنی نہیں کوئی معبود ہو مگر وہ خدا تحقیق کہ واسطے موت کی ہو
 سکرات تب اٹھایا آنحضرت فی اپنی ماتھے کو اور فرمانے لگے ہکوفریق اعلیٰ آمین
 داخل کر کہ اختیار کیا ہمینی درجہ رفیق اعلیٰ کو یہاں تک کہ قبض روح ہوا
 آپ کا اور ڈھلک گیا ماتھے اُس رسول کا روایت کی اُسکو بخاری نے فقط
 حدیث نمبر ۶۷۰ وعمرہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یقول ما من بنی مرسل الا خیرین دنیا والاخرۃ وكان فی شکوۃ الذی قبض اخذہ لخصیۃ
 شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین الصدیقین والشہداء
 والصالحین فقلت انه خبر متفق علیہ ترجمہ روایت ہو اُس عائشہ سی کہ کہا اُس
 عائشہ فی کہ سنائیں فی رسول خدا کو کہتی ہوئی کہ میں کوئی نئی بیماری ہو مگر یہ کہ اختیار دیا گیا اُسکو
 درمیان دنیا اور آخرت کے اور تھے وہ نبی اپنی بیماری میں کہ قبض روح
 ہونکا ہوا اور ایک کہانسی اُنکو سخت آئی تب سنا ہمینی اُس رسول کو کہتے
 ہوسکے ہم نے احسان کیا ساتھ اُن لوگوں کی کہ جو احسان کیا تو نے ان لوگوں پر
 از قسم انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے پس جانا میں نے اس
 بات کو کہ حضرت رسول مختار کیے گئے تھے درمیان دنیا اور آخرت کی متفق علیہ
 حدیث نمبر ۶۷۱ عن انس قال لما نقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمل یغشاہ

الکرب فقالت فاطمة واكربا باه فقال لها ليس عليك الكرب بعه اليوم فلما ماتت قالت يا ابتاه اجاب ربيادعاه يا ابتاه منحة الفردوس ماواه يا ابتاه الے جبرئیل تبعاه فلما دفن قالت فاطمة يا انس طابت انفسکم ان تحثوا علی رسول الله ﷺ علیه واله وسلم القواب ربه انا البخارے

ترجمہ اور روایت ہر انس سے کہ کہا اُس نے کہ جب بہاری ہوئی بیماری حضرت رسول خدا کی تو سبب سختی درو کے آپ کو بیہوشی آنے لگی تب کہا فاطمہ نے کیا سختی باپ کی ہو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ نہیں ہو اوپر تیرے باپ کی کوئی سختی بعد آج کے دن کے پس جبکہ مر گئے حضرت رسول تب کہا فاطمہ نے او باپ میرے کہ قبول کیا خواہش رب کو کہ جو بلایا اوسنی او باپ میرے وہ شخص کہ جنت فردوس کے اُسکی جگہ ہو او باپ میرے کہ جبرئیل کو خبر موت کی اُسکے ہم بھیجتے ہیں پس جب فن کئے گئے حضرت رسول تب فاطمہ نے کہا اسی انس آیا اچھا لگا تم لوگوں کے دلون کو کہ ڈالو تم لوگ خاک کو اوپر پیغمبر خدا کے روایت ملی اُسکو بخاری ہے ہذا اس حدیث سے جو تعلق باخود ہوا ہے اور بیٹی کا ظاہر ہوتا ہو سو کیا بیان آکا کیا جائی اور کیا ہم کہہ سکتی ہیں کہ کس قسم کا تعلق اُن لوگوں کو ساتھ خداوند تعالیٰ اور آخرت کی تھا اور حضرت فاطمہ کا یہ فرمانا کہ کیا تم لوگوں کو خوش آیا کہ پیغمبر خدا پر خاک ڈالو بی وجہ نہیں تھا بلکہ صاف بات یہ ہو کہ حضرت فاطمہ کو آثار اور قوانین حالات صحی بیان سے خوب معلوم تھا کہ یہ لوگ بعد اترتے تھے حضرت رسول خدا کے کیا رنگ لاوینگے اور حق یہ ہو کہ کسی بیٹی نے ایسا رخ اپنے باپ کے سر نے کا نہیں کیا ہو گا کہ زمانہ انتقال پیغمبر خدا اسی بیٹی نے چہ مہینہ تک تا انتقال اپنے روتی رہیں اور کبھی تیسرے تک نہیں کیا حضرت فاطمہ چہ مہینہ تک تا انتقال اپنے روتی رہیں اور کبھی تیسرے تک نہیں کیا

اور رنگ زمانہ کا جو مجروح انتقال حضرت پیغمبر خدا کے بدل گیا کہ کسی صحابی نے قریشی نے ماتم پر سی ہی اُس معصومہ کی نہیں کی سو یہ شعر حضرت فاطمہ کا حسب حال ہو

صبت علی مصائب لو انھا صبت علی الایام صون لیا لیا
یعنی گرین مجھ پر مصیبتیں کہ اگر وہ مصیبتیں دنوں پر گزرتی تو وہ سب رات ہو جاتے
اور اصل یہ ہو کہ جب یہ شعر ہمیں شرح ملا جامی مین پڑا تھا تو اس وقت مطلب اس شعر کا ہم نے بخوبی نہیں سمجھا تھا مگر جب کچھ حالات واقعی سے اطلاع ہوئی تو مطلب اس شعر کا بخوبی سمجھا گیا کہ واقعی بعد انتقال حضرت رسول خدا کے جیسا کہ انقلاب روزگار کا ہوا اور اہلبیت ناپرساں کئے گئے تو حقیقتاً یہ شعر حضرت فاطمہ کا بہت سست ہو اور یہ شعر مجھے حسب حال ہی شعر ہو نیکو تو اسی مخرجی کیا کیا نہیں جاتا جو ظلم ہوا شاد یہ ایسا نہیں ہوتا

حدیث نمبر ۷ عن انس قال لما قدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المدينة لعبت الحبشة بجراهم فرجاً لقدومه رآه ابوداؤد وفي رواية الدارمي قال ما رأيت يوماً قط كان أحسن ولا أضوع من يوم دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وما رأيت يوماً قط ولا أظلم من يوم مات فيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وفي رواية الترمذي قال انس لما كان الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المدينة اضاء منها كل شيء فلما كان الذي مات فيه اظلم منها كل شيء وما نقصنا ابداً عن التراب انا لقيت فنه حتى انكرنا فلو بنا ترجمه روایت ہر انس کہ کہا اُسنی کہ جب ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھیل مچایا جھینڈوں کے سات چڑیوں کی از روی خوشی کی بات آئی اس رسول خدا کے روایت کی اُسکو ابوداؤد نے اور روایت مین در

کہ کہا اُس انس نے کہ نہیں دیکھا ہمیں کوئی دن اب تک چھپیں ترہماور
 نہ روشن ترہماور اُس دن سے کہ جس دن داخل ہوئے ہملوگوں کی پاس سونچا
 اور نہیں دیکھا ہمیں کسی دن کو قبیح تر اور نہ تاریک تر اُس دن سے کہ
 جسمیں مرے رسول خدا اور روایت ترمذی میں ہے کہ کہا انس نے کہ
 جب وہ روز تھا کہ داخل ہوئے رسول خدا مدینہ کو تو روشن تھی مدینہ
 کی ہر چیز پس جب کہ وہ دن آیا کہ جس دن مرے رسول خدا تو تاریک
 تھی مدینہ کے ہر چیز اور نہیں اٹھایا ہملوگوں نے اپنے ہاتھوں کو خاک سی
 در حالیکہ ہملوگ اُس کے دفن میں تھے یہاں تک کہ انکار کیا ہملوگوں نے
 دلون کو اپنے یعنی کہ ہملوگوں کو بوجہ غم کے اپنے دلون کی بھی خبر نہ تھی
حدیث نمبر ۸ وعن عائشة قالت لما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 اختلفوا في دفنه فقال ابو بكر سمعت من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شيئا
 قال ما قبض الله نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه اذ فنوه في موضع فراشه
 ترجمہ اور روایت ہر عائشہ سے کہا اُس عائشہ نے کہ جب قبض روح
 ہوا حضرت رسول خدا اکا تو لوگوں نے اختلاف کیا دفن میں اوس
 رسول کے پس کہا ابو بکر نے کہ سنی میں نے رسول خدا اسی ایک چیز کہ
 اُس رسول خدا نے کہ نہیں قبض روح کیا اللہ نے کسی نبی کا مگر اُس
 جگہ میں کہ واجب ہو دفن اُس نبی کا پس دفن کرو تم لوگ اُس نبی کو بیچ
 موضع خوابگاہ اُس کے روایت کی اُسکو ترمذی نے فقط ظاہر یہ حدیث
 عائشہ کی نظر کسی مصلحت کی صریح موضوع و ساختہ معلوم ہوئی ہے سہمی
 کہ تو ریت دفن ہونا کسی نبی کا مکان انتقال میں ظاہر نہیں ہوتا ہملوگوں

زمین علیحدہ کا خرید کرنا حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہوتا ہوا اور
 یہ دفن کرنا حضرت رسول خدا کا عین حجرہ عائشہ میں حضرت عائشہ کو بہت
 کام آیا کہ حضرت عائشہ نے بغیر ملکیت اپنے حضرت امام حسن کو باوصف
 وعدہ سابق کے قریب رودضہ نبوی کے دفن ہونے نہیں دیا
 حدیث نمبر ۹۹ عایشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ھو
 صحیح انہ لن یقبض بنی حقہ بری مقعدہ من الجنة فخریخیر قالت عایشہ فلما نزل
 بہ راسہ علی فخذہ غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللھم الرفیق
 الاعلی قلنا ذن لا یخندانا و قالت ومرت انہ الحدیث الذی کان یجد ثنابہ ھو
 صحیح فی قولہ انہ ولم یقبض بنی قط حتی بری مقعدہ من الجنة فخریخیر قالت
 عایشہ فكان آخر کلمتہ تکلمہ بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ
 ترجمہ روایت ھو عائشہ سے کہ رسول اللہ کہتی تھے درحالت صحت
 کے کہ کسی نبی کا قبض روح نہیں ھوا بغیر اس بات کے کہ دیکھا نیجای
 اسکو نسبت گاہ اسکی جنت میں تب اختیار دیا جاتا ھو اُس نبی کو کہا
 عائشہ نے کہ جب اترے ملک الموت درحالیکہ سر اُس رسول کا ہماری
 زان پر تھا تب بیہوشی ھوئی اُس رسول کو پہرہ افادہ ھوا اسکو تب متعین
 کیا نور بصر کو اپنے طرف سقف خانہ کے یعنی لٹکلی لگائی چپتہ کی طرف اور
 اسکی بعد کہا رسول نے اللھم الرفیق الاعلی یعنی اختیار کیا ھنی رفیق اعلی
 یعنی جنت کو تب عائشہ کہتی ھیں کہ ھمنی یہ بات کہی کہ اب اسوقت میں
 حضرت رسول نہیں اختیار کرتے ھیں ہم لوگوں کو اور عائشہ فی کہا کہ ھمنی
 معلوم کیا اُس حدیث کو کہ جو حضرت رسول درحالت صحت اپنے کہتی تھے

اپنی قول میں کہ نہیں قبض روح ہو کسی نبی کا ابتک بغیر اسکے کہ کہلا سکا
نشست گاہ اُسکی جنت سی اور بعد اسکے اختیار دیا جای اُس نبی کو کہا
عائشہ نے کہ قول اُس نبی کا اللہم الرفیق الاعلیٰ آخر کلمہ تہا جوبات کی
حضرت رسول نے ساتھ اُس کلمہ کے ہ

حدیث نمبر ۱۰۷۱ اور منہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
يقول في موضعه الذي مات فيه يا عائشة ما ازال جدال الطعام الذي اكلت بخير
وهذا وان وجدت لقطع ابهر من ذلك السم رواه البخاري
ترجمہ اور روایت ہر اُس عائشہ سی کہا اس عائشہ نے کہ رسول اللہ
فرماتے تھے اپنے مرض الموت میں کہ ای عائشہ میں ہمیشہ پاتا ہوں درد کو
اُس طعام زہر ابو د کے جو کہ کہا تھا میں نے خیر میں اور یہ وہ وقت ہو
کہ جو پایا میں نے کٹ جانی کو رگ دل اپنے کے اُس زہر سے روایت
کی اُسکو بخاری نے ہ

حدیث نمبر ۱۰۷۲ اور عن ابن عباس قال لما حضرت رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم وفي البيت رجال فيهم عمر بن الخطاب قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم
هلموا اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده ابدًا فقال عمر قه غلب عليه الوجع وعثر
القرآن حبكم كتاب الله فاختلف اهل البيت واختلفوا فمنهم من
يقول قروا بكتبكم لکم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومنهم من يقول
ما قال عمر فلما اكثر والخط والاختلاف قال رسول الله صلى الله عليه وآله
والله وسلم قوما عني قال عبيد الله فكان ابن عباس يقول ان الرزية
اكثر الرزية فما حال بين رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وبين ان يكتب

اللهم ذلك الكتاب خلافتهم ولغظهم في من ابنت سليمان بن ابي مسلم الا حول
قال ابن عباس يوم الخميس يكي حتى بلد مع الحصة قلت يا ابن عباس ما يوم الخميس
قال اشتد سوال الله صلى الله عليه وآله وسلم وجعه فقال ايتوني يكفنا كتب لكم
كتابا لن تضلوا بعده ابدا فنادوا ولا ينبغي عنده نبئ تنازع فقالوا ما شاننا هجرا
يستقيموا فذهبوا يردون عليه فقال دعوني فمروني فالتك انا فيه خير مما
تدعونني ليه فامهم بذلك فقالا اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجزوا واولفد
بنحو ما كنت احيزهم وسكت عن الثالثة وانا انفسيت بها قال سفيان
هذا من قول سليمان متفق عليه ترجمه اور روایت ہوا بن عباس سی کہ
کہہا اُسی کہ جب قت احتضار ہوئی حضرت رسول خدا کو اور گھر میں مرد لوگ تھے کہ اُس میں عمر ابن الخطاب
بھی تھے کہہا اُسی غیب خدائی کہ اُلی و تم لوگ کہ کہہ نہیں اُسے تم لوگوں کی نوشتہ کہ نہ کہہا وہ تم لوگوں کی کبھی
پس کہہا عمر بنی کہ تحقیق کہ غالب ہوا او پر اُس رسول خدا کے درد اور ہر تم لوگوں کی
پاس قربان اور کفایت کرتے تھے تم لوگوں پر کتاب خدا کی پس مختلف ہو
وہ لوگ جو اُس گھر میں تھے اور جگہ کرنے لگے پس بعضی اُن میں سے کہہنی لگے
اے نزدیک یحیاؤ کا غزو قلم تاکہ کچھ لکھیں رسول خدا و اسطے تم لوگوں کے اور
بعض اُن میں سے کہتے وہی بات جو عمر نے کہی تھی پس جب بڑا یا شور و غل
اور اختلاف کو تب فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اوٹھ جاؤ تم لوگ ہمارے
پاس سے کہہا عبد اللہ راوی نے اس حدیث کے کہ ابن عباس کہہا کرتے تھے
کہ تحقیق کہ مصیبت کل مصیبت وہ چیز ہو کہ جو حامل ہوئی درمیان رسول اللہ
اور درمیان اس بات کی کہ لکھتے وہ رسول اللہ اُس نوشتہ کو و اسطے اُن
لوگوں کے کہ سبب اختلاف اور شور و غل کرنے اُن لوگوں کے اور روایت تھی

سلیمان ابن ابی مسلم الاحول کے یہ ہر کہ کہا ابن عباس نے کہ روز جمعرات کا
 اور کیسا روز جمعرات کا اور بعد اسکی رونے ابن عباس یہاں تک کہ
 تر کر دیا اُن کے آنسوؤں نے سنگریزوں یعنی کنکریوں کو تب کہا کہ اسی
 ابن عباس اور کیا روز جمعرات کا ہو تب کہا اُس ابن عباس نے کہ سخت ہوا
 در رسول خدا کا تب کہا اُس رسول خدا نے کہ لاؤ میرے پاس ایک شانہ
 اونٹ یا بکریا کہ لکھونین واسطی تم لوگوں کے ایک نوشتہ کو کہ نہ گمراہ ہو
 تم لوگ بعد اُسکے ابتداء پس جھگڑنے لگے وہ صحابی لوگ اور نہیں لائق ہر
 جھگڑنا نزدیک کسی نبی کے پس کہا اُن صحابیوں نے کہ کیا حال اوس
 رسول کا ہو آیا چھوڑو یا عقل نے اُسکی یعنی کیا عقل اُس رسول کی جاتی رہی
 پہچھ کر کے دریافت کرو اُس رسول سے پس گئے بعض صحابی دہرائینکو
 اُس بات کو رسول سے تب فرمایا رسول خدا نے کہ چھوڑو تم لوگ مجھ کو اور
 باز رہو شور و غل کرنے سے اسواسطی کہ جس حال میں کہ میں ہوں بہتر ہے
 اُس چیز سے کہ جو کہ بتلاتے ہو تم لوگ اُس بات کی طرف مجھ کو پس حکم فرمایا اوس
 رسول نے اُن لوگوں کو تین بات کو اور کہا کہ نکال دو تم لوگ مشرکین کو
 جزیرہ عرب سی اور سلوک نیک کرو اچپیوں سے اوس طرح کہ سلوک نیک
 کرتے تھے ہم سات اُن لوگوں کے اور چپ رہے حضرت رسول تیسری بات
 سی یا کہ فرمایا اُس تیسری بات کو اور ہم بھول گئے اور کہا سفیان نے کہ یہ قول
 سلیمان کا ہو متفق علیہ فقط چونکہ یہ حدیث قرطاس کی ایک مشہور حدیث
 ہو کہ جسکا خلاصہ یہ ہو کہ حضرت رسول نے اپنے مرض الموت میں کاغذ و قلم
 واسطے لکھنے وصیت کے طلب کیا کہ جس بات کو حضرت عمر نے درمیان میں

اگر کے نہیں ہونے دیا اور شیعوہ لوگ اس حدیث پر بہت زور کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا حضرت علی کو از روی وصیت تحریری کے بھی وصی اپنا مقرر کیا جاتے تھے کہ حضرت عمر اس بات میں خلل انداز ہوئے اور سنی لوگ بھی مبعوث تک ہو سکتا ہے اسکا جواب بتاتے ہیں اسو اسطی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں چند باتیں بقدر فہم اپنے کے ہم بھی لکھ جائیں۔

اول یہ کہ ہر گاہ حضرت رسول خدا صرف دو ماہ قبل انتقال اپنے بمقابلہ یسین صحابیوں کے حضرت علی کو مولیٰ کل مومنین اور مومنات کا بطور اپنی مولیٰ کل ہونے کے قرار دے چکے تھے تو وحیہ وقت چند ان حاجت تحریر کر دینی اس وصیت کی نہیں تھی اور اسو اسطی ہم تمہیک طرح سے نہیں کہہ سکتی ہیں کہ حضرت رسول خدا نے تحریر کیا کہ دینے کو اس وصیت زبانی کے کاغذ اور قلم طلب کیا تھا یا نہیں مگر از روی قرینہ مزاحمت کرنے حضرت عمر کے کہ وہ وصیت خرم غدیر سے اور اپنے مبارکبادی دینے سے بخوبی واقف و آگاہ تھے یہ بات بخوبی تمام سمجھی جاتی ہے کہ تحریر کیا جانا کوئی وصیت کا خلاف امید و خواہش حضرت عمر کے تھا اور اس قرینہ سی شکایت شیعوں کی بی بنیاد نہیں معلوم ہوتی ہے اور نہیں سمجھتی ہیں کہ اس مزاحمت کرنے پر حضرت عمر کے سنی لوگ کیوں نہیں بگڑتے ہیں اور اس مزاحمت کو حضرت عمر کی ایک گستاخی و نافرمانی کیوں نہیں سمجھتے ہیں یعنی اس قرینہ سی بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بوجہ مزاحمت حضرت عمر کے جو ایک وصیت تحریری نہیں ہوئی سو اس میں کچھ نفع سنیوں کا ہے یعنی کہ وہ وصیت خلاف اس ترتیب خلافت تلمذ کے ہوئے۔

دوم یہ کہ ایک قرینہ خاص موافق حال تعرض شیعوں کے یہ ہے کہ حضرت

ابن عباس اس نہیں کہے جانے کو وصیت کے ایک نصیبت سمجھتی ہیں اور جمعرات کے دن کو یاد کر کے روتے ہیں کہ جو ہمارا دل ہی اس بات پر روتا ہے اور حدیث مندرجہ فصل ۳۹ سے ظاہر کہ درمیان قریش اور ہاشمی کے ایسا تفرقہ تھا کہ قریش لوگ ہاشمیوں سے خوش خوش چہرہ و ن سے نہیں ملتے تھے اور حضرت ابن عباس نے بایام مرض رسول خدا کے حضرت علی کو صلاح دی کہ خلافت کو حضرت رسول خدا سے طلب کریں اور حضرت علی نے کہا کہ ہم خلافت نہیں طلب کریں گے اسو اسطی کہ اگر حضرت رسول خلافت ہجو دین تو تم اس بات کو جانتے ہو کہ لوگ ہجو دہ خلافت نہیں ہونے دینگے پس جب یہ حال تھا تو عین قرینہ اس بات کا ہو کہ حضرت رسول خدا جو ایک وصیت لکھا چاہتے تھے سو وہ بات بالضرور خلافت امید و منصوبہ حضرت عمر کے تھی۔

سیوم: کہ حضرت عمر کے حال پر ہجو افسوس آتا ہے کہ حضرت رسول کے ایام صحت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بجز بیماری حضرت رسول کے اسطرح ہر بالکل آنکھ بدل دے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول خدا پر دروغ غالب ہو اور قرآن کفایت کرتا ہے صرف براہ بنی مرواتی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہے اسو اسطی کہ یہ بات روز جمعرات کی ہے اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور پہنچر اور اتوار تین دن زندہ رہ کر کے انتقال کیا اور آخر وقت میں الرفیق کمر کے جانے کی تو کسی وقت میں کوئی بات بدحواسی حضرت رسول کی پائی نہیں جاتی ہے اور ہر گاہ قرآن اور عترت دو نوبات حدیث الثقلین کی ہے جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگوں میں دو چیز ہماری چھوڑے جاتے ہیں ایک قرآن اور دوسرے

عمرت اور یہ دونوں آپس سے ہرگز جدا نہ ہونگے تو اگر حضرت عمر حبیب اللہ
 وعذرة الرسول دونوں کو ملا کر کے کہتے تو حضرت عمر بہت سچی معلوم ہوتی۔
 چہاں یہ کہ حضرت رسول جو کچھ وصیت لکھنے کو چاہتے ہوں سو وہ ایک
 بات تھی مگر یہ بات ظاہر ہو کہ یہ مزاحمت حضرت عمر کی اور شور و غل صحابیوں کا
 برخلاف مزاج حضرت رسول کے ہو ا اور بنی شعبہ حضرت رسول کو مال ہوا
 اس واسطی کہ یہ تقریر بخوبی تمام خبر ملاں کی دیتی ہو کہ جو آپ نے فرمایا کہ اٹھ جاؤ
 تم لوگ میری پاس سے اور چوڑ دو نرم لوگ مجاہد۔

پہچم یہ کہ حضرت رسول سی کیا بات مخفی رہ سکتی ہو یعنی حدیث سی ظاہر ہوتا ہو
 کہ حضرت رسول نے بخوبی اس بات کو سمجھا کہ یہ صحابیان حاضرین لوگ نام اختیار
 خلافت کا اپنی ماتم میں لینگے اور یہ بات اس تقریر سے سمجھے جاتی ہو کہ مشرکین کو
 جزیرہ عرب سی نکال دیجیو اور ایچیون کے ساتھ سلوک نیک کیجیو یعنی کہ اگر
 ایسا ارادہ خلافت لینا کا ہو تو بنظر استحکام حکومت اسلام کی یہ بات ضرور کیجیو
 ششم یہ کہ اصل منشاء اس قسم جرات اور گستاخی حضرت عمر کا یہ معلوم ہوتا ہو
 کہ حضرت رسول خدا کو کوئی سلطنت موروٹی نہیں تھی اور فتوحات بدر و خیبر وغیرہ
 کی جو کچھ ہوتی گئی سو بہرہ مہاجرین اور انصار کے تھی اور طریقہ لڑنے اور فتح
 حاصل ہونیکا مہاجرین اور انصار کو بخوبی تمام مشق ہو چکا تھا اور خصوصاً سرحد
 صحابیان از رومی جہد و بذل بہت اپنی ان فتوحات کو سمجھتی ہونگے اور
 حدیث من کنت مولاه فعلی مولاه کے درحقیقت اُن سرحد اصحاب ہونگے
 نظر میں کچھ وزن نہیں رکھتی تھی یعنی وہ لوگ واسطی فتوحات آئندہ کرنے کے
 اپنے کو محتاج اس بات کا نہیں جانتے تھے کہ حضرت علی کو مولا اپنا ہونا کر کی اُنکے

تحت میں کام کرین مگر اصل کار گذاری حضرت علی کی جو خصوصاً جنگ خیر و جنگ
 احد میں ہوئی سو اُسکا بھول جانا تمام تر دور از انصاف تھا اور حضرت علی کے
 مزاج اور فقیرانہ طبیعت سی ظاہر ہو کہ اگر حضرت علی کو اپنا مولاً سمجھ کر کے
 خلیفہ بناتے تو بھی سرآمد صحابیان کے اُس حالت میں بھی مالک کل مورات کی
 رہتے اور فن تاریخ سے یہ امر بافراط تمام دیکھا جاتا ہو کہ اکثر سلطنتوں میں جب
 وزرا اور امرا کو اقتدار ہو تو خود اصل سلطنت کو زیر و زبر کر دیا چنانچہ یہ
 بات بھی اُسی قسم کی دیکھی جاتی ہو کہ بزمان خلافتِ ثلثہ اور حکومت معاویہ اور
 یزید وغیرہ تازمان خلافت عباسیہ کے اہلبیت اور اولادِ فاطمیہ کے ناپرساں
 ہوئے اور آخر کار قتل عام سادات کا ایک امر معمولی ہو گیا مگر یہ بات بڑے
 تعجب کی ہو کہ باوصف ایسے انقلاب روزگار کے کچھ احادیث مناقبِ اہلبیت کے
 اب تک موجود ہیں اور وہی اثر حکومتِ خلفایِ ثلثہ اور معاویہ وغیرہ کا ہو کہ جو اب
 سینان خارجی مشربِ مائیدین اُس انقلابات روزگار کے پائی جاتے ہیں اور
 اب یہ اثر انتظامِ سلطنت انگریز لکھا ہو کہ شخصِ نبی خیال کو آزادانہ لکھ سکتا ہو
 ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑی ہوشیار اور مزاج دار حضرت رسول خدا کے تھے
 کہ جب حضرت رسول خدا نے حدیث من کنت مولاً فعلی مولاً کی فرمائی تو
 حضرت عمر نے بقاضای مصلحت وقت اور مزاج داری اور خوشامدِ رسول کے
 بے تکلف حضرت علی کو مبارکباد دی مگر صرف دو مہینی بعد اُسکے جب حضرت
 رسول بیمار ہوئے تو اُسی وقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنے میں
 خلل انداز ہوئے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابو بکر کو
 خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور دہکایا کہ اس مجلس سے نہیں جانی پاؤ گی

جب تک کہ بیعت ابو بکر کی نہیں کرو گے اور حضرت علی نے جواب دیا کہ اس دہکلی سے ہم نہیں ڈرتے ہیں اور جب تک جان باقی ہو طلب حق اپنا کریں گے تب حضرت ابو بکر نے بغیر بیعت لینے کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارکبادی اور کجایہ زبردستی پس اگر سنیاں خارجی مشرب باوصف ان سب اقوال اور افعال کے خلفای ثلاثہ کو حضرت علی پر یہ بہانہ افضلیت بنظر کثرت ثواب کے تفضیل دین تو اس کمبختی کا کیا جواب ہو مگر ملاحظہ تمام حالات ان خلفائ ثلاثہ کے حکم و یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ یہ خلفای ثلاثہ بے شبہ مسلمان اور اپنی اپنے طور پر اچھے لوگ تھے اور ساتھ حضرت علی اور تمام اہلبیت کے کچھ کچھ برسر ادب بھی تھے اور اسی جگہ پر یہ کہو شیعوں سے اختلاف ہو کہ بعض ان لوگوں کے ان خلفای ثلاثہ کو خارج از اسلام اور منافق سمجھتی ہیں۔

ہشتم یہ کہ شاہ عبدالحق صاحب اس حدیث کی شرح میں لکھتی ہیں کہ یہ ادا شیعوں کا ہو کہ حضرت رسول کچھ وصیت نسبت حضرت علی کے لکھا جاتا ہے تھے خالی اذتناقض نہیں ہو اس واسطی کہ جب بقول شیعوں کے ختم غدیر میں حضرت رسول وصیت نسبت حضرت علی کے کر چکے تھے تو کیا حاجت تحریر کرنے اس وصیت کے تھی سو اس تحریر پر شاہ صاحب کے حکم بہت تعجب ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے یہ سمجھا ہو کہ کوئی شخص بعد اُنکے معنی تناقض کو سمجھ نہیں سمجھیکا اور شرائط قول مشہور درتناقض ہشت وحدت شرط دان۔ کو بھی نہیں جانیگا سو یہ بات شاہ صاحب سے قابل باز پرس آخرت کی ہو یا نہیں کہ وصیت زبانی کو جو ایک شخص وصیت تحریر ہی کیا چاہے سو وہ بات کو تناقض قرار دیکر کے کیوں مغالطہ دیا دواہ واد شاہ صاحب تو شوق کو

یعنی ستم کرنے کو ایک بات کے آپ تناقض فرماتے ہیں کیا خوب تناقض ہو
اور پاس تقریر سے آپ کی ایک شخص جو باقی رہنے روپیہ کا زبانی اقرار کرتا ہو
تو پھر علاوہ زبانی اقرار کے وہ شخص ایک وثیقہ تمسک تحریری اسکا لکھ سکتا
ہے کہ یہ بات موافق آپ کے قاعدے کے داخل تناقض ہو۔

نہم یہ کہ شاہ صاحب موصوف لکھتی ہیں کہ حضرت رسول خدا وہ وصیت
نسبت خلافت حضرت ابو بکر کے لکھا چاہتے تھے سبحان اللہ کیا بات آپ کے
کہ لکھ دینا وصیت بحق ابو بکر کا بر خلاف وصیت ختم خیر نسبت حضرت علی کے
آپ کی نزدیکی تناقض ہو مگر زبانی وصیت کو نسبت حضرت علی کی لکھ دینا داخل تناقض ہو۔
گرچہ میں مکتب است و این ملا ۛ کار طفلان تمام خواہد شد
اور معلوم ہوتا ہو کہ شاید شاہ صاحب کو اس بات کا خیال نہ ہو گا کہ پوج و لچر
تقریر و ن سے اور مغالطہ کے تحریر سے خود مذہب اُس لکھنی والے کا
پوج و لچر اور ذلیل ہو جاتا ہو اور ایک نتیجہ تحریرات پوج و لچر کا یہ ہوا
کہ ایک شخص مغز سنی مشرب کے تھے کہ تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز
دہلوی کا پڑھ کر کے شیعہ ہو گئے۔

حدیث نمبر ۴۷۰ عن انس قال قال ابو بکر لعمر بعد وفاة النبی صلی اللہ علیہ
علیہ وآلہ وسلم انطلق بنا الی اہلین و تزورہما کما کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یزورہما فلما انتھینا الیہما بکت فقال لہما ما یمکیک
اما تعلمین ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فقالتا فی لا ابکی ان ما عند اللہ تعالیٰ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ولکن ابکی ان الوحی قد انقطع من السماء فعمل بیکیان معہا رواہ مسلم

در روایت ہر انس سے کہ کہا اُس نے کہ کہا ابو بکر نے عمر کو کہ بعد وفات حضرت
 رسول کے کہ ہم لوگ چلین ام ایمن زوجہ زید ابن حارث اور والدہ اسامہ
 ابن زید کے پاس اور زیارت کریں اُسکی جیسا کہ زیارت اُسکی کرتے تھے
 حضرت رسول پس جب پہونچے ہم لوگ تو رونے لگی وہ ام ایمن تب پہچا
 اُن دونو ابو بکر و عمر نے اس ام ایمن سے کہ کیوں روتے ہو تم کیا تم
 نہیں جانتے ہو کہ جو چیز کہ خدا کے پاس ہو اجر ثواب سی سو وہ چیز بہتر ہو
 واسطے حضرت رسول کے پس کہا اُس ام ایمن نے کہ ہم اس بات پر نہیں دتے
 ہیں کہ ہم نہیں جانتے ہیں اس بات کو کہ جو چیز خدا کی پاس ہو سو بہتر ہو واسطے
 رسول کے اور لاکن ہم روتے ہیں اس بات پر کہ وحی منقطع ہو گئے آسمان سے
 پس اس بات سی برا گنختہ کیا اُس ام ایمن نے اُن دونوں کو اور رونی کے
 پس رونے لگے وہ دونوں ساتھ ام ایمن کے روایت کی اُسکو مسلم نے
 حدیث نمبر ۳۷۰۰ عن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبار اسہ بخرقہ
 حتی اھوی نحو المنبر فاستوی علیہ وامعنا و قال والذی نفسی بیدہ
 لولا نظر الی المحوض من مقامی ہذا ثم ان عبدہ اعرضت علیہ الدنیا و ذینہا فاختار
 الآخرۃ فلم یفطن لہا احد غیر الی بکر فذرفت عیناہ فبکے ثم قال بل نقصدک بابائنا
 و اھماتنا و انفسنا و اموالنا یا رسول اللہ قال ثم مبط فمقام علیہ الساعۃ و اوالہا
 ترجمہ اور روایت ہو ابو سعید خدری سے کہ اُس نے کہ باہر نکلی حضرت
 رسول ہم لوگوں کے پاس اپنے مرض الموت میں سر میں ایک کپڑا باندھی
 ہوئے اور ہم لوگ مسجد میں تھے یہاں تک کہ خواہش کی پیغمبر خدا انی بطرت

منبر کے اور چڑھے اوس منبر پر اور ہم لوگ بھی ہوئے اُس سول کے
 تب کہا آنحضرت نے کہ قسم ہو اُس شخص کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ میں ہو
 یہ بات کہ تحقیق کہ میں ہر آئینہ دیکھ لیتا ہوں حوض کوثر کو اسی مقام سے اچھے
 تب بعد اسکے فرمایا آنحضرت نے کہ ایک بندہ پر پیش کی گئی دنیا اور زینت
 اُسکی پس اختیار کیا اُس بندہ نے آخرت کو اور نہیں دریافت کیا اوس
 کلمہ کو کسی شخص نے سوا اے ابو بکر کے پس دونو آنکھوں سے اُسکے آنسو
 نکالے اور روئے ابو بکر اور کہا کہ بلکہ ہم لوگ خدا کرتے ہیں آپ پر اپنے
 باپوں کو اور اپنی ماؤں اور اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو اسی سول
 اور راوی کہتا ہے کہ تب اترے رسول خدا اُس منبر پر سے پس پھر نہیں
 اُٹھئے ہوئے اُس منبر پر تا روز قیامت کے روایت کی اُسکو دارمی نے
 حدیث نمبر ۴۸۷۸۷ عن ابن عباس قال لما نزلت اذ جاء نصر الله والفتح دعا
 رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة قال لعيتاني نفسي فبكيت قال لا تبكي
 فانك اول اهل الحق بفضيحتك فراها بعض اشرار النبي صلى الله عليه وآله
 فقلن يا فاطمة دابنا ديكيت ثم ضحكك قالت نه اخبرني انه نعت اليه نفسه
 فبكيت فقال لا تبكي فانك اول اهل الحق بفضيحتك قال رسول الله صلى الله عليه وآله
 والرسول اذا جاء نصر الله والفتح وجاء اهل اليمن ايت الناس يخلون في دين الله
 وهم ان افئدة ولا بيان ياني والحكمة بيمانية رواه الدارمي
 ترجمہ اور روایت ہو ابن عباس سے کہا اُس ابن عباس نے کہ جب
 اوتری آیت اذ جاء نصر الله والفتح کی تو بلا بھیجا پیغمبر خدا نے فاطمہ کو
 اور کہا خبر موت دی گئی ہمکو پس روئیں فاطمہ فرمایا اُس پیغمبر خدائی مت روئو

اس واسطے کہ تو اول اہلبیت میری ہو کہ جو ملیگی ساتھ میرے ہیں ہنسیں وہ
 فاطمہ پس دیکھا اُس فاطمہ کو بعض ازواج نبی نے تب پوچھا اُس فاطمہ سے
 کہ ہم لوگوں نے دیکھا تجھ کو کہ تو رومئی اور بعد اُس کے تو ہنسی تب جواب دیا
 فاطمہ نے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی مجھ کو کہ خبر موت کی دیگئی اُس رسول کو
 تو اس بات میں روی اور پیغمبر خدا نے کہا کہ مجھ کو کہ تو مت رو اس واسطے کہ تو
 اول اہلبیت میری ہو جو کہ مجھ سے جا ملے گا تو اس بات پر میں ہنسی اور فرمایا
 رسول خدا نے کہ جب اُتری آیت اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تو اے
 اہل مین کہ ابو موسیٰ اشعری وغیرہ اُن اہل مین سے ہیں و روایت للناس
 یدخلون فی دین اللہ افواجا پڑ کر کے فرمایا کہ وے اہل مین نرم دلون کے
 ہیں اور ایمان اہل مین میں ہوا و حکمت اہل مین میں ہر روایت کی اُسکو
 دارمی نے فقط۔ سبحان اللہ اس حدیث سی کس قدر تعلق باخود ما حضرت رسول
 اور انکی بیٹی فاطمہ کا ظاہر ہوتا ہو کہ رنج باپ کے مرنے کا حضرت فاطمہ کو اپنے
 مرنے کی خبر سنکر کے تبدیل بخوشی ہو گیا اور اگر یہ قصہ درمیان پیغمبر خدا
 اور حضرت عائشہ کے ہوتا تو جو تعلق کہ حضرت عائشہ کو حضرت ابو بکر اپنے
 باپ کے خلیفہ بنانے کا تھا سو یہ بات بخوبی سمجھ میں آسکتی ہو کہ حضرت عائشہ
 اس بات پر روتین کہ حضرت ابو بکر کے خلیفہ بنانے کا کیا بند و بست ہوا اور
 جب پیغمبر خدا کہتے کہ سوای ابو بکر تمہاری باپ کے اور دوسرا کو ان شخص طلب
 و دعویٰ خلافت کا کر سیکے گا تو حضرت عائشہ خوش ہو تین مگر پوری خوشی کی
 یہ بات ہوتی کہ کچھ بند و بست کافی خلیفہ بنانے عبد الرحمن ابن ابو بکر برادر
 حضرت عائشہ کا بھی ہوتا چنانچہ حدیث آئندہ میں اس بات کا بھی بند و بست

کہنا حضرت عائشہ کا ظاہر ہوتا ہے مگر کیا کہیے کہ وہ تقدیر نہیں تھی ورنہ حضرت عائشہ کی طرف سے کچھ تقصیر نہیں ہوئی؛

حدیث نمبر ۱۰۸۰۰ اور عن عائشہ انھا قالت واداساہ فقال رسول اللہ ﷺ علیہ والہ وسلم ذالک لو کان وانا سحی فاستغفر لک وادعولک فقالت تعالیٰ واکلیاہ واللہ انی لا ظنک تحب منی فلو کان ذلک لطلبت اخریومک مع سابعض الزمر اجک فقال النبی ﷺ علیہ والہ وسلم بل وانا واداساہ واللہ ہمت واردت ان ادسل الی ابی بکر وابنہ واعہدا ان یقولوا لقاؤک یمنہ المتمدنوں ثم قلت یا بنی اللہ ویدفع المومنون ویدفع اللہ ویا بنی المومنون والہ الجناح ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سی کہ کہا اُسنی واداساہ یعنی اوہ در دوسری رات فرمایا رسول خدا نے کہ اگر ایسا ہو یعنی اگر تم مرو در حالیکہ مین زندہ ہوں تو طلب مغفرت کروں مین واسطے تیرے اور دعا کروں مین واسطے تیرے تب کہا عائشہ نے اوہ مرنا میرا قسم بخدا کہ میرا ظن و قیاس یہ ہے کہ تو میرا مرنا چاہتا ہے اور اگر ایسا ہو تو اُسی روز شام تک تو کسی بی بی کے ساتھ ہم صحبت ہوتا تب کہا پیغمبر خدا نے بل انا وادساہ یعنی بلکہ اوہ میرا دروسر اور ہر آئینہ میرا قصد یہ ہوا کہ مین بلا بیچوں ابو بکر اور ہٹیا کو اُسکے یعنی عبد الرحمن ابو بکر کو اور وصیت کرو مین اُسکو یعنی ولیمہ خلافت کا کروں اُسکو بخوف اس بات کے کہ کہنی والے لوگ کچھ بات بنا دیں یا کہ ارزو کریں ارزو کرنیوالے لوگ تب پہنچے اپنے دل میں کہا کہ خدا اس بات سے انکار کرتا ہے اور دفع کریں گے مسلمان لوگ اس بات کو یا یہ کہ دفع کریں گے اس بات کو اور

انکار کرینگے مسلمان لوگ اس بات سے روایت کی اسکو بخاری نے فقط یہ حدیث حضرت عائشہ کی صراحتاً و یقیناً ساختہ و موضوع ہو چن دو جسے اول یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی و صحیح ہو تو سوائے اسکے کچھ چارہ نہیں ہے کہ یہ بات فرض کیجائے کہ دو مہینے قبل انتقال اپنے جو پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کو حسب وصیت غدیر خم کے وصی اور جانشین اپنا قرار دیا تھا سو پیغمبر خدا نے اُس برائے و وصیت کو مسترد کر کے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانا چاہا بوجہ کسی قصور حضرت علیؑ کے یا بوجہ تلون طبعی حضرت رسولؐ یا بوجہ تخطیاری اُنکے اور ان تین باتوں میں سے کسی بات کا ادعا از طرف سنیوں کے نہیں ہو اور حیف اور کمال حیف ہو اور پر حال شاہ عبدالحق صاحب کے کہ وصیت زبانی خم غدیر کو تحریری کر دینا اُنکے نزدیک تناقض ہو اور خلافت ابوبکرؓ کو برخلاف وصیت خم غدیر کے کچھ تناقض نہیں سمجھتی ہیں۔

دوم یہ کہ اگر یہ حدیث اصلی ہوتی تو حضرت ابوبکرؓ یہ بات بوقت خلیفہ بنائے جانے کے کیونکر کہتی کہ ہمکو خلافت سے کیا علاقہ ہو کہ خلافت حق علیؑ و عمر و ابو عبیدہ کا ہے۔

سوم یہ کہ اگر حضرت رسولؐ خدا نے الواقع حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے تو حضرت عمرؓ وصیت تحریری تمیل پانین کسواسطی خلال ہذا ہوتے کہ یہ بات تو خود اُنکے مطلب کی تھی اسواسطے کہ وہی حضرت عمرؓ تو باعث اول خلیفہ ہونے حضرت ابوبکرؓ کے ہیں۔

چہارم یہ کہ اگر حضرت رسولؐ خدا فی الواقع حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر کے

خلیفہ بنایا چاہتے تھے تو انکا بلانا کیا دشوار تھا اور اس بات کو خدا اور مسلمانوں پر چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر ایسا ہی تھا تو کاغذ و قلم طلب کرنے کی کیا معنی ہیں۔

پہنچم یہ کہ سلسلہ تقریر اس حدیث کا اس قدر بے ربط ہے کہ حضرت عائشہ اپنے دور دوسری شکایت کرین اور حضرت رسول خدا فرماوین کہ اگر ایسا ہو تو ہم تمہاری واسطے دعا و مغفرت کرین اور اسی پر حضرت عائشہ کہیں کہ اگر ہم مریں تو اسی روز شام تک کسی بی بی کے پاس بات کا ٹوکی تو اس رد و کلامین کیا موقع و مقام اس بات کا ہے کہ حضرت رسول خدا فرماوین کہ ہکو در دوسرے اور ہمینی ابو بکر اور اسکے بیٹا کو واسطے ولیعہد کر کے بلانے کو چاہا مگر اس بات سے بوجہ خیال خدا اور مسلمانوں کی باز رہی۔

ششم یہ کہ بہ نسبت حضرت عائشہ کے البتہ بخوبی تمام قرار اس بات کا ہے کہ حضرت عائشہ ایک محبوب بی بی حضرت رسول خدا کی تھیں مگر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خود حضرت عائشہ کو رشک و حسد ہونے سے ساتھ حضرت خدیجہ کے اقرار ہے کہ جنکے داماد حضرت علی ہیں یہاں تک کہ حضرت بی بی عائشہ نے حضرت رسول کو کہا کہ تم خدیجہ کو کیا اس قدر یاد کرتے ہو کہ جیسے دنیا میں کوئی دوسری عورت نہ ہو اور اسکے جواب میں رسول خدا نے فرمایا کہ ان وہ ایسی ہی تھی اور اُس سے ہکو ولد ہے یعنی کہ تلو کوئی اولاد نہیں ہے پس کہا کیا قرینہ اس بات کا ہے کہ ایسی بی بی خدیجہ صاحبہ لد کی اکلوتی داماد کو چھوڑ کر کے حضرت رسول ایک بی بی عائشہ لاد لد کے باپ کو خلیفہ اپنا بناتے اور اس حدیث سی تو صرف تیاری خلیفہ بنانے حضرت

ابوبکر کے نہیں ہو بلکہ ایک بنیاد خلیفہ بنائی عبد الرحمن سپر ابوبکر کے بعد
 ابوبکر کے بھی ہو غرض اس حدیث کی جو ٹکے اور وضعی ہو نہیں کچھ
 شک نہیں ہو اور سننوں کی طر فسی جو حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا
 گیا ہو سو دوسری عام معاملات میں بے شبہستی اس لقب کے ہیں اور
 یہ معاملہ میں یہ لقب صدیقہ کا دینا سنیاں کا موافق اُس قاعدی کی ہو
 اگر کوئی دشمن علی کا ایسا نہیں ہو کہ جسکی حمایت سنیاں نہیں کرتے ہوں یعنی
 اگر حضرت عائشہ کو لقب صدیقہ کا دیا گیا تو اسے طر ح پر معاویہ بھی تو خال کو تیر
 بنائے گئے اور اصل یہ ہو کہ حضرت رسولؐ نے جو فرمایا کہ اگر تم ہماری ساری
 مرو تو ہم دعای مغفرت تمہاری واسطے کریں سو اس امر میں اسے قدر لکھنا
 کافی ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو کچھ خرابی الہیت کے نہیں ہوتی مگر وہ کیونکر روبروی
 رسولؐ کے مرتین کہ انکو مقام جناب میں ساتھ فرقہ باغیوں کے پہونچنا تھا
 کہ جہان گشتی انکو دیکھ کر کے ہونکین اور برخلاف حکم آیت حجاب عورات کے
 بی پردہ ہو کر کے جنگ جمل میں لڑنے کو حاضر میدان جنگ کے ہوں اور آخر کو
 معاویہ کی طر ف سے کہ جسکے آمین اللہ میں تہیں یہ تقدیر تھی کہ ایک کو ان میں کہ
 جو چونا اُس میں ڈال دیا گیا تھا کہ کر کے مرین اور یہ بدلا اُس بات کا بخوبی ہو گیا کہ
 جو حضرت امام حسن کی لاش کو قریب روضہ نبوی کے دفن ہونے نہیں دیا پس اگر
 ایسے ہی اعمال پر ہر بات میں صدیقہ قرار پائیں تو یہ بات صرف بوجہ تعصب
 سنیاں کے ہو اور بلاغت جو نام ایک کا نام مقتضای مقام کا ہو سو اس لقب
 صدیقہ میں کمال بلاغت یہ ہو کہ اکثر روایات حضرت عائشہ نسبت حضرت
 ابوبکر کے جو صلہ لغو و مبالغہ تک ہیں سو لقب صدیقہ کا اس بند و بست سے

دیا گیا ہو کہ جب وہ صدیقہ قرار دیں تو اب روایتیں انکی تمام و کمال واجب التسلیم ہیں۔

ہفتم یہ کہ اس حدیث میں صرف اہتمام خلیفہ بنانے ابو بکر اور عبد الرحمن انکی صاحبزادہ کا نہیں ہو بلکہ یہ بات بھی لحاظ کرنے کی ہو کہ خلیفہ بنائیں ابو بکر کے عبارت یہ ہو کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ہم نے ابو بکر اور اسکے بیٹے کو بلا بھیجا میں خوف کہ ایسا نہ ہو کہ کہنی والے اور تمنا کنزوال کہیں کہ حق ہمارا ہی سو یہ اشارہ صاف بطرف حضرت علی کے ہو کہ سوا ہی آنکے اور کو شخص طلب حق خلافت کی کر سکتا تھا اور قابل غور کے ہو کہ کس تحقیر کی عبارت سی یہ اشارہ کیا گیا ہو۔ حوالہ بخدا

حدیث نمبر ۱۷ او عنہا قالت رجع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم من جنازۃ من البقیع فوجدنی وانا اجہ صلاعا وانا اقول ودا ساہ قال بل انی اعايشہ وادا ساہ قال وما ضرك لو مت قبل فغسلتک کفنتک وعلبت علیک ففنتک قلت لکافی لک واللہ لو فعلت لک لرجعت الی بیتی ففرست فیہ ببعض نسائك فقسمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثوبہ افی وجعہ الذی مات

سہ ماہ الداحی ترجمہ اور روایت ہو عائشہ سی کہا اُس عائشہ فی کہ رسول اللہ ایک روز پہرے ایک جنازہ کے دفن سے خبت البقیع کے پس پایا ہنگو کہ در دسر تھا ہنگو اور ہم کہ رہے تھے اوہ در دسر تب کہا حضرت رسول نے بلکہ ہنگو در دسر ہو امی عائشہ اور فرمایا کہ تجکو کچھ ضرر نہیں ہو اگر تو مرے قبل میرے کہ ہم غسل کرتے تجکو اور کفنا تے تجکو اور نماز پڑھتے تجویر اور دفن کرتے تجکو تب کہا ہم نے کہ گویا ہم سٹی ہوئے ہیں ساتھ تیری

یعنی کہ گویا ہم بہاری میں تجریم فرمایا کہ اگر تو کرتا ایسا تو پھر آتا میری گھر کی طرف
 و ہر صحبت ہوتا تو اس گھر میں ساتھ کسی بی بی اپنی کے تب مسکرای پیغمبر خدا
 و شروع ہوا وہ در و کہ جس میں آپنے انتقال فرمایا روایت کی اُسکو دبار می فی
 یہ حدیث قصہ در دس مین قریب قریب حدیث مذکورہ بالا کی ہم مگر اس حدیث میں
 سب قصہ طلبی ابو بکر و غیرہ کا نہیں ہے کہ اس قرنیہ سی ہی فضول و لغو ہونا قصہ طلبی ہو
 و غیرہ سندرجہ حدیث بالا کا ظاہر ہوتا ہے کہ جو تہا متر بے محل و بے ربط ہے۔

حدیث نمبر ۷۷۷۷ عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان رجلاً من قریش دخل علی
 ابیہ علی بن الحسین فقال اے احدك عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 قال بنی احد تنا عن ابی القاسم صلى الله عليه وآله وسلم قال ما مرض
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انا جبرئیل فقال یا محمد ان الله ارسلنی الیک
 کریماً لک و تسریاً لک خاصة لک بسألك عما هو اعلم به منك يقول کیف
 تجد قال اجده فی یا جبرئیل مغموماً و اجد فی مکرو با و رجاء الیوم الثالث
 فقال لہ ذلک فرم علی النبی صلى الله عليه وآله وسلم کما رد اول یوم
 فرجاء الیوم الثالث فقال لہ کما قال اول یوم و رد علیہ کما رج علیہ جاء
 معه ملک یقال لہ اسمعیل علی ماءة ألف ملک فاستاذن علیہ فسأله
 عنه ثم قال جبرئیل هذا ملک الموت یستاذن علیک ما استاذن علیک
 قبلك ولا یستاذن علی آدمی بعدک فقال ایذن لہ فاذا ین لہ فسلم علیہ ثم
 قال یا محمد ان الله ارسلنی الیک فان امرت ان اقبط روحک قبضت
 وان امرت ان اترکہ ترکته فقال و تفعل یا ملک الموت قال نعم بذلک امرت
 امرت ان اطعک ثم قال فظن النبی صلى الله عليه وآله وسلم انی امرت ان اطعک

علیہ السلام فقال جبرئیل با محمد ان الله قد اشتاق الى لقائك فقال النبي
 صلى الله عليه وآله وسلم ملك الموت امض لما امرت فقبض روحه فلما توفي
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جاءت التفرية سمعوا صوتا من ناحية
 البيت السلام عليكم اهل البيت ورحمة الله وبركاته ان في الله
 عزاء من كل مصيبة وخلفا من كل هالك ودركا من كل فائت فبالحق
 فشقوا اياها فارجعوا اوتاما المصائب من رحم الثواب فقال علي
 اندردن من هراسوا الحضرة واه البيهقي في دلائل النبوة ۴۰
 ترجمہ اور روایت یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 حضرت امام محمد باقر سے انکی باب علی یعنی حضرت امام زین العابدین سے کہ
 تحقیق کہ آیا ایک مرد قریش سے علی یعنی ابن الحسین حضرت زین العابدین کی
 پاس اور کہا کہ کیا میں حدیث نہ کروں تجھی بابت رسول اللہ کے تب کھا
 امام زین العابدین علیہ السلام نے کہ مان بات کر تو ابو القاسم یعنی حضرت
 پیغمبر خدا کی تب کہا اس مرد نے کہ جب بیمار ہوئے حضرت رسول تو آئے
 انکے پاس جبرئیل اور کہا کہ اے محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہے مجھ کو تیری پاس
 بنظر تکریم تیرے اور تشریف تیرے خاص کر کے تیری واسطے پوچھتا ہوں وہ
 خدا تجھ سے وہ بات کہ جسکو خود وہ زیادہ تر جانتا ہے تجھ سے کہ وہ خدا پوچھتا ہے
 تجھ سے کہ کیسا تو پاتا اپنی کو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ پاتا ہوں میں اپنی کو
 مغموم اور پاتا ہوں میں اپنے کو کمرب یعنی حالت کرب میں تب ہی جبرئیل
 انکی پاس دوسرے روز اور کہا اس بات کو اور حضرت رسول نے وہی
 جواب دیا جو کہ اول روز کہا تھا تب ہی حضرت جبرئیل تیسری روز اور کہی

یہی بات جو کہ اول روز کہا تھا اور حضرت رسول نے وہی جواب دیا جو کہ
 اول روز کہا تھا اور آیا ساتھ اسکی ایک فرشتہ اسمعیل نام کا کہ جو موکل ہر
 سینہ از فرشتہ پر اور ہر ایک فرشتہ موکل ہر اوپر سینہ از فرشتہ کی تہ جازت چاہی اُس اسمعیل
 فرشتہ فی اندر نیکی اور سوال کیا حضرت رسول فی جبریل سی اور کہا جبریل فی کہ یہ ملک الموت
 ہو اجازت چاہتا ہو آپ سی اور کسی دوسری آدمی سی قبل تیری اجازت
 نہیں مانگی گئی تھی اور نہ بعد تیرے کسی دوسری آدمی سے اجازت طلب کی
 تب کہا حضرت رسول نے حضرت جبریل کو کہ اجازت دو اُس فرشتہ ملک الموت کو
 تب حضرت جبریل نے اجازت دی اُس فرشتہ کو تب اُس فرشتہ نے سلام کیا
 حضرت رسول پر اور کہا کہ اے محمد تحقیق کہ اللہ نے بھیجا ہر جگہ تیرے پاس پس لگ کر
 حکم دی تو کہ روح تیری قبض کروں تو روح تیری میں قبض کروں اور اگر حکم کری
 تو میں چھوڑ دوں اُسکو تو میں چھوڑ دوں اُسکو تب فرمایا حضرت رسول نے کہ تم
 وہ کام کرو گے اسی ملک الموت تب اُس فرشتہ نے کہا مان جگہ یہی حکم ہو کہ تیری
 اطاعت کروں تب نظر کی حضرت رسول نے بطرف جبریل علیہ السلام کے
 اور کہا جبریل نے کہ اے محمد تحقیق کہ اللہ مشتاق ہے تیری ملاقات کو پس فرمایا حضرت
 رسول نے ملک الموت کو کہ جاری کر تو اُس حکم کو کہ جو تجلو حکم ہو پس میں روح
 کہتا اُس فرشتہ نے اور جب مر گئی حضرت رسول تو آئی تعزیت یعنی ماتم پر سی
 اور صحابہ لوگوں نے سنی ایک آواز کو ایک جانب سی گھر کے کہ سلام تم لوگوں پہ
 اے اہلبیت اور رحمت خدا کی اور برکات اسکی تحقیق کہ اللہ میں ہے صبر مصیبت
 پر اور خلف یعنی بدلا ہو مر نیوالی کا اور عوض ہو ہر فوت شدہ کا پس مضبوط
 ایک پر خدا کو اور اُس سے امید رکھو اور بر حقیقت مصیبت زدہ و تنہا ہے

کہ جو ثواب صبر سے محروم ہو تب کہا حضرت علیؑ نے کہ آیا بوجہ تہی ہو تم لوگ کہ یہ
کوئی شخص ہے اور وہ خضر ہے روایت کی اُسکو بھیقی نے کتاب دلائل النبوة میں۔

حدیث نمبر ۸ عن عائشة قالت مات رسول الله ﷺ عليه وآله

وسلم دینار اولاد نہ رہا ولا شاة ولا بعیر اولاد وصی بنی سراء مسلمان

ترجمہ اور روایت ہے عائشہ سی کہا اوسنی کہ نہیں چوڑا حضرت رسولؐ

کوئی دینار طلبا کا اور نہ کوئی درہم چاندی کا اور نہ کوئی بکری اور نہ کوئی اونٹ

اور نہیں وصیت کی نسبت کسی چیز کے روایت کی اُسکو مسلم نے فقط۔

شاء صاحب نے جو اس حدیث کی شرح میں ذکر باغ فدک وغیرہ کا کیا ہے

سو تحقیق اس باغ فدک کی کسی فصل آئندہ میں تفصیل تحقیق حال خلاف کی گئی

حدیث نمبر ۹ عن عمر بن الخطاب اخی جویریة قال مات رسول الله ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند موتہ دینار اولاد نہ رہا ولا عبد

ولا امة ولا شیاً الا بغلة البیضاء ولا سلاحه وارضاً

جملہا صدقہ سراء البخاری ترجمہ اور روایت ہے عمر ابن الخطابؓ

برادر جویریہ زوجہ رسول خدا اسی کہا اُسنی کہ نہیں چوڑا رسول خدا کی وقت

اپنی موت کے کوئی نہ دینار اور نہ کوئی درہم اور نہ کوئی غلام اور نہ کوئی لونڈی اور

نہیں کوئی چیز سوا امی اشتر سفید اپنی موسوم بہ دلدل کے اور سوا امی ایک قطعہ

زمین کے کہ جسکو وقف و صدقہ کیا تھا روایت کی اُسکو بخاری نے۔

حدیث نمبر ۱۰ عن ابی ہریرۃ ان رسول الله ﷺ عليه وآله

وسلم قال لا تقسم ودنتی دیناراً ماترکت بعد نفقة نسائی وموتة عامی

فہو صدقہ متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہؓ

سے

لہا اُسنی کہ تحقیق کہ رسولی رانی کہا کہ وارثان میرے باخود ما تقسیم نہیں کرنی ایک دنیا تک اسوا سطلی کہ جو کچھ ہم چھوڑ دین بعد نفقہ زوجات اپنی اور خرچ اجرت غاٹ اپنی سو وہ باقی ایک صدقہ ہو متفق علیہ۔

حدیث نمبر ۴۱۲ وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نودث ما ترکناہ صدقة متفق علیہ ترجمہ اور روایت ہو ابو بکر سی کہا اُسنی کہ کہا حضرت رسول نے کہ ہماری مال بین وراثت نہیں ہو اسوا سطلی کہ جو چیز ہم چھوڑی وہ صدقہ ہو۔

حدیث نمبر ۴۲۲ وعن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللہ اذا اراد دحمة امة من عبادہ قبض نیبہا قبلہا فجعلہ لہا فرطاً و سلفا بین ید یہا واذا اراد ہلاکۃ امة عد بہا نیبہا حتیٰ فاہلکہا و هو یظرفاقر عینہ بھلکۃ ہا حین کذبہ و عصوا امرہ مراءہ مسلم ترجمہ اور روایت ہو ابو موسیٰ اشغری سی حضرت نبی سی کہ کہا حضرت رسول نے کہ تحقیق کہ ابتداء جب ارادہ کرتا ہو حمت کشیکو کسی امت کی اپنی بند و نمین سی تو قبض روح کرتا ہو نبی کا اُس امت کی قبل اُس امت کی اور بناتا ہو اس نبی کو پیش رو اور سلف و اسطلی اُس امت کی اور جب ارادہ کرتا ہو وہ امت ہلاکت کو کسی امت کو تو عذاب کرتا ہو اس امت پر در حالیکہ نبی اُسکا زندہ رہی پس ہلاک کرتا ہو اس امت کو اور وہی دیکھ رہا ہو اس بات کو اور ٹھنڈک دیتا ہو اُسکی آنکھوں کو بوجہ ہلاکت اُس امت کی و حالیکہ اس امت نے جھوٹھلایا اُس نبی کو اور کشتی لگی کہ روایت کی اسکو مسلم حدیث نمبر ۴۲۳ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہی نفس محمد بیدہ لبا تین علی احہ کہ بیوم

ولا یزالی فزون برانی احبالیه من اھله وماله معہم واداء مسلم

ترجمہ اور روایت ہر ابو ہریرہ سی کہا اُسنی کہ حضرت رسول فی کہ قسم اُس

شخص کی کہ جسکے ماتھے میں جان محمد کی ہو کہ ہر آئینہ آئینا اوپر کوئی تم لوگوں کی ایک دن

کہ نہیں دیکھ گا وہ مجھ کو اور بعد اُسکی یہ ہوگا کہ ہر آئینہ دیکھنا میرا اُسکو محبوب تر ہوگا

اپنی اہل و عیال اور اپنی مال سی ساتھ اُن اہل و عیال کے روایت کی اُسکو مسلم

اس عرصہ میں ایک خط تقریظ جناب لوی سید احمد حسین صاحب شیعہ مذہب و مصنف

کتاب الاجاب مجمع البحرین کا پہونچا کہ نقل کیا جانا اُس خط کا اس جگہ برضہ رہا۔

نقل خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مذکور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والمنة کہ کتاب بذی تحقیق بمشرب بنی تالیف لطیف

عمدة الفضلاء وزبدة الکملار جناب لوی سید وحید الدین خاٹنا بہادر کی بنظر دقیق

دیکھی سبحان اللہ باین ایجاز و سلاست کتابی حاوی مہمات غظمی کی فرید وحید عصر ہو

نیز اہل حق مفرح و نر مرض متعصب اراج ہو حق یہ ہو اگر اگر بحیات تصور کرین

تو نہ ادا رہو مردمان خیران و کم مایہ کے لئے کمال لجا ہو ہر شعر

گر نہ بیند بروز شیرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حقیقت طریقہ مرضیہ سنیہ کی ثابت کرنیوالی اور مذاق صوفیہ صافیہ اہل عرفان

کیواسطی چاشنی قد مکہ یہ یہ قدیم طریقہ اسلامیہ کی بتلانیوالی ہو مثل ثعلبی و حاکم

و سیوطی و قشہرستانی و ابن العربی و خطیب خوارزمی و ابی نعیم اصبہانی و بہقی و دقطنی

و ابن جوزی و سبکی و ذہبی و احمد بن حنبل و بلادی و شیخ شہاب و روی و منتخب طبری

و یافعی و مستغفری و عسکری و طبرانی و ویلمی و سمعی و احمد مالکی و غیر ہم کے قدم بقدم

ہر مبحثی سلسلہ اسلاف ہو مگر صد افسوس کہ حق گو و اہل انصاف ہر نہ سہام

حتیٰ کہ امام نسائی نے شریعتِ ہدایت نوش کیا بغض و عنادِ شامیان محکم امتحان
 بنی اسرائیل و مومنین اختیار استمراراً ہر مین شیعہ کو ہنرات میں کوئی نہ اخلاص نہیں
 مگر نہ ارشاد کرتا ہوں کہ اگرچہ ارباب تحقیق اسطر علی جا بجا موجود ہوتی سراط مستقیم کو
 ایک کردیتی اسل طرف میں جبکہ بریلہ درجہ کا نصب خروج و خضبہ بطریق ہو
 ویسا ہی اس کتاب مبارک کے اسلاف و خفیض تک چونچا یا مجدد آیت تازہ
 عوام کا لانعام گمشدگان مسلمین ظاہر کیو آسمان کام بخشا وہ کو من سلمان لانیقل و سفید
 ہوگا کہ وہ اعظاف نہ شرایع الہیہ پر زبان ثقیل و لالام کہ مہولی جہالت کی ترقی اور
 علم دین کی تنزلی ہو عام و خاص مسلمین شل بیود و نصاریٰ کے تابع نفسل مارہ و ہوا
 دنیاوی دنی گرفتار ہیں جس سے اپنی قوم کی اصلاح نہیں ہو سکتی انکو فخر و شکر کرنا تا وہ لفا
 دوست و دشمن ایٹلاف انکو سرمایہ اتحاد ایمانیہ سی کیا سر و کار عزوجل اسرائیل قبلہ پر رحم کر
 اور برکت سی کتاب مبارک اسلام حقیقی کو روز بروز نور کری ۱۰ المذنبہ احمد بن محمد بن ابی

غزل عربی از مولف ابن کتاب مع ترجمہ

| | |
|--|--|
| ان زل البلاء فاصبر ہا | اذا مطر العطاء فاشکر ہا |
| اور اگر بدترین بلائیں پس صبر کرو اُسے | جب کہ بارش کری عطایا الہی پس شکر کرو اُسکا |
| علیٰ بدۃ فاستمکوہا | وان کنتم لا بدی اللہ مشناق |
| علیٰ ماتھ اُس خدا کا ہو پس مضبوط پکڑو اُس کو | اور اگر ہو تم و اسطی دستہای خدا کی مشاق |
| الی یوم القیمۃ فاذکر ہا | علیٰ رحمۃ اللہ علینا |
| روز قیامت تک پس یاد کرو اُسِ حمت کو | علیٰ رحمت خدا کی ہو اور پر ہم کو گوون کے |
| عداوتہ لافۃ فاحذر ہا | عدو والمہ فی النار لا ریب |
| عداوت اُسکی ہر آئندہ ایک نہایت | دشمن مرنضی کا دوزخ میں ہے بیشک |

اور دوست کی آفت پر محتاط

بجز وقت کی بیعت نہ کیا گیا

بجز وقت کی بیعت نہ کیا گیا

بغیر حاجۃ ان یکتبوا
بغیر حاجت اس بات کی لکھیں مگر لوگ اسکو
نہاں اور جب ان یرفہ موہا
ہیں تھا واجب یہ کہ مجھ میں لوگ اس وصیت کو
وسوع حالہ فلیغفرھا
اور بد حالیت کی اسکی چھٹی ہی معاف کرین حال کو

ولو كان الوصية بعد خم
اور اگرچہ ہو وصیت بعد خم غدیر کے
ولكن الرسول شاء تخذيرا
ولکن الرسول نے چاہا تحریہ کرنا
اور لکن رسول نے چاہا تحریہ کرنا
علی عبدة العاصی لا زاد
علی بندہ عاصی سکا ہر آئینہ آزاد ہو
علی بندہ عاصی سکا ہر آئینہ آزاد ہو

غزل دیگر عربی از مولف این کتاب

بہ سخن اقتدینا فافتدینا
ساتھ اس کی ہمراہی کوئی اقتدائی تو ہدایت پاشلو گونے
کفضل الشمس طلعت علينا
مثل فضیلت آفتاب کے جبکہ طالع ہو وہ آفتاب گونے
ورحق ما رمینا اذ رمینا
اور حق ہو اقوال رمینا اذ رمینا کا یعنی نہیں لگایا ہر
جیکہ تیر لگایا ہمیں اور یہ اشارہ ہر طرف آیت
ہر میت اذ رمیت ولکن اقتدر می کے

علی شافنا اذ عصینا
عاشق شفا کریم الی علو گونے میں عصیان کر نیکی جلوگ
لا فضل علی کل الصحابه
اُس علی کو فضیلت ہر کل صحابہ پر
واعطی رہہ سہو سنان
اور عطا کیا رہے اُس علی کی تیر سیرا زبان کو میری

بسهمی من لسانی قد کفینا
ساتھ تیر اپنی زبان کی تحقیق کہ کفایت کیا ہمیں
فما جتنا به انا قضینا
بہین رید اسکی ہمیں اپنی حاجت کو انجام کیا
لهذا الحکمت حق الدینا
اسو اسطی حکمت از روی حق کی ہماری پاس ہر

فاعدا علی کا فاعل خذ ولا
پس دشمنان علی کی خذول ہو گئے
علی شانہ حلال مشکل
علی شان اسکی حلال مشکل ہے
وانا علی باب حکمت
اور ایمان لائی ہم دروازہ حکمت کا ہر

مقام کان محمود آزاد
یک مقام جو محمود تہا آزاد کی واسطی ہو

جب المرتضیٰ بشری الہینا
جو کہ دوست کہتا ہے مرتضیٰ کو ایک شجرہ جو بیڑی ہے

غزل فارسی از مولف مذکور

مسی خم غنہ دیر و جام امروز
علی را علم با فہمی کہ بود است
چو عمر رفتہ ات ضائع بہ شد
سبادار روز فردا را نیابے
ہزاران نامور را دفن کردند
امید دید را تا در رسیدم
تو آزادی بری از فکر فردا
بخت دارم منم با کام امروز
بجا مولای خاص و عام امروز
بکین اصلاح نیک انجام امروز
بجہد خود بشو خوشنام امروز
کہ ہستند در زمین گننام امروز
چہ باشد گر رے تا بام امروز
بشو آمادہ پیغام امروز

غزل دیگر فارسی از مولف مذکور

علی مولائے من تقریر کردند
درین عرصہ کہ تصور میر بنی را
فرستادم در و دش ال را ہم
علی را دوست دارم از دل و جان
علی اعلیٰ کہ او عیسیٰ صفات است
احادیثی کہ در شان صحابہ
سراسر لغو دیدم محض موضوع
علی داماد و ابن عم و صہی ہست
کنون آزاد بودن غیر ممکن
ز عشق او مرا تحسیر کردند
پایینی دیدمش تسخیر کردند
کہ حب آل را تو قیر کردند
نجاتم را ہمین تدبیر کردند
چہ خوش و چہ مرا تقریر کردند
برائے کسر او تزدیر کردند
چہ در نقص غلے تقصیر کردند
اگر چہ سہ آن تحریر کردند
کہ بندہ را بیازنجیر کردند

فصل ۸۳ حال خلافت کا ان فصل میں اور چند فصلہامی آئندہ میں بیان کیا جائے گا
 سو بطور تقریر الزامی کی یہ بات کہی جاسکتی ہو کہ حسب اصول سنینوں کی خلافت یزید کی بہت
 اعلیٰ درجہ کی ہو کہ اختلاف میں تینوں شرائط خلافت کی یعنی اختلاف اجماع و غلبہ و بیعت
 اختلاف باین اعتبار کہ حضرت و یہ اسکی بات ہے جو کہ خلافت کو از روی مصالحت حضرت امام حسن
 علیہ السلام کی پاماتہا یزید اپنی بیٹیا کو خلیفہ اپنا بنایا اور اجماع و غلبہ تو بلا خطہ بیعت و بیعت
 شامیان وغیرہم کی خود ظاہر ہو کہ سنین بیان جو حدیث خلافت دوازدہ گانہ مندر فیصلہ ۷۵
 رسالہ ہذا کو جو حضرت ابوبکر سی شروع کر کے اور معاویہ و یزید کو بھی خلیفہ قرار دیکر کی ولید بن
 عبد الملک تک پہنچاتی ہیں سو یہ امر بقاضی خود انکی اصول کی ہو اور یہی وجہ ہو کہ شاہ صفائی
 ہی اس حدیث خلافت دوازدہ گانہ کی شرح میں ایک سلسلہ بھی خلفای دوازدہ گانہ کا
 لکھا ہو کہ اسنادیل سی یزید یہی ایک خلیفہ شاہ صفائی موصوف کا ہوتا ہو اور اگر تہ تاویل درست ہو
 تو شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بھی بالای طاق ہو جاتی ہو کہ یہ لڑائی کر بلا کی بطور
 بغاوت مقابلہ میں ایک خلیفہ بروقت کی لازم آتی ہو اور مضمون اشعر کا بہت بڑا حال سنینوں کی

ہو جاتا ہے شعر

محشر میں یہ صد اہر سدا شہرین کو ۛ ایسا نہ ہو کہ مکرمین شہادت حسین کی
 غرض خلافت ابوبکر کی اس تقریر الزامی سی بمقابلہ خلافت یزید کی بہت کم درجہ کی ثابت ہوتی ہو
 اسو اطمینان کہ تنصیف اس خلافت کی از روی اختلاف حضرت رسول کے کچھ ثابت نہیں ہو
 اور خود شاہ صفائی اس بات کو قبول کرتی ہیں باقی راجع و غلبہ سو صرف ایک مرغلہ کا بغد
 ہو کہ حضرت ابوبکر کو بجای حضرت عمر کے البتہ غلبہ ہو اگر اجماع تو بوضع صحیح کی کچھ ثابت نہیں ہو اور
 ہمہنی چاہا کہ حال خلافت ابوبکر کو کتب حدیث صحیح بخاری وغیرہ سی تحریر کریں مگر کچھ حال خلافت
 حضرت ابوبکر کا ان کتابوں سی پایا نہیں گیا اور ناچار بطرف کتب تاریخ کی رجوع کرنا پڑا سو خوا

افضل میں ہم کچھ حال کتاب روضۃ الصفا سی لکھا چاہتی ہیں کہ مولف اس کتاب کا نام محمد
 ابن خاوندشاد ایک بہت بڑا عالم اور سنی مشرب کا ہے کہ جسنی انواع تاریخ عربی و فارسی
 امام محمد ابن اسحاق اول مورخ احادیثی و بیہقی و اعمی و غیرہ ہی یہ کتاب تاریخ کی لکھی اور بہت
 راست راست طور پر سب لکھتا ہے اور سنی لوگ اگر شخص کو الزام شیعہ ہونی کا دین نہ بات
 - وافق ائمہ مولیٰ قاعہ کی ہے کہ جو شخص را کچھ بھی بطرف حضرت علی کے بولا تو جھٹ سی وہ
 شخص شیعہ ہی قرار پاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سنیاں تمام شاہراں و اہل تصوف اور مورخین سے
 ناراض ہیں اور کوئی کتاب تاریخ جلیبیر و غیرہ کی ایسی نہیں ہے کہ جس سنیاں راضی ہوں
 اور ہم نہیں چاہتی ہیں کہ کوئی بات انکی بیدلائ تاریخ کی تحریر کی جائے حالانکہ تاریخ ایک فن شریف
 ایسا ہے کہ جسے کمال نیک بدرستی ہونا کا تحقیق کیا جاسکتا ہے اور صاحب روضۃ الصفا
 لکھتی ہیں کہ ابوسفیان فی حضرت علی کو بوقت خلیفہ بنایا جانی حضرت ابو بکر کے کہا کہ اگر وہ تو
 ہم وادی عرب کو سواران و پیادہ ہی بہر دین اور اسکی جواب میں حضرت علی نے کہا کہ تم ایام
 جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب بھی تم وہی بات فتنہ انگیزی کرتے ہو سو تم ابو بکر کو
 شکستہ اس خلافت کا جانتی ہیں پس اس تحریری صدا ظاہر کہ شمار روضۃ الصفا ہرگز
 شیعہ نہیں تھے اسو اٹھی کہ اگر شیعہ ہی ہوتی تو یہ قول حضرت علی کا کہ ہم حضرت ابو بکر کو شکستہ
 اسل مخالفت کا جانتی ہیں کہ سوا اٹھی اپنی کتاب روضۃ الصفا میں نقل کرتے - اور صاحب
 روضۃ الصفا سنی ہوں یا شیعہ مگر اصل بات تو یہ ہے کہ اسل مرکو خیال کرنا چاہیے کہ تحریر
 تاریخ انکی از روی حدیث و سیر کے درست ہیں یا نہیں بہر حال جلد دوم روضۃ الصفا میں
 خلاصہ حال خلافت حضرت ابو بکر و بیعت حضرت علی کا معرامی اینجا تب کی حسب ذیل مرقوم
 ہوتا ہے - روضۃ الصفا - بعد انتقال حضرت رسول خدا کے اشرف انصار مقام
 سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہو کر کے چاہتی تھی کہ سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنادیں و حضرت

ابوبکر و عمر یہ بات سنکر کے بطرف سقیفہ نبی ساعدہ کی گئی اور ابو عبیدہ جراح بھی اوفلی
 پیچھے گئے اور ایک مجلس میں ابو العثیم بن الیہمان نے چند بیت پڑھ کر کے کہا کہ یہ نظر
 اصلاح و استحکام دین اسلام کی ضرور ہے علی مرتضیٰ یا ابوبکر صدیق خلیفہ ہوں و
 خزیمہ ابن ثابت نے اہل مدینہ کو ترغیب دی کہ خلافت کتنی شخص کو انصار میں سی ہو اور
 سب اہل مدینہ اوپر خلافت سعد بن عبادہ کی راضی ہوئے اور اسید ابن خضر
 کی راضی ہوئی کہ کوئی شخص مہاجرین میں سی خلیفہ ہو اور عویم ابن ساعدہ نے
 تائید اس راہی کی کی اور ابوبکر کی سوال و جواب میں ایک شخص نے انصار میں سے
 کہا کہ مناسید و منکھامید اور ابوبکر نے کہا کہ امارت درمیان ہلوگ اہل قریش کے
 اور وزارت درمیان انصار کی رہی اور معن ابن عدی نے کہا کہ تم قریش لوگ
 معزز و محترم تر ہو اور حضرت عمر نے حدیث لائے من قریش ولا تکون هذا
 الامر الا فیہم کو پڑا یعنی امامت سوا سی قریش کی دوسری کو نہیں ہو سکتی
 اور بشیر ابن سعد نے کہا کہ ہم نے یہ حدیث پیغمبر خدا سے سنی ہے ابوبکر نے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ
 عمر ابن الخطاب یا ابو عبیدہ پر بیعت خلافت کی کجای گزیرہ لوگ اوپر خلافت ابوبکر کے
 راضی ہوئی اور اول بشیر ابن سعد نے بیعت کی اور بعضوں نے روایت کی کہ حضرت
 عمر نے اول بیعت کی اور بعض لوگ کہتی ہیں کہ اول بیعت عباد ابن بشیر کے ہوئی
 اور جناب ابن المنذر نے بشیر ابن سعد کو کہا کہ تو نے جس سے سی حق سعد ابن عبادہ کا خاتم
 کیا اور آخر جناب دست بقبضہ شمشیر ہوا اور اُس نے کہا کہ اولاد انصار کی اوپر دروازہ
 مہاجرین کی وسطی پانی کے گہری ہوگی اور انکو پانی نہیں ملیگا مگر آخر کار حضرت ابوبکر کی فہمائش
 سی جناب چپکار گیا غرض خلافت حضرت ابوبکر پر قرار پائی اور اُس روز خواص نے
 بیعت کی اور روز دوم اُسکی حضرت ابوبکر نے منبر پر خطبہ پڑا اور بیعت عام ہوئے

رائی انجانب صاحبِ وقتہ الصفا فی تمام یہ قصہ اسطرح تفصیلوار بتائید خلافت
 ابوبکر کے لکھا ہے کہ ہرگز کوئی عالمِ شیعہ نہیں لکھتا اور ان سب حالات سے ظاہر کہ احادیث
 وضعی حضرت عائشہ کی جو کچھ واسطی استحکام و استقرار خلافت حضرت ابوبکر کے مفید ہوئی
 ہوں مگر دراصل خلافت ابوبکر کی بنیاد مصلحت وقت اور مزاج ملائم اور دانشمند
 و پیرانہ سالی حضرت ابوبکر کے قائم ہوئی ورنہ اجازتِ امامت ناز ابوبکر اور دیگر احادیث
 موضوع کو اصل انعقاد خلافت میں کچھ دخل نہیں ہو اور اسی طرح حدیث بد من کنت
 مولاً و فعلی مولاً کی اور دیگر بسیاری احادیث و آیات قرآنی نسبتِ امیر علیہ السلام ^{وقت}
 انعقاد خلافت ابوبکر کے خارج از بحث تھی بلکہ دعویٰ انصار کا یہ تھا کہ اہل مدینہ فی حاتم
 و تائید و پناہ دہی حضرت رسول کی کی ہو ورنہ خلافت ابوبکر کی جس طرح کہ قائم ہوئی سو آئین
 کچھ لحاظِ افضلیت ذاتی کس شخص کا نہیں تھا بلکہ ہر شخص کو اپنی اپنی مصلحت و نظر تھی اور
 یہ فکر صرف علمائے ہدایت کی ہو کہ ترتیب اتفاقی خلافت کو دلیل ترتیب فضیلت ذاتی
 ہر شخص کو قرار دیتی ہیں ورنہ اس مقام میں ہر کو اہل تشیع سے یہ اختلاف ہو کہ وہی لوگ حضرت ابوبکر کو
 ایک شخص خاص صحتِ خلافت کا قرار دیتی ہیں سو ہر کو یہ بات معلوم ہوئی ہو کہ کوئی تدبیر
 ظاہری خلافت لینی کی از طرف حضرت ابوبکر کے نہیں ہوئی بلکہ بات اس قدر ہے کہ لوگوں نے
 اپنا گون بیگون سمجھ بوجھ کر کے انکو خلیفہ بنا دیا اور حضرت ابوبکر نے جو خلافت کو قبول
 کر لیا سو اُس سے دفعِ شر ہی ہوا کہ انصار و دوسرے فکر میں تھے اور جو حال کہ مہاجرین
 اور انصار کا اسوقت تھا سو اُس سے یہ بات ظاہر ہو کہ وہی لوگ ہرگز حضرت علی ایک
 ہاشمی شخص اور ابنِ عمر رسول اور زوجِ بتول کو خلیفہ قبول نہیں کر سکتے تھے کہ اگر ایسا
 کرتے تو سرداری اُسی خاندانِ رسول میں ہوتی اور نئی بات کیا ہوئی غرض کچھ شک نہیں ہے
 کہ حضرت رسول نے جو بند و بست کی واسطی جانشینی حضرت علی اور بقایِ عزتِ پنی نامت

کی کیا تہا سہوہ بند و بست بال غلو و معدوم کردیا گیا مگر اصل عزت جو خدائی از روی
 اوصاف ذاتی کے حضرت علی کو دی تھی سو وہ عزت کہاں جاسکتی ہے کہ اُس عزت کی
 سقا باہمین خلافت ظاہری یعنی بادشاہت کی کیا حقیقت ہے اور راقم حروف کو خلافت
 حضرت ابوبکر سی کچھ ملال نہیں ہے اس واسطی کہ یہ خلافت تجویز فضائل ذاتی کی نہیں تھی
 بلکہ صرف مصلحت وقت و نظر تھی اور کیا شک ہے کہ حضرت امام شافعی و مولانا جلال الدین
 رومی وغیرہ کو اعتقاد نسبت حضرت امیر علیہ السلام کی یہاں تک تھا کہ حضرت علی خود خدا
 یا خود نبی یا شریک نبی کی تھی اور ہم سمجھتی ہیں کہ یہ کوئی گمان بیوجہ نہیں تھا اور اصل حال
 یہ ہے کہ حضرت علی کو کچھ صلاحیت ریاست ظاہری دینا داران کی نہیں تھی اور ررای
 مسترگین مورخ دہریہ کی بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ اگر حضرت علی کو خلافت ہو
 تو دین اسلام خرب کا تھوڑی روز میں عرب ہی میں ختم ہو جاتا اور ہمارا حال یہ ہے کہ
 ساتھ حضرت مسیح و حضرت علی نمونہ مسیح کی تملکہ بہت اعتقاد ہے مگر ان دونوں مردان خدا
 راقم دنیاسی برکنار تھی اور حال یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جبکہ مجلسین شوریہ
 خلافت کی قائم ہوئیں اور بی بہت چنان و چین کی خلافت حضرت ابوبکر پر دو روز
 میں قائم ہوئی مگر لاش رسول خدا کی گہر میں پڑی تھی اور آخر وہی حضرت علی جو اپنی جگہ تری کام آ
 کہ فن و دین تک کچھ التفات بطرف اس بات کی نہیں کیا کہ زید و بکر کیا کیا بند و بست لینا
 کر رہی ہیں اور یہ وفاداری و جفا و مروت حضرت علی کی تمام تر وہم و فہم سی باہر ہے اور ہم
 یہ کہیں گے کہ جب آپ ایسی ہیں تب آپ ایسی ہیں۔ روضۃ الصفا۔ بروز دوم خلافت
 ابوبکر کی مجلسین حضرت علی حاضر کئے گئے اور حضرت علی نے سبب طلبتین کا استفسار
 کیا تو حضرت عمر نے کہا کہ بیعت ابوبکر کی مثل سائر صحابہ کی کہ حضرت علی نے جواب دیا کہ تم
 لوگوں نے تو مثل قرابت رسول خدا کا پیش کر کے انصار کو تسکین دی تو اب خدا اسی ڈرو کو قرابت میں

تربیت رسول سی کو شخص ہو اور جب انصار سی انصاف پایا تو وہی انصاف ہو کر دوسرے نے
 کہہ کیا جب تک تم بیعت نہیں کرو گی تب تک تم کو ہم نہیں چھوڑے گی تب حضرت علی نے کہا کہ
 ہم اس بات سے کب تھے ہین اور جب تک جان باقی ہو طلب حق سی اپنی ہم باز نہیں ہینگے
 رای اینجا نب حضرت علی کا طور مزاج یہ تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ وغیرہ کی طرف
 واسطی تفسار حال خلافت کی بھی نہیں گئی بلکہ جب خلافت ابو بکر کی قائم ہو چکی تو واسطی
 بیعت کر نیکی طلب کی اور حضرت علی نے جو دلیل و ثابت فریہ ہو نیکی پیش کی تو اسکا جواب کچھ
 نہیں دیا گیا اور نہ جواب سنات کا ابتک ہو سکتا ہو اور یہ جواب کس قدر خوشیا نہ ہو کہ بغیر
 بیعت کر نیکی گز نہیں جانی پاؤ گی سبحان اللہ کیا آپ کا اجماع ہو کہ مشورہ نہ دار و صرف برد
 اور بجای ماتم پر سی کے یہ دہکی اور کس قدر یہ دہکی ہو وہ بھی کہ حضرت علی زور بازو میں ہو
 اور ہزار پر غالب اور غالب علی کل غالب تھے اور تائبہ اسرو لیا یہ حال تھا کہ حضرت علی کی نماز
 حصہ کو واسطی رجعت آفتاب کی ہوئی تو اگر فی الحقیقت ان کی جو پیش خلافت کی ہوئی تو تمام
 مخالفین ایک بارگی زیر و زبر ہو جاتی مگر بات یہ ہے کہ طلب حق اپنا بطور ادای حق شرعی کے
 کر دیا اور چکی بیٹھے رہی اور خیال کر لیا کہ ابو بکر سی انجام امور خلافت ظاہر لیا بخوبی ہو گا
 اور اسی بنیاد پر ابوسفیان کو جواب دیا کہ قندہ انگیر سی ست کہو اور ہم ابو بکر کو سنائے اس
 کام کا جانتی ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہو اگر حضرت ابو بکر نے بخوبی تمام انجام خلافت ظاہر ہی
 ہو اور اجرای دین اسلام کا کیا اور باغ فدک کا جو حصہ حضرت ابو بکر کے وقت میں ہو اسو اس
 جگہ پر اسقدر لکھنا کافی ہو کہ بات رہ جائیگی میان وقت نکل جائیگا نہ روضہ الصفا۔
 ابو عبیدہ جراح فی حضرت علی کو کہا کہ ای ابو الحسن نفسیات اور سبقت اسلام تیری سب
 لوگوں پر روشن ہو اور تو البتہ سستی اس خلافت کا ہو بلکہ اس سی ہی زیادہ تر کا ہو مگر ہر گاہ
 اصحاب رسول فی خلافت ابو بکر پر اتفاق کیا تو اب مخالفت مست کر و حضرت علی فی جواب دیا

کہ تم امین است ہو اور اپنی حال پختہ کربات خلاف صدق کی مت کرو خداوند تعالیٰ فی جوعت
کہ خاندان نبوت کو دی سوا ایسا کام نہ کرو کہ یہ عزت دوسری غامد انجیل جی اور قرآن ہمارے
گہ و غین نزل ہو اور ہلوگ معدن علم دین اور سنت امی رسول کی ہیں اور اوضاع شریعت
و مصالح ملت کو ہلوگ و سر و منشی بہتر جانتی ہیں اور اپنی خواہش طبیعت پر کام مت کرو کہ
اسمین تمکو نقصان ہوگا راہی را قہم یہ نہمائش ابو عبیدہ کی صرف بطور تسکین دہی و زبیر
استحکام خلافت ابو بکر کے معلوم ہوتی ہے اگر اگر یہ بات صدق دل سی ہوتی تو بوقت مشورہ
بیعت خلافت ابو بکر کے کچھ انتظار مشورہ حضرت علی کا بھی کیا جاتا۔ روضۃ الصفا۔
بشیر ابن سعد نے کہا کہ قسم بخدا اگر تمہاری بات قبل عقد بیعت ابو بکر کے سنی جاتی تو یہ
احتمال تھا کہ وہ صحابی ہی مخالفت تمسی نہیں کرتے مگر جب تم گہرین بیٹھو رہی تو سب لوگوں کو تصور
ہوا کہ تمکیل طرف حکومت و ریاست کے نہیں ہو تو زبیر تو ہم اختلاف دین اسلام کی بیعت ابو بکر
کی ہوئی اور حضرت علی نے جواب دیا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ہم لاش حضرت رسول کو گھیر
چھوڑ کر کے اور انکی کفن دفن کو ایک مہر تھوڑے کر کے بطرف طلب ریاست و حکومت کی دور
اور حضرت ابو بکر نے کہا اگر تمکو معلوم ہوتا کہ تم نامنطور کرو گی تو ہم یہ خلافت قبول نہیں کرتے اور اگر
تم فی الحال بیعت نہیں کرتے ہو تو تم پر کچھ تکلیف بیعت کی نہیں ہو راہی را قہم ان نقیب
ابو عبیدہ و بشیر ابن سعد و ابو بکر سے ظاہر ہے کہ خلافت میں استحقاق حضرت علی کی کچھ انفسلوگی
شخص سے بن نہیں پڑی اور اجماع توصاف باقر ان لوگوں کی بطرف حضرت علی ہوا اور اجماع
بیعت حضرت ابو بکر کا تو صرف بطور الما غوجی کے معلوم ہوتا ہے۔ روضۃ الصفا۔ بعضون
نے کہا ہے کہ حضرت علی نے بعد چالیس وز کی بیعت ابو بکر کی کی و بعضون کی اسی ہے کہ بعد انتقال
فاطمہ علیہا السلام کی بیعت کے اور بعضون کی نزدیک یہ ہے کہ بعد چھ مہینے کے بیعت کی راہی را قہم
و حقیقت بعد انتقال حضرت فاطمہ کے بیعت حضرت ابو بکر کے حضرت علی نے تعمیل کے جو کہ

اہمقال اس سیدہ کا بچہ عینی کے ہوا تھا سو طمی کہ ہر گاہ حضرت فاطمہ کو بوجہ قصبہ
 باغ فدک کی حضرت ابوبکرؓ اس قدر مال ہوا کہ آپؓ زمانہ حیات تک کچھ گفتگو حضرت ابوبکرؓ
 نہیں کی اور وصیت کی کہ ہماری جنازی پر ابوبکرؓ نہیں آویں تو صاف بات یہ ہی کہ حضرت علیؓ
 فی تاحیات حضرت فاطمہ کے بیعت ابوبکرؓ کی نہیں کی اور دیکھنا چاہی کہ کتنی لوگ
 اس حدیث کی کیا تاویل کرتے ہیں جو پیغمبر خداؐ نے فرمایا الفاطمہ بضدہ منی فمن
 اغضبہا اغضبہنی یعنی فاطمہ یا گوشت میری ہی جو سببی کہ غضب دلا یا فاطمہ کو
 سو اُسے غضب دلا یا مجھ کو مگر سینوں کو جو کبھی تنقیص شان
 علیؓ کی ہی سو خاص بوجہ اُس کبھی کے شاہ صاحبؒ نے مورخ اس حدیث کا خود حضرت
 علیؓ کو ٹھہرایا کہ خورائیت ابوہل سے شادی کیا چاہتی تھے اور جب پیغمبر خداؐ اسی مشورہ
 چاہا اور حضرت رسولؐ نے یہ حدیث فرمائی تو حضرت علیؓ نے کہا کہ جو امر باعث ناراضا منیا
 آپؐ کی ہو سو وہ امر کا منظور نہیں ہی بہ حال وہ امر تو طمی ہوا مگر کتنی صاحبانِ بیت
 اس ملا حضرت فاطمہؓ نسبت حضرت ابوبکرؓ کے کیا فرماؤنگی روضۃ الصفا ابوسفیان
 حضرت علیؓ کو کہا کہ آیا تو راضی ہے کہ ایک شخص نبیؐ کا حکو ست پادہی اگر کہو تو ہم
 قسم بخدا کہ اس وادی کو سواران اور پیادہ سے بھر دیں حضرت علیؓ نے کہا کہ تم ایام
 جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے سو اب بھی فتنہ انگیزی کیا چاہتی ہو۔ اسی پر اہم
 ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کو کچھ رغبت حکومت کی نہیں تھی کہ دراصل وہ دوسری کام
 آدمی تھے۔ روضۃ الصفا جب حضرت ابوبکرؓ کو مخالفت ابوسفیان کی معلوم ہوئی
 تو اسکی بیٹا یزید کو وعدہ دینی حکومت شام کا کیا اور ابوسفیان فی ہن عہدہ پر ترک
 مخالفت کیا۔ اسی رافق میں اجماع پر کہ سنیوں کو نازش ہی سو ہکا حال یہی کہ بوعبدہؓ
 حکومت کی ابوسفیان کو بلایا۔ روضۃ الصفا بریدہ ابن حصیب نے اوپر دروازہ حضرت

سلی کے اگر کے جھنڈا اگاڑ دیا اور کہا کہ ہم کسی دوسری کے ساتھ سوائی اس صابجی انکی معیت
 نہیں کر سکتی ہیں اور آخر یہ بدہ جنگ جمل و صفین میں ساتھ حضرت علی کے تھی راسی اُم
 بریدہ بھی ایک اجارہ صیابی تھی جو جمعیت ابو بکر کی اختلاف کیا بھر حال ہر گاہ خود حضرت
 عذر جمعیت حضرت ابو بکر کی کر لی تو اب حکم اس میں کچھ چون و چرا کرنا منظور نہیں ہی اور
 سورن ان انگریزی جو لکھتی ہیں کہ حضرت علی نے بوجہ شکست کے انتقال فاطمہ اور نہیں ہوئے
 اعمال و انصاف کی حجت ابو بکر کی کر لی سو یہ بات ہماری نزدیک ہی درست ہی مگر چونکہ
 حکم و قلب حضرت علی کے ہر قول و فعل میں منظور ہی تو حکم و ہی حضرت ابو بکر کی خلافت میں
 گو کسی وجہ سے ہو کچھ عذر کرنا نہیں یہ پختہ ہی کہ تقیہ کو نسبت حضرت علی کی ہم جائز نہیں کہ پختہ

خزل عربی از مولف این کتاب

أخذ النعمة له ماء حميم
 آخر سائش کا اسکو آب گرم
 يا علي انت علي خلق عظيم
 ای علی تو ہی خلق عظیم پر
 دال من الی حدیث من کرم
 دال من الی حدیث ہی ایک کرم

طالب الدنيا في كرب اليم
 طالب دنیا کا ہر آنیہ کی وجہ و ناکیش
 ائني من ذنوب رحمة يا علي
 تحقیق کہ میں اپنے گناہوں کی رحمت تو ہی
 سامرادی غیر جہ البرقضي
 نہیں کوئی مراد یہی شی سوائی علی

یہ اشارہ ہی طرف ایک حدیث حضرت رسول کریم کی جو بروز خم غدیر کی فرمایا من کنت
 مولا فاعلم مولا اللهم وال من والاک و عاد من عاداک
 یعنی جسکے ہم مولا ہیں سو علی اسکا مولا ہی ای بار خدا یادوست رکھو تو اسکو جو دوست
 رکھی اسکو اور عداوت رکھو تو اس سے جو عداوت رکھی اس علی سے

حرم جہد الرسول في الحديث
 کہیں ہیں عداوت فی حال سفید
 لڑائی اس علی کی لڑائی ہر رسول کی حدیث میں جس طرح کسی شخص جو عداوت کرے اس علی سے حال سفید میں ہر

اشارہ ہی بطرف حدیث ان احزاب میں جاری ہوئے۔ ستر سال مسیح کے یعنی حضرت رسول
 و یا ایک تہہ لڑائی ہی اس سے جو اڑس اہلیت سے اور کھو صلح ہی اس سے جو صلح رکھی اہلیت سے

| | |
|------------------------------------|---|
| یشفع دینی و صہ المصطفیٰ | لا اخاف اذا انا عظم رسیم |
| شفاعت کر نیگے گناہ کو میری صیغہ | نہیں خوف کہتا ہوں جبکہ میں ان کیستہ خوان ہو |
| لیس فی متلبہ سو محبت علی | حبہ حب الرسول یا حبہ |
| نہیں جو میری صیغہ سو اہی حب علی کے | حب اس علی کا حب رسول کا ہی ای رحیم |
| انت یا اذاد فی حب علی | حبہ یعطیک جنات النعیم |
| تو ہی آزاد و حب علی میں ہے | حب اس علی کا عطا کرے گا تجھ کو جنات نعیم |

اور اس غرض میں ایک خط تقریر جناب سی عطا علی صاحب کانپور یہ سی آیا جو کما تر
 انکی لیاقت اور انصاف پسندی سے خبر دیتا ہے، وہ خط اس پر تجھ حب علی نقل ہوتا ہے
 یا ایھا النسیم اذا ذرت بابہ بلغ تحقیقی و سلامی جنابہ
 بحساب خطاب جامع رموز منقول و معقول واقف نکات فروع و اصول تحقیق الحقائق الاسلامیہ
 و مدقق الدقائق الحکمیہ محلی آثار المندرسۃ البنیۃ و مجر دہ الامۃ للمعارف القیسیۃ فی نور و جہر
 و حق شناس و بالحکم و الرأی القیاس ذی المجد اللیل و الحجاد الجلیل مصداق فحوائی کانبیاء
 بنی اسرائیل حضرت مولانا المولوی السید محمد وحید الدین خالصا بہادر لال لعل موجودہ
 عطا علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی و الجلی عرض تحیت و تسلیم باشیوہ تبجیل و عظیم الف آرزو
 خدمت سر اپا منفعت و صنوف شوق و غرام و ولہیت گزار دہ خانہ رابعرض مدعا آشنا
 میساز و کتاب الاجواب ہدایت امتساب کامل انصاف جد تحقیق بمشرب شتی کہ نہ غایت
 عطف و رحمت باین بندہ ظلم و جہول اہداء اعطا شدہ و رود آن باعث ہزار گونه
 خطوط و سرور و مفارقات نامحسور آمدہ و دل و جان و روح و ایتا یہ جراح

و ارکان از سواد و بپاؤض آن نور ایمان و سکینه و اطمینان یافته در شکریه این هدیه جمیله
و طلیعه خیریه که ام جعفره بر زبان ارم و چستان لوازم سپاس بگذارم غیر از اینکه تبرانه دعا
تبریزان شوم و خود را وقف این طلیعه کنم و اوم الله فیضکم و ابقاکم -

این نسخه شکرست روحانی که حقیقه نسخه شفا و نجات برای دفع استقام و اعلال نفسانیه
در باب ضلالت و جهالات است همه را دیدم و نوش نوش از مشروبات صافیه عذبه
آن چشیدم و مذاق جان را بان تازه کردم و سیرمایه فیض جاودانی خود شدم و بقدر حوصله
بآئین خود اذعان کلی بجهرسانیدم که هر آنچه در تحقیق و تدقیق مسائل فضیلت حضرت ائمه
عظام از خصائص و آیات و مناقب و صفات حضرت طایبات علیهم التسلیات از رو
آیات و احادیث و واقعات حقه استخراج فرموده و بر آن حکم و رای صواب پیرای خود افزوده
حق اینکه این فیصله نالشی است که جمال عدل و نصفت و بی شائبه روی و رعایت نموده
و زینک شبهات اهل هوا از روی مرامه عقلا که بیضازدوده اند همه صحیح و استوار و پیش
اولی الایمان ثابت و برقرار است خوشا بقبله که دیده حسن قبول بران کشاید و بداند که
که از ان رو ببقا که اید هذا الكتاب کادیب فیه کلا یشک فی الامعان و سفیه
در پیش چشمی باید تا بنشیند و ولی شاید تا حق گزیند و رزح ساد و معاندین و باغین و طغین را
حسابی نیست و بایشان خطابی نه که ز کام ابو جهل دارند و بدست شیطان گرفتار اند هرگاه
و ر حق همچو رسول اکرم صلی الله علیه و آله و سلم از کلا یتهدی من احببت
و ارد شده ما ائیمان پیروکی از تصدیقین کار برمی آیم بقول شخصی بیت
آنکس که یقین و خیر و نرهی نیست جوابش که جوابش ندی

اگر چه در بعض مقامات ضرورت ایجاز و اختصار رفته است مگر ایجازی که غیر محل جامع
جمع ضروریات این مباحثه است و بقول العاقل تکفیه الاشارة - بر این دی البصا

کافی و ذاتی است اگر در خانه نکس است حرفی پس است الله عا و صف و شیمه آزادی کثرت
 و حکمت محمود افتاده و بهر دو لسان مآل آن بصدق عدالت کشیده است اندرین مآل و دل
 بوجہ حسن و اجل و مرتبہ اتم و اکمل از ذات مذهب الافاق انجذاب جلوہ نشود و نمونه گرفته
 و صدای حسنت و آفرین برین نثار و شیمه گزین از ملائع اعلیٰ مستحسین برخواستہ فخر الم الله
 خیر الجہل و در عالم بطول العز و البقا و ترقب از فیض حقیقی الہی کہ مستعطشان کنوسند
 مستحسان مہوای سعادت و تازیل از فیض آن مشروب و مرزوق شوند و مذاق روحانی
 خود را کمالوت و عافیت بدان خوش گذرد اللهم آمین باقی ایام افاضات تکوین عدل و کمال
 ایام انجمن شد و بہت امید عرضہ و ہدایت عطا علی از یورمیدہ ۱۱۔ اگست و شعبان
 ۱۲۸۵ ہجری روز یکشنبہ اوراس عرضہ بین جناب مرزا کمال الدین صاحب مستخلص
 استخر ایرانی بنہ جو ایک قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی اور طرح غزل عربی و غزل
 فارسی و لغت کتابہ و اسناد جمعہ ابتدائی صفحہ لغایت کہ کتب بہت برآیند
 ہمارے پاس بھی ہے کہ مطلع اور آئینوں غزلوں کا حسب ذیل ہے مطلع اول

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| ادب المظاہر ایا فاشکروہا | وان نزل البلا یا فاصبروہا |
| خاتم غدیر و حجام امروز | بکف دارم منیم با کام امروز |
| علی مولائے من تقدیر کروند | رجشتم او مرا تحسیر کروند |

سبوحہ قصیدہ عربی اور دو غزل فارسی حسب ذیل ہی اور سبکی ملاحظہ سی معلوم ہوگا
 کہ در میان فارسی ہلوگ ہندوستانی اور صاحبان ایرانی کے کس قدر فرق ہے

قصیدہ عربی

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| قد اعلیٰ فوق الکواکب لاحیا | وانزداد ضوؤ منکم و ضاحا |
| قمر درجہ علو کا اور ستاروں کی ظاہر ہو | اور بڑھ گئی روشنی تمہاری و ظاہر ہوا |

تلقی الی شائستہ فی مواجہۃ دل
ملتی ہی خوشی رو بر و ہونہیں اسکی
واذا تکلم فی مجالس قومہ
اور جب بات کری تو شخص مجلسین تو اپنی
ہذا الذی جاز المحاسن کلہا
یہ وہ شخص جو محیط ہوا خویر کو تمام اور غنیمت
ان الملوك تراخوا بید یحہم
تحقیق کیا و شاہدوں نے خبر کی ساتھ
تعریف کرنے والے اور انکی
ابنت الذی حصصت من ذلک
تو شخص کہ جو خصوص کیا تو بہت ہی
و تقاضا تو رعا و ذکر امة
اور خصوص کیا تو تواضع و پرہیزگار
اور بزرگی کو
ابنت الذی صنف حجة التحقیق
تو شخص کہ جو تصنیف کی تو تحقیق
یقیناً اللہ فی محبة حبیب
باقی رہی تاکہ او تصدیق محبت حیدر کی
و ادراک کیا لا یضام سجیکم
اور بات تو ایک حال کو کہ خوف یا باغی
نیک تمہارا
امتن علی بنظر و برا فیه
منست کہ تو مجھ ساتھ ایک اور ہر ایک

بید و اخطا بالینا وضاحا
کہ ظاہر ہوتا ہی زروی خطاب مرون
فکانہ مک و عنبر فاحا
پس گویا کہ وہ بات مشک اور عنبر ہی زرو
یعنی وحید الدین بالا یضاحا
یعنی وحید الدین بسبب واضح کہ نیکی
لکنتہ اذا ذاق صبا حا
لاکون و ممدوح زاوی کہ فائق ہوا صبح
بسعاده ابدیتہ و فلاحا
ساتھ سعادت ابدی اور فلاح کی
و فضا حة و مسکینہ و صلا حہ
اور فصاحت و تسکین و وصلح کو
فی غایۃ التحقیق والا یضاحا
غایت تحقیق اور ایضاح میں
بالسعد طول الدھر و الا فلاحا
ساتھ سعادت مند کی بقدر طول مانہ اور
متشکر من حضرت فلاحا
جس حال میں کہ شاگرد ہو حضرت فلاح
بعض خدا یا حضرت علی سے
من حظ سعادتک تنعشا و طرا حہ
گوشتہ چشم مبارک اپنی جو خوش گمانی ہو

| | |
|--|--|
| <p>واسلم و دم مادی و سحر منشد اور سیلاست ده تو بهیشتی ره تو حب که</p> | <p>فما اعلاف و الکواکب لاحا قدر جبه علو کا او پرستار و کلی ظایر</p> |
| <p>نحوال فارسی از جانب مرزا کمال الدین صنام صوفی تخلص سنجاریانی حال مقیم بمبئی</p> | <p>نحوال فارسی از جانب مرزا کمال الدین صنام صوفی تخلص سنجاریانی حال مقیم بمبئی</p> |
| <p>من و خم غدیر حباب امروزی وصی مصطفی شد شوی ز بهر امیر المومنین حیدر که باشد بنائی کفر از ویران شد و جست نبود از تیغ عالم گیر حیدر الا ای دلبر شیرین شام مراد و ز سفید از جرد لدار مرام نخل اندر مجلس تن بیادش دعا کش گاه بید چو مادر عشق جانان پانها دم چو دیدار تن نه بینم تا به فردا خوش آن کاند و هوای صلی جانان شود و راسته از قید عالم حق خوش آن آزاده از ادب نخته چه کرد و گر نگا به سوی سنج</p> | <p>به می خوردن کنم اقدام امروز علی آن کاسرا صنام امروز امام خلق خاص و عام امروز بنائی شرع استحکام امروز نبود این قیمت اسلام امروز بیاد بادۀ کلف نام امروز بود در دیده همچون شام امروز ندارد پرخش آرام امروز چه خورندم بیک شنام امروز رها کردیم ننگ و نام امروز نه من خورندم از پیغام امروز شود اندر جهان گمنام امروز خلاصی جوید از هر دام امروز که با وصل تو جوید کام امروز کنی با دیده اگر ام امروز</p> |
| <p>نحوال دیگر از جناب محمد وح الیه</p> | <p>نحوال دیگر از جناب محمد وح الیه</p> |
| <p>ترا تا مهر عالم گیر کردند</p> | <p>مرا با زلف تو زنجیر کردند</p> |

| | |
|--|--|
| سراپا محو دید ابرم تو گوئی گذشتم از بهشت جادوانی ز دم دست تو سل در ولایت رقیبان را نه زید مدح و قدح عجب بد فطرت و ناپاک بودند علی را کلب در گاہ است سنج | مرا از عشق تو خمیر کردند بهشت من ترا تقدیر کردند کہ نیکان را همین تدبیر کردند خبر ہارا ہمہ تر ویر کردند کہ اندر حب او نقص میر کردند مرا این رتبہ بس تخمیر کردند |
|--|--|

اور فی الحال یک سنی صاحب ادب پر غل علی مرتضی داری ازین بہتر چیہ میخواہی مندرجہ
فصل ۴، صفحہ کے یہ اعتراض کیا کہ اشعار مابعد میں اس غزل کے ربیع
ری کی قبل عبارت ازین بہتر چیہ میخواہی کے چاہئے سو بنظر رفع عذر اُن کے ہر شعر
مابعد مطلع کا حسب فرمایش او نکلے درست کر دیا گیا

| | |
|--|---|
| علی مرتضی داری زین بہتر چیہ خواہی محب مرتضی ہستی جام فیض دوستی دلت بر مرتضی مل شد از غیر و غفل علی باشد تر از ہر رساند او بہ پیغمبر علی افضل وہم ولی القین ان زہمہ علی حسب نخبین دائم تو باشی ثابت و قائم تو ازادی چہ آسائش کوئی قول لا یشتر | وصی مصطفی داری ازین بہتر چیہ خواہی بری ہستی ز پیواری ازین بہتر چیہ خواہی گذشتی از ہمہ خواری زین بہتر چیہ خواہی نماید تو تر یاری ازین بہتر چیہ خواہی عدوش بالیقین ناری زین بہتر چیہ خواہی ہمین پس نظر داری زین بہتر چیہ خواہی علی باشد بدلداری ازین بہتر چیہ خواہی |
|--|---|

اور چونکہ یہ فصل خلافت حضرت ابوبکر کی ہی اور سنہوں کو او پر آیت سورہ والفتح محمد
رسول الله والذین معہ اشیداء علی الکفار کما یریدہم قومہم دگھا سجدت بنوع فضل
من اللہ در میان ما سہمی وجوہ من انزل السجود بڑا تمکیم ہی کہ اس آیت سی ترتیب خلافت

اربعہ کی اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ لفظ معہ سی حضرت ابو بکر اور لفظ اشد اسی حضرت عمر اور لفظ رجم اسی حضرت عثمان مراد ہیں بسوطلی بیان ہے آیت کا اس جگہ پر دو بارہ ضرور ہوا کہ یہ گمان اون لوگوں کا صرف براہ مغالطہ کی ہی کہ بیان اس آیت کا فصل ۸۰ میں اس کتاب کی کیا گیا ہے اور اصل معنی آیت کی یہ ہیں کہ محمد رسول خدا کی ہیں اور جو لوگ کہ ساتھ انکی ہیں سو کیفیت انکی یہ ہے کہ وہ لوگ سخت تر ہیں کافرون پر اور رحیم ہیں اسپسین اور اپنی رکوع اور سجود میں لگی ہوئی ہیں اور ہمیں اس فصل ۸۰ میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ کسی تفسیر سی نشان نزول ہے آیت کی خاص بحق کسی صحابہ کے نہیں ہے بلکہ یہ ایک تصویر اور بیان حال اس وقت کے مسلمانوں کا ہے اور سوای اسکے اگر لفظ معہ سی حضرت ابو بکر اور لفظ اشد ا اور رجم اسی حضرت عمر اور حضرت عثمان مراد لئی جائیں تو یہ سب الفاظ معہ وغیرہ کے لفظ الذین کی صلیہ ہونگی تو پھر الذین مبتدا موصول کی خبر کو ان چیز ہوگی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان تو ایک شخص احد قسمی سو انکی وسطی استعمال صیغہ جمع اشد ا اور رجم ا کا کیا معنی رکھتا ہے اور اس جگہ پر ایک بات بہت ضروری قابل ذکر کی یہ ہے کہ ہر جگہ پر سنی لوگ محذور المزاج دیکھی جاتی ہیں اور جہان ذکر خلافت کا کوئی چھڑی تہا پرست کو مستعد ہو جاتی ہیں سو ہمیں اس میں بہت غور کیا کہ اصل وجہ اس قسم حرارت کی کیا ہے تو ہر کو بعد غور کامل کے یہ وجہ معلوم ہوئی کہ سنی لوگ دلیل مناظرہ میں بہت ضعیف مغلوب ہیں بسوطلی مکارہ اور مجادلہ کے سوای انکو کیا چارہ ہے اور ظاہر ہے کہ حبشہ ت فریق ثانی کی نہیں ہونگی تو امید نیز حق و باطل کی ایسی لوگوں سی بہت کم ہے اور اس کتاب میں بہت باتیں مخالف شیعہ کی لکھی گئی ہیں مگر کسی شیعہ کو لڑتے ہوئے ہر قسم ہتھ نہیں دیکھا

فصل ۸۴

اس فصل میں کچھ حال خلافت حضرت عمر کا روضۃ الصفا سی معہ رای راقم کی مرقوم

مرفوع ہوتا ہی روضۃ اصفاء۔ ماہ ربیع الاول ۱۰۰۰ ہجری میں بعد انتقال حضرت رسول خدا کی
 حضرت ابوبکر خلیفہ ہوی سو دو برس تین مہینے خلیفہ رہ کر کے چوتھے مہینے میں بیمار پڑے
 اور ستہ ہجری میں انتقال کیا اور اپنی آخر وقت میں ایک نوشتہ استخلاف حضرت عمر کا لکھا
 کہ کہے مسلمانوں کی پاسبان بچا دیا اور اپنی بیماریاں جازت امامت صلوٰۃ خمسہ کی حضرت عمر کو دی اور
 سب لوگوں نے مان لیا مگر بعض لوگوں نے کچھ چون و چرا کیا اور نہیں سہی طلحہ ابن عبید اللہ نے حضرت ابوبکر
 کی پاسبان کر کے کہا کہ عمر ایک آدمی خوشنود و درشت خوی اور تو جانتا ہی کہ تیری حیات میں
 وحدت سی عمر کے لوگ کس قدر رنجیدہ تھی سو بعد تیری کیا حال ہوگا اور البتہ تجھے یہ سوال
 کیا جائیگا کہ تو فی کسی شخص کو رعایا پر جا کر کیا تب حضرت ابوبکر نے بعد تامل بسیار کی فرمایا کہ جب
 ہم جن صلی کو بچھو پکڑی اور یہی سوال ہوگا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ پہلی بہترین اور پرہیزگار ترین شخص
 خلیفہ کیا اور بعد اسی حضرت ابوبکر نے حضرت عثمان سے ایک وصیت نامہ دربارہ خلافت حضرت عمر
 کے سطر تحریر کیا کہ وہ دیانت و امانت سی کام کری تو بہتر و نہ انجام کار اپنا یا دلیکا وسیع علم
 اللہ یؤملو ان یقبلت بقلوب یعنی ظالم لوگ کینگی کہ ساتھ کسی گردش کی گردش دینی گئی وہ لوگ اور
 جو نبی حضرت علی تک پہنچا تو آپ نے فرمایا یا بیعت ممن فیہا و لو کان عمدا یعنی بیعت کی
 میں نے اس شخص سی کہ جو اس وصیت میں لکھا ہوا ہی اگرچہ عمر ہوا اور حضرت عثمان جو وصیت بحکم
 حضرت ابوبکر کے لکھی گئی تو بعد لفظ بعد کی حضرت ابوبکر کو بیٹھتی ہوئی تو حضرت عثمان نے بعد
 کس قدر توقف کے نام حضرت عمر کا لکھا یا اور جب حضرت ابوبکر کو بچھو ہوش ہوا تو نام عمر کا لکھا ہوا
 کو لکھا اور حضرت عثمان سی پوچھا کہ یہ نام کسی لکھا حضرت عثمان نے کہا کہ تمہنی یہ نام لکھا یا تب حضرت
 ابوبکر نے حضرت عثمان کو دعای خیر رحم اللہ و جزا لہ قد خیر او یکیر کے کہا کہ اگر تم اپنا نام بھی لکھتی
 تو کچھ مضائقہ نہیں تھا اور حضرت علی نے کہا کہ ہم سوای عمر کے کسی دوسرے کی خلافت پر راضی
 نہیں ہیں تب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دعای خیر دیکر کے مجھلا می مدد اوصان حضرت علی

علی کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ زخمِ کار گزار فوجی ہیں اور سرور اور پادشاہ اور امیر توی
 اور ہم لوگ نجوم بصر ملت کی ہیں اور تو بدر کامل ہی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ ہم کو کچھ حاجت خلا
 فی نہیں ہے کہ خلافت کو تو سنو اور یہی راسی راقم حضرت ابو بکرؓ نے جو حضرت عمرؓ کو تخطا کیا یہ
 بلا خطہ بندی و سختی مزاج کے ہو گا اگر شخص سے انجام خلافت کا خوب ہو گا اور ویسا ہی ہوا
 کہ حضرت عمرؓ کے وقت میں تمام فارس شام و مصر تا اسکندریہ کی فتح ہو گیا کہ جسکی پیشین گوئی
 کتبِ عہدِ علقین میں ہی اور ساتھ ملاحظہ اس لیاقت کے ہماری نزدیک دراصل شکر گزار
 بھی بنی کہ حضرت عمرؓ نے جو کچھ کوشش حمایت دربارہ خلافت ابو بکرؓ کے تھی سو یہ تخطا
 و حقیقت ایک عوض اس حسان کا بھی ہے اور حضرت عمرؓ کا یہ کہنا کہ ہم کو خلافت سے کچھ مطلب
 نہیں ہے کہ سنو اور خلافت کا تو ہی صرف بطور ایک امر معمولی کے ہی اس واسطی کہ ایک
 شخص مرنے والی کو یہ کہنا کہ سنو اور خلافت کا تو ہی کچھ معنی نہیں رکھتا ہی بلکہ اگر یہ معذرت
 سچی دل سے ہوتی تو غلام کسی کا یہ تھا کہ ہم کو خلافت نہیں منظور ہے سو کوئی دوسرے شخص
 خلیفہ کیا جائے اور حضرت ابو بکرؓ نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سردار اپنا اور ایک مہتمم
 و مسلمان ستار فوجی فرمایا سو نا البائی ہی اعتقاد ہو گا اور یہ قول براہ راست باز کی ہو گا
 مگر ماہتاب قرار دیکر کے دوسری ستاری کو اختیار کرنا کیا معنی رکھتا ہی اور البتہ یہ تخطا
 حضرت عمرؓ کا بلا خطہ میل قومی اور استعدادِ طبعی حضرت عمرؓ کی ہو گا کہ حضرت ابو بکرؓ اگر حضرت علیؓ کو
 خلیفہ بنانا تھی تو سب قریشی لوگ اپنی اپنی راہ لیتی اور حضرت علیؓ کو تنہا چھوڑ دیتی بعض
 اخیر فی الواقع اور حضرت علیؓ نے جو خلافت حضرت عمرؓ کے کہ مان لیا سو اصل وجہ اسکی
 یہ معلوم ہوتی ہی کہ حقیقت حضرت علیؓ کو کچھ رغبت خلافت ظاہری کی نہیں تھی اور نہ
 اس کام کی آدمی تھی روضۃ الصغابہ جاری حضرت ابو بکرؓ کی سخت تر ہوئی تو حضرت
 عائشہؓ کو کہا کہ جب ہم مرجائیں تو ہماری نعش کو روضہ نبویؐ کی پاس لے آنا اور کہنا

کہ اجازت ہو تو اندر روضہ کی دفن کریں پس اگر دروازہ اس روضہ مبارک کا خود بخود
 کھل جائے تو ہماری لاش کو اندر اس روضہ کے دفن کجیو چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ
 اس روضہ کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر کی ہم پہلوی حضرت رسول کی دفن ہو
 رہی تھی اس وقت تک کہ صاحب روضۃ الصفا ایک شخص شیعہ قزاقی جاہل تو اس
 بات کا کچھ جواب نہیں ہی۔ روضۃ الصفا مناقب حضرت ابوبکر کے زائد از حد بیان ہیں مگر
 چند کلمات جو حضرت علیؑ نے بستان ابوبکر بعد انتقال اور قبل دفن اُنکی فرمایا سو اس جگہ پر
 مختصر نقل کئی جاتی ہیں تا طول مدت صحت کلام او از ہمہ ابلغ بود و ساحت او امنع و راسخ
 او از ہمہ انور و طائفہ او از ہمہ اکثر و خاطر او از دقائق امور اعرف و عمل او در تنظیم مصالح
 جمہور اشرف باری کہ دیگران گران انکاشتند برداشت و کاری کہ یارانش در ان اہمال
 کردند او ضائع نہ گذشت جلسہ صادق و انیس موافق موجب راحت ابو در در حالت شدت
 صحبت رسول خدا اختیار کردہ ہرچہ داشت در خدمت آن سرور ایشاں نمود اور صاحب
 روضۃ الصفا فی ان کلمات حضرت علیؑ کو بہت طول سی کہاہی مگر اہم فی صرف سبقت پرکتفا
 کیا راہی را رقم نام ارشادات حضرت علیؑ نسبت حضرت ابوبکر کے بجا و درست ہیں اور جنکو منظور
 ہو ان تمام ارشادات کو روضۃ الصفا چہا پ لکھنو صفحہ ۴۴۳ میں دیکھ لے اور حضرت عمرؓ کے
 وقت میں دمشق و شام و غیرہ تا فارس و مصر فتح ہوئی اور سلام کو بڑی قوت ہوئی اور
 خلافت انکو دس برس رہی و قصہ عقد کلمہ کا حضرت عمرؓ کے وقت کا ہی کہ تحقیق سہلی انیدہ
 کیجا و یکی فصل ۸۰ خلافت حضرت عثمان از روضۃ الصفا۔ روضۃ الصفا حضرت
 عمرؓ نے اپنی آخر وقت میں کہا کہ ہم استخلاف کر سکتی ہیں کہ ہم سے بہتر شخص ابوبکر نے استخلاف کیا اور
 ہم نہیں استخلاف کر سکتی ہیں کہ حضرت رسولؐ فی استخلاف نہیں کیا۔ راہی را رقم اس تقریر سے
 ظاہر کہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کی از روی استخلاف حضرت رسولؐ نہیں تھی اور افسوس کی بات

کہ حدیث میں کت مولا و فضل مولا کی تائید خود مہدوم کردی گئی اور ذکر اس حدیث کا وقت
کسی خلافت کی درمیان نہیں آیا اور ظاہر ہی کہ اس حدیث کی بروسی اختلاف حضرت علی کا
بہ نسبت حضرت علی کے تو صراحتاً تھا مگر بات یہ ہے کہ حضرت علی کے سوا کوئی دوسرا شخص تلاش
کرنا ضرور تھا اور انکی فضائل جو کہ بہون مگر خیال و ن فضائل کا نہیں کیا جاسکتا تھا روضۃ
حضرت عمر نے چہ آدمی کا نام واسطی خلافت کے لیکر کے مشورہ پر چوالہ کیا اور وہ چہ آدمی
یہ بین اول علی دوم عثمان سوم سعد بن ابی قاصح چارم طلحہ پنجم زبیر ششم عبد الرحمن بن عوف
اور حضرت عمر نے کہا کہ لوگ بعد تین روز انتقال انکی چھ شخصہ میں سے کسی ایک شخص کو خلیفہ
مقرر کریں اور حضرت عمر نے بذکر ان چھ شخصوں کی اوصاف جداگانہ ہر شخص کا بیان کیا اور
بہ نسبت حضرت علی کے یہ کہا کہ سمی پیغمبر خدا کو سنا کہتی ہوئی کہ ہم کسی موقف یعنی محل میں
نہو گئی کہ جہاں ہاتھ میرا تھمیں علی ابن ابیطالب کی نہو گا اور اسی طرحی بیان شرف ایک ایک
شخص کا کیا اور بہ نسبت عبد الرحمن ابن عوف کے کہا پیغمبر خدا حجرہ عائشہ میں بیٹھے ہوئے تھے
کہ حضرت فاطمہؑ ساتھ حسن و حسین کے پہنچیں اور یہ دونوں صاحبزادی ہو کسی وری تھی ورنے
رونی پر حضرت فاطمہؑ ہی وتی تھیں حضرت رسولؐ فی فرمایا کہ بار خدا یا حظ وافر او کو نصیب کر
کہ جو ہماری اولاد کو کہنا دے اور اس عرصہ میں عبد الرحمن بن عوف کہنا نالئی ہوئی پہنچی اور حضرت
رسولؐ نے اپنی لڑکی بالونکی ساتھ لکھایا اور دعا بخت برکت نبوی کی عبد الرحمن ابن عوف کو دی اور
لوگوں نے سبب پوچھا کہ ان چھ شخصوں میں سے تخصیص کسی ایک شخص کی تو خلیفہ کس واسطی نہیں
مقرر کرتا ہی حضرت عمر نے ایک شخص کا کچھ نقصان بھی بیان کیا مگر صاحب روضۃ الصفا
بلحاظی ادبی ان نقصانوں کو ذکر نہیں کیا راوی راقم حضرت عمر کا نام لینا چہ آدمیوں کا اور ان میں سے
اول نام لینا حضرت علی کا صرف بطور ایک امر ادا ہی حق کے معلوم ہوتا ہی اس واسطی کہ انگو
یہ بات نوب معلوم ہوگی کہ قریش لوگ حضرت علی ہاشمی اور ابن عمر رسولؐ کو ہرگز قبول نہیں

کرنگی اور خلافت قریش میں اور صاحبِ خدمۃ الصفائی اُن نقصانوں کو چھپھونکی جو خیال فی او
 کی نقل کئی سو راہ میں ہوں نقصان کو کسی کتاب میں دیکھا ہی اور نہیں سی حضرت علی اور حضرت عثمان کا
 نقصان ہلویا دی کہ حضرت عمرؓ نہایت حضرت علیؓ کے کہا کہ اما عفا فیہ یعنی علی جوہی
 سو ایک جوان آدمی ہی اور نہایت حضرت عثمانؓ کی کہا کہ اما عثمان فضیف الراعی
 یعنی عثمان جوہی سو ضعیف الراعی ہی سو ان دونوں نقصانوں میں ہلکے چھپھونے ہی مگر اس قدر
 حضرت علیؓ اس وقت میں بے رحمانی سے پہنچ چکی تھی اور چالیس برس کا سن بحالت موجود رہے
 اس قدر لیاقت علمی اور فہم اور اوصاف ذاتی اور جزئیات رسولؐ کی کسبِ طریحہ باغ حق خلافت کا
 نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ بعد ازاں حضرت عمرؓ کے جو مشورہ نہایت ان چھپھونکی جو چھپھونے
 کسی نے یہ عذر کم سن کا پیش نہیں کیا اور بارہ تیرہ برس قبل اس کی جب حضرت علیؓ کا سن پختگی
 برس کا تھا تو حضرت رسولؐ ان حضرت علیؓ کو وحی اپنا مقرر کر چکی تھی اور کیا نہایت حضرت رسولؐ
 کی حضرت عمرؓ زیادہ تر عاقل اور عالم صالح خلق اللہ کی خیال کی جا سکتی ہیں غرض کہ تشکیک نہیں کہ
 یہ عذر کم سن کا لگانا صرف ایک ٹال ٹول کی بات ہی مگر بڑی خیریت کی بات یہ ہی کہ حضرت عمرؓ
 سوای کم سن کے اور کوئی دوسرا عیب نہیں لگا دیا اور نہایت حضرت عثمانؓ کی جو اقرار
 ضعیف الراعی ہونی کا تھا سو بڑی افسوس کی بات ہی کہ شخص ضعیف الراعی کو اور ایک شخص
 عالم اور عاقل اور خدا ترس کے بیچ دیکھی حالانکہ منافقت میں عقل کے بڑی ضرورت ہے اور
 اہل تاریخ سمجھتی نہیں کہ بوجہ نقصان ضعیف الراعی ہونے حضرت عثمانؓ کی مروان کا کیا
 شخص بد ذات آدمی کہ اس قدر سرفراز ہوا اور اس کی وجہ سی بوقت خلافت حضرت عثمانؓ کے
 کیا کیا فتور ہوا یہاں تک کہ خود حضرت عثمانؓ کی جان گئی اور نہ وہ کیسا اور مشورہ سے
 کیا علاقہ کہ یہ خلافت حضرت عثمانؓ پر تو صرف باخود ہی مگر کوئی دوسرا ہی نہیں ہوا چنانچہ اس مقام میں
 یہ دو شعر حضرت علیؓ کے بطور حضرت عثمانؓ کے خطاب کر کے کہا ہی بہت حسب حال ہو

فان كنت بالشور ملكا موهم فكيف هذا والمشير وزعيم
تو حیرم سپرگز بدین شورہ کی لک ہو اسی تو امور پر ان مسلمانوں میں کیسی ایسی شورہ کہ شورہ کنویالی لوگ
غیر حاضر تھے

وان كنت بالقریة حجت خصمهم فغيرك اولی بالنبی واقرب
ترجمہ اور اگر تو فی حجت پکڑی ساتھ خصم یعنی دلیل ان لوگوں کی بذریعہ قربت کی تو غیر تبار یعنی کم
میں اولی ہی ساتھ نبی کے اور قریب تر ہی اور اس شعر دوم میں کیا بلاغت ہی کہ صرف
دو لفظ اولی واقرب میں اشارہ حدیث خم غدیر میں کنت مولاه اور قربت ابن عم رسول
اور زوج بتول ہونے کا سب کچھ طے کر دیا اور تہذیب نفس کا یہ حال ہی کہ اپنی کو بلفظ غریب کی
تعبیر کیا اور لفظ انا کو کہ جسکی معنی ہم ہیں اور اس میں ایک خودی پائی جاتی ہی استعمال نہیں کیا
روضۃ الصفا حضرت عمر کی وصیت نسبت اون چچہ آدمیوں کی اسطرح تھی کہ حضرت عمر نے
ابوطالب انصاری کو کہا کہ یاس آدمی انصاری کو اوپر صاحب شورہ کی تعینات کچھو اور اگر
دو یا پانچ یا چار آدمی اختلاف کریں تو تیغ تیز کو ان لوگوں پر جاری کیجیو اور اگر ایک طرف
تین آدمی متفق ہوں تو بجانب اون تین آدمیوں کی اختیار کیجی کہ حسب طرف عبد الرحمن ابن عوف
ہو اور حضرت امیر نے جب نام عبد الرحمن کا سنا تو کہا کہ خلافت ہمسی گئی اسو اسطی عبد الرحمن
واما عثمان کا ہی اور سعد ابن ابی وقاص چچا زاد بھائی عبد الرحمن ابن عوف کا ہی تو اس توبہ سے
خلافت عثمان کو ہوگی اور ابن عباس نے حضرت علی کو کہا کہ تم مکرری اس طائفہ کے بی فکر مت ہو
کہ بہت ان لوگوں کی دفع کریں ہم لوگ ہاشمیوں کی محصور ہی اور عبد الرحمن ابن عوف نے رات کی وقت
مسود ابن مخزومہ اپنی بہانچی کو بطرف حضرت علی اور حضرت عثمان کی بھیجا اور یہ بات کہلا بھیجی کہ
تو خلافت ہو تو یہ شرط کرتے ہو یا نہیں کہ موافق قرآن اور سنت رسول اور فعل ابوبکر اور عمر
کام کر دگی علی نے کہا کہ جہان تک ہمسی ہو سکتا ہی بقدر جد و جہد طاقت و وسعت اور قوت

اپنی ہم بھالائی اور عثمان نے وفور رغبت سے سب بات کو قبول کر لیا اور دوسری دن کو مسجد میں عبد الرحمن آئی اور حضرت کا ہاتھ پکڑ کر رات کی بات کو اناہد کیا اور حضرت علیؓ نے اسی شرط پر وضع کو بیان کیا اور کہا کہ ہکو اسید تھی کہ ایسا ہی کرینگے مگر ہماری علم کو سوانح امور میں دخل نہیں ہے یعنی ہم نہیں جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا اور حضرت عثمان خلیفہ بنائینگے اور حضرت علیؓ نے کہا فصیح جلیل واللہ المستعان علی انصفون راہی راقم۔ ہر گاہ جب عبد الرحمن ابن عوف داماد حضرت عثمان کے اور سعد ابن ابی وقاص جیسے بہاوی عبد الرحمن ابن عوف کے تھے اور حضرت عمرؓ نے یہ شرط لگا کر حبشہ میں تین شخصوں کے عبد الرحمن ابن عوف ہوں سودہی جانب اختیار کیجائی پس صحت ثابت ہو کہ حضرت عمرؓ نے اپنی جانتی و حقیقت حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا تھا اور اول النبی حضرت علیؓ کا صرف براہ صحت ملک داری کے تھا کہ جو مصالح سلطنت میں کچھ زور دیر یا یعنی مصحت وقت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہی اور قابل لحاظ کے ہی کہ عبد الرحمن ابن عوف نے کس عذرنا معقول پر حضرت علیؓ کو خلافت سے محروم کیا یعنی قصور حضرت علیؓ کا یہ تھا کہ نبیؐ قرآن اور سنت رسول اور فعل ابوبکرؓ اور عمرؓ میں شرط بقدر وسعت کے کیوں لگائی گئی حالانکہ اختلاف و انصاف اس شرط کا لگانا کہ ہماری علم کو سوانح امور میں دخل نہیں ہے نہایت درجہ درست تھا اور اسی شرط لگانی سے ظاہر کہ اگر حضرت علیؓ کو خلافت ہوتی تو انکا اس قدر کہنا کہ ہکو اسید تھی کہ ہم مطابق قرآن وغیرہ کے کام کرینگے تو ایسی باختیار کہنی والی سے پورا یقین ہو سکتا ہی کہ وہ بزرگ تمام تر موافق قرآن وغیرہ کے کام کرتے بخلان حضرت عثمان کے جو کوئی شرط وسعت وغیرہ کی نہیں لگائی سو اسکا انجام یہ ہوا کہ مروان جو راندہ در گاہ حضرت رسولؐ و ابوبکرؓ اور عمرؓ کا تھا وقت خلافت عثمان کے سرفراز کیا گیا اور تحفہ آٹھ سو تیرے شاہ عبد العزیز صاحب میں جو بجا اب سل الزام عذر صلہ رحم کا پیش کیا ہی سو یہ جواب کس قدر ضعیف و بیہودہ ہی اور حضرت علیؓ نے جو وقت محروم خلافت ہونے کے اس آیت کو پڑھا فصیح جلیل واللہ المستعان علی انصفون

سواس قول جبر کا مزہ ہماری دلی پوچھا چاہی اور جبر الیکالی اختیار اس سر کو آپ یاد دلانا ہر شخص

والصبر فی المناہات صعب لکن فوت الثواب اصعب

اور صبر صیتو نہیں ایک سخت چیز ہی مگر فوت ہونا تو اب جبر کا صبر ہی ہی زیادہ سخت تر ہو
سنو فی الواقع جیسا کہ آپ نے ان تینہ ان خلافتوں میں جبر کیا سو کسی وقت میں آپ نے تو اب جبر کو
اپنی ہاتھ سی جانی نہیں دیا اور حضرت عمر نے جواب دیا طلحہ انصاریؓ کہا کہ یہ پاس آدمی تعینات کر
تینہ خلافت کر نیوالی کو قتل کرنا سو مقتضا حکمت علی کا یہ تھا کہ اگر حضرت علی صبر نہیں کرتے
تو انکی مار دی جانی نہیں کیا دیر نہ ہوتا سبحان اللہ کیا خوف خدا کا آپ کو ہی کہ خود آپ مرے
جاتی ہیں مگر اسپر ہی تدبیر کرنے سے خون ناحق بعد اپنی مرنے کے غافل نہیں ہیں واقعی غفلت
و درشت خوئی آپ کی ہی کمالی درجہ کی ہی کہ اول سی آخر تک خوب نباہا اور شاہ عبدالحق صاحب
شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھتی ہیں کہ در میان حضرت علی اور خلفائی ثلاثہ کے کچھ میل دریع لغیر
نکدرو ملال نہیں تھا سوا زدی تمام واقعات کی جو اس کتاب میں لکھا گیا ہے یہ بات بخوبی ثابت
ہوتی ہے کہ خلفائی ثلاثہ کی طرف سے انواع بند و بست شکستے خاطر حضرت علی کا ہوتا رہا مگر کسی
کہ حضرت علی کو طاقت نہ کہانی کی اس قدر تھی کہ ہر خلیفہ کو بعد مرنی اسکی دعای خیر کی اور یہ بات کیونکر
نہ ہو کہ حضرت علی اس امت محمدی میں ایک نمونہ حضرت مسیح کے تھی۔ روضۃ الصفا۔ عبد الرحمن
ابن عوف نے لوگوں سے پوچھا کہ سزاوا منصب خلافت کا کون شخص ہی غار یا سب نے کہا کہ اگر چاہتی ہو
کہ در میان اسلام کے کچھ اختلاف نہ پڑی تو ساتھ علی کے بیعت کرو کہ جو سردار یعنی سردار لوگوں کا
اور حضرت مقداد نے تصدیق کلام حضرت عمار کی کی مگر عبد اللہ ابن سعد براہِ رضاعی حضرت
عثمان نے کہا کہ اگر چاہتی ہو کہ در میان قریش کے مخالفت نہ پڑی تو بیعت عثمان کی کرو اور
عبد اللہ ابن ربیعہ نے تائب عبد اللہ ابن سعد کی کی اور عمار نے اس بات کو رد کیا اور در میان
بنی ہاشم اور بنی امیہ کے گفتگو پیدا ہوئی اور عمار نے کہا کہ امیہ مسلمان خدا ہی ہم لوگوں کو ساتھ

دین نبی اپنی کے مخصوص کیا سو کسوطی عثمان خلاص کا دوسری تاجان کے طرف پہرتے ہو
 اور اس بات کو خاندان نبوت سی نکال لیٹی ہو تب ایک شخص بنی خروم میں سے کہا کہ تجھ کو
 تعین خلیفہ سی کیا علاقہ تب سعد ابن ابی وقاص نے عبد الرحمن ابن عوف کو کہا کہ قبل سکی
 کہ کوئی فتنہ پیدا ہو اسل مر سے فراغت حاصل کرو۔ راسی قم۔ ہر گاہ یہ حال سوقت کے
 مسلمانوں کا تھا اور بنی ہاشمی اس قدر گریزان تھی تو اسید انصاف کی کیا کی جاسکتی ہی۔
 روضۃ الصفا حضرت عثمان کی اوائل خلافت میں یہ قصد پیدا ہوا کہ عبداللہ ابن عمر نے
 ہرمیزان ایک مسلمان کو شبہ میں شراکت ابو لولو قاتل عمر اپنی باپ کے مار ڈالا اور حضرت
 عثمان نے لوگوں سی رای پوچھی تب حضرت علی نے فتویٰ قصاص کا دیا اور چند لوگوں نے یہ را
 دی کہ لوگ کینگی کہ ایک روز عمر خلیفہ مار گئی اور دوسری عبداللہ بنی انکا مارا گیا اور یہ قتل
 ہرمیزان کا ایک روز ما قبل خلافت عثمان کا ہی غرض دیت کی تجویز تھی اور حضرت عثمان نے
 دیت اسکی اپنی پاس سے دیکر کہ عبداللہ ابن عمر کو مارا گیا اور عبداللہ نے خوف قصاص کے
 معاویہ کی پاس جا کر کہ پناہ لی و آخر اظرف معاویہ کے جنگ صفین میں حاضر میدان جنگ کو
 ایک ایسا زخم اسکو لگا کہ عبداللہ ابن عمر اسی زخم سی بری۔ راسی اقم۔ یہ پناہ اپنا نصیب کہ
 صفین میں عمار ابن یاسر بہ طرف حضرت علی کے اور عبداللہ ابن عمر بہ طرف معاویہ کی ہو کر کے
 مار گئی پس و پر روایت و حدیث عبداللہ ابن عمر ایک ایسی شخص کے کیا اعتماد ہو سکتا ہے
 کہ جسکو حضرت علی سی اسطر کا خوف و خلش ہو اور دشمن حضرت علی کی طرف سی صفین کی لڑائی میں
 حاضر ہو اور ان سب حالتوں میں حدیث عبداللہ ابن عمر کی کہ ہم لوگ بہ زمانہ حیات پیغمبر خدا
 افضل ترین مردم ابو بکر اور بعد اسکی عمر کو اور بعد اسکی عثمان کو جانتی تھی اور بعد اسکی
 باقی اصحاب کو چھوڑ دیتی تھی یعنی کہ حضرت علی ایک عوام صحابی سے تھے کچھ بعید نہیں ہر
 اور ظاہر ہے کہ فتویٰ قصاص کا جو حضرت علی نے دیا تھا شرعاً بہت حق اور

واجب تھا اور موافق قرآن کے اور تجویز ویت کے جو بخوفِ شہرت قتلِ پیغمبرِ خلیفہ
 اور ابنِ خلیفہ کی ہوئی سو کیا بنیادِ شرعی اسکی قائم ہو سکتی ہی اور قابلِ لحاظ
 کے تھے کہ یہ عذر و توقع قتل ہر میزان قبل انعقادِ خلافتِ عثمان کا کیا عبد اللہ ابن عمر
 کو تعمیلِ قصاص مندرجہ قرآن سے مستثنیٰ و خارج کر سکتا ہی غرض اول بسببِ اللہ
 غلط ہوا یعنی اول روزِ خلافت میں حضرت عثمان نے برخلاف وعدہ و اقرار اپنی
 خلاف قرآن کے تعمیل کیا سبحان اللہ کیا اقرار تھا اور کیا تعمیل ہی اور عبد اللہ
 ابن عمر ایک ایسی شخصِ خونی اور غضب ناک آدمی کی راوی جو بطور حدیث کے
 صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہی سو اصل وجہ اسکی یہ ہی کہ کتابین حدیث کی بطور
 ایک دوکان پنساری کے ہیں کہ جو اُس دوکان میں نہ رہ اور تریاق اور قابض
 اور سہل سب طرح کی چیزیں ہوتی ہیں کہ جسکو جس چیز کی رغبت ہو خرید کرے
 سو اُسی طرح پر کتب حدیث میں روایتیں معقول و نامعقول راویان ثقہ وغیر ثقہ
 کی مندرج ہیں تا انیکہ حدیثیں بروایت مروان اور عمر ابن عاص و معاویہ کی بھی کتب
 احادیث میں موجود ہیں غرض بحجۃ نامِ حدیث کے روایتیں کل حدیث کی قابل
 منظور کرنے کے نہیں ہیں بلکہ کمال درجہ احتیاط اور تمیز اس بات کی ضرور ہی کہ
 اصل حال کیا ہی اور راوی اسکا کون شخص ہے اور یہ کہ اصل منشا اُس روایت
 کرنے کا کیا ہی سو اگر بات معقول ہو اور راوی اُس کا ثقہ ہو تو وہ روایت منظور کی جا سکتی
 ہی اور جیسا کہ حضرت عثمان تجویز حضرت عمر کے ایک شخصِ ضعیف الراۃ تھی سو بوجہ
 نقصانِ عقل انکی خلاصہ کارگزاری انکی خلافت کا یہ ہی کہ اچھی لوگوں نے انسی پنا
 پائی اور بدذاتوں کو انکے وقت میں بہت فروغ ہوا اور بہ نسبت انکی ایک ہشل
 انگریزی کی یاد آتی ہے کہ تم کہو کہ تمہاری دوست کون لوگ ہیں تو ہم کہیں کہ تم کیسے

شخص ہو اور تفصیل ان سب باتوں کی بعد ہسکی کیجاتی ہو۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان
 فی مغیرہ ابن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے سعد ابن ابی وقاص کو حاکم
 اس علاقہ کا کیا اور بعد ایک سال کے ولید ابن عتبہ اپنی برادر ماری کو بمغزولی
 سعد ابن ابی وقاص کے حاکم کوفہ کا بنایا اور آخر کار ولید ثمر اب خوار میں مشغول
 ہو کر اور عین حالت سستی میں داخل ہو کر بجای دور رکعت فرض نماز صبح کے
 چار رکعت پہنچی۔ رائی اتم۔ یہ ایک مثال ہے اعتدالی حضرت عثمان کی ہے کہ مغیرہ
 ابن شعبہ کو بی وجہ حکومت کوفہ سے معزول کیا اور سعد ابن ابی وقاص یک صحابی
 عشرہ مبشرہ کو جو مقرر کیا سو ایک ہی سال میں انکو بھی معزول کر کے ولید ابن عتبہ
 اپنی مائی طرف کے سوتیلی بھائی کو حاکم کوفہ کا بنایا کہ ثمر اب خوار نکلا۔ روضۃ الصفا۔
 حضرت عثمان نے عبداللہ ابن سعد ابن سرح کو حکومت مصر کی دی کہ جو مرتد تھا
 اور عمر بن عاص ملول ہو کر مدینہ میں آیا اور ساتھ سعد ابن ابی وقاص کے کہ وہ بھی
 عمال معزول میں ہی تھے سازش کر کے سخنان ناملاہم حتی عثمان کے کہنے لگا اور نوبت
 یہاں تک پہنچی کہ خواہر ماری عثمان کو کہ جو اسکی نکاح میں تھی طلاق دیا۔ رائی راقم۔
 یہ سرفرازی عبداللہ ابن ابی سرح کی بھی ایک مثال بی اعتدالی حضرت عثمان کی ہو۔
 روضۃ الصفا۔ ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کو معزول کر کے حضرت عثمان نے عبداللہ
 ابن عامر اپنے خالہ زاد بھائی کو حکومت بصرہ پر سرفراز کیا۔ رائی راقم۔ تمام ترقیات
 حضرت عثمان کے وقت میں گویا نھر خاندان بنی امیہ میں تھی کہ جس خاندان بنی امیہ سے
 حضرت رسول کو نفرت تھی۔ روضۃ الصفا حضرت عثمان نے مقام منای عوفات میں
 نماز فرض چار رکعتی کو تمام وکمال ادا کیا یعنی حکم قصر نماز سفر کی تعمیل نہیں کی کہ اس پر
 صحابیوں نے گفتگو کی اور عبدالرحمن ابن عوف نے کہا کہ تمہی خلافت قرآن اور سنت

رسول اور سیرتِ بخین کے یہ بات کی اور خلافت اقرار اپنے یہ کام کیا۔ رای راقم۔
یہ عبد الرحمن بن عوف و شخص ہیں کہ جن نے تجویز خلافت میں حضرت علی پر حضرت
عثمان کو ترجیح دی تھی۔ روضۃ الصفا۔ حضرت عثمان مدینہ میں ایک کنواں کو دو دواتی
تھے کہ کُھین انگشتری پیچیدگی کی جو انکی انگلی میں تھی گر پڑی اور باوصف تلاش بسیار کے
وہ انکو کھلی پھر نہیں ملی۔ راسخی اقم۔ امرا گمانی پر کچھ الزام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ روضۃ الصفا
ایام خلافت میں حضرت عثمان کے درمیان سعد ابن ابی العاص حاکم کوفہ اور مالک اشتر کے
اسفد رجح و نزاع واقع ہوئی کہ مالک اشتر کو اسی مجلس میں لوگوں نے اسفد رلات
و گھوسہ سی مارا کہ مالک اشتر بہوش ہو گئی اور یہ بات اشتراف اور اعیان کوفہ کو
گراں گذری۔ رای راقم۔ مالک اشتر بھی مثل ابوذر غفاری و عمار ابن یاسر وغیرہ کے
شیعیان علی یعنی فرقہ مجبان علی سے تھے تو انکا مار کھانا خود موافق قیاس کے ہے
اسو اسطی کہ کوئی محب علی کا سزا ہی مار پیٹ اور خارج البلد وغیرہ سزا اسی حضرت عثمان کے
خلافت میں کہ محفوظ رہا ہوگا۔ روضۃ الصفا۔ بسبب مار پیٹ مالک اشتر کے ثابت ابن
قیس نخعی وغیرہ اشتراف کوفہ کے سعد سے ناراض ہو کے مجلس بنین سعد کو ساتھ حقارت
کے یاد کرتے تھے اور غیبت عثمان میں زبان کہہ لیتے تھے اور آخر ان لوگوں کو حضرت
عثمان نے بطریق اطلاع دہی سعد کے بطرف ملک شام کے نکلوا دیا اور معاویہ کی شکایت پر
حضرت عثمان نے حکم دیا کہ یہ اہل کوفہ شہر حص کو عبد الرحمن ابن ولید حاکم شہر حص کے یاس
بھیجے جائیں تاکہ حاکم حص کی خوی درشت سی اپنی رگ گردن کو ان اشتراف کوفہ کی نرم کر
رای راقم۔ حضرت عثمان کو خود عقل کم تھی اسو اسطی معاویہ وغیرہ قوم بنی امیہ کے احکام موافق
خواہش اپنے کے حضرت عثمان سے حاصل کرتے تھے اور احکام بنے ٹھور دبے ٹھکانے
کے جو حضرت عثمان کے وقت میں صادر ہوتے گئے کہ جس میں کچھ لحاظ قرآن اور سنت

رسول اور سیرتِ بخین کا نہیں ہوتا تھا سو بمقابلہ ان احکام کے یہ جلا وطن کرنا
 اشرف کونہ کا اور شہرِ شہر گھومانا اون لوگوں کا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔
 روضۃ الصفا۔ ابوذر غفاری جو کہ صحابہ کبار میں سے تھے بعد انتقال حضرت
 عمر کے ملکِ شام میں رہ گئے اور جب معاویہ کو کہا کہ عمال و افعال تیرے موافق
 سنت رسول اور مطابق سلوکِ بخین کے نہیں ہیں تب معاویہ نے حضرت عثمان کو
 لکھا کہ اگر تجھ کو حاجت و لایستام کی ہے تو ابوذر کو دوسرے ملک میں بھیج دو تب
 حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو مدینہ میں بلا لیا آخر حضرت عثمان نے ناراض ہو کر
 ابوذر غفاری کو مدینہ سے نکلیا نیک حکم دیا اور ابوذر غفاری زبدہ میں جا کر رہی اور
 وقت جانے ابوذر کے حضرت عثمان کا حکم یہ تھا کہ کوئی شخص متسائعت ابوذر کی نہ کرے
 مگر حضرت امیر علیہ السلام اور عمار ابن یاسر تھوڑی دور تک ایلو متسائعت کی ساتھ
 ابوذر غفاری کے گئے۔ رای راقم۔ صاحب روضۃ الصفا۔ ایک شخص صاحبِ ہند
 ہیں کہ پورا حال بے اعتباری حضرت عثمان کا نہیں لکھا مگر اصل حال تاریخِ انجیس سے ایسا
 معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان نے برطبق شکایت معاویہ کے یہ حکم دیا کہ ابوذر غفاری
 ملکِ شام میں ایک شتر برہنہ اور مجنون پر بطرفِ مدینہ کے روانہ کئے جائیں واقعی یہ
 ایک عجیب سرائی طبع ایجاد تھی کہ اگر وہ شتر برہنہ اور مجنون ابوذر غفاری کو گرا دیتا
 تو زمین ابوذر غفاری کا کام تمام تھا۔ روضۃ الصفا۔ جب ابوذر غفاری کو حکمِ اخراج کا
 بطرفِ زبدہ کے ہوا تب ابوذر غفاری نے کہا کہ مہمی پیغمبرِ خدا سے سننا ہے کہ ابوذر تنہا
 زندگی کر لیا اور تنہا مر گیا اور جو الزام کہ ابوذر پر دیا گیا تھا سو اس سے ابوذر نے
 انکار کیا اور حضرت علی نے کہا کہ پیغمبرِ خدا سے سننا ہے کہ ابوذر ایک صادق ترین آدمی
 ہے مگر تجھ شنبوائی ان سب باتوں کی نہیں ہوئی اور آخر وقت نکلی ابوذر غفاری کے حضرت

علی اور عمار ابن یاسر جو برخلاف حکم حضرت عثمان کے تھوڑی دور تک بطور مشالیت
 کے ساتھ گئے تھے مروان نے اس خلاف ورزی حکم خلیفہ پر حضرت علی سے بحث
 کی اور حضرت علی نے درمیان دو گوشل سکے اونٹ کے کوڑا مارا اور جب مروان نے
 اس بات کی شکایت حضرت عثمان سے کی تو حضرت علی نے کہا کہ میرا اونٹ حاضر ہو
 کہ بنظر خوشی خاطر خلائق کے اگر چاہے تو ہماری اونٹ کو بھی کوڑا لگا دی۔ راہی اقم
 اس حال سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت علی کے کسی قول و فعل نین تقیہ کو کچھ
 دخل نہیں تھا اسو سہلی کہ جب مروان وزیر عظم خلیفہ وقت نے حضرت علی سے
 نسبت مشالیت کرنے ابوذر غفاری کے تعرض کیا تو اگر حضرت علی کے مزاج میں
 کچھ تقیہ یا خوف خلاف ورزی حکم امتناعی خلافت کا ہوتا تو اس طرح بے تکلف مروان
 اونٹ کو کوڑا کیونکر لگا دیتے اور اگر مروان اس حرکت سے ساتھ حضرت علی کے
 بنزع پیش آتا تو مروان کے جوتا کھانے میں بچے کیا تکلف تھا کہ اسکا خون تک
 حلال تھا بہر حال مروان جو لعنت کردہ رسول خدا کا تھا سو حضرت عثمان کی وقت میں
 وزیر عظم بنا مگر حضرت علی کی نظر میں اُس مردود کا کیا وزن تھا اور حضرت علی کی
 شان ایسی ارفع و اعلیٰ تھی کہ حکم امتناعی حضرت عثمان کو اپنی خاطر میں کیا لا سکتی تھے
 اور خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمام بے اعتدالیان حضرت عثمان کی لکھی جائیں تو بہت طویل ہو
 سو بنظر اختصار کے اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ حکم ابن عباس اور مروان استخاص لعنت
 بوقت حضرت عثمان کے بہت سرفراز ہوئے کہ حکم ابن عباس کو ایک بار لاکھ درم
 دیا اور حارث پسر حکم کیو سہلی و سوان حصہ زر ثمن کا ہر دو کا انداز سی مدینہ میں مقرر
 کرایا اور مروان کو وزیر بنا کر کے پانچ شہر ملک افریقہ میں دیا اور بحاس آدمی مہاجر
 انصار نے جو عمار ابن یاسر کو نامہ دیکر کے حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا کہ اگر حضرت عثمان

اپنی حرکتوں سے باز نہ آوین تو خلافت سی معز مل کر دی جائیگی سو انجام اوسکا
یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر پر اسقدر مار پڑی کہ انکو عارضہ قفق کا ہو گیا اور عبد اللہ
ابن مسعود اور عبد الرحمن ابن عوف بھی مدینہ سے نکلوا سی گئے غرض تمام صحابی
ناراض ہو گئی اور حضرت عائشہ نے کہا کہ اقتلوا النعشل یعنی مار ڈالو اس
پیہ فریاد اتاحق کو اور انجام یہ ہوا کہ بلوایون نے ہجوم کر کے حضرت عثمان کو مار ڈالا
اور تین روز تک نعش بے کفن دفن کے پڑی رہی اور وہ نعش قابل دفن ہونے
اند جنت البقیع مقبرہ مسلمانان کے نہیں تجویز ہو کر قریب مقبرہ یہودیوں کی دفن
ہوئی اور وہ قبر بموجب حکم معاویہ کے احاطہ جنت البقیع کا بڑھا کر کے اندر اس
احاطہ کے در لای گئے اور اب ہم سنی صحابوں سے یہ بات پوچھتی ہیں کہ ایسا شخص
جو حضرت علی پر افضل قرار دیا جائی سو کیا بنیاد اس بات کی ہو سکتی ہے اور بہ نسبت
معاویہ کے جو حکم کف اللسان کا ہی سو ہم بلا حطہ تمام حالات خلفائی ثلاثہ کے یہ بات
سمجھتی ہیں کہ وہ مسئلہ کف اللسان کا بہ نسبت خلفائی ثلاثہ کے جاری ہونا چاہی کہ حضرت
علی نے بہ نسبت ان خلفائی ثلاثہ کے کچھ زبان بدستعمال نہیں کیا بلکہ یہ بات معلوم ہوتی ہی
کہ حضرت ابوبکر سے حضرت علی نے تکلف راضی تھے اور ساتھ حضرت عمر کی کیفیت
تھی کہ بوجہ سختی مزاج حضرت عمر کے حضرت علی کو ان سے کچھ کراہت تھی مگر نظر دیگر حالات
کے ان سے راضی بھی تھی اور ساتھ حضرت عثمان کے یہ حال تھا کہ جو جو صلاح دفع فساد
کی حضرت علی دیتے تھے اور حضرت عثمان اوپر تعمیل اس صلاح کے قسم بھی یاد کرتے تھے
سو فوراً جب حضرت علی اپنے گھر کو آتے تو مردان چنان و چنین کہہ کر کے حضرت عثمان کی
راہی کو بدلوادیتا تھا اور کچھ تعجب نہیں ہی کہ خود مردان کو بھی معزول یا مقتول ہونا
حضرت عثمان کا منظور ہو کہ ان سے کچھ فکر دفع فساد بلوایان کی نہیں کی بلکہ حضرت

عثمان کو برابر اسی اصرار پر اپنی قائم رکھا کہ جو منشا فساد کا تھا اور جو بنی عبد بن ابی بکر کے نامہ مصر میں بجای اقبلوہ کے اقبلوہ لکھ دیا یعنی بجائے اسکے کہ حاکم قبول کرو اسکو یہ بات لکھ دی کہ قتل کرو اسکو اور بہ نسبت حضرت عثمان کے خلاصہ اعتقاد کا ہمارا یہ ہے کہ حضرت عثمان ایک نیک آدمی تھے اور لقب عثمان غنی کا بہ نسبت انکی بہت دست ہو کہ فی الواقع بہت ایک سخی آدمی تھی اور صفت کامل اچھا ہونے کی بھی موافق حال انکی ہو اور حضرت علی اور تمام اہلبیت سی کچھ منحرف نہیں تھے مگر بوجہ نقصان عقل کے اسقدر ابلہ فریبی میں معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے پھنسے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہ اور دیگر تمام صحابیان معزز تا عبد الرحمن ابن عوف و سعد ابن ابی وقاص کے روگردان ہو گئے اور تمام زمانہ خلافت حضرت عثمان کا ایک مانہ خلافت بنی امیہ کا سمجھنا چاہا کہ انہیں بنی امیہ میں سے حضرت عثمان بھی تھے اور بہ نسبت حضرت عثمان کے جو کامل الحیاء و الایمان کہا جاتا ہے سو فقرہ عثمان ابن عفان کامل الحیاء و الایمان میں ایک جو رتی الفاظ کی کان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے مگر ملاحظہ غیر یا پند ہی قسم اور سزا ہی طبع زاد اور خلاف شرع کے استعمال کو لفظ کامل الایمان کے عقل قبول نہیں کر سکتی ہے اور بہ نسبت قرآن موجود کے جو کہ صحیفہ عثمانی بھی کہلاتا ہے ہماری رائے یہ ہے کہ ترتیب و جمع کر نہیں اس قرآن کے حضرت عثمان نے کوئی تحریف و تصرف نہیں کیا اور رای ملا سید مرتضیٰ شیعہ علیہ الرحمۃ کی بھی یہی ہے کہ اس قرآن موجود میں کچھ تحریف و تصرف نہیں ہوا ہے مگر اسکی ترتیب سور تو انکی کچھ موافق اصل ترتیب نزول قرآن کے نہیں ہے اس واسطے کہ یہ بات بد اختہ ظاہر ہے کہ سور تہائی ملی قبل ہجرت کے البتہ مقدم تر تھے سور تہائے مدنی سے کہ جو بعد ہجرت کی نزول ان سور تو نکلا ہوا مگر اس قرآن موجود میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر سور تہائی

مدنی و اوائل قرآن مین اور بعد سبکی سور تہائے مکی واقع مین غرض ترتیب اس قرآن
موجودگی اس قدر غیر منتظم ہے کہ سلسلہ و ترتیب نزول سور تہائے قرآنی کا نکالنا
بہت دشوار ہو گیا ہی اور کہتی ہیں کہ قرآن حضرت علی کا موافق ترتیب زمان
نزول کے تھا سو اگر وہی قرآن بحال رہتا تو ترتیب زمان نزول ہر سورت کی
آسانی سے سمجھی جاتی اور ایک قرآن عبداللہ ابن مسعود کا تھا کہ جو حکم حضرت
عثمان کے جلا دیا گیا بہر کیف اب جو قرآن جس ترتیب سی کہ موجود ہے سو اس مین
کچھ عذر نہیں ہو سکتا ہی کہ چارہ کار اسکا کچھ باقی نہیں ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتی ہیں
کہ حضرت عثمان نے ترتیب نزول سور و آیات کا کیوں نہیں لحاظ کیا اور ممکن ہے
کہ یہ قرآن جو کجور کے پتے وغیرہ پر لکھا ہوا تھا سو جس طرح کہ برآمد ہوتا گیا سو
اسی طرح یہ قرآن جمع کیا گیا ہو اور بہ نسبت قرآن موجود کے جو لقب سبع مثانی کا
از طرف علمائے اہلسنت کے دیا گیا ہی باین ادعا کہ یہ قرآن اسی ترتیب موجود ہے
عرش و کرسی پر تھا کہ فلک اول تک پہنچ کر کے حضرت رسول تک پہنچا اور قرآن
موجود مین ترتیب دیا گیا سو اس بات کی کوئی بنیاد صحیح نہیں پایا جاتی ہی اور ظاہر
اس الٹ پلٹ اور خلط ملط کے ساتھ قرآن شریف کا رہنا عرش پر ایک خلاف قیاس
بات ہی رہے اگر درمیان ایام خلافت حضرت عثمان اور بادشاہت معاویہ کے از روئے
فن تاریخ کے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمان خلافت عثمان مین حضرت
بنی اسیر کا شور و زور رہا جیسا کہ لکھنؤ کی سلطنت مین ایک زمانہ مین دور و دورہ
کلبوؤں کا تھا اور اس وجہ سے حضرت عائشہ اور تمام صحابیان کبار اور اشراف
لوگوں کو حضرت عثمان سے ملال و گزند پہنچی بر خلاف معاویہ کے کہ وہ تمام تر دشمن
علی اور تمام اہلبیت کا تھا مگر چونکہ معاویہ ایک شخص نہایت ہوشیار اور بیدار مغز تھا

سوا سکی بادشاہت کا طور یہ تھا کہ جس قدر صحابی وغیرہ اسکی پاس پہنچی سو ان سب لوگوں کو بخوشی خاطر قبول کر کے اپنی طرف ملا لیا اور اسکا بڑا اہتمام یہ تھا کہ جہاں تک ہو سکی حدیثیں کسر نشان علی کی جمع کرائیں اور استیصال خاندان نبوت کا کر دیا جائے اور اس امر میں معاویہ بہت کچھ سہ سہر بھی ہوا کہ اس وقت تک اثر اسکا باقی ہے کہ بہت لوگ جا بجا حضرت علی کے رتبہ گمانین کمر بستہ حاضر ہیں اور یہ بات صرف احمد نسائی محدث کی ہوئی کہ بعثت کمینی مناقب اور فضائل حضرت علی کے لوگوں نے انکو خُصیہ کوٹ کوٹ کر کے مار ڈالا مگر احمد نسائی مرنے مرنے تک کچھ فضائل معاویہ کی حدیث روایت نہیں کی اور بیان احادیث فضائل علی پر ثابت قدم رہی اور اصل غرض معاویہ کی استیصال خاندان نبوت سی یہ تھی کہ کسی طرح یہ توجہ لوگوں کی بطرف خاندان نبوت کے نہیں ہونے پاوے اور حکومت اسکی نسل میں قائم رہی اور یہ بات کمال مرتبہ دلیل ہوشیار می اور تالیف طلب کی ہو کہ اسکی افہام اور تفہیم اور ورغلائی پر لوگ بی تکلف حضرت علی پر برسرِ نبیر لعنت کرنے لگے اور آخر اسی کے پوتے نے اس رسم بلعون کو موقوف کیا اور نسبت سرفرازی مروان وغیرہ شخص اص لعنتی اور مردود و تشدد گان رسول اور شیخین کے جواز طرف سنیاں بجدیلہ رحم کے معذرت کی جاتی ہے سو یہ عذر محض ناگاہی ہے اسواسطی کہ عہد ہای حکومت پر سرفراز کرنا کہ جن سی حقوق بندگان خدا کے متعلق ہوں صرف بلحاظ استحقاق جو ہر ذاتی لیاقت و دیانت کے عہدہ حکومت کا دینا چاہی ہی بہت

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد۔ | فدا می یک تن بیگانہ کا شننا باشد۔

اور حضرت عثمان وغیرہ صحابان جو جنگ احد میں بہاگ گئے اور وہ قصور حسب تصریح قرآن شریف کے معاف ہوا تو یہ بات کیا فخر کی ہے کہ جس پر سنیاں بہت

زور کرتے ہیں اور اس معافی تصور کو فضائل میں گنتے ہیں اور کیا وجہ کہ نبات
قدیمی حضرت علی کو جو بروز جنگ احد کے ہوئی اور لافقی الاعلیٰ لاسیف
الاذوالفقار اُمّی شامین کہا گیا سو اُس حال کے یاد کر نہیں سنی لوگ بہت سز
اور مُضد سب دیکھے جاتے ہیں۔

فصل ۸۶

اس فصل میں حال خلافت ظاہری چہارم درجہ حضرت مولا مشکات علیہ
علیہ السلام کا لکھا جاتا ہے کہ جو حقیقہ و معنی خلیفہ بلا فصل اور جانشین برحق اور
وصی مطلق حضرت رسول کے تھے اور ہر کو کیا رتبہ اس بات کا ہے کہ کچھ بھی بیان
فضائل ذاتی حضرت علی کا ہم سے ہو سکی مگر اس جگہ پر چند اشعار بزرگان متقدمین
کے نقل کئے جاتے ہیں کہ جو طریقہ اہل سنت میں مستند اور قابل تقلید ہیں اور
اُن سے کسی سنی زمانہ حال کو بھی انکار نہیں ہو اور بملاحظہ اسکی معلوم ہوگا کہ اُن
پیشوایان دین کا ساتھ حضرت علی کی کیا حال تھا

کشف
مولانا جلال الدین ومی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوفی ری سی ملا

بافتش زمین بود و زمان بود علی بود
ہم یوسف و ہم یونس ہم ہود علی بود
ہم عابد و ہم معبود و معبود علی بود
و اند کہ علی بود علی بود علی بود
این نطق و فصاحت کہ بدو بود علی بود
در مصر بہ فرعون کہ بنمود علی بود
در پیش محمدؐ و مقصود علی بود

ما صورت پیوند جہان بود علی بود
ہم آدم و ہم شیت ہم ادریس ہم ایوب
ہم اول و ہم آخر و ہم ظاہر و باطن
ہارون و ولایت کہ پس از موسیٰ عمران
عیسیٰ بود آمد و فی الحال سخن گفت
موسیٰ و عصا و ید برضا و نبوت
جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون

| | |
|---|--|
| آن شاہ سرافراز کہ اندر شب معراج آن لکھ لکھی ثبوت تاکہ بد آنے چند آنکہ نظر کردم و دیدم حقیقت آن قلعه کاشی کہ در قلعه خیر آن مرد سرافراز کہ اندر رہ اسلام | با احمد مختار کے کہ بود علی بود آن یار کہ او نفس نبی بود علی بود از ہر دو جهان مقصد و مقصود علی بود بر کند بیک حملہ و بکشد علی بود تا کار شد راست نیاسود علی بود |
|---|--|

شعر دیگر از مولانا روم

| | |
|------------------------|-------------------------|
| تو بتاریکی علی را دیدہ | ازین سبب غیرے برو گزیدہ |
|------------------------|-------------------------|

اور ہر چند چند اشعار اس قصیدہ کے اس درجہ غلو تک ہیں کہ ہم اسکو سمجھ نہیں سکتے
اور غرض اس کے نقل کرنے سے صرف اظہار اس بات کا ہو کہ مولانا روم
اعتقاد بہ نسبت حضرت علی کے اس درجہ تک تھا۔

اشعار حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ منقول از مناقب تصوفی قوم لقا صدر

| | |
|--|--|
| لوان المر تفضی ابدی مجملہ کاش اگر تفضی ظاہر کرتی محل و مقام کو اپنی کفہ فی فضل مولانا علی کفایت کرتا ہر فضیلت میں ہماری مولانا علی کے | لکان الخلق طرّاً سجداً لہ تو ہو جاتی خلق عموماً سجدہ کر نیوالی اسکو وقوع الشک فیہ انہ اللہ واقع ہوتا شک کا اس میں کہ وہ اللہ ہے |
| ومات الشافعی و لیس یہ دے اور مر گئی شافعی در حالیکہ نہیں سمجھ سکی وہ | علی ربہ ادب اللہ کہ علی رب اسکا ہی یا کہ رب اسکا اللہ ہے |

اشعار دیگر از حضرت امام شافعی

| | |
|---------------------------------|---|
| عَلَّ حُبُّهُ جُتَّه | تَسْبُو النَّارَ وَالْجَنَّةَ |
| علی جو بہن سو محبت اُنکی سپر ہی | امام انان اور جن کے ، میں |
| وصی المصطفیٰ حقاً | امام الانس والجنہ |
| وصی مصطفیٰ کے بہن از روی حق کے | اور تقیہ کر نیوالی دوزخ اور بہشت کی میں |

اشعار شاہ قاسم انوار منقول از کتاب مذکور

| | |
|--|-------------------------------|
| نور ولایت توئی شاہ سلام علیک | شمع ہدایت توئی شاہ سلام علیک |
| سعدن عرفان توئی مخزن اخزان توئی | کاشف قرآن توئی شاہ سلام علیک |
| حضرت حق راود و مالک ملک شہود | قانع گبر و یہود شاہ سلام علیک |
| الحکم الحمی جئی گفت ترا ای ولی | سرور مردان علی شاہ سلام علیک |
| باہمہ انبیا آمدہ در جہنا | ظاہر ابا مصطفیٰ شاہ سلام علیک |
| پشت پناہ ائم از ہمہ انجہ ترم | در ہمہ عالم علم شاہ سلام علیک |
| اشعار حضرت شیخ فرید الدین عطار منقول از کتاب مذکور | |

| | |
|-----------------------------|-----------------------------|
| گر ہزاران سال باشی در طلب | در ہزاران جام گیری تا بہ لب |
| در بہر روز گزاری صد نماز | در بیداری صوم یا عمرے در از |
| یا تو اندر علم دین اعظم شوی | در علوم از شافعی اعلم شوی |
| یا چونیل مقتداے دین شوی | در علوم مالک رہ بین شوی |
| مہر حیدر گر نباشد در دولت | کے توان گفتن سلیم و مقبلت |
| ہر کہ در عشق علی نبود درست | رافضی و انم مراور از نخست |

شعبہ دیگر از فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ

| | |
|----------------------------|---------------------------|
| از مشرق تا مغرب گرامام است | علی و آل او مارا تمام است |
|----------------------------|---------------------------|

شاه نور الدین نعمت اللہ ولی منقول از کتاب مذکور

| | |
|--|--------------------------------------|
| دست دل بردن امن آل عبا باید زدن | دم بدم دم از ولای مرتضی باید زدن |
| مهر حیدری بر دل چو ما باید زدن | نقش حب خاندان بر لوح دل باید نگاشت |
| در نفس خواهی زدن با آشنا باید زدن | دم مزن با هر که او بیگانه باشد با غل |
| مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن | رو بروی دوستان مرتضی باید نهاد |
| این سخن را از سر صدق و صفا باید زدن | لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار |
| پنج نوبت بر در دولت سر باید زدن | در دو عالم چاره معصوم می باید گزید |
| پس قدم مردانه در راه خدا باید زدن | پیشوای باید حجت بن زاولاد رسول |
| عاشقانه آن بلار امر حبا باید زدن | گر بلائی آید از خشنق شهید گریلا |
| اصل و فرعش را قلم سرتاپا باید زدن | هر درختی کان ندارد میوه حبت غل |
| بعد از آن دم از وفائی مرتضی باید زدن | دوستان خاندان را دوست باید داشتن |
| بر رخ دنیا و دین چون بادشایان باید زدن | سرخ روی موالی سکه نام علیست |
| لاف می باید که دانی از کجا باید زدن | بے ولای آن ولی لاف ولایت میزنی |
| نخیمه در دار السلام اولیا باید زدن | بر در شهر ولایت خانه باید گرفت |
| بر کاف نعلین سید بوسه باید زدن | از زبان نعمت اللہ منقبت باید شنید |

اشعار حکیم سنائی صاحب حدیقه الافراح

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| تو چرا سالی و ماه در جدی | مصلحت بود آنچه کرد و غل |
| بود بو بکر با غل همراه | تو زبان محضول کن کوتاه |
| در لحاف خلاف خفتن چیست | نظم از حضرت بنی و علیست |
| هر که کو باش من نداهم دوست | هر که با مرتضی غل نه نکوست |

گریدست این عقیدہ و مطلب ہم بدین بدیداریم یا رب

انتخاب اشعار خواجہ حافظ شیرازی

| | |
|---|--|
| <p>نوشته برد در فردوس کاتبان قضا امام حنی و انسی علیؑ بود کہ علیؑ علیؑ ز بعد محمد زہرچہ ہست بہ ہست کہ نیست دین ہدی را بقول پاک سول ز بعد احسن ہست حسین حجت او بہمنان منشین حافظا تو لا کن</p> | <p>نبی رسول و ولی محمد صید کرار از کل خلق فزون ہست از صغار و کبار اگر تو مومن پاکی کن برین اقرار امام غیر علیؑ بعد احمد مختار مجوے جہل برین کار مومن دیندار نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہار</p> |
|---|--|

ایضاً از خواجہ حافظ شیرازی

| | |
|---|---|
| <p>آنرا کہ دوستی علیؑ نیست کافر است امروز زندہ ام بولائے تو یا علیؑ</p> | <p>گو زابد زمانہ و گو شیخ راہ باش فردا بروح پاک امامان گواہ باش</p> |
|---|---|

شعر منقول از مناقب مرتضوی ملا کشفی

| |
|--|
| <p>من علی را دوست دارم خلق گوید راضی ایں خدا و مصطفیٰ جبریل شہد راضی</p> |
|--|

مقدمہ خلافت کا ایک عجیب طرح کا بھول بھولیان ہر کہ جس سی یا سائے نکلنا بہت مشکل ہر کہ سنی لوگ بنظر اثبات حقیقت خلافت تلمذ کے اس آفت میں مبتلا ہو گئی کہ خلفای تلمذ کو حضرت علیؑ پر تفصیل دین اور حدیثوں کو جو بروایت مخالفان اہلبیت کے ہوں اور تعلیم و صحبت معاویہ کو اسمین اثر پذیر بطور سند کے پیش لاوین اور شیعہ لوگوں کا حال یہ ہو کہ بلا حلقہ حدیث من کنت لاء فعلی ہواہ اور دیگر فضائل ذاتی حضرت علیؑ علیہ السلام کی ضرورت اس بات کی ہوئی کہ اصل خلافت تلمذ سے انکار کریں اور اسی ضرورت کا نتیجہ یہ ہو کہ خلفائے

ثلثہ کو غاصب ٹھہراوین اور منافق قرار دین اور چونکہ حضرت علیؑ نے ان تینوں
 خلافتوں کو منظور کر لیا اور قریب چھ بیس برس کے ان خلفائے ثلثہ کے پیچھے ناز پڑھا کہ
 تو شیعہ لوگوں کو سوائی اسکی کچھ چارہ کار باقی نہیں رہا کہ حضرت علیؑ کے اس تسلیم خلافت
 اور اقتدایہ بالصلوٰۃ کو مجموعہ اور پر تقیہ کے کرین اور دونوں طرف بڑے بڑے عالمین
 اگر اگر بطرف سنہو کی امام غزالی اور فخر الدین رازی وغیرہ ہیں تو بطرف شیعوں کے
 شیخ بہاؤ الدین علیؒ اور محقق نصیر الدین طوسی اور سید مرتضیٰ اور سید رضی وغیرہ
 علیہم الرحمۃ ہیں اور ہم ایک کم استعداد آدمی کو کیا رتبہ اس بات کا ہی کہ اس خضر
 و جنجوت میں پچھنیں اور ہکو وہ مثل ہندی کی بہت درست معلوم ہوتی ہی کہ دو
 ملائین مرغی حرام اور غالباً یہ ایک نقل عوام کی ہی بہت مناسب مقام ہی کہ کسی
 بوڑھیا کا ایک روپیہ راستہ میں گر پڑا اور وہ بوڑھیا روپیہ کے تلاش میں یہ بات
 کہتے جاتی تھی کہ یا خدا یہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو اور اتفاقاً اس روپیہ کو
 کسی مولوی صاحب نے اٹھایا تھا سو مولوی صاحب نے گوبرا کر کے اُس بوڑھیا سے
 پوچھا کہ اس بات کے کہنے کی کیا وجہ ہے کہ یا خدا وہ روپیہ کسی مولوی کے ہاتھ نہ لگا ہو
 بوڑھیا نے کہا کہ جب روپیہ ہاتھ میں آئے تب ہم وجہ اس دعا کرنے کی کہیں گے
 مولوی صاحب جواز بس مشتاق دریافت اسکی وجہ کے تھے سو فوراً وہ روپیہ اُس
 بوڑھیا کے ہاتھ میں دیدیا تب بوڑھیا نے وجہ اُس دعا کی یہ کہی کہ ہم نے خیال کیا کہ
 اگر کسی جاہل نے وہ روپیہ اٹھایا ہو گا تو صرف یہ بات ہوگی کہ وہ جاہل وہ روپیہ
 ہکو دیکھ لیا نہیں اور اگر کسی مولوی نے پایا تو اُس روپیہ کا اٹھ لینا حلال ہی قرار دیا
 اور اسکی جواب میں مولوی صاحب نے کہا کہ بوڑھیا تو سچ کہتی ہے کہ ایک کم سود دلیل دے
 صلت اس روپیہ کے ہم قائم کر چکے تھے اور غرض اس نقل سے یہ ہی کہ ہمارا

حال مثل اس بوڑھیا کے ہی کہ روپیہ ہماری ہاتھ میں آگیا اور ہم بات کو سمجھ گئی
 اور اب ہم کسی سنی یا شیعہ کے مولوے سے نہیں ڈرتے ہیں اور یہی اس
 بات کو بخوبی سمجھ لیا کہ حقیقت مستحق اس خلافت کے حضرت علیؑ تھی اور صحاب
 ثلثہ کو ضرور لازم تھا کہ حضرت علیؑ کو بجای ہی کے قبول کر کے اُنکے تحت میں کام
 کرتے مگر بات تو یہی کہ الائمہ سن قریش (یعنی امام لوگ قریش سے ہونگی)
 کہ مکر کے انصار کو ساکت کر دیا اور کچھ خیال اس بات کا نہیں کیا کہ حضرت علیؑ
 بھی قریش میں سے تھے بلکہ خصوصاً بوجہ ہاشمی اور برادر عموی ہونے حضرت
 رسول کے ایک ممتاز تر قریشی تھے اور اگر حضرت علیؑ اس خلافت درجہ چہارم
 کو منظور نہیں کرتے تو بے تکلف خلفائے ثلثہ کو ہم بادشاہان ظالم اور اہل جفا میں
 سمجھتے اور لقب خلافت کو ایک لقب حقیر جانتے مگر چونکہ حدیث میں (المخلدۃ
 مری بعدے ثلاثون سنة) واقع ہوئی ہے کہ خلافت بعد ہمارے تین برس
 ہوگی اور اندر اس تین برس کے حضرت علیؑ نے اس خلافت کو درجہ چہارم
 میں منظور کر لیا تو اسی وجہ سے عظمت لقب خلافت کی بہت کچھ ہماری دلیل
 ہی یعنی کہ اس خلافت ہونے سے حضرت علیؑ کو کچھ شرف نہیں ہوا اس واسطی
 کہ حضرت مسیح اور حضرت علیؑ نمونہ مسیح کی واسطی تعلق حکومت ظاہری کا کیا شرف ہی
 بلکہ خلافت کو شرف اور فخر ہے کہ یہ خلافت ایک ایسی چیز ہے کہ حضرت علیؑ نے
 منظور کیا اور جیسا کہ حضرت علیؑ کو بلقب خلیفہ کے یاد کر نہیں ہم کچھ فخر نہیں سمجھتی ہیں
 سو اسی طرح حضرت علیؑ کو بھی داخل صحابہ سمجھنی میں ہم تمام تر ارضی نہیں ہیں کہ
 حضرت علیؑ اپنی تحری بہائی اور داماد حضرت رسول کے تھے اور حدیث میں ہے
 کہ جب حضرت رسولؐ نے درمیان دو دو صحابہ کے مواخات یعنی بہائی جا را

لگا دیا تو حضرت علی روتے ہوئے حضرت پیغمبر کے پاس آئی اور کہا کہ ہکلو آپ کی کسی صحابی کا بہای نہیں بنایا تب حضرت رسول نے کہا انت اخي في الدنيا والدين یعنی تو میرا بہای ہی دنیا اور دین میں غرض لقب صحابی کا بھی واسطی حضرت علی کے کچھ بات فخر کی نہیں ہے اس واسطی کہ حضرت علی واسطی حضرت نبی کے ویسی ہی ہیں جیسا کہ حضرت ہارون واسطی حضرت موسی کے مددگار اور شریک نبوت حضرت موسی کے تھے اور بنسبت صحابہ کے شرعیہ ہی کہ داخل اصحاب وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے صحبت رسول پای ہو اور حالت ایمان میں مرے ہوں اور ایمان کی حالت یہ ہی کہ بدلیل حدیث لَا يُجِبُهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ کی یعنی کہ علی کو دوست نہیں رکھیں گے مگر مؤمن پس صحابی لوگ محتاج خوشی اور رضا مندی اور محبت علی اور ملیت کے تھے اور حضرت علی کا ایمان کچھ محتاج محبت صحابی کا نہیں تھا اور اسید واسطی ہم حضرت علی کو دراصل صحابی سے خارج اور داخل نبوت سمجھتی ہیں اور صحابی کے اصل معنی اسقدر ہیں کہ جو ساتھ ایمان کے حضرت رسول کی صحبت میں تھے یعنی حالی موالی حضرت رسول کے تھے اور حضرت علی تو بجا و رعموی و شہرہ فاطمہ بنت رسول و جزو رسول خدا کے تھے تو ہم حضرت علی کو یکی از اصحاب کیونکر سمجھ سکتی ہیں اور یہ دو شعر میر حسن دہلوی کی بنسبت تعریف صحابہ کے بہت درست ہیں کہ اُس سے یہ بات معلوم ہو گے کہ صحابہ کسکو کہتے ہیں

شعر

| | |
|--|--------------------------------|
| سلام اُن پہ جو اسکے اصحاب ہیں | وہ اصحاب کہیں کہ اجاب ہیں |
| خدا اُن سے راضی رسول کسی خوش | علی اُن سے راضی بتول اُنسی خوش |
| اور علی ہذا القیاس لقب قریشی کا ہی واسطی حضرت علی کے کچھ فخر نہیں ہی کہ حضرت | |

علی البتہ قریشی تو ہیں مگر اسی قریشی میں ہاشمی پوتا عبد المطلب کے بھی ہیں کہ اس
 وجہ سے درجہ لقب قریشی کا نسبت حضرت علی کے حسب محاورہ سرشتہ
 افیون کے بالا در بالا ہو گیا اور قریش میں سے جو حضرت ابو بکر قبیلہ بنی تمیم میں
 ہیں سو چونکہ حضرت ابو بکر ایک مرد بزرگ صفات اور نیک ذات آدمی تھے
 کہ عین اپنی خلافت میں حضرت علی سے اقرار کیا کہ ہم لوگ بطور کارگزاران کے
 ہیں اور تو سوزر اور امیر و بادشاہ ہی اور کہا کہ ہلوگ مثل ستارہ ہای آسمان
 ملک کے ہیں اور تو بدر کامل ہے اور حضرت ابو بکر کا ایک قول یہ بھی ہی الظل
 الی وجہ علی لمحبتہ عبادۃ یعنی کہ نظر کرنا طرف چہرہ علی کے از روی محبت کے
 ایک عبادت ہی سو اس وجہ سے راقم حروف کو ساتھ قبیلہ بنی تمیم کے اسی مقابلہ کا
 انس ہے کہ جیسا قریش میں قبیلہ بنی امیہ وغیرہ تین قبیلہ سے حضرت رسول کو
 نفرت تھی سو بوجہ مذکورہ بالا کے قریش میں بعد قبیلہ بنی ہاشم کے ہم قبیلہ بنی تمیم کو
 بھی مانتے ہیں اور اصل حال شرف و منزلت صحابہ اور حضرت علی علیہ السلام کا
 یہ ہی کیا اگر قرآن پر لحاظ کیا جائے تو قرآن شریف تمام مرتبائید حضرت علی کے ہے
 جیسا کہ حدیث میں واقع ہے القرآن مع علی و علی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ
 علی کے ہی اور علی ساتھ قرآن کے اور اگر حدیثیں سب طرکی وضعی اور غیر وضعی بہ
 روایت حضرت عائشہ اور عبد اللہ ابن عمر وغیرہ کی منظور کر لی جائیں تو کیا شک ہے
 کہ فضیلت حضرت ابو بکر وغیرہ کی اوپر حضرت علی کے ثابت ہی اور اسی وجہ سے
 لقب سنیوں کا جو السنۃ والجماعت ہی بہت حسب حال ہے کہ مدار اس مذہب کا
 سنت یعنی حدیثوں پر اور جماعت یعنی جماعت عام قریشیوں پر ہے مگر جب یہ تمام
 حدیثیں بغور دیکھی جائیں اور روایان کی حالتوں پر یہ رجحانی اور ساتھ اتحاد

طحای علم پر وزیر خیر اور من کت مولا فعلی مولا و انت منی بمنزلہ ہارون
 بن موسیٰ ولحمک لحمی و دمک دمی و انت منی و انا منک
 اور حدیث الملبیت متعلق آیت تطہیر و حدیث آیت مباہلہ وغیرہ احادیث کے
 مقابلہ کیا جاتی تو صاف صاف یہ بات عیان اور نمایان ہے کہ احادیث فضیلت
 صحابہ کی بالضرور ساختہ اور موضوع اور جعل ہیں اور سنیوں کو مجبوری اس بات
 میں ہے کہ کچھ جعل و فریب قرآن میں کر کے افضلیت صحابہ کی دکھلا نہین سکتی ہیں
 اور شک نہین ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر نے عہدہ خلافت کو بہت شایستگی
 سے انجام دیا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ فی الواقع شایستہ عہدہ خلافت کے
 تھے اور بلا خطہ تاریخ و اقدی کے معلوم ہوتا ہے کہ فتوحات شام و مصر وغیرہ
 میں تمام تر تائید و یزوی بطرف خالد و ابو عبیدہ جراح کے تھی اور یہ بات
 حضرت عمر کی خلافت میں واقع ہوئی اور حضرت علی نے جب اون دونوں
 خلافتوں کو قبول کر لیا تو اس جہت سے یہ دونوں خلافتیں صحیح بھی ہو گئیں مگر
 ان خلفائی ثلاثہ کو حضرت علی سے کچھ نسبت نہین ہی کہ حضرت علی ان تینوں
 خلیفوں کے ویسی ہی مولا ہیں کہ جیسی حضرت نبیؐ انکے مولا ہیں اور ان تینوں
 خلیفوں کی مقدم تر خلیفہ ہونے سے حضرت علی کے علوم مرتبت میں کچھ نقصان
 نہین ہے کہ خلافت یعنی حکومت ظاہری کو یہ بات شرف کی واسطی حضرت علیؑ کی
 نہین ہے۔ روضۃ الصفا۔ جب واقعہ عثمان سے تین روز گزر گئی تو مصریوں نے
 حضرت امیر علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہوں حضرت علیؑ فی فرمایا کہ
 بغیر رضامندی صحابہ بدر کے منظوری اس خلافت کی نہین ہو سکتی ہی تب
 مصریوں نے اپنے ساتھ صحابیوں کو ہم داستان اپنا کر کے پھر اس بات کو

عرض کی تب حضرت امیر نے فرمایا کہ بعد میں نے عمر کے ہکو خواہش خلافت کی
 تھی مگر اب ہکو کچھ خواہش نہیں ہے جس شخص کو چاہو خلیفہ بناؤ اور ہم اسکی
 تابعداری کریں گے اور ہماری نزدیک وزارت بہتر ہے امارت سے تب صحابی
 لوگوں نے یہ پراصرار کیا اور حضرت امیر نے کہا کہ بغیر حاضری طلحہ وزبیر کے یہ
 بات نہیں ہو سکتی ہے اور آخر طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت علی نے کہا کہ تم دونوں
 شخصوں سے جس کو آرزو خلافت کی ہو سو اسکی تابعداری ہم کریں گے مگر ان لوگوں
 نے منظور نہیں کیا عرض اول طلحہ نے اور بعد اسکی زبیر وغیرہ صحابیوں نے
 بیعت کی اور حضرت علی نے بطون طلحہ کے نظر کر کے کہا کہ طلحہ واسطی نقص
 یمان اور توڑنے میثاق کے سزاوارتر ہے اور کچھ لوگوں نے مخالفت کی اور نعمان
 ابن بشیر نصاریٰ کئی ہوئی اوکلکی کو نالہ زوجہ عثمان کے اور پیراہن خون آلودہ عثمان
 کو معاویہ کے پاس ملک تمام میں لیگیا اور کچھ بنی امیہ ساتھ ہوئے اور آخر کار
 طلحہ اور زبیر ساتھ حضرت عائشہ کے ملکہ کے حضرت علی سے جنگ جل میں لڑے
 اور شکست کھائی اور اسکی بعد جنگ صفین معاویہ کی ہوئے۔ راسی راقم۔
 اسوقت میں بھی جو حضرت علی خلیفہ بنائی گئے سو کسی نے حدیث میں کنت مولا
 فعلی مولاہ کو یاد نہیں کیا اور حضرت علی کو جو ایسے وقت پر اختلال میں لوگوں نے
 خلیفہ بنالیا سو اس بات میں کسی کا کچھ احسان نہیں ہے کہ ہزاران کسان بلوائیاں
 مصر وغیرہ کے موجود تھے اور وہ ایسا وقت شور و شر کا تھا کہ اگر اسوقت میں
 معاویہ خلیفہ بنایا جاتا تو باحتمال غالب وہ بھی اس خلافت کو اسوقت میں ورزا
 مدینہ میں مقبول نہیں کرتا اور یہ صرف حضرت علی کی حرات اور ہمت تھی کہ اسیں
 خلافت کو منظور کر لیا اور بنی امیہ وغیرہ قریشیوں کو جو حضرت علی سے گیزان تھے

درحقیقت یہ خلافت حضرت علی کے منظور نہیں تھی اور انجام اس خلافت کا یہ ہوا کہ اس زمانہ خلافت قبول کرنے سے جو شہ نہ ہجری میں قبول کیا تھا تا آخر وقت جناب امیر کے جو شہ نہ ہجری میں شہادت آپ کی ہوئی تمام عمر آپ کی مکتدر کئی اور شاہ عبدالحق صاحب جو شرح حسین حدیث میں کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہ بات لکھتی ہیں کہ اگر اس حدیث سے خلافت مراد ہو تو خلافت بلا فصل کیا ضرور ہے اور حضرت علی نے آخر کو تو خلافت پائی سو یہ بات محض ملتح اور بطور ابلہ فریبی کے ہے اس واسطی کہ حضرت علی کو کسی نے اس حدیث کو یاد کر کے خلیفہ نہیں بنایا ہو بلکہ یہ مقتضا اس وقت کے شور و شر کا تھا کہ جو حضرت علی خلیفہ بنای گئے اور جنگ ہو سکا سو حضرت علی خوب تنگ اور حیران کئے گئے

| | |
|---------------------------|---------------------------|
| عجب بد فطرت و ناپاک بودند | کہ در حجب علی تقصیر کردند |
|---------------------------|---------------------------|

اور جس طرح کہ جنگ جبل عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا اور جنگ صفین معاویہ کا واقع ہوا سو یہ سب حالات تاریخی ایسے ہیں کہ انکا ذکر نہ صرف ملال انگیز ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقت تا وقت شہادت حسین کے بلا کے ایسا پر فتنہ اور پر شہوب تھا کہ گویا سب لوگ مخالفت اور استیصال خاندان نبوت میں مصروف و مشغول تھے اور یہ جو صلہ صرف علمای اہلسنت کا ہی کہ دونوں جنگ جبل اور جنگ صفین کیواسطی مسئلہ خطائی الاجتہاد کا اپنی طبیعت سے ایجاد کریں اور اس میں کیا خطا اجتہاد ہی کہ خود حضرت عائشہ اُقتلوا القتل کہہ کر کے لوگوں کو براہ انگیزتہ کریں اور حضرت عثمان کو کافر کہیں اور پر حب قتل عثمان کا ہو تو بوقت پھرنے بطرف مدینہ کے حال قتل حضرت عثمان کا دریافت کر کے پوچھا کہ خلیفہ کون شخص ہوا اور بحر و سنی امام حضرت علی کے کہا کہ اب ہکوم مدینہ جای اقامت نہیں ہی اور

اسی جگہ سے مکہ کو چھو کر کے سامان لڑائی کا شروع کیا پس سخن بے پردہ یہ ہی کہ
حضرت عائشہ کو حضرت علی سے کمال درجہ عداوت تھی آئندہ سنیوں کو اختیار ہو
کہ ایسی بی بی کو لقب صدیقہ کا دیکر کے انکی حدیثیں دربارہ افضلیت اصحاب
ثلاثہ کے منظور کریں اور طلحہ اور زبیر کا حال یہ ہی کہ اوائل خلافت میں حضرت
علی کے حکومت بصرہ و کوفہ کی حضرت علی سے طلب کی تھی اور حضرت علی نے کہا
کہ تمہاری پاس رہنی سے حکومت ہی اور جب تم جدا ہو جاؤ گی تو ہم مشورہ کس سے
کریں گے اور اس بات سی یہ دونوں صاحب ملول ہو کر کے حضرت عائشہ سے
جاملی اور مشورہ اور بند و بست کر کے اور تہمت بے بنیاد خون عثمان کی قائم
کر کے سر اٹھایا مگر بہ حال انجام ان دونوں صاحبوں کا بخیر ہوا کہ آخر کو محبت
سی باز آ کر کے بیعت از سر نو کی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زمانہ تا خلافت یزید کے
منافقوں سے معمور تھا اور وہ حدیث پیغمبر خدا کی ہکاو برابر یاد آتی ہے کہ جو حضرت
رسول نے اپنے مرض الموت میں فرمایا تھا انی لا اخاف علیکم ان تشرکوا من بعدی
ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الی الدنیا فتقتلوا و تہلکوا
یعنی نہیں خوف ہی مجھ کو تم لوگوں کی کہ شرک کر دے تم لوگ بعد میری مگر مجھی خوف اس
بات کا ہی کہ رغبت کر دے تم لوگ بطرف دنیا کی پس جنگ و قتال کر دے آپس میں
اور ہلاک ہو گے تم لوگ سو بلا حظہ حالات جنگ حمل اور جنگ صفین کی تمام تر نصیحت
اس حدیث پیشین گوئی کی ہوتی ہی اور یہ شعر خواجہ حافظ شیراز کا بہت مناسب ہے

شعر

| | |
|---|------------------------------|
| ستا بیعت بمنافق چہ میکنے بگذر | زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار |
| اور جن صاحبوں کو فن تاریخ میں مناسبت ہی سو انکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی | |

کہ مورد اس لفظ منافق کے ابتدا سی کون کون لوگ ہیں اور استعمال لفظ منافق کا بہت دشمنان علی کے بہت درست ہی از روی حدیث لایحہ الامومن ولا یبغضہ الامنافق کے یعنی کہ نہیں دوست رکھیں گے اس علی کو مگر نمومن اور نہیں بغض رکھیں گے اس علی سے مگر منافق اور شک نہیں ہے کہ سنیاں تفصیل اشخیں کے بھی اگر خوب تنگ کر کے پکڑے جائیں تو جواب یہی ہو گا کہ ان ہکو بھی محبت علی کی ہے مگر محبت کیواسطی انارات اور نشانات ہوتے ہیں یک یہ کہ ہر شخص اپنے دوست کی دشمن سے علیگی چاہتا ہے نہ یہ کہ دوست کے دشمنوں کی حمایت کرے اور ایک خاص نشانی یہ ہے کہ دوست کے ذکر میں خوش ہو نہ یہ کہ دوست کے ذکر میں رنگ چہرہ کا اور ڈجای۔

شعر مولانا روم

این زمین را آسمانی دیگر است مرد این رہ را نشانی دیگر است
اور اس عرصہ میں ایک خط جناب مرزا محمد حسن صاحب میس بجا گلیو محلہ حمہ آباد
کا بڑے خوش و تپاک کا بیونچا کہیں ایک قصیدہ دعائیہ بھی بحق مولف کتاب
ہذا کے لکھا ہے کہ بنظر یادگار و امید قبولیت درگاہ باری تعالیٰ کہ اس جگر نقل کیا جاتا ہے

قصیدہ

| | |
|---|--|
| مرجا گویم ترا این طرفہ کاری کردہ از علی وفا طمہ تا حمدی آخر زمان از حنیض دہر دون او جب بگردون از حدیث و آیت این تالیف تو چون شد دلیل خوش بختی و مستی خوش ببردی روزگار | با خدا و مصطفیٰ خوش ساز کاری کردہ حق بختی و ادی و باطل را تو خوازی کردہ با علی در باغ جنیت تو قراری کردہ در رہ حق و یقین مشعل گذارے کردہ در زمین و آسمان خوش یاد کاری کردہ |
|---|--|

| | |
|--|---|
| اندرین چون مدح آن دلدل سوار کرده فادخلی فی جنتی کاین عمده کاری کرده میکنند از دل و غمانت گذاری کرده مونس معصومیان رحمت جواری کرده | از پی تحریک این دستت بموسد جبریل در جزای این غل می آید از غیبت ندای با حسن خسته که داری گوشه خاطر لطیف یاز بادت آسمان حافظ خدایت جاودا |
|--|---|

اور فی الحال ایک دوسرا خط سید اقبال حسین صنا ابن سید امداد علی ابن سید
حسن علی ابن سید حسین متوطن موضع حسن گنج کھجی پر گنہ بیاض صلع شاه آباد
مقام چوکی کمان صلع سارن سے پہونچا کہ وہی بلا خطہ محبت و تپاک لگی نقل کیا جاتا ہر

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نبستعین و فضل علی محمد و آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرین — بیت
ای شان حیدری ز جبین تو آشکار نام تو در نبر و کند کار تو و الفتار

جناب بہایت مآب ناصر طریقیہ امیہ اطہار - حامی ملت سید ابرار - محب و اتق حید
کرار - عابد شب زندہ دار - مولانا سیدنا البری عن الشیین - السید محمد وحید الدین حسین
خان صاحب بہادرتخلص آزاد مدظلہ العالی اضعف العباد و محتاج بشفاعت سبطین
کمترین سید اقبال حسین ابن مرحوم سید امداد علی ابن مغفور سید حسن علی بن السیدین
حشر ہم امدع الحسین تسلیم بالوف تعظیم بصد تمنا ی قد مبوس کہ فخر خود میدانم
اگر میر آید طوطیا چی چشم خود سازم - میرساند کہ قبول افتد ز ہی عرو و شرف x
الحمد صد کہ درین زمانہ پر آشوب همچون ذات قدسی صفات رایگی از معنات می پندارم
چرا کہ اگر درین دارنا پندار مثل جناب فیض الکتاب حق گو و انصاف پسند چند کس نبود
بخدا سوگند کہ تاریکی جهان و جہانیاں سرگز نمی ماند — کہ اقامت
ہزار شکر خداوند قادر و قیوم — کہ بخود ذات و جید بہت ناصر معصوم

چون بسال گذشته شهره عام کتاب در حد آخرت نیک تصنیفی جناب الا
شیدم - بهزاجست و جو یافتیم - بغور تمام دیدم - و موزونی طبیعت حق طوبیت
بندهگان عالی راصد آفرین ها خواندم به یقین دانستم که فی شبه آخرت نیک لراقمه
آخرت نیک شد جناب وحید زانکه کردی تو مدح شایه شوسید

امسال روزی نشسته از شفیع رفیق جناب میر ابو الحسن صاحب حرسم الله
عن الشرم لفتن یکے از رئیس ثنا عشری مستفسر حال خیریت مال عدالت خصال بود
که مرده تازه تالیف کتاب ثانی (حد تحقیق بمشرب بنی شیدم بس مشتاق شدم
چنانچه بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب مطاب معلی القاب مولانا مقتدا - معظم
فی الدارین السید احمد حسین صاحب قبله دام ظله از جناب عالی طلبیدم - من چه
گویم که آنجناب بحد تحریر این حقیر بر هکند و فور شفقت بزرگان و توجہات کرد یانه
اولا تا صفحه ۲۱، ۳۴ و ثانیاً تا صفحه ۱۴۴ م عنایت فرمودند بخیر البس ربین
منت شدم - بلا خطه تمام معاینه کردم - سبحان الله چه خوب داد انصاف داد
و عدل نوشیر وانی را کار فرموده اند - بالتحقیق این کتاب حد خاتمه تحقیق - بلکه خپین
فیصله فی نظیر ناطق شده که استر دوش شدن نمی تواند عند الله با جور و عند الناس شکو

لراقت

زانکه کردی تو وصف اسد الله چون نباشد که این همه باعث
جوش ولای حضرت مولای مشکلاک اسد الله غالب علی کل غالب است شک
نیست که آنجناب در صالح المؤمنین اند و حشر حضور با ائمه کبیر علیهم السلام خواهد شد
چنانکه بتاید تحریر بن بشارت خواب است که تعبیرش از بیت ذیل هوید است لراقمه
بنی و علی هر دو را ضعی شدند بشارت چنان مے دهد ای وحید

شهره آفاق کتاب مستطاب جناب فیض مآب با کلمات عالم عموماً و درین اطراف
 خصوصاً چنین شده که جوق جوق مسلمانان حق پسند و انصاف بین براسے
 معاینه اش می آیند و بکمال جوش و لهامی بنیند بخدا و عامی دهند که غفره الرحیم
 جناب عدالت مآب و حیدر العصر فرید الدهر از او دایم طلبه حق پسند و
 مزاج را درین سنجی سرای از شر حاسدان و کوته اندیشان محفوظ و آنچه که
 باید از آن محفوظ و محبت اممه معصومین تحکیم و قایم دارد و در آن عالم بالا هم جای
 صدر اعلیٰ نصیب فرماید آمین آمین گفتم ایها الناس محبت علی جزو ایمان است
 پیغمبران را هم فخر پس کسیکه محبت علی ندارد و حیدری نیست - بنده خدا نیست
 چنانکه قول شاعر

بے مرتضیٰ رسولون کی پیغمبری نہیں | وہ بنده خدا نہیں جو حیدری نہیں

ولیکم

ای دل حبسی وسیله مشکلات نہیں | تا حشر اسکی درد کی ہرگز وہ نہیں

الحق ما شأنا اند درین حد تحقیق آنچه کہ حق انصاف بود باشد لال معقول بر این قاطع
 احقاق حق فرموده اند - مرا یقین کامل است کہ ازین کتاب متبرکہ بسیاری کسان
 کہ در کوچہ ضلالت افتاده اند براہ راست خواهند آمد - لکھنؤ

حقا کہ حق پسندی و حق البیان شدی | اسی خضر ہنمای رہ گمراہ شدے

لاریب بصلہ این داد حق پسندی و ولای مولای مشکلات جناب اسد اللہ غالب
 علی کل غالب بر ہمہ غالب و بہر دو جهان سرخرو خواهد داشت آمین رب العالمین لکھنؤ
 و حیدر العصر فرید ہر شدی آزاد | کہ روح مرتضوی را تو گرد و پیش او

ما بی بضاعت و ذرہ ہمقدار راجہ یار کہ ببحر آب جناب لب کشایم و چہ جاسے

کہ خود تمامی عالم مداح آنجناب انصاف پسند است چونکہ سن ہم کی از ہی خواہ بندگان
والا ہستم و بہر حال شکر گذاری مرالازم بلکہ واجب بنا بر مختصر سطر چندان عرض دان
شدم۔ برای بقیہ اجزائیں مشتاق ام۔ مرا یقین است کہ ہر گاہ کل طبع خواہد
ضرور خود حضور مرحمت خواہند فرمود۔ اگر حقیر را یکی از خادم ورم نا خریدہ خود
تصوریدہ صرف از امر مجہدیت مزاج سامی بذریعہ سرفرازانہ عالی مطلع و ممتاز
فرمانید بعد از شفقت بزرگانہ نخواہد شد بل فخر و مباهات خود خواہم پنداشت
ختم می کنم این عرض مختصر را باین دعای آخر کہ جل شانہ با ایمید می بخشور گرداناد بالنون و

السلام

ندای غیبی اقبال را این رسید کہ خلد برین شد مقام و جید
رباعی تاریخ و وصول کتاب لا جواب گر چہ قابل ملاحظہ جناب نیست الا این سرمایہ
کم مایگان است اگر مقبول گردوز ہے فخر خود دانم

رباعی

تکملو تو بنے نے بخشا
تکملو تو غلے نے ہے دیا
کیا و صفت کردن تیرے رقم
کیا حب ہدی باغ ارم

رباعی دیگر

تم تو عادل ہو ۛ تم تو کامل ہو ۛ
حق کے طالب ہو ۛ مر جبا غالب ہو ۛ
غزل منقبت از سید امداد امام متخلص باثر سیر اکبر و حید الدین آزاد مولف کتاب
ہذا کہ جسکے ملاحظہ سے معلوم ہو گا کہ خدا کے فضل سے ہم دونوں باب بیٹا ایک ہی
اعتقاد کے ہیں اور اندر لو اسے محبت حیدری کے زندگی کرتے ہیں

غزل منقبت

| | |
|--|---------------------------------|
| سرو رکون و مکان شاه سلام عليك | قاسم ناز و جهان شاه سلام عليك |
| مالک کرم نایب شاه امم | بادشاه انس و جان شاه سلام عليك |
| ضیغم وین خدا حیدر خیر کشتا | داغ نه سر کشتان شاه سلام عليك |
| شافع روز جزا ہادی ہر دوسرا | چارہ بیچارگان شاه سلام عليك |
| حیدر صفدر نقب سرو عالی نسب | فخر شہمان جهان شاه سلام عليك |
| دافع داغ الم داروی ہر درد و غم | مرہم خستہ دلان شاه سلام عليك |
| سفتی دین خدا حاکم ملک رضا | حق ز کلامت عیان شاه سلام عليك |
| زینت بزم نبی فخر نبی و دلے | شمع شبستان جان شاه سلام عليك |
| مقصد و مقصود ما شاہد و مشہود ما | نام تو در زبان شاه سلام عليك |
| لحم لحمی منے گفت تر ایا علی | ہستی مرا جان جان شاه سلام عليك |
| صاحب منبر توئی مالک قبر توئی | سرو ہر دو جهان شاه سلام عليك |
| منظر ذات خدا جلوہ دہ انبیا | فخر شہ مرسلان شاه سلام عليك |
| خالق کون و مکان کردنایت بیان | چون نشوم مدح خوان شاه سلام عليك |
| بخش عشق خدا این اثر مردہ را | زندگی جاودان شاه سلام عليك |
| انتخاب اشعار از مثنوی سید امداد امام اثر مذکور | |

| | |
|----------------------------|---------------------------|
| چون نہ نام در غم عشق علی | افتخار ہر نبی و ہر ولے |
| الفت حیدر ہمین اسلام ما | نام پاک شاه زیب کام ما |
| ورد ہا دار و دل شیدا ای من | زین سبب این گریہ شبہای من |
| عاشقی پیدہ است از زارے دل | نیست بیماری جو بیمارے دل |

عین ایمان مست عشق مرتضیٰ
 دشمن مولیٰ است کور و بے بصر
 دشمنان را نام مولیٰ جان گز است
 ننگ و حاسد بسوے بوترا ب
 رتبه حیدر برون از فہم ماست
 از اہانت کم نگرد و شان او
 کفر بہتر از چین دین خراب
 توبہ توہین علیٰ پرداختی
 رتبه حیدر چہ دانی اسے غبی
 باعدو مرتضیٰ دارے ولا
 تو بفضل مرتضیٰ داری سخن
 آن گبن بہ از ہزار ان شامیان
 این شقاوت شیوہ اسلام نیست
 ابن ظلم شرم دارد زین گروہ
 آدم کنون بہ مدح بوترا ب
 ہل اتی وارد شدہ در شان او
 زور بازوے جناب مصطفیٰ
 دوش پاک مصطفیٰ معراج او
 شیر نر حیدر لقب خیر کشا
 عالم علم بنے و باب علم

نور بخش دیدہ مرد خدا
 ہچو اعمیٰ میزد سوے سفتہ
 دوستان را نام مولیٰ جان گز است
 شپرہ بندہ روے آفتاب
 رتبه دان او جناب کبریاست
 سجدہ گاہ اولیا ایوان او
 کاندراں رکن ست بغض بوترا ب
 رتبه شاہ نجف نشناختہ
 تو بسوے معنی صم شدی
 یاندانی معنی شرم و حیا
 مدح حیدر میکند ستر گبن
 آن گبن بہ از چین اسلامیان
 بر چین فہم و ذکا باید گریست
 پیش بے عنوانی شان پرستہ
 نور اور روشن ز نور آفتاب
 خالق کونین مدحت خوان او
 افتخار اولیا و انبیا
 گوہر عرفان زیب تاج او
 خلیفہ حق شمسوار لاسفتمہ
 مصدر جود و سخا و صبر و حلم

جانشین حضرت خیر المورسے
 دین حق را آمد و روشن دلیل
 از ہمہ بعد ہمیشہ برتر است
 سرور خیل انجمنه بوالحسن
 زوج پاک حضرت خیر النساء
 یا علی تو دوزخ سے و کعبہ صدف
 جان و تن دادہ براہ ارتضا
 از ہمہ بنیم جدا انداز تو
 ایمن از مکر شیاطین و غسل
 تو سر اسر جان را جانے علی
 چون ز مدحت بر سر انکار شد
 تاز ما باشد جواب شافی

سرور دین شافع روز جزا
 ذات پاکش منظر رب جلیل
 بعد پیغمبر ہمہ را سرور است
 داخل آل عبا و پنجستن
 ہم وصی و ہم انیس مصطفی
 از تو دار دنیا علی کعبہ شرف
 بت شکن ہستی بت پندار را
 رجعت خورشید از اعجاز تو
 تو همان نور سے کہ بودی در ازل
 تو سر پاستر بانی علی
 دشمن تو در دو عالم خوار شد
 حاسدان گویند مار را را نفعی

فصل ۸۶

اس فصل میں بعض کلمات قدسیہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب
 علیہ السلام کے جلد سیوم روضۃ الصفاسی منقول ہوئے ہیں کہ جس سے
 فضائل ذاتی آپ کے نمایان ہیں اور آپ کے ارشادات کا حال یہ ہی کہ ضرر
 قال نہیں بلکہ خود حال آپ کا ہے یعنی کہ قول و فعل آپ کی ہمعنان ہیں۔
 مَنْبَرُ الدُّنْيَا أَوْ لَهَا عِمَا وَ أَخْرُجْنَا فِي حِلَالِهَا حَسَابٌ فِي حَرَامِهَا
 عَذَابٌ مِنْ صَحَّ فِيهَا آمِنٌ وَمِنْ مَرَضٍ فِيهَا تَدْمٌ وَمِنْ اسْتَنْفَ
 فِيهَا فِتْنٌ وَمِنْ سَاعَاتِهِ وَمِنْ نَظَرٍ فِيهَا الْهَمَّةُ

ترجمہ دنیا جو ہی سوا اول اسکا رنج و تر دو ہے اور آخر اسکا فناء ہے
 حلال کا اُسکے حساب ہوگا اور حرام پر اُسکی عذاب جو شخص کہ صحیح رہتا ہو
 اس میں سو بفکر ہو جاتا ہی یعنی حالت صحت و مندرستی میں کچھ فکر و اندیشہ اپنی
 نماندہ رستی کا نہیں کرتا ہی اور جب بیمار پڑتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے یعنی صحت
 سے گویا ناامید ہو جاتا ہی غرض کہ دونوں حالت صحت و مرض میں خیالِ نیندہ
 نہیں کرتا ہے اور جو شخص کہ محتاج ہو جاتا ہی سو فتنہ میں پڑتا ہی یعنی کچھ تیز
 حلال و حرام کی باقی نہیں رہتے ہے اور جو شخص کہ پیچھے دوڑتا ہی اُس دنیا کے
 سودِ دنیا اسی فوت ہوتی ہے اور جو شخص نظر التفات کرے اُس پر وہ دنیا اُسکو
 غافل کر دیتی ہے **مسلم** فرضُ اللہ تعالیٰ الایمان تطہیراً من الشریک والصلوة
 تنزیہاً عن الکبر والزکوۃ تشبیہاً للرزق والصیام ابتلاءً لا خلاص الخلق والحج تقویۃ
 للذین الجہاد عن الاسلام والامر بالمعروف مصلحة للعوام والنہی عن المنکر وعا
 لسفہاء والقصاص حقاً للدماء و ترک شرب الخمر تحصناً للعقل و ترک الزنا
 تحصناً للنبی و ترک اللواطۃ تکشیراً للنسل و بقاءہ
 ترجمہ فرض کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بنظر پاک کرنے کے شرک سے اور نماز کو
 بنظر منترہ کرنے کے کبر سے یعنی نماز سے تعلیم عاجزی کی ہی اور فرض کیا اللہ نے
 زکوۃ کو بنظر زیادہ کرنے رزق کے یعنی بذریعہ زکوۃ کے محتاجوں کو نبی روز
 پہنچ جاتی ہے اور فرض کیا اللہ نے روزہ کو واسطے امتحانِ خلوص عمل کے
 یعنی روزہ رکھنی سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بندہ حکمِ خدا کو مانتا ہی کہ سببِ تابعداری
 بمعوک پیاس کو سہتا ہی اور فرض کیا حج کو بنظر قوتِ دینی دین کے کہ جس سے
 مسلمان لوگ ہر سال ایک بار مکہ میں جمع ہوں اور انکی آپس کی ملاقات اور

ادا می ارکان سے دین کو قوت ہو اور قرض کیا جہاد کو واسطے عزت دینی اسلام
 اور فرض کیا ابر بالمعروف کو یعنی سکھلائی کو شرعی باتوں کے بنظر مصلحت عوام کے
 کہ عوام لوگ کو خود احکام شرعی پر اطلاع نہیں ہو اور فرض کیا نہی عن المنکر کو یعنی
 منع کرنے کو برے کاموں سے واسطے لانے بیوقوفوں کے بطرف ہدایت کے یعنی
 برا کام کرنا کہ جبکا انجام عذاب ہو ایک کام بیوقوفی کا ہے کہ اپنے فعل سے وہ
 خود آپ مبتلا ہی عذاب ہو تا ہو اور فرض کیا قصاص کو یعنی خون کرنے کو بدلے
 میں خون کے بنظر حفاظت خونوں کے یعنی بخوف ماری جانے بدل ایک خون کے
 لوگ خون کرنے سے پرہیز کرینگے اور فرض کیا چوڑ دینے کو شراب خوار کی واسطی
 حفاظت عقل کے کسو واسطی کہ خمر کی تعریف یہ ہے کہ الخمر ما یخمر به العقل یعنی خمر وہ
 چیز ہے کہ جس سے خمر یعنی جوش آتا ہے عقل میں اور فرض کیا ترک زنا کو بنظر حفاظت
 نسب کے یعنی اگر زنا جائز ہو تو نسب ضایع ہو یعنی زنا سی جو پیدا ہو سو کیا معلوم
 ہو سکتا ہے کہ اسکا باپ کون تھا کہ حساب نسب کا باپ کی طرف سے ہو اور فرض کیا
 ترک لواطت کو بنظر زیادہ ہونے نسل اور باقی رہنے اسکے یعنی لواطت میں جو
 مادہ کہ مرد سے نکلتا ہے سو اس سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہو سکتی حالانکہ شہوت
 جو دی گئی ہو سو اس سے مقصود یہ ہے کہ نوع انسانی بڑھے اور قائم رہے
مسئلہ الناس خوف الذل فی الدنیا ترجمہ آدمی لوگ
 بوجہ خوف ذلت کے ذلت میں پڑتے ہیں مثلاً بدن پر کپڑا نہیں ہو تو واسطی منع
 کرنے اس ذلت کی ذلت سوال کرنے کو قبول کرتے ہیں حالانکہ کپڑا بہم پہنچانا
 اپنی اچھے کی کوشش ہی جاہلییہ ہے

ہر کہ نان از عمل خویش خوبد | منت حاتم طائی نہرد

نمب طوبی لمن ذکر المعاد وعمل للحسنات قنع بالكفاف ورضی عن الله تعالى
 ترجمہ مبارک ہو وہ آدمی جو یاد رکھے معاد یعنی جای عود کو اپنے اور عمل کرنے کو
 نیک کاموں کے اور قناعت کرے روزے معین پر اور راضی رہے خدا سے
نمب اعنی الغناء العقل اکبر الفقر الحُمق واوحش الوحش العجب
 واکرم الحسب حُسن الخلق ترجمہ سب سے بڑہ کر کے دو لمندی عقل ہے
 یعنی عقل بڑی دولت ہو اور سب سے بڑہ کر کے فقر حماقت ہو یعنی احمق آدمی
 ہر کام میں اپنے محتاج ہو اور سب سے زیادہ تر وحشت عجب یعنی خود پسندی ہو
 یعنی خود پسند آدمی سب سے بڑہ کر کے وحشت کرتا ہو اور بزرگترین حسب یعنی بزرگترین
 صفت ذاتی حُسن خلقی ہو۔

نمب الغنی فی الغربة وطن والفقر فی الوطن غربة
 ترجمہ غنی آدمی مسافرت میں وطن میں ہو اور فقیر آدمی اپنے وطن میں
 مسافرت میں ہو۔ بیت

| | |
|------------------------------------|--------------------------------------|
| منعم بکوبہ و دشت بیابان غریب نیست | ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خواہ گاہ سبخت |
| و ان را کہ بر مراد جهان نیست دسترس | در زاد بوم خویش غریب است ناشناخت |

نمب رفوت الحاجة أهون من طلبها الى غير أهلها
 ترجمہ رفوت یعنی حاصل نہونا حاجت کا آسان تر ہو طلب کرنے سے
 اُس حاجت کے ایک شخص نا اہل سے۔

نمب لا مال انفع من العقل ولا وحش من العجب ولا عقل
 كالقديرو ولا كرم كالنقوى ولا قرين كخلق الخلق ولا مديان كالادب
 ولا قائد كالنوبيق ولا تجار كالعمل الصالح ولا ربح كالنواب ولا وسرغ

کالوقوف عند الشبهة ولا زهد كالزهد في الحوام ولا علم كالعلم
 ولا عبادة كاداء الفرائض ولا ايمان كالحياء والصبر ولا حسب
 كالتواضع ولا شرف كالعلم ولا عزم كالحمل ولا مظاهره اوثق من مشاورة
 ترجمہ کوئی مال نافع تر عقل سے نہیں ہے یعنی عقل بڑی دولت ہے اور کوئی
 تنہائی خوشی تر عجب یعنی خود پسندی سے نہیں ہے کہ جس سبب سے عجب والا آدمی
 ہمیشہ حالت تنہائی میں اور لوگوں سے الگ تہلک رہتا ہے اور نہیں کوئی عقل پر
 مثل تدبیر یعنی دور اندیشی کے اور نہیں کوئی کرم یعنی بزرگی اور کرامت پر مثل
 تقویٰ کے اور نہیں کوئی ساتھی پر مثل حسن خلق کے کہ خوش اخلاق آدمی کا
 سب لوگ ساتھ دیتے ہیں اور نہیں کوئی میراث یعنی ترکہ مثلاً ادب شایستگی

ادب تا جلیست از لطف آتی | بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہیں کوئی راہبر ہی مثل توفیق کے یعنی توفیق اپنی مراد تک پہنچا دیتی ہے اور
 اور نہیں کوئی تجارت پر مثل عمل نیک کے یعنی عمل نیک میں کچھ خسارہ نہیں ہے
 اور نہیں کوئی نفع پر مثل ثواب کے اور نہیں کوئی پرہیزگاری پر مثل توقف
 کر جانے کے وقت شبہ کے یعنی کسی چیز کے حلت میں جو شبہ واقع ہو تو اسکی
 قبول کرنی سی بھی باز رہی یعنی مال شبہ کا بھی قبول نہ کرے اور نہیں کوئی زہد
 مثل زہد حرام کے یعنی حرام سے بالقصد اپنی کو بچاوی اور نہیں کوئی علم پر مثل
 تفکر یعنی سوچ و بچار کہ سوچ و بچار سے علم قوی ہوتا ہے اور نہیں کوئی عبادت
 پر مثل ادائی فرائض کے اور نہیں کوئی ایمان پر مثل حیا اور صبر کے اور نہیں
 کوئی حسب یعنی صفت ذاتی پر مثل تواضع کے اور نہیں کوئی شرافت پر مثل
 علم کے یعنی آدمی کو علم سے بڑا شرف ہے اور نہیں کوئی عزم یعنی استقلال طبع پر

مثل حلم کے اور نہیں کوئی مدد و پشت پناہ ہو مضبوط تر مشورہ سے۔

نہ ۹ اضافۃ الفرصۃ غصۃ ترجمہ بڑا دینا فرصت کا رنج اٹھانا ہر سے

وقت ہر کار نیکدار کہ نافع نہ بود نوشتہ دارو کہ پس از مرگ بسہراب بند

نہ ۱۰ من اعطی اربعاً لم یجرم اربعاً من اعطی الدعاء لم یجرم الا جابت من

اعطی التوبة لم یجرم القبول ومن اعطی الاستغفار لم یجرم

المغفرة ومن اعطی الشکر لم یجرم الزیادة ترجمہ جس شخص کو

عطا ہو میں چار چیزیں نہیں محروم رہیگا وہ شخص چار چیزوں سے جو شخص کہ عطا ہوئی

اُسکو توفیق دعا مانگنی کی نہیں محروم ہوگا وہ شخص قبولیت سی اُس دعا کی اور جو

شخص کہ عطا ہوئی اُسکو توفیق توبہ کرنے کی نہیں محروم ہوگا وہ شخص مقبول ہوتی

اُس توبہ کے اور جس شخص کو توفیق دیکھی استغفار یعنی مغفرت مانگنی کی سو نہیں

محروم ہوگا مغفرت سی اور جس شخص کو توفیق دیکھی شکر کر نیکی سودہ نہیں محروم ہوگا

زیادتی سے کہ شکر موجب مزید نعمت کا ہو۔

نہ ۱۱ من یعط بالبد القصیۃ یعط بالبد الطوبیۃ

ترجمہ جو شخص کہ بخشش کرے اپنے چھوٹے ہاتھ سے سو اُسکو دیا جائیگا بڑے

ہاتھ سے یعنی جو شخص کہ تھوڑی مقدار پر خیرات کرے سو اُسکو بہت کچھ دیا جائیگا

وہ در دنیا وسعت اور آخرت۔

نہ ۱۲ اصْدِ قَوْمَكَ ثَلَاثًا وَعَدَاءَكَ ثَلَاثًا مَا صَدَّقَكَ فَصَدِّقْ

وصدِّقْ صَدِّقَكَ وَعَدُوَّكَ وَاَمَّا اَعْدَاءُكَ فَعَدِّدْ

وَعَدُوَّكَ وَصَدِّقْكَ وَصَدِّقْكَ وَكَتَرِجْمہ دوستان تمہاری تین ہیں

اور دشمنان تمہاری تین ہیں لیکن تفصیل دوستوں کی یہ ہر کہ دوست تمہارا اور

دوست تمہاری دوست کا اور دشمن تمہاری دشمن کا سو یہ سب لوگ داخل
دوستان کے ہیں اور تفصیل تمہاری دشمنوں کی یہ ہر کہ دشمن تمہارا اور دشمن
تمہاری دوست کا اور دوست تمہاری دشمن کا کہ یہ سب لوگ داخل دشمنان ہیں
خاکری کے کہ بذریعہ عداوت معاویہ کے جو دشمن حضرت علیؑ تھا ہم بھی داخل دوستان
علیؑ کے سمجھے جائیں کہ یہ اخیر درجہ دوست کا بھی ہماری نجات کیواسطی بہت
کافی ہو اور بنیان معاویہ شاہی اپنی خبر لین کہ بذریعہ دوستی معاویہ دشمن علیؑ
کہیں داخل دشمنان کے نہ ہو جائیں۔

تمسب ۱۱ مودۃ الاہل باقراتہ بین الانباء والقلوب احوج الى المودۃ من المودۃ الى القربۃ
ترجمہ محبت باب دادون کی ایک قرابت ہے فرزند و نسب یعنی باپ دادون کو
اگر تم محبت سی یاد کرو گے تو تمہاری فرزند لوگ بھی تمہارے محبت یاد کر نیکی میت
تو بجای پدر چہ کر دے خیر کہ ہمارے شہم از پسرداری
اور قرابت محتاج تر ہر طرف محبت کے نسبت اس بات کے کہ محبت محتاج قرابت
کی ہو یعنی قرابت محتاج محبت کی ہو مگر محبت محتاج قرابت کی نہیں ہے۔

تمسب ۱۲ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا لو سدا علی رجل
باب و ترک فیہ من این کان یا تہ سدا فہ یعنی اگر سدا کیا جائے دروازہ اوپر
ایک آدمی کے اور چھوڑ دیا جائے وہ اسی مکان میں پس کہا نسی آویگی روزی سدا
حضرت علیؑ نے جواب دیا میں حیث یا تہ آجل۔ یعنی اسی طرح روزی آویگی
کہ جس طرح موت اسکی آویگی۔

تمسب ۱۳ ما احب من تواضع الاغنیاء للفقراء طلبا لما عند الله واحسن منه تكبر
الفقراء علی الاغنیاء انکالا علی الله ترجمہ کیا خوب ہو تواضع کرنا امیر و نکا

غریبون سے تہلش اس چیز کے کہ جو خدا کے پاس ہو اور اس سے بھی خوب تر ہو
 نہ ورنہ فقیروں کا امیر و نئے بنظر تو کل کرنے اور خدا کے اور صاحبِ فضلہ الصفا
 لکھتے ہیں کہ بیانِ حکمتوں اور خطبے اور نصیحتوں کے حضرت علی بعد پیغمبر خدا کے
 افسح الفصحی ہیں اور کلمات آپ کے حدود و شمار سے افزون ہیں مگر چونکہ یہ کتاب
 روضۃ الصفا کی فن تاریخ میں ہے اس واسطے اس قدر پرکتفا کیا گیا اور حال یہ ہے
 کہ ملا محمد ابن خاوند شہاہ مصنف کتاب روضۃ الصفا کا ایک بڑا عالم شخص ہے
 اور ہم نامتر ساتھ اس کی ہم اعتقاد ہیں کہ صاحب روضۃ الصفا کو اصحابِ ملتہ اور
 حضرت غیاثیہ اور علیہ اور زبیری کی کچھ کاوش نہیں ہے مگر اس شخص کو نامتر گردیدگی
 ساتھ حضرت علی اور تمام اہل بیت اور وہ امام کے ہے اور معاویہ سی اس
 شخص کو کہاں نصرت ہے غرض کچھ شک نہیں کہ مصنف روضۃ الصفا کا ایک
 شخص توفیقِ عینیت مذہب کا اور نہایت صاف و پاک مشرب کا ہے اور دیگر اقوال
 حضرت امیر علیہ السلام کے جو ہماری نظر سے گزری ہیں سو ہم بھی اُسی سے
 اس جگہ پر دو قول بنظر سعادت اپنی نقل کرتے ہیں اور اگر محبت مساعد ہو
 تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک شرح دیو ان عربی حضرت امیر علیہ السلام کی بھی کیجا سکے
 نمبر ۱۰۱ الدین والدین کا المشرق والمغرب فاذا قربت من احدہما بعدت من الآخر
 ترجمہ دین اور دنیا مثل پورب و پچم کے ہے کہ اگر کسی ایک سی اُن دونوں میں
 تو نزدیک ہوگا تو دور ہوگا دوسرے سے

نمبر ۱۰۲ الدین کا الظل فاذا سغیت لیب یهرب منك فان غربت من لیبی الیک
 ترجمہ دنیا مثل سایہ کے ہے کہ اگر تو دوڑے اُسکی طرف تو وہ ہانگی گا
 تجھ سے اور اگر تو بہا کے اُس سے تو وہ دوڑ لگا تیری طرف۔

ابن بیان معاویہ شاہی تفصیل الشیخین کے سہلو دیکھلا دین کہ انکی پاس کچھ کلمات
 خلفائی ثلاثہ کے ہم پلہ کلمات حضرت مولانا علی بن یاقین اور شاہ ولی اللہ صاحب
 دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفایں لکھتی ہیں کہ حضرت عمر متصوف ہی تھی اور
 ایک رسالہ ہی تصوف میں اُنسے ہے سبحان اللہ کیا تصوف حضرت عمر کا بیوگا
 کہ جو حضرت علیؓ کی گہر کے جلانے کو ہاتھ میں آگ لیکر گئے تھے اور نوشتہ والکذا
 باغ فدک کا جو حضرت ابوبکرؓ نے لکھ دیا تھا سو اسکو حضرت فاطمہؓ سے واپس
 لیکر کے چاک کر دیا اور بہر حال حضرت عمرؓ کو کچھ صوفی مشرب باعتبار شاہ
 ولی اللہ صاحب کے ہوں سو ہوں مگر چودہ خانوادہ فقرا میں سے کوئی
 سلسلہ حضرت عمرؓ تک نہیں پہنچتا ہے اور حضرت عمرؓ کا صوفی قرار دینا ویسا ہی
 ہے کہ جیسے ایک شخص کہی کہ اُسنی ایک گوری رنگ کا جلشی دیکھا ہے اور اسپر فرید
 یہ ہے کہ بعض سنیان معاویہ شاہی نے فی الحال یہاں تک ترقی کی ہے کہ تصوف
 میں حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے تعلیم تھی حالانکہ کہنی مقامات متعدد میں دکھلایا ہے
 کہ حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے کچھ کراہت تھی مگر شک نہیں ہے کہ ان خلفائی ثلاثہ
 میں سے حضرت ابوبکرؓ کو ایک میل طبعی بطرف فقر کے تھا اور چارہ خانوادہ
 میں سے ایک سلسلہ نقشبندیہ کا حضرت ابوبکرؓ تک پہنچتا ہے اور اشعار مفصلہ ذیل
 سے حضرت ابوبکرؓ کی خوبی اور بزرگی پائی جاتی ہے۔

اشعار

مفسلاً بالصدق یاقی عند بابک یا جلیل
 جس حالت میں کہ مفسلاً اور آگاہی ساتھ صدق کی تری در
 پر اسے جلیل

خذ بلطفک یا الہی من لہ زاد قلیل
 ای تو ساتھ لطف ای بار خدا اُس شخص کو کہ
 جسکو ہر توش راہ تھوڑا

ذنب ذنب عظیم فاعظم الذنب العظیم
 اسکا گناہ ایک گناہ ہی پہنچا کر تو اس کی گناہ کو
 منہ عصیان و نسیان سے ہو بعد سے ہو
 اور اس شخص سے عصیان ہی و نسیان اور ہو بعد سے ہو
 نال یا دی ذنوبی مثل مل لا تعد
 پہنچا ہی سے گناہ ان سے مثل مل کو جو شمار نہیں ہوئے
 قل لنا ابردی یا رب فی حق کما
 کہ تو اگ کہ کہ ٹھنڈی ہو جا اے حق میں میرے جیسا کہ
 عافنی من کل داء و اقص عینی حاجتہ
 عافیت تو ہو کہ ہو میرا سہی اور بر لا تو حاجت میر
 انت شاف انت کاف فی مہمات الامور
 تو شفا دینی والا ہو تو کافی ہی مہمات امور میں
 رب هب لی کثر فضل انت ہا کب کم
 اے رب میرا بخش تو مجھ کو خزانہ فضل کو کہ تو
 کیف حالی یا الہی لیس لی خیر العمل
 کیسا حال میرا ہی اللہ میری کہ نہیں ہو مجھ کو نیکی عمل کی
 هب لنا ملکا کبیرا نجنا ما نخاف
 بخش تو مجھ کو ایک بڑا ملک اور نجات دی تو مجھ کو جس
 چیز سے کہ میں ڈرتا ہوں
 این موسیٰ بن عیسیٰ بن جیحیٰ بن فوج
 کہان بن موسیٰ کہان بن عیسیٰ کہان بن جیحیٰ کہان بن فوج

کہا کہ تو اگ کہ کہ ٹھنڈی ہو جا اے حق میں میرے جیسا کہ

انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل
 تحقیق کہ وہ ایک شخص سا اور گناہ گار اور ایک ذلیل
 منك احسان و فضل بعد اعطاء جبریل
 اور تیری طرف احسان ہی اور فضل ہی بعد بخش عیسیٰ
 فاعف عنی کل ذنب فاصح الصفح الجمیل
 پس عاف کر تو میرے طیف کا کل گناہ و رشتہ تو جو بٹا کر کے
 قلت قلنا ناد کو فی انت فی حق الخلیل
 کہا تو نے کہ کہا ہم نے کہ اے گ ہو جا ٹھنڈی حق میں خلیل کے
 انت قلبا سقیما انت تشفی للعلیل
 تحقیق کہ تم کو ہی ایک قلب بیمار اور تو شفا دیتا ہو بیمار کو
 انت ربی انت حبیبی انت لی نعم الوکیل
 تو رب میرا تو کافی مجھ کو ہی اور میری لئی بہتر وکیل ہی
 فاعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر اللہ لیل
 پس عطا کر تو مجھ کو وہ چیز جو میری دل میں ہو اور ہدایت
 کر تو مجھ کو بہتر ہی ہدایت سے
 سوء اعمالی کثیر زاد طاعا قلیل
 ابدی اعمال کی میری بہت ہو اور توشہ عباد تو میرا کیا تو میرا
 ربنا انت قاضی المنادی جبرئیل
 اے رب ہمارے جسوت کر تو قاضی ہو اور ندا کرنے والا جبرئیل ہی
 انت یا صدیق عاصی تب المولیٰ الجلیل
 تو اے صدیق گناہ گار ہی پس تو بہتر و طرف مولیٰ جلیل کے

اور اشعار مذکورہ بالا حضرت ابو بکر کے بہت خوب ہیں مگر اس جگہ
ہر چند اشعار حضرت علی علیہ السلام کے مجھے نقل ہوتے ہیں کہ
جس سے فرق مراتب تعلق باحد اور حالات دونوں
بزرگوں کا ظاہر ہو

اشعار

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------|
| لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَنْتَ مَوْلَاہ | فادھو عبید اللہک ملجاہ |
| ہاں حاضر ہوں ہاں حاضر ہوں تو مولا | ایں رحم کر تو ایک چوٹے بندہ پر |
| اُسکا ہی یعنی تو مولا میرا ہے | کہ جو تجھ تک جای پناہ اُسکی ہے |

اور بہ نسبت حدیث من کنت مولاد کے بعض سنی صاحب مسمے کہا کہ مولا کے معنی
غلام کے ہیں اور یہی جواب دیا کہ مولا کے معنی جو کچھ فرض کیے مگر ہم نسبت ہونا حضرت
علی کا ساتھ پیغمبر خدا کے قائم رہیگا یعنی اگر مولا کے معنی غلام کے ہوں تو معنی حدیث کا
یہ ہوگا کہ جسے غلام پیغمبر صاحب ہوں سو علی بھی غلام اُسکی ہیں غرض کہ اسی طرحی کو شش
معنی بنائیں صرف ایک نشانی کم بختی کی ہو اور اُن صاحب سی پوچھا جاسکتا ہے کہ
اس شعر میں جو خدا کو مولا کہا ہے سو اس مولا کے کیا معنی ہیں اور اصل یہ ہے کہ مولا
کے معنی دونوں جگہ میں یعنی اُس حدیث میں اور اس شعر میں خاوند اور مالک کی ہیں
مگر وہ سنی صاحب یہ عذر کر سکتی ہیں کہ کیا ایک لفظ کے چند معنی نہیں ہوتے ہیں
اور جواب اُسکا یہ ہے کہ اگر ایک لفظ کی کئی معنی ہوں تو قرینہ مقام کو دخل ہے سو اُس
حیثیت میں کیا قرینہ مقام اس بات کا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر صاحب یہ بات کہیں کہ جسکی
ہم غلام ہوں تو اُسکا علی بھی غلام ہے اور یہ معنی تو محض لغو و فضول معلوم ہوتی ہیں
اس واسطی کہ پیغمبر خدا کسی شخص کے غلام نہیں تھے کہ جو علی ہی اُنکے غلام ہوتے

| | |
|--|--|
| <p>يا ذا الهمعالي عليك معتمد ای صاحب ہدای عالیہ کامیرا اعتماد تجھ پر طوبی لمن کان نادماً اسراً مبارک ہو واسطی شخص کے جو کہ ہو وہ نادم و برید ما بلاء ولا سقم اور نہ ہو ہی اُسکو کوئی مُلت اور نہ کوئی بیماری اذا خلا فی الظلام مبتھلاً جب اکیلا ہو وہ اندھیر میں گریہ و زاری میں غاص کرتا ہوا زین و غیرہ سب کچھ چھوڑ کر کے سالت عبدی وانت فی کنف سوال کیا تو میری بندہ فی اور تو میرے نگاہ میں</p> | <p>طوبی لمن کنت انت موقلاً مبارک ہو وہ شخص کہ جسکا تو مولا ہے یشکو الی ذی الجلال بلواہ جو کہ شکوہ پیش کری طرف والجلال اپنی مصیبت کو اکثر من حبہ لمواہ زیادہ تر حب اسکی واسطے مولا اپنی کے اجابہ اللہ شمر لبّاء قبول کرتا ہے اُسکو خدا اور لیتا ہے اُسکو وکل ما قلت قد سمعناہ اور تمام جو کہ تو نے کہا تحقیق کہ سنائیں فی اُسکو</p> |
| <p>صوتک تشاکلاً ملئکۃ آواز کو تیری شتاق میں درشتہ میری</p> | <p>فذنبتک الان قد غفراہ پس گناہ کو تیری اب میں نے تحقیق کہ معاف کیا</p> |
| <p>فی جنۃ الخلد ما تمناہ بہشت خلد میں وہ چیز جو جسکی تمنا کرتا ہو تو</p> | <p>یہ بھی ایک شعر بطور جواب کے خدا کی طرف سے طوبایہ طوبایہ شمر طوبایہ خوب ہو وہ چیز خوب ہو وہ چیز خوب ہو وہ چیز</p> |
| <p>سلنی بلا حشمة ولا یم سوال کرو مجھ سے بے دباؤ و بے ہشمت کی</p> | <p>یہ شعر بھی خدا کی طرف سے بطور جواب کے ہے ولا تخف منی انا اللہ اور مت خوف کرو تو کہ تحقیق کہ میں خدا ہوں</p> |

یہ سب اشعار خدا کی طرف سے بطور جواب کے ہیں سچان امد اس سوال و جواب سے
کیا تعلق راز و نیاز کا درمیان خداوند تعالیٰ اور حضرت علی کے پیدا ہوتا ہے

اشعار دیگر از حضرت امیر المومنین علیہ السلام

لكن ترك الذنوب اوجب
لیکن ترک کرنا گناہوں کا واجب تر ہے
وغفلة الناس فيه اعجب
و غفلت آدمیوں کی اس زمانہ میں عجیب تر ہے
لكن قوت الثواب اصعب
لیکن قوت ثواب اس سخت تر ہے
والموت من كل ذلك اقرب
مگر موت کل اس چیز سے قریب تر ہے

فرض على الناس ان يتوبوا
فرض و واجب ہی او پر آدمی کے توبہ کرنا
والدمر في صرفه عجب
اور زمانہ اپنی گردش میں عجیب ہی
والصبر في الثوابات صعب
اور صبر کرنا مصیبتوں میں
سخت ہے

وكل ما يرتجى قريب
اور تمام وہ چیز جو امید کی جا رہی

ان شعروں سے بھی کس قدر رفعت شان اور بلند ہی خیالات حضرت علی کے ظاہر ہوتی ہیں
اور بالفعل ایک سنی صاحب نے ہم سے کہا کہ حدیث انا مدنیۃ العلم و علی باہما و انا
دار الحکمة و علی باہما کی ایک ضعیف حدیث ہے سو اس کا جواب یہ ہی کہ فضیلت
علمی حضرت علی کی کچھ محتاج اس حدیث کی نہیں ہے کہ ایک دیر یہ اور منکر اسلام ہی
بلاخطہ کلمات و اشعار حضرت علی کے بی شبہ قابل انکی فضیلت علمی کا ہو گا بلکہ
یہ کہیگا کہ ایسی رتبہ علمی کا آدمی برادر عموی اور داماد اور وصی ہونا پیغمبر صاحب کا خود
پیغمبر صاحب کی واسطی فخر ہی اور یہ قول مولانا روم کا بہت حسب حال ہی مصرع
انتظار ہر نبی و ہر ولی ہذا آئندہ حضرت عمر ہی اگر صوفی مشرب ہوں تو انہیں کے

سلسلہ کی فقیر لوگ جانتی ہو گئی مگر یہ سب کو صرف اس بقدر اطلاع ہے کہ بلا خطہ کیفیت فتوح
شام و مصر وغیرہ کے حضرت عمر ایک شخص مویہ من اللہ اور واسطی اجر اے
دین اسلام ظاہری کے موزون و مناسب تھی اور عقل انکی ملک گیری اور ملک دین
بہت درست تھی اور اکثر کام بمشورہ حضرت علی کے کرتے تھے اور وضع خوراک
و پوشاک کی بہت سادہ طور پر تھی اور عبادت صوم و صلوة کی طرف بھی بہت سرگرم
تھی اور انکو حرارت ایمانی بہت تھی مگر جلالت ایمانی کیواسطی خدا تعالیٰ فی خاص کے
حضرت مسیح اور حضرت علی نمونہ مسیح کو خلق کیا بہت

ہر کسی را بہر کاری ساختند میل آن اندر دتش انداختند

فصل ۸۸

اس فصل میں انتخاب ضروری ہر کتاب تاریخ الخمیس عربی چہا پے مصر سی کہ جو
مصنف اسکا حسین ابن محمد ابن حسن دیار بکری ہے کہ اسنی یہ کتاب تفسیر کبیر اور
کشاف اور صحیح بخاری وغیرہ سے انتخاب کر کے مرتب کی ہے اور ایک سخت سنی ہے
نسب تاریخ الخمیس جلد دوم سنہ ہجری صفحہ ۵۸ —

وفي هذه السنة طلعت الشمس بعد ما غربت لعلی رضی اللہ عنہ علی ما وردہ
الطحاوی فی مشکلات الحدیث عن اسماء بنت عمیس من طریقین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ وراسہ فی حجر علی رضی اللہ عنہ
ولم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اصليت يا علي قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انہ کان فی طاعتک
وطاعت رسولک فارمد علی الشمس قالت اسماء فلما غربت ثم رأتها طلعت
بعد ما غربت ووقعت علی الجبل ولا وض وذلك فی الصبابة فی خیمہ وهذا حدیث

ثابت الروایۃ عن نقاة وحكى الطحاوی ان احمد بن صالح كان يقول لا ينبغي
 لمن سبيله العلم التخلف عن حفظ حديث اسماء لانها
 من علامات النبوة كذا في المنتقى قال الجوزي في الموضوعات
 حديث مره الشمس في قصة على موضوع بلا شك
 ترجمہ اور اس سنہ ہجری میں طلوع ہوا آفتاب بعد غروب ہونی کی واسطے
 علی رضی اللہ عنہ کے موافق روایت طحاوی کے کتاب مشکلات الحدیث میں تروا
 اسماء بنت عجمیس کے دو نون طریقہ سے یہ بات کہ تحقیق کہ حضرت نبی پر وحی آتی تھی
 اور سرانگاہ میں حضرت علی کے تھا اور نہین نماز پڑھتی تھی حضرت علی نے عصر کی تا
 غروب آفتاب کے پس پوچھا اُس سے حضرت رسول نے آیا نماز پڑھتی تھی تو فی ای علی
 کہا اُس نے کہ نہین پس تمہا حضرت رسول نے کہ ای میری خدا تھا وہ غلے
 طاعت میں تیری اور رسول تیرے کی پس پھیر دی تو اوپر اُسکی آفتاب کو کہا اُس
 اسماء نے کہ دیکھا ہم نے اُس آفتاب کو غروب ہوتے ہوئے پھر دیکھا ہم نے اُس آفتاب کو
 طلوع ہوتی ہو بعد غروب ہونے کے اور گرا وہ آفتاب اوپر پہاڑ اور زمین کے
 یعنی روشنی اُسکی آئی پہاڑ اور زمین پر اور یہ بات مقام صہبا علاقہ خیبر کی ہے
 اور یہ حدیث ثابت الروایت ہر ثقہ کو گون بسے اور نقل کی طحاوی نے کہ احمد
 ابن صالح کہا کرتے تھے کہ نہین سزاوار ہو اُس شخص کو کہ جب کو علم ہو خلاف ورزی
 کر فی حفظ حدیث سی اسماء کے بنظر اس بات کے کہ وہ علامات نبوت سی ہو اور یہ
 روایت کتاب منبغی میں ہو اور کہا ابن جوزی نے کتاب موضوعات میں کہ حدیث
 رجعت آفتاب کی قصہ علی بن ایک حدیث موضوع ہو بلا شک۔ فاعلم
 اگرچہ ابن جوزی نے جو اعتقاد اُسکا بطور اپنی ظلمانہ اور ستمزلی وغیرہ کے ہو

اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے مگر شاہ ولی اللہ صاحب محارث دہلوی نے بھی
اس حدیث کو مقصد دوم میں اپنی کتاب ازالۃ الحقائق بہت طول سے اس
حدیث کو منظور کیا ہے کہ جو یہ شاہ صاحب بھی ایک سخت سنیوین سبہ ہیں اور
رجعت آفتاب کی کیا مشکل ہے کہ حضرت یوشع کی دعا پر بھی ٹہر جانا آفتاب کا توریت
میں مندرج ہے اور یہ بات شرف علی کی کیا کم ہے کہ حضرت رسول نے اپنا سر
حضرت علی کی گود میں رکھ کر کے آرام کیا۔

نمبر تاریخ انجیس جلد دوم سنہ ہجری ۸۶
وفی ریاض النضر روی عن علیؑ انه قال حين اتينا الكعبة فجالس
رسول الله ﷺ عليه وسلم اجلس فجلست الى جنب الكعبة
فصعد علي منكبى فذهبت لافض به فرائض ضعفا مني تحته قال
اجلس فجلست فنزل عني وجلس لي رسول الله ﷺ عليه وسلم
وقال لي اصعد علي منكبى فصعدت علي منكبى فنهض لي
وانه يخيل لي اني لو شيت لنت افاق السماء حتى صعدت
البيت وفي شواهد النبوة سأل رسول الله ﷺ عليه
وسلم عليا حين صعد منكبى كيف تراك قال علي ارأيت
كان الحجب قد ارتفعت وتخيّل لي اني لو شيت لنت افاق
السماء فقال رسول الله ﷺ طوبى لك تفعل للحق وطوبى
لي احمل للحق او كما قال انهم قال فصعدت البيت
وكان عليه تمثال صفر او نحاس وهو اكبر اصنامهم
وقضى رسول الله ﷺ قال لي اني صدمت لا كبر و كان موتاً

على البيت باو تا حد يد الى الارض فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ايه ايه عاججه جاء الحق
 وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فجعلت انزاوله
 وقال اعاججه عن يمينه وعن شماله بين يديه ومن
 خلفه حتى اذا استمكنت منه قال لى رسول الله افتدني
 فقد فت به فتكسر كما يتكسر القوارير ثم نزلت ونزل الحكم
 فما صعدت حتى الساعة و يروى انه كان من قوارير نراه
 الطبراني وقال اخرج به احمد ورواه الزرندى والصالحان
 ثم ان عليا اراد ان ينزل فالقى نفسه من صوب الميزاب
 تاد يا وشقة على النبي صلى الله عليه وسلم ولما
 وقع على الارض تبسم فقال النبي صلى الله عليه وسلم
 عن تبسمه قال لا في القيت نفسي من هذا المكان الرضيع
 وما اصابني امر قال كيف يصيبك آلم وقد رفعك محمد
 وانزلك جبرئيل ويقال ان واحدا من الشعراء اشار
 الى هذه القصة في هذه الابيات فقال

| | |
|------------------------|-------------------------|
| ذكرة بخمد نار امو صدة | قيل في قل في على مد عتة |
| ضل ذ واللب الى ان عبدة | قلت لا اقدم في مدح امرئ |
| ليلة المعراج لما صعدة | والنبي المصطفى قال لنا |
| فاحش القلب ان تد بردة | وضع الله بظهورى يدة |
| في محل وضع الله يدة | وعلى واضع ابتد امه |

ترجمہ ریاض النضرہ میں روایت ہوئی ہے کہ کہا اُسنی کہ جب پہونچی ہم لوگ
کعبہ کو تب کہا مجکو رسولِ خدا نے کہ ٹوٹھ جا پس مٹھیہ گیا میں طرف پہلو کعبہ کے تب
چڑھے وہ نبی اوپر میرے کاندھے کے اٹھانے لگائیں اُنکو پس دیکھا اُس نے
ایک ضعف مجھ میں اپنی نیچے تب کہا اُس نبی نے مجکو مٹھیہ جا پس مٹھیہ گیا میں اور اوپر
وہ نبی مجھ سے اور مٹھے وہ رسولِ میرے واسطی اور کہا مجکو کہ چڑھ جا تو اوپر میرے
کاندھے کے پس چڑھ گیا میں اوپر دونوں کاندھوں اُسکی اور اٹھایا مجکو اُس رسول
اور ہجو یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر ہم چاہتی تو پہونچ جاتے ہم افقِ آسمان کو پس کہا
رسولِ خدا نے کہ مبارک ہو تجکو کہ عمل کرتا ہو تو براہِ حق کے اور مبارک ہو مجکو کہ
اٹھاتا ہو نہیں براہِ حق کے یا جیسا کہ کہا اُسنی منتہی ہوا وہ قول کہا اُس علی نے کہ چڑھی
ہم اُس خانہ کعبہ کو کہ اُسپر ایک تصویر تھی پیشل یا تا نبی کی اور وہ بزرگترین اُنکے
بتوں کا تھا اور تجھکی رسولِ خدا اور کہا مجکو کہ چھینک تو اُنکی بُت کلان تر کو اور تجھا
وہ بت بیچ مارا ہوا اُس خانہ کعبہ پر ساتھ مٹھیں لو ہی کے زمین تک پس کہا رسولِ خدا
ہاں اور ہاں اور علاج کر تو اُسکا پہونچا حق اور نیست ہو باطل اسو اسطی کہ باطل
مٹا دیا گیا پس ہٹانی لگی ہم اُس بُت کو یا کہ کہا دفع کرنے لگے ہم اُسکو دہنے اور
بائیں اور سامنی اور سجھی سے اُس رسول کے یہاں تک کہ ہم ٹہر گئے اُس بُت کی اس
تب کہا مجکو رسولِ خدا نے کہ چھینک دی تو اُس بت کو پس چھینک دیا ہم نے اُس بت کو
تب ٹوٹ گیا وہ بت جیسے ٹوٹتا ہے شیشہ سب تب اترے ہم اور زیادہ کیا حاکم
اسقدر عبارت کو کہ پہر نہیں چڑھی ہم اُس کعبہ کو قیامت تک اور ایک روایت ہے
کہ وہ بت تھا شیشوں کا روایت کی اسکو طبرانی نے اور کہا اُسنی کہ نکالا ہوا اُس
حدیث کو احمد نے اور روایت کی اسکو زندی اور صالحی ابی تب اُسکی بعد علی نے

ارادہ کیا اور ترے کا پس گرادیا اپنی کو میزاب یعنی کعبہ کی چیت کی ٹھہری سی بنظر
ادب اور شفقت کرنے اور پیغمبر خدا کے اور جب گری وہ علی زمین پر تو تبسم کیا
علی نے پس پوچھا اُس علی سے رسول نے اپنے و تبسم کو تب کہا علی نے کہ تبسم کی
وجہ یہ تھی کہ اپنی اپنے کو گرادیا ایسی مکان بلند سی اور نہ پہنچی بجائے چوٹ تب کہا رسول
خدا نے کہ کیونکہ یہ پختی بجائے چوٹ کہ بجائے اٹھایا تھا اٹھانے اور اتار اٹھانے میں نے
اور ایک شاعر نے اُس قصہ کو سبت ہا ہی مفصلہ ذیل میں اس طرح قلمبند کیا ہے
ترجمہ شعرا و ل مجاہد کہا گیا کہ کہہ تو علی کے حق میں ایک مدح کہ جسکا ذکر سر ذکر تا ہے
آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے۔

ترجمہ شعرا و ل دوم جواب دیا ہمیں کہ نہیں قدم والین گے ہم مدح میں ایک آدمی کے
کہ حسین ایک شخص صاحب عقل یہاں تک ہٹکا ہے کہ تحقیق کہ بندگی کی اسکو۔
ترجمہ شعرا و ل سوم اور نبی مصطفیٰ نے کہا مجاہد کہ شب معراج کو جب چڑھی وہ نبی
ترجمہ شعرا و ل چارم رکھا خدا نے میری پیٹھ پر اپنا ہاتھ پس تیز کیا دل نے
کہ خدا نے ٹھنڈا کیا تھا اُس دل کو۔

ترجمہ شعرا و ل چھٹی اور علی رضی اللہ عنہ والی میں اپنی قبہ منو کو ایسی محل میں کہ جہاں خدا رکھتا اپنا ہاتھ
تمسک مارچ الخمیس عربی جلد دوم صفحہ ۱۶۹۔

وتخلف عن بيعته علي وبنوه اشهدوا الزبير بن العوام وخاله بن سعيد بن
العاص وسعد بن عباد ؓ الا نصادي ثمران الجميع بايعوا
بعد موت فاطمة بنت رسول الله الا سعد بن عباد ؓ فانه
لم يبايع احدا الى ان مات وبيعهم بعد ستة اشهر
من موت فاطمة ؓ على القول الصحيح وقيل غير ذلك

ترجمہ اور خلافت ورزی کی بیعت سی ابو بکر کی علی اور بنی ہاشم اور زبیر بن عوام اور خالد بن سعید بن العاص اور سعد بن عبادہ انصاری نے اور بعد اُسکی اون سب لوگوں نے بیعت کی بعد انتقال حضرت فاطمہ و دختر رسول اللہ کے مگر سعد ابن عبادہ کہ اُسنی ہرگز بیعت نہیں کی کسی شخص کی تا مرنے اپنے کے اور بیعت اون سب لوگوں کی بعد چھ مہینے کے ہوا انتقال حضرت فاطمہ سے اور یہ قول صحیح کے اور بعض قول خلاف اُسکے ہیں۔

مب ۲ تاریخ انیس عربے جلد دوم صفحہ ۲۴۱۔

فلما كتب ختم الصحيفة واخرجها الى الناس وامرهم ان يبائعوا لمن في الصحيفة حتى مرت بعل فقال بايعت لمن فيها وان كان عمر ترجمہ پس جب لکھا اُس ابو بکر نے صحیفہ استخلاف عمر کو تب مھر کی اسپر اور بھجوا اُس صحیفہ کو آدمیوں کے پاس اور حکم دیا اُس ابو بکر نے کہ بیعت کریں وہی لوگ اُس شخص کی کہ جو اُس صحیفہ میں مذکور ہے یہاں تک کہ پہنچا وہ صحیفہ علی کے پاس تب کہا اُس علی نے کہ بیعت کی تہی اُس آدمی پر جو اس صحیفہ میں مذکور ہے اگرچہ ہو وہ آدمی عمر۔ قائدہ۔ اس عبارت سی کہ اگرچہ وہ شخص عمر ہو یہ بات صاف مترشح ہوتی ہے کہ حضرت علی کو حضرت عمر سے کچھ کراہت تھی کہ بنی ہاشم اور علی وغیرہ نے بیعت ابو بکر کی نہیں کی تاحیات جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے

فصل ۸۹

اس فصل میں انتخاب ضروری تاریخ ابو الفدا بادشاہ ملک حماۃ علاقہ شام سی کیا جاتا ہے کہ جو شخص بھی ایک سخت سستی ہے۔

مب ۱ تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ترجمہ اردو ۵۴۷ یہ بیعت حضرت ابو بکر کی

عشرہ اوسط ماہ ربیع الاول السنہ ہجریٰ مبنی طبری ہاشم اور زبیر اور عتبہ
ابن ابی لمب اور خالد بن سعید ابن غاص اور مقداد ابن عمر اور سلمان فاجر
اور ابو ذر اور عمار ابن یاسر اور براہ ابن عازب اور ابی ابن کعب یہ سب
لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہو گئے اور اسی بات میں عتبہ ابن ابی لمب نے چند
شعراں مضمون کے کہے ہیں کہ میں نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے
جاتا رہیگا اور اسی طرح سی ابوسفیان پر معاویہ نے بیعت ابو بکر کی نہیں کی
پھر ابو بکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علی کے پاس بائیں ارادہ بھیجا کہ جو لوگ
انکے ہمراہ اہل بیت ہیں سہ انکے حضرت علی رض کو حضرت فاطمہ کے گھر سے نکال دو
اور یہ کہدیا تھا کہ اگر انکو نکلیں گے کچھ انکار ہو تو بی شک تم اُن سے لڑنا حضرت عمر
تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ میں لیکر یہ ارادہ گھر کے بچھونکنے کے گئے اسی آتار میں
حضرت فاطمہ راہ میں اُن سے ملین اُنہوں نے پوچھا کہ کہاں کو جاتا ہو ای ابن الخطاب
کیا ہمارا گھر ہوئی گئی آیا ہر حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر بھونک دو لوں گا نہیں تو تم
بھی ابو بکر صدیق سے بیعت کر جو حسین تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ
راہی راقم۔ اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت علی کا گھر سے فاطمہ انکی بی بی کے
نکال دینی کا حکم کرنا اور حضرت عمر کا ہاتھ میں آگ لیکر کے جانا واسطے جلانی گھر
فاطمہ کے یہ کیسا کام ہر داہ داہ سنی صاحبان یہ آپ ہی لوگوں کا حوصلہ ہر کہ ایسے
اعمال و افعال کے آدمیوں کو حضرت علی پر تفضیل دین ہمارا حال سبقت تو ناگفتہ بہ
مگر کیا کریں کہ ہماری خاوند مولا علی نے کچھ زبان بد اُن لوگوں پر استعمال نہیں کیا اور
ابو الفدا کا حال یہ ہر کہ وہ ایک سنی ملک شام کا ہر کہ اُسکی نزدیک حضرت علی کو کچھ
بڑی عزت نہیں ہر اس واسطے بے تکلف اس روایت کو جو قاضی جمال الدین ابن

و اصل سی ہوا اپنی کتاب تاریخ میں لکھ دیا۔

نمبر ۲ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۹۹۔

پھر حضرت عثمان نے جب اپنی اقارب اور رشتہ داروں کو ملکوں پر مسلط کیا تو
عبدالرحمن بن عوف سی لوگوں نے کہا کہ یہ سب تیرے کرتوت ہیں اُسی کہا
کہ میں اس سے یہ خیال نہ کرتا تھا لیکن اب میں اس سے کہی کلام نہ کرونگا چنانچہ
عبدالرحمن حضرت عثمان کی جدائی ہی میں مر گیا ایک دفعہ بیمار پر سی کے لئے حضرت
عثمان گئے تھے وہ دیوار کی طرف چلا گیا اور اُس سے کلام نہ کیا تاکہ قسم نہ ٹوٹ جا
نمبر ۳ تاریخ ابوالفدا ترجمہ اردو صفحہ ۲۹۹

اور عمرو ابن العاص بن ذیل معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہوا یہ دون حکم حضرت
علی کے سامنے حاضر ہوئے اور اقرار نامہ اس معاملہ کے تصفیہ کا ہو گیا عبارت

اُس اقرار نامہ کی یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ اقرار نامہ ہو کہ جب پرفیصلہ کیا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی

عبارت لکھ دی تھی کہ عمر نے کہا کہ یہ امیر تمہارے ہیں ہمارے امیر نہیں ہیں۔

اخلف نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کا مجھ کو و اشعث بن قیس نے کہا کہ مجھ کو جاو

چنانچہ حضرت علی نے مان لیا اور کہا کہ ہاں امیر المومنین کا لفظ نہ لکھو یہ کہہ کر حضرت

علی رض نے کہا اللہ اکبر آج کی روز مشابہ ہوا میں درمیان سنت رسول کی کیونکہ

قسم ہی حد الکی میں بھی جنگ حادیثہ کے روز رسول کی طرف ہی اقرار نامہ لکھنے

بیٹھا تھا میں نے محمد رسول اللہ لکھا تھا کفار نے کہا آپ رسول اللہ نہیں ہیں آپ

اپنا نام لکھی اور اپنی باب کا نام لکھ دیجی اُس وقت پیغمبر خدائی مجھ کو ارشاد کیا تھا

کہ مجھ کو دو میں نے غرض کیا کہ یا حضرت مجھ کو اتنی طاقت نہیں کہ میں مجھ کو دون اپنی

ارشاد کیا کہ مجھ کو دکھلاؤ میں نے دکھلایا آپ نے اُس کو اپنی ہاتھ سے مٹا دیا اور
 مجھ سے فرمایا کہ تجھ کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آویگا تو بھی یہی مانی گا عمرونی کہا کہ سبحان اللہ
 آپ ہمو کفارسی تشبیہ دیتی ہیں اور حالانکہ ہم مسلمان ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ
 فرمایا کہ اہی نافرمان برادر کے بچے اب تک تو فاسقوں کا سردار اور مسلمانوں کا
 دشمن نہیں ہوا عمرو نے کہا کہ قسم ہی خدا کی اب سی میں آپ کی مجلس میں کہی نہ آؤں گا
 حضرت علی رض نے فرمایا کہ میں خدا سی چاہتا ہوں تیری صورت پر کدورت سے
 اپنی مجلس میں پاک رکھوں تجھ سی ایسے کو نہ بیٹھنے دوں۔ راسی اتم۔ یہ معاملہ جنگ
 صفین کا ہے جو کہ معاویہ سی پیش تھا اور اہل شام قریب مغلوب ہونے کے تھے تب
 معاویہ نے بمشورہ عمر ابن عاص کے حکم یعنی ثالث مقرر کر لیا اور حضرت امیر کبریٰ
 ابو موسیٰ اشعری اور معاویہ مردود کی طرف سے عمر ابن عاص ثالث مقرر ہوئی اور
 عمر ابن عاص نے جو کچھ قریب کیا سو فوج تیارخ سے متعلق ہو مگر اس جگہ نقل کرنے سے
 اس قصہ کے غرض یہ ہے کہ حضرت امیر نے پیروی میں سنت رسول اللہ کی لفظ
 امیر المومنین کو اقرار نامہ ثالثی سے محو کر دیا جیسا کہ حضرت رسول نے لفظ رسول
 اللہ کو اپنی معاہدہ میں محو کر کے حضرت علی کو کہا تھا کہ یہ معاملہ تم کو بھی پیش آویگا اور
 دیکھا جاتا ہے کہ حضرت علی سے کوئی سنت رسول کی فوت نہیں ہوئی کہ حضرت علی نے
 جنگ صفین میں مباہلہ پر بھی حسب سنت رسول خدا کے مستعد ہوئے تھے
 مگر ہاشم اس مباہلہ سے پس پا ہو گئے۔

فصل ۹۰

اس فصل میں بحث تختن پاک کی ہے کہ یہ کیا اصطلاح ہے اور کیا بنیاد اس بات کی ہے
 واضح ہو کہ اوصاف قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے میں خلفائی ثلاثہ شریک حضرت

امیر علیہ السلام کے تھے مگر حضرت علی جوہر علاوہ ازین قریشی اور صحابی اور خلیفہ ہونے کے داخل نچتن پاک اور اہلبیت اور عسرت اور لقب آل عبا اور لقب دوازده امام کے ہیں سو یہ سب باتیں خصوصیات مزید حضرت علی کی ہیں کہ جس اصحاب ثلاثہ وغیرہم کسی شخص کو کچھ علاقہ نہیں ہو اور ہم نہیں سمجھ سکتی ہیں کہ بنیاد صحیح تفصیل الشیخین کی اور حضرت علی کے کیا ہو سکتی ہو جانتا جاوے کہ نچتن پاک اصطلاح ہو خاص پانچ آدمی سے کہ حضرت پیغمبر خدا اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام صرف یہی پانچ آدمی نچتن پاک ہیں اور بنیاد اسکی دو آیت ہو ایک آیت تطہیر اور دوسری آیت مباہلہ آیت تطہیر سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲ انما یرید اللہ لیلذہب عنکم الرجز اهل البیت ویطہرکم تطہیراً ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب بلوی اندیہی چاہتا ہو کہ دور کری مسے گندی باتیں اس گہر والو سے اور ستھر کرے ایک ستھرائی سے اور اس آیت کی حاشیہ میں شاہ عبدالقادر صاحب فی خوب داد سنیت کا دیا ہو کہ اس آیت کو اور حضرت عائشہ وغیرہ ازواج کے لاڈھال اور منطلق ذکر حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کا نہیں کیا مگر اس کتاب میں اندر فصل ۱۶ کے بخوبی تصریح اس بات کی ہوئی ہو کہ بروایت حضرت عائشہ کے اس لفظ اہلبیت حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضرت فاطمہ اور حضرت علی مراد ہیں کہ جنکو حضرت پیغمبر خدائی اپنی کل میں لیلیا اور کہا کہ اللہم ہوکذا اہل بیت یعنی ای میری خدایہی لوگ میری اہلبیت ہیں اور فصل ۱۷ میں اس کتاب کے اندر حدیث سعد بن ابی وقاص متعلق آیت مباہلہ کے بھی تحقیق معنی اہلبیت کی بخوبی کی گئی ہو اور بنیاد اسی آیت تطہیر اور قصہ کمل یعنی کلمہ سیادت کے حضرت

امام حسین علیہ السلام خاسر آل عبا یعنی پانچویں شخص ان کملی والو کئی کہلاتے ہیں
 آیت دوم سورہ آل عمران آیت ۴۷ حسب ذیل ہو فمن حاجك فيه من بعد
 ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم
 وأنفسنا وأنفسكم ثم نبهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين ترجمہ
 اور جو شخص کہ حاجت کرے ساتھ تیرے بابت اس مسیح کے بعد اس دانست کے جو
 دیکھی ہو تجھ کو معلوم کہ تو ان لوگوں کی آیت ہو کہ ہم لوگ بلا دین اپنی بیٹوں کو اور تم
 لوگ اپنی بیٹوں کو اور ہم لوگ اپنی عورتوں کو اور تم لوگ اپنی عورتوں کو اور ہم لوگ
 خود اپنی جانوں کو اور تم لوگ خود اپنی جانوں کو تب ہم لوگ لعنت مانگیں اور کھلیں
 لعنت خدا کی ان لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں اور اس فصل ۵۵ میں سعد ابن ابی وقاص
 سی حدیث ہے کہ حضرت پیغمبر خدائی علی اور فاطمہ اور امام حسن و حسین کو ساتھ اپنی لیکر کے
 مہالہ کر نیکو تقابل میں عیسائی لوگ کے گئے اور کہا اللہم ہولاء اہل بیتہ
 یعنی اسی میری خدا بھی لوگ میری اہلبیت ہیں غرض ان لوگوں کی اہلبیت ہو نہیں
 کچھ شک نہیں ہو اور یہی چار آدمی اور پیغمبر خدا ملا کر کے نجات پا کر کہلاتی ہیں اور اس
 مقام میں ایک غدر سنیوں کی طرح سے پیش ہو سکتا ہو کہ دیکھو رتبہ محبوبیت حضرت
 عائشہ اور ابوبکر اور عبد الرحمن ابن ابی بکر انکی باپ بھائی کا کہ مقام مہالہ میں اسطی
 ہار جیت لعنت خدا کی ان لوگوں کو پیغمبر خدا ساتھ اپنی نہیں لے گئے اور فاطمہ دختر اور
 حسن و حسین پر اس خطرہ کو ٹال دیا سو اسکی جواب میں یہی کہا جائیگا کہ یہ عذر افسوس
 درست ہو تا کہ جب پیغمبر خدا اپنی جان بچا کر کے علی اور فاطمہ اور حسین پر یہ بلا لگا کر
 بلکہ اس جگہ پر یہ شعر بھی حضرت علی درست ہو شعر
 انہ انفس پیغمبرش خواندہ است دیگر افضیلت بکس ماندہ است

اور اس عرصہ میں ایک کتاب عربی باسم غایت المرام تصنیف سید ہاشم بخاری
کی ہماری پاس پہنچی کہ جو بوقت شاہ سلمان صفوی کے مرتب ہوئی تھی اور اب
۲۱۰۰ ہجری میں بعد شاہ ناصر الدین قاجار بادشاہ ایران کے طهران میں چھپائی
گئی ہے کہ جو باثبات امانت دوازده امام اور فضایل المہیت کے ہے اور یہ کتاب
اسقدر ضخیم ہے کہ ۸۰۰ صفحہ میں چھپی ہے اور ہر صفحہ مشتمل ہے ۳۲ سطروں کی
اور اسقدر لفظوں کو ملا ملا کر چھپایا ہے کہ اگر یہ کتاب ہندوستان میں چھپائی جائے
تو گنجائش ایک ایک سطر کی دودویا ڈیڑھ ڈیڑھ سطر و نیم ہوگی اور حجم اس
کتاب کا غالباً دو ہزار صفحہ کچھ کم و بیش ہوگا اور ایک اہتمام خاص مصنف کا یہ ہے
کہ ہر جہت میں وہ دو فصل ہر ایک فصل بروایت احادیث اور تفاسیر المہنت و سیر فی فصل بہ
احادیث اور تفاسیر اہل تشیع کو نقل کی ہے اور اپنی طرف سے حق و نصرا میں فی کمال پختہ کیا ہے اور شاہ
المہنت کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور موطا ابن مالک اور
احمد نسائی وغیرہ سے نقل کیا ہے و غرض کہ یہ کتاب ایک خزانہ احادیث و تفاسیر
المہنت و اہل تشیع کا ہے کہ حسین ہزاروں حدیثیں طرفین کی موجود ہیں غرض کہ
راقم حروف کو تمام تر کافی و وافی ہے اور ہم جابجا احادیث المہنت کو اس کتاب
غایت المرام سے اس کتاب میں ذکر کرینگے مگر ایک ایک حدیث پر جو اسناد اُسکا
چار یا پانچ یا سب سے سطر و نیم ہے سو صرف بذکر ثبات اس کتاب غایت المرام
کے اس کتاب میں ذکر کیا جائیگا اور سید ہاشم مصنف غایت المرام کا بذکر احادیث
و تفاسیر طریقہ عام یعنی المہنت اور طریقہ خاص یعنی اہل تشیع کے ایک فقرہ یہ
بھی لکھا ہے واللہ جل جلالہ الشاہد علی ذلک و کفی باللہ شہیداً
یعنی خدا ایتعالیٰ گواہ ہے اور اس نقل احادیث وغیرہ کے اور اللہ شہید کافی ہے

مگر چونکہ سینو کی عادت ہو کہ شیعوں پر الزام جھوٹا اور زبیب کا دیتی ہیں سو اس واسطی
 ہمارے عرض بخیرت سنی صاحبان تفصیل الشیخین معاویہ شاہی کے یہ ہے کہ اس کتاب
 غایت المرام سی جس قدر احادیث و تفاسیر کو ہم نقل کرین سو جس حدیث و تفسیر شک
 سو اس کتاب غایت المرام کو ذکر کیا کر کے اصل کتاب مروی عنہ سی مقابلہ کر تین
 مگر جو وہ محکو کچھ شک نہیں ہو اور یہ کتاب غایت المرام جو بعد شاہ سلیمان صفوی کے
 لکھی گئی سو اس خاندان صفوی کا یہ حال ہے کہ اول بادشاہ اس خاندان کا اسمعیل صفوی
 تھا جو اہل علیہ السلام بادشاہ فارس کا ہوا اور یہ خاندان بادشاہان صفوی کا قبل
 زمانہ نادر شاہ کے ختم ہو گیا تھا پس تخمیناً یہ کتاب غایت المرام تصنیف کی ہوئی دو
 تین سو برس کی معلوم ہوتی ہے۔

منہ حدیث السنن اور غایت المرام صفحہ ۷۷ باب اول مقصد اول کہ
 سلسلہ روایت اسکا ابو ہریرہ تک پہنچتا ہے قال لما خلق الله تعالى ابا البشر
 ونفخ فيه من روحه التثنية ادم ميمنة المرش فاذا نوز خمسة اشباح سجدا
 وركعا قال ادري ارب هل خلقت احدا من ظنين قبل قال لا يا ادم قال فمن هو
 الخمسة الذي اداهم في هيئته وصورة قال هؤلاء خمسة من اولادك هؤلاء هم
 ما خلقتك هؤلاء خمسة شققت لهم خمسة اسماء من اسمائك هؤلاء هم
 ما خلقت الجنة ولا النار ولا العرش ولا الكرسي ولا السماء ولا الارض
 ولا الملكة ولا الانس ولا الجن فانا المحمدي وهذا محمد وانا العالي وهذا
 علي وانا فاطم وهدى فاطمة وانا الحسن وانا الحسين وانا الحسن وانا الحسين
 وانا الحسين وهذا الحسين التي بعزني انه كالبشني
 احد بشقال حبة من خسر هل من بعض احد هم

الا دخلت ناری ولا ابالی یا ادم مولا صفوق بهما نجیهم
 وبهما اهلكهم فاذا كان لك ان حاجبة فبهولا نوسل
 فقال النبي نحن سفينة النجاة من تعلق بهما نجى ومن حاد
 عنها هلك فمن كان الى الله حاجبة فليست منا اهل البيت
 ترجمہ کہنا اس ابو ہریرہ نے کہ فرمایا اس رسول خدا نے کہ جب پیدا کیا خدا تعالیٰ
 ابو البشر آدم کو اور پہونکا اسنی اپنی روح کو تب التفات کیا آدم نے داہنی جانب
 کو عرش کے پس ناگاہ وہاں نور تھا پانچ شخصوں کا حالت سجدہ اور رکوع میں تب
 کہنا آدم نے امیری رب آیا پیدا کیا تو کسی شخص کو مٹی سے قبل میری تب جواب دیا
 خدا نے کہ نہیں ای آدم تب پوچھا اس آدم نے کہ کون ہیں یہ پانچ آدمی کہ جنکو دیکھتا ہوں
 میں اپنی صورت شکل میں جواب دیا خدا نے کہ یہ لوگ پانچ شخص ہیں تیری اولاد میں سے
 اگر نہوتے وہی لوگ تو نہ پیدا کرتا میں جنکو اور یہ لوگ وہ پانچ ہیں کہ نکالا میں نے واسطے
 آگلی پانچ ناموں کو اپنی ناموں میں سے کہ اگر نہوتے وہی لوگ تو نہ پیدا کرتا میں
 جنت کو اور نہ دوزخ کو اور نہ عرش اور نہ کرسی اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ فرشتوں
 اور نہ آدمی کو اور نہ جن کو سو میرا نام محمود ہے اور یہ محمد ہے اور میرا نام عالی ہے اور یہ
 علی ہے اور میرا نام فاطمہ ہے اور یہ فاطمہ ہے اور میرا نام احسان ہے اور یہ حسین ہے
 اور میرا نام محسن ہے اور یہ حسین ہے اور قسم ہی جنکو اپنی عزت کی نہیں کوئی شخص دیکھا
 میری پاس ساتھ ایک مثقال کے رائی سے بغض رکھی ہوئی کسی ایک ان پانچ کا
 مگر یہ ہر کہ داخل کر نیکی ہم اسکو دوزخ میں اپنی اور نہیں پروا کرتا ہوں میں ای آدم یہ لوگ
 برگزیدہ میری ہیں اور انکی ذریعہ سی نجات دہندگان ہیں ان آدمیوں کو اور انکی وصہ سے
 ہلاک کرونگا ان آدمیوں کو پس جبکہ جنکو کچھ حاجت ہو میری طرف سے وسیلہ بناؤ

ساتھ ان لوگوں کی پس فرمایا پیغمبر خدا کی کہ ہم لوگ کشتی نجات کی ہیں کہ جو شخص متعلق ہوگا اس کشتی سے نجات پاویگا اور جو شخص کہ کنارہ رہیگا اس کشتی سے ہلاک ہوگا جس میں شخص کو خدا کی طرف کچھ حاجت ہو اس پر چاہیے کہ سوال کرے وہ شخص بوسیلہ ہم لوگ اہل بیت کے

مسب روایت ابن عباس تک ہے۔

قال سمعت رسول الله يقول لعلي خلقت انا وانت من نور الله تعالى ترجمہ کہا اس عباس نے کہ سنا میں نے رسول خدا کو کہتی ہوئی علی کو کہ پیدا کیا گیا ہیں اور تو نور سے خدا کے۔

مسب روایت ابن عباس اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جسکا سلسلہ سلسلہ روایت حضرت عثمان تک پہنچتا ہے قال قال عمر بن الخطاب لعلي خلقتك من نور وجه علي ابن ابی طالب ترجمہ کہا اس حضرت عثمان نے کہا حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا فرشتوں کو نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے۔

مسب روایت ابن عباس اور غایت المرام صفحہ ۸ کہ جو حضرت عمر ابن الخطاب مروی ہے۔

قال سمعت ابا بکر بن ابی قحافة يقول سمعت رسول الله يقول ان الله تعالى خلق من نور وجه علي بن ابی طالب ثلاثا يسجدون ويقدسون ويكتبون ذلک لمحبيه وعجبي ولده ترجمہ کہا اس حضرت عمر ابن الخطاب نے کہ سنا میں نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا نور سے چہرہ علی ابن ابی طالب کے فرشتوں کو

کہ جو بیج و تقدیس خدا کی کرتے ہیں اور لکھتی ہیں اس عمل کو واسطی مجبان اس
علی کے اور مجبان اولاد اس علی کے۔

منہ حدیث السنن اور غایت المرام باب اول مقصد اول کہ جو
سلسلہ روایت اسکا سلمان فارسی تک پہنچتا ہے یہی قال سمعت رسول الله يقول
خلقت انا وعلی بن ابی طالب من نور عن عین العرش نسج الله وبقدره
من قبل ان یخلق الله عز وجل آدم باربعة عشر الف سنة فلما
خلق الله آدم نقلنا الی اصاب الرجال وراحا النساء الطاهرات فنقلنا الی
صلب عبد المطلب وقمنا نصفین الطاهرات فنقلنا الی صلب عبد المطلب
وقمنا نصفین فجعل النصف فی صلب ابی عبد الله وجعل النصف فی صلب
علی بن ابی طالب فخلقت من ذلك النصف وخلق علی
من النصف الآخر واشتق الله تعالی من اسمائه اسمًا
قاله عز وجل المحمود وانا محمد و الله الاعلی واخی
علی و الله فاطمہ وابنتی فاطمة وابنه حسن وابنای الحسن
والحسین وكان اسمی فی الرسالة والنبوة وكان اسمہ فی
الخلافة والشجاعة فانا رسول الله وعلی سیف الله
ترجمہ کیا اس سلمان فارسی نے کہ سنائیں نے رسول خدا کو کہتے ہوئے کہ پیدا
کئی گئے ہم اور علی ابن ابی طالب ایک نور چشمہ عرش سے کہ تسبیح پڑھتے تھے
ہم لوگ خدا کو اور تقدیس کرتے تھے ہر لوگ اسکی قبل اسکی کہ پیدا کریں آدم کو
جو کہ ہزار برس پہلے پس جب کہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو تب منتقل کیا اس اللہ نے
ہم کو کون کو طرف پشت ہامی مردان اور رحم ہامی عورات طاہرات کے اور اسکی

بعد منتقل کیا اُس نے جلوگو کو طرف پشت عبد المطلب کے اور تقسیم کیا ہم لوگ کو
دو نصف کر کے پس دیا ایک نصف کو پشت میں میرے باپ عبد اللہ کے اور
ایک پشت میں ہماری چچا ابوطالب کے پس پیدا کیا گیا میں اُس نصف سی اور پیدا
کئے گئے علی نصف آخر سے اور شتق کیا اللہ نے اپنی ناسون میں سے ایک نیت
نام پس خدای عزوجل محمود ہی اور میں محمد ہوں اور اللہ آعلیٰ ہی اور بہائی میرا
علی ہی اور اللہ فاطر ہی اور بیٹی میری فاطمہ ہی اور تحقیق کہ وہ اللہ حسن ہی اور دو
بیٹے میرے حسن و حسین ہیں اور میرا نام تمہار سالات اور نبوت میں اور تمہا نام
اُس علی کا خلافت اور شجاعت میں پس میں رسول اللہ ہوں اور علی سیف اللہ
فائدہ۔ اس کتاب غایت المرام کے باب اول مقصد اول میں ۱۹ حاشیہ سنست
کی مذکور ہیں کہ بخوف طول کے ہم نے صرف پانچ حدیث پر اکتفا کیا۔ اور اس عرصہ
میں ایک قصیدہ تاریخی اس کتاب حد تحقیق کا بقید ۱۲۹۶ ہجری کے طبع از جناب
سید مظفر علیہ صاحب بلگرامی تخلص مجنون کا بذریعہ جمیلہ جناب سید احمد رضا صاحب
بلگرامی کے پہونچا کہ بنظر شکر گزاری اس مقام میں نقل کیا جاتا ہے اور یہ تاریخ حکومت
پسند ہوئی کہ نام حد تحقیق بمشرب سنی سے جیسا کہ ۱۲۹۶ ہجری سال ابتدائی تالیف
اس کتاب کا نکلتا ہے سو اسی طرح اس تاریخ سے جناب سید مظفر علیہ صاحب کے ۱۲۹۶
ہجری سال اختتام تالیف اس کتاب کا بر آتا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ
یہ کتاب ۱۲۹۶ ہجری میں اختتام کو پہونچے۔

قصیدہ تاریخی مذکور الصدر

باوصاف علم و عمل شہر
محج احمد بصیر فی یقین

نہی سید ناسم و نامور
وحید زمان دیندار ستین

| | |
|--|--|
| بسم عقائد فضیلت مآب زگاہای تحقیق گلدستہ بست بشجید تحقیق تیغ کشید نگارید مجنون سش منجل | وجودش بعالم ہدایت نصاب بخار المخبان اعدا بخت جراحت بجانہای اعدا رسید زہنی ذوالفقتار علی ولے |
|--|--|

اور اس عرصہ میں جناب سید محمد حسن صاحب تخلص مدرت نے بھی براہ
عنایت چند قطعہ تالیف بقید ۹۵ ہجری کے بہا گلپور سے ہماری پاس بھیجا کہ وہ
قطعہات بھی بنظر شکر گزاری کے اس جگہ پر نقل ہوتے ہیں۔

قطعہ اول تالیف فارسی

| | |
|--|---|
| وجید عصر دلا مولوی وجید الدین کہ ہست حاوی معقول و جامع نقول ز بس کہ منصف دل سوز حامی نیست حدیث و آیت تفسیر و قول فیصل او چونام نامی آن نسخہ حد تحقیق است | جناب شاخ الاداب بانفخ الالقاب مقر فضل و گماش ہمہ چہ شیخ و شاب نمودہ است چو تالیف الاجاب کتاب ہمہ بموقع و برجا بر اولی المالباب ممنہ حق و باطل کتاب باد خطاب |
|--|---|

قصیدہ دوم اردو

| | |
|---|--|
| جناب منبع اخلاق و مجمع حسنات نری شفیق وہ ہیں مولوئی حید الدین مدام انکی عنایت ہی میری شامحال ادای شکر عنایت تو ہوں نہیں سکتا کتاب آپکی میری نظری سب گزری یہی کتاب ہر فی الواقعی حد تحقیق | وجید دہر و حید زمان حجتہ صفات خدا ہمیشہ کہی انکی ذات بابرکات کتاب بھیجی ہی منجلہ اپنی تصنیفات مگر ہے عرض نری انکی بعد تسلیمات میں بہرہ مند ہوا دیکھ اسکی سدرجا کہ منجلہ قول صحابہ حدیث اور آیات |
|---|--|

| | |
|---|--|
| مفسرون فی فریقین کی جو کی تفسیر وہ سب بغور نظر آپنی کئی تالیف بمقتضای عدالت بہمین علم و کمال خدا ہی عادل و منصف سی ہر پہلی امید ہوئی جو فکر کہوں اس کتاب کی تاریخ کہ اُس وحید فی تنبیہ مگر ہونکے لئے | سورخون فی سیر میں لکھی ہیں جو حالات ہوئی ہیں جنسی عیان اہل بیت کی درجہ کیا ہر انکی حقیقت کا آپ فی اثبات براہین آپ کے جملہ مطالب و حاجات تو آگے ہاتھ غیبی نے یہ سنائی بات لکھی کتاب بلا ریب یہ سبیل نجات |
|---|--|

قطعہ سیوم فارسی

| | |
|--|---|
| حد تحقیق چون بحر سید چون بستم سال خاتمہ اش | از بیان شد موشش خاموش ختم گردید وادہ گفت سر و شش |
| اور اس عرصہ میں ایک قصیدہ تقریطیہ جناب آغا مرزا احمد صاحب قبلہ اصفہانی حال مقیم بجا گلپور کا ہو چکا کہ جو براہ عنایت بزرگانہ کے بہت کچھ قدرا فرمائی اس کتاب حد تحقیق کی فرمائی ہو کہ وہ بھی اس جگہ پر نقل کیا جاتا ہو کہ اُس سے بھی ایک امید بہ ایت گمراہوں کی ہوتی ہو۔ | |

قصیدہ

| | |
|---|--|
| حد تحقیق جو بگرفت علم صدق بدوش شاد بودند رقیبان کہ بکام باشد پردہ برداشت ز رخ یار و بگفتا عقل حیف باشد کہ گنی پیروی دہم و خیال فتنہ کردند و بگفتند کہ اس ست جماع جہد کہ زند و نمودند بسبب وضع حدیث | لشکر خصم بر آورد ز ہر سمت خروش حد تحقیق نہ اگر در حق گوش بگوش رہ تحقیق ہمیں ہست تو جانانہ بگوش حد تحقیق بہ بین وز دیگر چشم بیوش ظن نہیں ہست و قیاس ست خورد رفت ز ہوش ظہر کہ زند و نمودند کہ ملک شدہ ہوش |
|---|--|

| | |
|---|--|
| <p>نام اسلام ولی غاشیہ کفر بدوش ہر کہ حق گفت بخشم آمدہ گفتند خمش دیگر ان را صلہ دادند کہ این جرغہ پوش ظلم ہارفت کہ کونین بر آورد خروش سہ نہادند بزانو ہنگی خیل پر ووش خیف بر دعویٰ این سلسلہ دین فروگر بہر توہین علی روز و شب ہستند بخوش چونکہ آزاد شدہ او حسب سہوش غرق وحدت شود و کسوت حدی پور</p> | <p>بر خلاف نبی و رحمت اولاد چنین عیب خود پرورہ نمودند بتاویل حدی دین خود کردہ مبدل بہوای دنیا سوختند مصحف کشتند نبی را اولاد خون ببارید فلک درستم آل نبی جد و جدست کہ مستقیم نبی را است ختم کردند بخود شیوہ گستاخی را احمد از معتقدان ست بگفتار و حید یارب این گوہر بیکتای تخلص آزاد</p> |
|---|--|

فصل ۹۱

بیان میں اسباب و سامان المہبت علیہم السلام کے اور اناتومی یعنی
تشریح میں مذہب تفضیل تشخیص معایہ شاہی کے

شعر

ہاں جاتی رہی وہ زیبا کے خاک میں مل گئی وہ رخسار کے

فصل بالاسی جو فضائل المہبت کے عیان و نمایان ہیں سواب کچھ اسباب مصائب
آنکے لکھ جاتے ہیں کہ حضرت علی ابن عم و ابن خالہ حضرت رسول کے اور زوج
حضرت بتول کے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے جو درخواست شادی کی تھی
فاطمہ سی کی اور حضرت علی نے بہ سبب شرم و حجاب کے خود درخواست نہیں
کی مگر رضی حضرت رسول کی معلوم کر کے حضرت علی نے بھی درخواست کی اور شاد
حضرت فاطمہ سی انجام پائی کہ حدیث اسکی فصل ۲۸ میں مندرج ہے سو تمام مصائب

جوابِ بلبیت کو پیش آنے والے تھے سو یہ امر بھی از دواج حضرت علی کا ساتھ
 حضرت فاطمہ کے ایک تخم اُس تمام مصائب کا قیاس ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جب
 ایک شخص اسطر حسی و سرون پر پہنچ دیا جائے تو عین مقام اور قرینہ محسوس ہو گیا
 اُس شخص کے ہر خیال پر فصل ۹ میں اس کتاب حدیث تحقیق کے ایک حدیث عبد اللہ
 ابن عمر کی روایت کی گئی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر یعنی صاحبزادہ عمر نے بنسبت حضرت
 علی کے کہا کہ علی کہ تین باتیں ایسی تھیں کہ اگر اُس میں سے ایک بات بھی ہلکے ہو تو
 تو ہم تمام دنیا و مافیہا سی بہتر سمجھتی ایک یہ کہ حضرت رسول نے اپنی بیٹی فاطمہ کو
 ساتھ حضرت علی کے بیاہ دیا دوم یہ کہ حضرت رسول نے سب لوگوں کا دروازہ
 بند کیا سو اسی حضرت علی کے سیدوم یہ کہ حضرت رسول نے بروزِ جنگ خیبر کے
 علم یعنی نشانِ جنگ کا حضرت علی کو دیا غرض یہ ہے کہ شادی حضرت علی کی بھی ایک
 منشا حسبہ کا ہے اور اس حدیث سی کس قدر رذالتِ حوصلہ عبد اللہ ابن عمر کی
 نمایاں ہے کہ جن باتوں میں کہ حضرت عمر خود باپ اُنکی بمقابلہ حضرت علی کے شکست
 کہا چکی تھے سو حوصلہ کو زنا ان باتوں کا اُنکے صاحبزادہ کے جی سے نہیں گیا ہے اور
 حالِ عطای علم بروزِ خیبر کا یہ ہے کہ حدیث اُسکی فصل ۱۰ میں اس کتاب کی اسطر
 مندرج ہے کہ حضرت رسول نے بروزِ خیبر کے فرمایا کہ ہم کل کے روز یہ علم ایک ایسی
 شخص کو دینگے کہ اللہ اُسکی اتھے پر فتح دیگا جو کہ خدا اور رسول خدا کو دوست کہتا ہے
 اور خدا اور رسول خدا اُسکو دوست رکھتی ہیں پس جب رات گزری تو صبح
 سویرے سب لوگ حضرت رسول کے پاس پہنچے کہ ہر ایک اُنکا امیدوار عطا
 علم کا تھا تب پوچھا حضرت رسول نے کہ کہاں ہے علی ابن ابیطالب لوگوں نے
 کہا کہ اُسکی آنکھیں زرد کر رہی ہیں تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بلا بھیجو اُسکو پس

حاضر کئے گئے حضرت علی تب تمھوک لگا دیا اس پیغمبر خدا فی آنکھوں میں غلے کے اور اچھی ہو گئے علی جیسے کہ نہ تھا آنکھ کوئی درد پس عطا کیا رسول نے اس غلے کو وہ علم فقط ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس طرح سب یار لوگوں کا رات بہرا امیدوار عطا ہی علم کا رہنا اور صبح کے وقت حضرت علی کو بلوا کر کے اور انکی آنکھوں میں تمھوک لگا کر کے آنکھوں میں عطا کرنا صحیح صریح ایک سبب محسوس عام ہونے کا حضرت علی کے ہوا اور حدیث میں کثرت مولاہ فعلی مولاہ کی فصل ۱۱ میں مذکور ہے کہ جس رو سے حجۃ الوداع میں دو ماہ قبل انتقال حضرت کے حضرت علی صراحتہ مولاہ کل مومن ومومنات کے بنائے گئے اور حدیث مندرجہ فصل ۱۲ میں حضرت رسول نے حضرت علی کو ساتھ اپنے مثال ہارون کے ساتھ موسیٰ کے دی اور حدیث فصل ۱۳ میں ہے کہ حضرت رسول نے درمیان صحابیوں کے مواخات یعنی بھائی چارہ لگا دیا مگر حضرت علی کو اپنا بھائی دنیا اور دین میں قائم رکھا اور حدیث فصل ۱۴ اسی آیت خلق اللہ ہونا حضرت علی کا خدا کے نزدیک ثابت ہے اور حدیث آیت مباہلہ مندرجہ فصل ۱۵ اور حدیث آیت تطہیر مندرجہ فصل ۱۶ اسی خصوصیت مزید حضرت علی اور تمام اہلبیت کی پائی جاتی ہے اور حدیث فصل ۱۷ ظاہر کہ آنحضرت فی حضرت ابوبکر کو امیر جاج کر کے بطرف مکہ کے روانہ کیا تھا مگر حضرت نے فرمایا کہ غلی مجھ سے ہے اور میں غلی سے ہوں اور ہماری ذمہ کا حق کوئی شخص ادا کر لیا مگر خود میں یا علی اور حدیث فصل ۲۱ میں انا مدینۃ العلم وعلی بابہا سندرج ہے اور حدیث فصل ۲۲ میں ہے کہ حضرت رسول نے بربذ جنگ طائف کی حضرت علی سے مشورہ کیا اور اسپر لوگ بولے کہ رسول نے مشورہ ساتھ ابن عم اپنی کے دیر تک کیا اور حضرت رسول نے فرمایا کہ مہینی امین مشورہ کیا مگر یہ

کہ خدا اُسی مشورہ کرتا تھا کہ اس حدیث سی معاملہ راز و نیاز کا درمیان پیغمبر خدا اور
 حضرت علی کے اور چین چکر کرنا یا لوگوں کا خوب سمجھا جاتا ہی اور حدیث فصل
 ۲۳ میں ہے کہ حضرت علی کا حالت جنب میں بھی مسجد نبوی ہو کر کے جانا بطور
 خود حضرت نبی کے جائز تھا اور حدیث فصل ۲۹ سے ظاہر کہ سب لوگوں کا
 دروازہ بطرف مسجد نبوی کے بند کیا گیا سوای دروازہ غلے کے اور بہ نسبت
 حضرت ابو بکر کے آخر مرض الموت میں اجازت روزن رکھنے کی ہوئی اور بہ
 نسبت درخواست حضرت عمر کے حکم ہوا کہ انکی دیوار میں کوئی روزن بقدر
 ایک ناکہ سوئی کے بھی نچوڑا جای اور حدیث فصل ۲۹ میں ہے کہ حضرت عباس
 شکوہ کرتے ہوئے حضرت رسول کے پاس گئے کہ کیا حال ہے درمیان ہم ہاشمی لوگ
 اور اہل قریش کے کہ جب وہ قریش لوگ آپس میں ملتی ہیں تو خوش خوش ہر دوسرے
 ملتی ہیں اور جب ہم لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو دوسری چہرہ ونسی ملاقات
 کرتے ہیں کہ جیسے پیغمبر خدا کو غصہ ہوا اور حدیث فصل ۴۲ سے ظاہر کہ حضرت
 عائشہ کو باقرار خود اُنکے ساتھ حضرت خدیجہ کے رشک تھا اور جنگ اُحد سے
 سب صحابیوں کا بھاگ جانا اور حضرت علی کا لڑ اُیمین قائم رہنا ایک قرینہ
 قوی خار کہانے کا ہے الغرض یہاں تک بیل اجمال یہ بات بخوبی تمام دیکھ لائی گئی کہ
 حضرت علی اور تمام اہلبیت اور ہاشمیوں سی اہل قریش تمام تر الگ تھلگ تھے
 اور خود حضرت پیغمبر خدا کو بھی اس بات سی اطلاع تھی اس واسطی کہ یہ حدیث
 فصل ۸ میں ہے کہ پیغمبر خدانی فرمایا کہ اگر تم لوگ علی کو ہماری بعد امیر بناؤ گی
 اور نہیں دیکھتی ہیں ہم کہ تم لوگ یہ کام کرو گے تو پاؤ گے اس علی کو ہادی اور
 مہدی کہ جو لیجائیگا مخلوق صراط مستقیم پر اور حضرت علی نے دوش مبارک

حضرت نبی پر چڑھ کر کے اور خانہ کعبہ پر جا کر کے بتوں کو توڑا تھا بہر حال عزت
 و آبرو حضرت علی اور تمام اہلبیت کی تاحیات حضرت رسول کے بخوبی تمام قائل
 رہے مگر مرض الموت حضرت رسول خدا سے رنگ یاروں کا بدل گیا اور پھلے
 چوٹ یہ چلی کہ حضرت رسول نے جب مرض الموت میں کاغذ و قلم و اسطی تعمیل
 وصیت تحریری کے طلب کیا تو حضرت عمرؓ نے حسب کتب اللہ لکھ کر کے ٹال دیا
 اور یہ ٹال دینا انکا بہت موقع پر ہوا کہ وہ حدیث وصیت زبانی ختم غدیر سے
 خوب واقف تھے اور حضرت علیؓ کو مبارکباد مولا ہونے کی دیکھی تھی اور
 بعد انتقال حضرت رسول کے جب تک حضرت علیؓ و ابن عباس کفن و دفن میں
 مشغول رہے تو حضرت ابو بکرؓ باہتمام خاص حضرت عمرؓ کے خلیفہ بنا دی گئے اور
 دلیل یہ قائم ہوئی کہ الایمان من فذلین اور یہ تقریر بمقابلہ انصار کے خوش الحان
 آئی مگر بمقابلہ حضرت علیؓ یہ ایک تقریر محض بوج و لہجہ تھی اس واسطی کہ حضرت علیؓ
 بوجہ ہاشمی ہونے کے ایک ممتاز قریشی تھے اور حضرت ابو بکرؓ کا حضرت علیؓ کو
 کہنا کہ تم لوگ بطور کار گزاران کے ہیں اور تو سردار اور امیر اور بادشاہ ہی
 سو یہ بات صرف براہ دفع الوقتی کے معلوم ہوتی ہے اس واسطی کہ یہ بات اگر سچے
 دل سے کہتی تو قریب اپنی مرنے کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا کیا مشکل تھا اور
 حضرت عمرؓ نے جو نام چھ شخصوں کا بشمول حضرت علیؓ کے لیا تھا اسواصل بندوبست
 آسکایا تھا کہ اگر حضرت علیؓ کچھ خلاف عبد الرحمن ابن عوف سے کرتے تو حضرت علیؓ
 موافق حکم حضرت عمرؓ کے بے تکلف مار ڈالی جائے اور بعد قتل حضرت عثمان کے جو
 حضرت علیؓ خلیفہ قرار پایا تو یہ بات بتقاضای شور و فساد اس وقت کے تھے مگر
 انجام یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے مکہ سے پھرتے ہوئے بطرف مدینہ کے جب یہ بات

راہ میں سنی کہ عثمان قتل ہوئی اور علی خلیفہ ہوئے تو عام علی کا سنکر گئے کہا کہ اب
 مدنیہ میں ہکو جای اقامت نہیں ہو اور وہیں سے مکہ کو بھگتیں اور حضرت ام سلمہ کو
 و رغلا لانا کہ تم بھی ہماری ساتھ ہو کر کے علی سے مخالفت کرو مگر حضرت ام سلمہ نے
 جواب دیا کہ تم اس بات کو جانتے ہو کہ کس قدر مرتبہ حضرت علی کو پیغمبر کے پاس تھا تو
 یہ مخالفت ہم نہ کر سکی اور آخر حضرت عائشہ بجایت طلحہ اور زبیر کے میدان جنگ
 جمل میں بی پردہ آکر کے خود لڑیں اور حضرت عائشہ نے جو معاویہ کو برا لکھتے کیا
 سو اسکا انجام یہ ہوا کہ اسی فساد معاویہ سی تمام باقی عمر حضرت علی کی مکر رکھی اور
 ایک حدیث یہ بنائی گئی کہ نہیں کوئی بنی مرا مگر یہ کہ اپنی خاص موقع انتقال میں
 دفن کیا گیا حالانکہ کسی بنی سابق کا دفن موقع انتقال میں نہیں ہوا بلکہ توریت
 زمین علیہ خرید کر حضرت ابراہیم کا واسطی مقبرہ کے ثابت ہو اور انجام اس
 حدیث وضعی کا یہ ہوا کہ حضرت رسول اسی حجرہ عائشہ میں دفن کئے گئے اور اس
 ذریعہ سے وہاں حضرت ابوبکر و حضرت عمر بھی مدفون ہوئے اور حضرت امام حسن نے
 جو وصیت کی تھی کہ انکی لاش قریب روضہ مبارک تک پھونچا جائی اور اگر ممکن ہو
 تو وہیں پر دفن کی جائی سو انجام یہ ہوا کہ جب لاش حضرت امام حسن کی قریب روضہ
 مبارک کے رکھی گئی تو اس لاش پر خوب بارش تیر و نیکی ہوئی اور حضرت عائشہ نے
 بعد ملکیت اپنی مسمازش مروان کے اس لاش کو اس جگہ میں دفن ہونی نہیں یا
 سو یہ کیا بی رحمی ہو ساتھ آل نبی کے اور تاریخ الحمیس عربی میں ہو کہ جب خبر فوت
 امام حسن علیہ السلام کی معاویہ کے پاس پہونچی تو اسنی اعدا کبر اعدا کبر کہا یعنی تکیہ
 خوشی کی پڑھی تب فاختہ زوجہ معاویہ نے تعجب کر کے کہا کہ اتنا بھوت
 ابن الفاطمہ یعنی آیا خوشی کرتا ہو تو مرنے پر پسر فاطمہ کے اور معاویہ نے

جواب دیا ماکبرت شہادت و لکن استراح قبل یعنی ہمیں یہ تکبیر خوشی کی از روئی
 شہادت کے نہیں کہی لیکن دلو میرے اس خبر سے راحت پہنچی غرض حضرت
 عائشہؓ نے جو بنیا و مصائب الملبیت کی ڈالی تھی سو اسکو معاویہ اور زید
 خوب پورا کیا اور شک نہیں کہ حضرت عائشہؓ ایک محبوب بی بی پیغمبر خدا کی
 تھیں مگر ساتھ حضرت علیؓ کے انکو ایک خاص طرح کی خصوصیت تھی اور ایک
 بڑی آفت روزگار تھیں جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ انکی باپ ایک نیک اور بزرگ
 صفات آدمی تھی سو اسی کا پورا عکس یہ تھا کہ حضرت عمرؓ بڑی تیز اور سرگرم
 مگر انکی بیٹی حضرت حفصہؓ بمقابلہ حضرت عائشہؓ کے ایک نیک بی بی تھیں اور
 اسی طرح سی کوی بات عداوت کی نسبت الملبیت کے از طرف ام حبیبہ زوجہ
 رسولؐ کے جو کہ معاویہ کی بہن تھیں نہیں دیکھی جاتی ہر اور ایسا معلوم ہوتا ہے
 کہ جیسے جھوٹی جھوٹی حدیثوں کا بنانا ایک خاص کام حضرت عائشہؓ کا تھا اور علما
 اہلسنت پر حیف ہے کہ تمیز اور فرق کرنے سے احادیث اصلی اور وضعی کے
 تمام تر برکتار ہیں اور ان علما پر غضب علی غضب یعنی غضب پر غضب یہ ہرگز درست
 خلافت کی جو اتفاقاً بالاتجوز فضیلت ذاتی کے ہوتی گئی سو اہلسنت کو یہ اہتمام
 ہوا کہ واسطی ترتیب اتفاقی خلافت کے ترتیب فضیلت شخصین کے بھی ثابت کریں
 اور بنظر اس ضرورت کی ضرور ہو گیا کہ احادیث وضعی فضیلت اصحاب ثلاثہ کو
 بھی قبول کر لیں اور جسقدر احادیث کہ فضیلت میں حضرت علیؓ علیہ السلام کے
 واقع ہیں سو انکی معنی بنانی میں کوشش کی جائے اور اسی وجہ سے وصیت ختم غدیر
 میں من کنت مولا فعلی مولاہ کی معنی مولا کا ناصر اور دوست قائم کیا گیا اور
 حدیث میں انی تارک فیکم الثقلین میں معنی بدل کر کے معنی عترت کے سنت یعنی

حدیث بنی گئی اور یہی حال دوسری حادثوں کا ہر غرض علمای اہلسنت کا تمام بند چھند اس قسم کا ہو کہ جیسی حضرت علی کو بطور ایک بادشاہ بازی شطرنج کے یزج میں کر رکھا ہو کہ کسی طرف راہ پناہ کی حضرت علی کو باقی نہیں ہو مگر شطرنج والی اس قاعدی سے واقف ہیں کہ جب ایک طرف کا بادشاہ زیج ہو جاتا ہو تو دوسرے طرف کا مہر اٹھایا جاتا ہو سو ہر گاہ احادیث فضائل حضرت علی میں معنی بنائی گئے اور تمام دشمنان علی کی بتاویل خطای اجتہادنی کے حمایت کی گئی تو ہمو اپنی بادشاہ واسطی ایک مہر اٹھالینی کا اختیار ہو گا سو ہم معاویہ کو اٹھالینگی اور اسکو خچور سے کہ اسکی ذات سے خرابی اہلبیت کی بہت ہوئی ہو کہ اسنی لعنت بر سر نبی حضرت علی پر جاری کر دای چنانچہ تاریخ ابوالفدا جلد اول ترجمہ اردو صفحہ ۷۴ اور ۷۵ ۷۶ حسب ذیل کے مذکور ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ احنف مذکور در میان خلافت معاویہ کے اشرف لوگوں میں بطور ملاقات دربار معاویہ میں حاضر ہوا اسی نشان میں ایک شخص اہل شام کا بھی اس محل میں آیا اور اسنی خطبہ پڑھ کر کے خطبہ میں علی ابن ابیطالب پر لعنت کی سب لوگوں نے اپنی سبز بنی جہا لئی کوئی نہ بولا مگر احنف نے معاویہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہا کہ یا امیر المومنین یہ شخص تمام انبیاء کو لعنت کرینگی اگر آگ کی مرضی پاوی تو بیشک یہ سب نبیوں پر لعنت کرے خدا اسی در و اور تقوی اختیار کر و حضرت علی کا چھپا اتو چھوڑ دو کیونکہ انہوں نے اس جہان سے رحلت کی اب وہ اپنی قبر میں ہونگے وہاں تو چین لینی دو اب تمکو انکی لعنت کرنے سی کیا حاصل ہو اور قسم ہی خدا کی کہ وہ شخص مبارک النفس اور مصیبت زدہ تھا۔ معاویہ نے کہا کہ ای احنف کیون آنکھوں پر ٹھیکری رکھتا ہو میں قسم دیتا ہوں تجھکو خدا کی کہ تو بھی میری جڑ پکڑ کر اگر جاری خوشی چاہتا ہو تو علی ابن ابیطالب پر لعنت

بخوشی یا بجزرا حنفی کہا کہ آپ مجھ کو معاف رکھیں اس میں آپ کی خیر ہی اس وقت
 معاویہ بہت گڑ گڑایا اور منت و سماجت سے پیش آیا تب انحنف نے کہا کہ اسی
 معاویہ میں انصاف کے کلمی کہتا ہوں معاویہ نے کہا فرامی۔ انحنف نے یہ کہا کہ
 حمد خدا کو لائق ہے اور درود ہو بخیر اوپر رسول اُسکی کے اسی لوگوں کو مجھ کو معاویہ نے
 یہ کہا ہے کہ لعنت کر علی پر سنو علی ابن ابیطالب اور معاویہ دونوں جھگڑی اور آپس میں
 لڑے اور ہر ایک شخص نے اُن دونوں میں سے یہ دعویٰ کیا کہ خلافت حق میرا ہے
 جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا۔ اب میں کہتا ہوں۔ اسی خداوند لعنت
 کر تو اور تیری فرشتی اور لعنت کرین تیرے نبی اور تمام تیری پیدائش اس شخص پر
 جو ان دونوں میں سے باغی ہوا اور لعنت کر تو گروہ باغی کو اور ای خدا بہت لعنت کر
 اسپر۔ آمین کہو اسی سامعین۔ یہ کہہ کر معاویہ سی کہا کہ میں تو یہ کلمی کہا کرتا ہوں گرجہ
 مارا ہی کیون نہاؤں اب مجھ سے اور کچھ بھرنہ کہلانا فقط واہ واہ علما ہی اہلسنت کے
 یہ آپ ہی لوگوں کا حوصلہ ہے کہ اس لعنت کرنے کو بھی داخل خطای اجتہادی کے
 سمجھیں اور آپ پر کیا مصیبت پڑی ہو کہ فعل کا فرانہ سی بھی معاویہ کے چشم پوشی
 کریں ہماری نزدیک تو معاویہ بڑی بدذات تھے اور اگر خود حرام زادہ نہ ہوں
 تو بوجہ بہای قبول کر لینے نہاواں اسپہ حرام زادہ کے معاویہ ایک بڑی بھائے
 حرام زادہ کے ضرور تھے اور معاویہ کے کافر سمجھنے میں ہلکے کیا تکلف ہو سکتا ہے
 کہ جو دہل سقراطی بھی کی از دو از وہ حواریان حضرت مسیح کا تھا کہ جو خود حضرت مسیح کو
 پکڑوا دیا اور عزا زیل ہی ایک مقربان بارگاہ الہی میں سے تھا کہ جس کو طوق لعنت
 پس معاویہ ہی بی تکلف اُن ہی لوگوں میں سمجھا جاسکتا ہے اور مصائب اہلبیت کے
 کہنا شک بیان کریں کہ ہماری امام حسین کا سر کئی دن کی بہوک و پیاس پر بوجہ

سواخذہ نیرید پر معاویہ کے کاٹا گیا اور لاش بی سہرا نکلی گھوڑوں کی سمون سے
 روندی گئی اور سہرا نکا بطور نشان فتح کے نیزہ پر چڑھا کر کے یزید کے پاس روانہ
 کیا گیا اور تمام سادات واقعہ کربلا کے بچہ شیر خوار تک سواہی ایک امام چہارم
 زین العابدین کے مار گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور بعد اسکی سلطنت
 مروانیہ اور عباسیہ تک تو سادات بنی فاطمہ عموماً واجب القتل اور کشتنی اور گردن دے
 سمجھے گئے غرض تمام مصائب اہلبیت کا حال یہ ہوا کہ اسپر فرشتوں نے بھی گریہ کیا
 مگر علمای ہلسنت کو کیا پروا مصائب اہلبیت کی ہو کہ اگر چاہیں تو بہ نسبت یزید
 کے بھی سسائے غمائی اجتہادی کا جاری کریں کہ ہر گاہ معاویہ صحابی تھے تو یزید بھی بطور
 ایک تابعی کی اور بدلیل حدیث خیر القردن قر نے فالذین یلوئھم کے ایک شخص
 واجب التعظیم اور مستحق کف اللسان کا قرار پاسکتا ہو

غزال زمولف

| | |
|--|---|
| جس کی کو غم امام نہیں بھیجی تم آل پر درود و سلام اہلبیت نبی پہ جو گذرا دشمنوں کا مقام ہے دوزخ وہ حدیثیں جو جعل و باطل ہیں یاد خم غدیر میں محکو کربلا کو مجھے بلا لو تم خاک درہو تے ہم کہیں یارب مولاتیرے حسین ہیں آزاد | پیر ہی ہو تو اس سے کام نہیں اسکی خولی میں کچھ کلام نہیں وہ تو موجود ہے تمام نہیں غیر دوزخ انہیں مقام نہیں پیش عالم کچھ انکا دام نہیں آرزوی شراب و جام نہیں اس سے بہتر کوئی پیام نہیں اور کچھ مقصد و مرام نہیں تو کسی اور کا عہد سلام نہیں |
|--|---|

اور حال یہ ہو کہ دلاور ان عرب کچھ سپاہیان قلم بند و مشاہیرہ دار حضرت رسول
 کے نہیں تھے اور لوٹ مار پر انکی اوقات تھی اور اسی امید پر مال غنیمت کے
 جوق جوق وحوش عرب ملتی جاتے تھے اور طریقہ جنگ و صلح سے خوب آف
 ہو گئے تھے اور حضرت رسول نے کوئی سلطنت یا ملک نہیں چھوڑا تھا اور
 ہر شخص کو اپنی نفع نقصان اور گون بے گون کا خیال تھا یہاں تک کہ بعد انتقال
 حضرت رسول کے انصار لوگوں نے سعد ابن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا اور جب خلافت
 حضرت ابوبکر پر قائم ہوئی تو جناب انصاری نے حضرت ابوبکر کے پاس کر کے غلام اور
 شور مچا کہ اب انصار لوگ دروازہ پر قریش کے پانی مانگنی کو کھڑی ہو گئے
 اور پانی انکو نہیں ملیگا تب حضرت ابوبکر نے جناب کو تسلی اور دلاسا دیکر کے
 خاموش کیا اور جب ابوسفیان نے خلافت ابوبکر سے انکار کیا تو اسکی بیٹے کو
 وعدہ دینے حکم شام کا کر کے ابوسفیان بھی راضی کیا گیا اور اُس اجماع میں
 بیعت ابوبکر کی کچھ بحث فضیلت ذاتی کسی شخص کے پیش نہیں ہوئی پس حضرت
 ابوبکر جو قریشیوں میں ممتاز تر اور ملائم مزاج کے تھے سب قریشیوں نے انکو اپنے
 کام کا جانکر کے خلیفہ قبول کر لیا تو یہ طور ایک ریاست جمہوری ری پبلک ملک
 و انسل و امریکہ کا ہے اور اسیطر حلی ایک ریاست بلقب الکٹریعی شخص انتخابی کے
 علاقہ جات مفصلی میں ملک جرمنی کے اب تک جاری ہے اور اسی وجہ سے ہم خلافتی ملائکہ کو
 عاصب حقیقت حضرت کا نہیں سمجھتی ہیں مگر یہ بات ہم ضرور کھینگی کہ اگر لوگ حضرت
 علی کو خلیفہ بلا فصل بنا لیتی تو یہ بات نہایت درجہ مناسب تر ہوتی کہ خود ابو عبدہ
 ابن جراح اور بشیر ابن سعد وغیرہ بیعت کنندگان ابوبکر کو اقرار تقدم استحقاق خلافت
 حضرت علی کا تھا اور ہمکو مقدمہ وصیت اور خلافت میں پندرہ بیس برس تک

نہایت خلجان تھا کہ اسکا تصفیہ ہمیں اشعار فضلہ ذیل میں کیا ہے اور
 بہ تضمین اشعار میر حسن و بلوکی و سعدی علیہ الرحمۃ کی لکھا

انہی یہ کیسا گلستان ہے
 اگر ہے وصیت خلافت ہی کیا
 وصیت کو مانو خلافت نہیں
 اور آخر پہنچا کہ دو نوہین خوب
 وصیت کا حاصل امامت کو مان
 خلافت سی اسلام خطا ہر ہوا
 حکومت خلافت کی تھی تیس سال
 حرارت ہو ایمان کی اک طرف
 معاویہ بد ذات سے فرق رہ
 نہیں ہر اسکا کومی جز علی
 ہوئی جو نبوت نبی پر تمام
 جہان فیض سے انکی ہے کامیاب
 علی دین و دنیا کا سردار ہے
 دیار امامت کے گلشن کا گل
 علی راز دار خدا و نبی
 علی بندہ خاص درگاہ حق
 علی ولی ابن عسکرم رسول
 کہے یوں جو چاہی کوی بیر سے

میری عقل اس چاہ حیران ہے
 وگر ہے خلافت وصیت ہے کیا
 خلافت کو مانو وصیت نہیں
 ہر اک ایک مصرف کا ہو بے عیوب
 امامت سے انجام خیر اپنا جان
 امامت سے ایمان طاہر ہوا
 حکومت امامت کی ہے بنیروال
 جلالت ہو ایمان کی اک طرف
 علی کی محبت میں تو عنقریب رہ
 کہ بھائی کا بھائی و صے کا وصی
 ہوئی نعمت اسکے وصی پر تمام
 نبی آفتاب و علی ماہتاب ہے
 کہ مختار کے گھر کا مختار ہو
 بہار ولایت کا باغ سنبل ہے
 خبر دار سر خفی و بطل
 علی سالک رہ رو راہ حق
 لقب شاہ مردان زوج بتول
 یہ نسبت علی کو نہیں غیر سے

و اگر افضلیت کس مانده است
نبی اور علی مین جدا نہیں
دوتاویکے چون زبان تسلیم
علی کا محبت جتنے جتنے
حسین ابن حیدر یہ ہیں بختن
انہوں پر درود اور انہیں پر سلام
یہ ہیں ایک نور خدا ہی برین
کہ بارہ ستون ہیں یہ اثنا عشر
حساب عمل سے یہ بیاک ہیں
کہ بہتر ہوئی سب سے آل رسول
کہ بر قول ایمان کئے خاتمہ
من و دست و دامن آل رسول

خدا نفس پیغمبر ش خوانده است
یہاں بات کی اب سمائے نہیں
نبی و علی ہر دو نسبت بہم
علی کا عدد و دوزخی دوزخ
نبی اور علی فاطمہ اور حسن
ہوئی انہی دو جگ کی خوبی تمام
علی سے لگا تا بہ مہدے دین
انہوں سے ہر قائم امامت کا گھر
صغیرہ کبیرہ سے یہ پاک ہیں
ہوایان سے ظاہر کمال رسول
خدا یا بحق بنے فاطمہ
اگر دعو تم روکنے و قبول

فصل ۹۲

اس فصل میں بیان امامت کا ہے سو ہم اول اس بات کو لکھتی ہیں کہ قرآن شریف
میں استعمال لفظ امام کا کس طرح واقع ہوا ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔
تمسک سورہ بقرہ ۲- آیت ۱۱۸ اذ ابنت ابراہیم بدہ بکلمات فاقمن
قال انی جاعلک للناس امسا ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم کو کہ کسی
رب نے کئی باتوں میں پھر اُسنی وہ پوری کیں فرمایا میں تجھ کو کرونگا سب کو نکال دینگا
تمسک سورہ ہود ۱۱- آیت ۲۰ افس کان علیٰ یثرب من دہ ویتلوہ شاعر
منہ و نقل کتاب موسیٰ اما ما در حمتہ ترجمہ ہلا ایک شخص جو ہے

نظر آتے راہ پر اپنے رب کے اور پہنچتی ہو اسکو گواہی اُس سے اور پھلے اُس سے
کتاب موسیٰ کی راہ ڈالتے اور مہربانی۔

نمبر ۳ سورة الحج ۱- آیت ۵، فانقمنا منه ذبحا واحدا لبائما مبین
ترجمہ اور یہ دونوں شہر راہ پر نظر آتی ہیں حاشیہ شاہ عبد القادر صاحب
مکہ سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔

نمبر ۴ سورة الاسری ۱- آیت ۳، یومئذ عوکل اناس بامامہم
ترجمہ جس دن ہم بلا نیکی ہر فرقہ کو ساتھ انکی سردار کے نمبر ۵ سورة القرا
۲- آیت ۴، والذین یقولون ربنا ہب لنا من انزلنا ویزدنا تافرة اعین واجعلنا
للمتقین اماما ترجمہ اور وہ جبرکتی ہیں ای رب دی ہمو ہماری عورتوں کی طرف
سے اور اولاد کی طرف سی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہمو واسطے پر ہیز کاروں کے
امام حاشیہ شاہ عبد القادر جہا یعنی دیہان سے سونین۔

نمبر ۵ سورة یسین ۳۵- آیت انالخن نخی الموتی ونکت ماقد موادانا رھو
وکل شیء احصینا ہ فی امام مبین ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب دہلوی ہم ہیں
جو جلاتے ہیں مردی اور لکھتی ہیں جو آگے بھیج چکی اور انکے پیچھے نشان رہو
اور ہر چیز گن لی ہو ہے ایک کھلی اصل میں حاشیہ شاہ صاحب موصوف جو
بھیج چکے اپنے اعمال اور پچھی رہے نشان اولاد اور عمارت اور رسم نیک یا بد
نمبر ۶ سورة الاحقاف ۴۶- آیت اومن قبلہ کتاب موسیٰ اما وحرمة

ترجمہ اور اُس سے پھلے کتاب موسیٰ کی ہو راہ ڈالتی اور مہر۔ رای راقم۔
آیات مذکورہ بالا سے معنی امام کے پیشوا کے ہیں اور نمبر ۱ یعنی سو یہ بقرا آیت
۱۸۱ سے ظاہر حضرت ابراہیم کو لقب امام کا دیا گیا اور نمبر ۲ سورة الاسر سے

آیت ۳۷ سے ظاہر کہ لوگ اپنی اپنی امام کے ساتھ پکاری جائینگے غرض یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر فرقہ کو ایک ایک امام یعنی پیشوا ہوتا ہے اور امام اور خلیفہ میں فرق باعتبار حیثیت کے ہے کہ استعمال خلیفہ یعنی نائب کا قرآن میں بحق آدم علیہ السلام کے بمقابلہ خدا کی ہے یعنی آدم زمین پر خدا کے نائب قرار پایا اور استعمال امام یعنی پیشوا کا بمقابلہ آدمیوں کے ہے کہ وہ امام آدمیوں کا پیشوا ہے پس حقیقتاً مفہوم خلیفہ اور امام کا قریب قریب ہے مگر کچھ فرق بھی ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ خلافت میں کچھ حکومت ظاہری بھی چاہیے اور امامت میں حکومت ظاہری شرط نہیں ہے بلکہ حکومت امام کی دل و جان اور اپنے اعمال و افعال سے متعلق ہے کہ جس سے نجات ہو اور حدیث میں واقع ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی و لن یتفرقا ابداً حتی یرد علی الخوض یعنی فرمایا رسول خدا انی چھوڑ جاتی ہوں ہم درمیان تم لوگوں کی دو بھاری چیزیں ایک قرآن دوسری عترت یعنی اولاد اپنی اور یہ دونوں آپس میں فرق نہیں ہونگے گہو یہاں تک کہ وار دہو نہ دو نون اور پر حوض کوثر کے پس قرآن اگر بجای لفظ کے فرض کیا جائی تو اولاد رسول بجای معنی اُسکے ہیں

مؤلفہ

چو قرآن و علی باہم مثال لفظ و معنی نمل
اور اس مقام میں شعر شاہ نعمت اللہ ولی کا بہت حسب حال ہے

شعر

پیشوائی بایست جستن ز اولاد رسول
غرض مسلمان پر واجب ہے کہ اولاد رسول کو اپنا امام جانے اور نبیا و لقب

دوازده امام کی ہماری نزدیک و ہنی حدیث خلافت دوازده گانہ کی ہر کہ حسین
 وعدہ ہر کہ وہ بارہ خلیفہ قیامت تک ہونگے اور بیان اُسکا فصل ۱۰۰ میں ہے
 کتاب حدیث تحقیق کے ہوا ہر او شاہ عبدالحق صاحب جو ان خلفای دوازده گانہ میں
 شرط حکومت ظاہری کی لگا کر کے ولید ابن عبد الملک تک حساب کیا ہر سو اس
 روسی معاویہ اور یزید بھی شاہ صاحب موصوف کے امام ہیں اسو اسطی کہ
 شاہ صاحب کہتی ہیں کہ خارج ہونا ان خلفا کا عدل و احسان سے اور انکا اہل
 و فساد ہونا کچھ مانع نہیں ہوا اور ایک امر عجیب یہ ہر کہ سنیاں بھی دوازده امام کو
 اسی ترتیب سی قبول کرتے ہیں چنانچہ تاریخ الخمیس عربی چھاپہ مصر اور روضۃ الصفا
 وغیرہ کتب تواریخ میں بیان حال ان دوازده امام کا موجود ہر اور خواجہ حافظ شیرازی
 بھی ان دوازده امام کو منظور کر کے کہتے ہیں

شعر

بدر شمعان شہین حافظا تو لا کن | نجات خویش طلب کن بجان ہشت چہا

اور اب اس مقام میں ایک حدیث اہلسنت کی باب دہم مقصد اول سی کتاب
 غایت المرام متذکرہ فصل بالا کتاب ہذا کے نقل کی جاتی ہر کہ جس سے اصل منشا
 اصطلاح دوازده امام کا معلوم ہوتا ہر حدیث کتاب ابن المویذ الموفق
 ابن احمد سے بروایت سلمان محمدی کے قال دخلت علی النبی واذ الحسن علی
 فخذہ وھو یقبل عینہ ویلثم فاک وھو یقول انت سید بن سید واخو سید

ابو السادات انت امام ابن امام واخو امام واخو امام انت حجتہ بن حجتہ واخو حجتہ ابو حجتہ تسعة من
 صلیک تاسعہ قائم ہر ترجمہ کہا اُس سلمان محمدی فی کہ داخل ہوئی ہم حضرت پاس اور نگاہ سیو
 تھرا اور پر زبانو اُس نبی کے اور وہ نبی چوم رہی تھے دونوں آنکھوں کو اُس

حسین کے اور بوسہ دیتے تھے اُسکے منہ کو اور وہ بتی کہ رہے تھے کہ تو سید عتی
سردار ہو اور بیٹا سید کا اور بھائی سید کا اور باپ سید کو گون کا اور تو امام ہے
بیٹا امام کا بھائی امام کا باپ اماموں کا اور تو حجت ہو بیٹا حجت کا بھائی حجت کا
باپ حجتوں کا جو نوکلینکے تیری پشت سے اور نو ان شخص اُن کو گونگا قائم رہی والا
ہو گا اُن کو گون کا۔

ف۔ یہ خطاب حضرت بنی کا بطرف امام حسین کے ہو کہ جو امام سیوم تھے سوطی
کہ حضرت علی امام اول اور حضرت امام حسن امام دوم اور امام حسین امام سیوم ہیں اور
اس تیرے امام کو ارشاد دہو کہ تیری پشت سے نو امام نوکلینکے پس تین اور نو ملا کر کے
کل بارہ امام ہوئے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فقرہ ایک کبت ہندی کا کہ جو
بھاٹ لوگ جا بجا سناتے پھرتے ہیں گویا ترجمہ اسی حدیث کا ہو اور وہ فقرہ پیش
امام حسین کے حسب ذیل ہے۔ امام ہیں آپ امام کے باپ امام کے پوت
امام کے عمیبار رسول کے آل بتول کے لال میری ناؤ تو ہی ہو کھویا اور یہ جو
ارشاد حضرت رسول کا ہو کہ لو ان امام ان باقی نو اماموں کا قائم رہیگا سو اس مضمون
دوازہ ہم حضرت امام مہدی آخر الزمان کا بیٹا ہونا امام حسن عسکری امام یازدہم کا اور
زندہ اور قائم رہنا اُنکا جیسا کہ شیعہ لوگ ادعا کرتے ہیں قابل تسلیم کر لینے کے
معلوم ہوتا ہے اور اسکی بحث آئندہ کی جائیگی۔

فصل ۳۴

ذکر امام اول از جملہ دوازده امام۔

فصل بالامین دیکھ لایا گیا کہ اصل بارہ ستون دین و اسلام کے دوازہ امام ہیں۔
تاریخ الخلفاء عربی جلد دوم جہا پچھتر صفحہ ۲۸۶

علی و اولادہ اولہم علی ابن ابی طالب و قد سبق ذکرہ

ترجمہ اور وہ دو ازادہ امام علی بن اور اولاد انکی اول ان دو ازادہ امام کے
علی بن ابیطالب ہیں اور تحقیق کہ سابق میں ذکر اسکا ہوا۔

تایخ جد و النبی تصنیف مولوی خادم علی صاحب سندیلوی

پیدائش کی تیس سال قبل ہجرت کے اور مدت خلافت آپ کی چار برس
چھ مہینہ ہو اور شہادت آپ کی سن چالیس ہجری میں ہوئی آپ چچا زاد بھائی پیٹر
صاحب کے ہیں اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے زوج ہیں اور پیغمبر صاحب
کے اور خلفای ثلاثہ کے وقت میں بڑی بڑی شجاعتیں کیں اپنی خلافت میں نوبت
جہاد کفار کی بسبب داپس یعنی بنی امیہ کے نہ پہنچی اور شہنہ ہجری میں نیت بخش
خلافت کے ہوئے تھے آخر لشہادت ہاتھ عبدالرحمن ابن ملجم شوہر قطاسہ کے داخلہ
بریں ہوئے اور آپ اول مسلمانوں سے اور خلیفہ نبی ہاشم سے ہیں اور عمر آپ کی ۶۳
سال کی تھی اور آپ فی ایک شعر عربی اپنی اول مسلمان ہونے کا کہا ہے جس کا ترجمہ

زبان اردو میں یہ ہے

| | |
|-------------------------------|-----------------------------|
| مسلمان میں ہوا ہوں سب سے پہلی | دران حالیکہ نابالغ تھا لڑکا |
|-------------------------------|-----------------------------|

اور نام والدہ حضرت علی کا فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ مانی طر
بھی ہاشمی ہیں اور اپنی داد کی طرف سے بھی اور طلحہ بن عبد اللہ نے اولاً جناب میر المومنین
سے بیعت کی اور شہنہ ہجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فی اپنی طرف سے عامل و حاکم
مقرر کر کے اطراف بلاد کو روانہ فرمائی اور عمال عثمانیہ کو معزول فرمایا اور شہر جہاد الاخر
میں جنگ جمل کی ساتھ حضرت علی کے واقع ہوئی بمقام خیبر یہ اور فریقین میں س ہزار
مرد مقتول ہوئے۔ اور شہنہ ہجری میں جنگ صفین واقع ہوئی ۱۰

اور شام کی طرف۔ ۴۴ ہزار آدمی مار گئے اور اہل عراق کی طرف سے ۲۵۰۰۰ ہزار شہید ہوئے اور خلیفہ شریف آپ کا یہ ہر گندم گون میانہ قد و فراخ چشم کبیر البطن و راز ریش سینہ مبارک پر بہت بال تھی اور پیشانی پر کم خوب صورت کثیر التبتسم روایت ابن السعدی ظاہر ہے کہ فرمایا آپ نے کہ نازل ہوئی کوئی آیت کلام اللہ مگر مجھے شان نزول اُسکی اور مکان نزول اور شخص منزل غلیہ معلوم تھا اسلئے کہ میرے رہنے مجھے سخت تھا قلب فہیدہ اور زبان گویا اور منجملہ کرامات آپ کی یہ بھی ہو کہ کچھ آپ نے ارشاد کیا پس تکذیب کے اُس قول کی ایک مردنی پس فرمایا کہ میں تیرے اوپر دعا کرتا ہوں اگر ہی تو کا ذب اُسنی کہا بہتر دعا کرو پس دعا کی اوپر اُسکی حتی کہ نہ حرکت کی وہاں سی کہ جاتی رہی بنیانی اُسکی غرض کہ فضائل و کرامات آپ کے بہت ہیں اس ذخیرہ میں بسبب طوالت کے نہیں لکھی گئے اور چند بھی لقب آپ کا تھا اور ذوالفقار آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی تھی اور انکی پیشانی مبارک پر وقت نماز صبح کے بہن طلم ملعون مذکور بالا کے ہاتھ سے زخم شدید پہنچا تھا اور یہ ملعون بعد مارنے کے گرفتار ہوا یا تھا۔ فقط اور اب اس جگہ پر چند اشعار اوائل دیوان حضرت امیر علیہ السلام سے تیمنا و تبرکاً نقل ہوتے ہیں ساتھ ترجمہ کے

الناس من تحت الثمالة کفاء ابوہم لادم واکام حقاء

نمبر آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی ہم جنس ہیں اسوا سطلے کہ باپ اُن لوگوں کے آدم ہیں اور مان اُنکی حوا ہیں
ف آپ نے جو ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگ از روی شکل ظاہری کے کفو یعنی

انجس ہیں سو اس بیان میں کمال بلاغت ہو کہ شباہت صرف باعتبار شکل ظاہری کے ہو
 مگر نہ از روی صفات ذاتی کے آدمی لوگ نہایت درجہ قسام مختلف کے ہیں کہ ایک
 شخص عالم اور دوسرا جاہل اور ایک سعید و دوسرا شقی ہو تا ہو اور اسی طرح سی دوسرے
 صفات میں بھی مختلف ہو جاتے ہیں

نمبر ۱۱ اما المقامات الثانیۃ مستودعات وللا حساب اباء
 اور نہیں ہیں مائیں آدمیوں کی مکتوفات اور جاہی امانت در حالیکہ واسطے
 حساب حسب نسب کے باپ لوگ ہیں۔
 ف یعنی حساب حسب نسب فلان ابن فلان کا باپ کی طرف سے ہوتا ہو اور حسب
 تین کرسی تک اور حسب تین کرسی کے اوپر ہو۔

نمبر ۱۲ فان یکن لہ من اصلہ شرف
 پس اگر ہو ان لوگوں کو انکی اپنی اصل کی طرف سے کچھ شرف کہ جس سے فخر کرتے ہوں
 پس مٹی و پانی ہو ف یعنی جب اول آخر آدمی کا پانی اور مٹی ہو تو کیا فخر کرنا ہو۔

نمبر ۱۳ وان انتہی بفسخ من ذی نسب
 فان نسبتنا جود و علیاء
 اور اگر کچھ پیش کرے تو ساتھ کسی فخر کے از طرف صاحبان نسب کے پائیں تحقیق
 کہ نسبت ہموگوں کی بطرف جود اور علوم مراتب کے ہو ف یعنی اگر تم لوگوں کو فخر
 نسبت قریشی ہونیکا ہو تو نسب ہمارا جود یعنی بخشش ہونیکا اور علو
 مدارج کا ہو سو اسطی کہ قبیلہ شام میں جود اور علوم مدارج ہو۔

نمبر ۱۴ فضل الالہی العلم اقصی
 علی الہدیٰ لمن استہدٰ ہدایہ
 نہیں کوئی فضیلت ہو کہ اسطی اہل علم کے سو اسطی کہ تحقیق کر دی لوگ ہا اوپر
 ہدایت کے ہیں اور جو شخص کہ ہدایت چاہو اسکی واسطے ہدایت ہیں ف یعنی

ساتھ شرف نسب کے ہمکوش علم کا ہر کہ خود ہم ہدایت پر ہیں اور دوسرے کو ہم ہدایت کرتے ہیں یعنی کہ ہم لوگ اہلبیت ہادی و منادی ہیں۔

نمبر و قیعتہ المودۃ مافد کان یحسبہ | والجاهلون لا اهل العلم اعداء
اوقیت مرد کی وہ چیز ہو کہ جو نیک بنادی اُس کو ہر حالیکہ جاہل لوگ واسطے اہل علم کے دشمنان ہیں۔

نمبر فقہو بعلم ولا یتغلبہ بسد کا | فالناس موتی و اهل العلم احیاء
پہلے ٹھہ تو ساتھ علم کے اور نہ ڈھونڈہ تو واسطے اُس کے کوئی عوض نہ کسواسطی کہ آدمی لوگ مردہ ہیں اور اہل علم زندہ ہیں
و یعنی خلافت بمقابلہ فضیلت علمی کے کیا چیز ہے

غزل دیگر

نمبر تغیرت المودۃ والا خاء | و قتل الصدق وانقطع الرجاء
متغیر ہو گئی دوستی اور اخوت نہ اور کم ہو گیا صدق اور کٹ گئی امید
و یہ غزل غالباً زمانہ خلافت خلفائے مکتوم ہوتی ہو

نمبر واسطی الزمان الی صدیق | کثیر العذر لیس له دعاء
اور سپرد کیا مجبور زمانہ نے ہاتھ میں ایک دوست کے جو کہ عذر معذرت بہت کرتا ہو
اور نہیں ہو کچھ اُس عذر کی رعایت و غالباً اشارہ بطرف حضرت ابو بکر صدیق کے
معلوم ہوتا ہے۔

نمبر سیغنی الذی اغناه عین | فلا فقرید و عرو لا شرا ع
قریب ہو کہ بی نیاز کر لیا مجبورہ اللہ کہ جسنی بی نیاز کیا ہو اُس دوست کو مجھ سے نہ
اسواسطی کہ نہیں فقرو ہمیشہ رہیگا اور نہ دولت۔

نمبر ولس بلائہ ابدانغیر کذاک البؤس لیس لہ بقاء
اور ہمیشہ نہیں رہیگا ابد تک آرام و آسائش؛ اور اسیدر حسی سخت حاجت مند
کہ نہیں ہے اسکو بھی بقاء۔

نمبر وکل مودة لله یصفو ولا یصفو من الفسق الاخاء
اور کل دوستی جو اللہ ہوتی ہو صاف رہتی ہو؛ اور نہیں صاف رہتی ہے
فاسق لوگوں کی اخوت و محبت۔

نمبر اذا انکرت عهدا مع حمیم
ففی نفسہ التکوم والحیام
جب انکار کیا ہنئی کسی عہد کو ایک دوست کی طرف سے؛ پس ہمارے نفس
میں تہاتکرم یعنی نگاہداشت آبرو اور حیا۔

نمبر وکل جراحة فلہاد واء وسوء الخلق لیس لہ د واء
اور کل زخم پس ہو واسطی اسکے دوا؛ اور واسطی بد خلقی کے نہیں کوئی دوا ہو
نمبر و دبت اخ و لیت لہ وفی
ولکن لا یلزم لہ الوفاء
اور تھوڑی دوست ایسی ہیں کہ وفا کیا پہنچے ساتھ انکے وفادار ہیں؛ اور لیکن
نہیں ہمیشہ رہتی ہو انکو وفاداری۔

نمبر ید یون المودة ما را دے
ویبقی الود ما یبقی اللقاء
ہمیشہ رہتی ہیں وی لوگ دوستی کو جب تک کہ دیکھتی ہیں وی لوگ مجھکو؛ اور باقی
رہتی ہو دوستی جب تک باقی رہتی ہو ملاقات چارہ پشی۔

نمبر اخلاء اذا استغنی عنہم
واعدا اذا انزل البلاء
لوگ دوست ہونے ہیں جب کہ ہم نے نیاز ہو گئے ہیں لوگوں سے؛ اور دشمن
ہو جاتی ہیں جب اوترنی ہو گوی بلا۔

نمبر ۱۰۱ ان غیبت عن احد قلانی | وعاقبتہ بافیہ اکفام

اور غایب ہونے میں ہم کسی سے تو وہ شخص شکوہ کرتا ہی میرا پڑا اور احجام
بد دیتا ہی مجھ کو ساتھ اُس چیز کے جو کافی و وافی ہی۔

نمبر ۱۰۲ اذا ما داس الی البیت ولی | بدالہم من الناس الخلفاء

اور جب کہ سرداران الہییت کے محبت کرتے ہیں ظاہر ہوتا ہی اون ان میتوں پر
آدمیوں کی طرف سے جفا

نمبر ۱۰۳ دیگز دیوان حضرت امیر علیہ السلام حیا یہ نبی صفحہ ۱۲۰
خطاب بمعناویہ

نمبر ۱۰۴ محمد النبی اخی و صہرہ | و حمزۃ سید الشہداء ع

محمد پیغمبر بھائی میرا ہی اور کس میرا ہی پڑا اور حمزہ سید الشہداء اچھا میرا ہی۔

و جعفر الذی یغنی و یسے | بطایع الملائکۃ ابن امی

اور جعفر جو کہ دن اور رات کو اڑتا ہی ساتھ فرشتوں کی بیٹیا ہمارے ما کا ہے

و اسی رو سے لقب جعفر طیار کا

و بنت محمد سکنی و عدرسی | مشہور لمحہ ہادی و حئے

اور بیٹی محمد کی آرام جان ہماری ہی اور بی بی میری پڑا اور ملا ہوا ہی گوشت
اُس کا ساتھ خون میرا اور گوشت

و سبط احمد ولد ای منہا | فن منکر لہ سہم کسہمی

اور دو فرزند ان فرزند احمد کے دو بیٹے میرے ہیں اُس دختر محمد سے
پس کو شخص ہی تم لوگوں میں کہ جس کو حصہ ہو مثل حصہ میرے کے

سبقتہ الی الاسلام طرہا | غلاما سا بلغت وان حلہ

سابق ہوئی ہم تم لوگوں سے اسلام میں از روی رغبت جس حال میں کہ ہم لڑکا تھے
کہ نہیں پھونچے تھے ہم زمانہ بلوغ کو اپنے

نمبر ۷ واجب لی ولایتہ علیکم رسول اللہ یوم غدیر حنہ
اور واجب کیا واسطی میرے ولایت یعنی ریاست کو اپنی اوپر تم لوگوں کے
رسول اللہ نے بروز خم غدیر کے

نمبر ۸ واصلانی النبی علی اختیار الامتہ رضی منکم بحکم

اور وصیت کی میری واسطی نبی نے اپنی اختیار یعنی خوشی سے واسطی امت
اپنے کے رضا یعنی تابعداری کو تم لوگوں کے ساتھ حکم میرے۔

نمبر ۹ لا من شاء فلیؤمن بهذا والا فلیمت کیدا بغیر
خبر دار وہ جو شخص کہ چاہی پس چاہیے کہ ایمان لاوے وہ شخص ساتھ اس
قول کے وگرنہ پس چاہیے کہ مری وہ اندوہناک ساتھ غم کے

نمبر ۱۰ انا البطل الذی لم تنکدوا لیوم کویہ ولیوم سلم
میں وہ بہادر ہوں کہ جسکا انکار تم لوگوں نے نہیں کیا بروز جنگ کے اور بروز صلح کے
شعر دیگر از حضرت امیر علیہ السلام منقول از مناقب مرتضوی عربی منتخب از
تصنیف حافظ ابو عبد اللہ محمد ابن یوسف ابن محمد بن محمد بن شافعی۔

صفحہ ۱۱ فویل فویل شہ و بیل لمن یلقی الالہ غدا بطل
پس افسوس ہو اور پھر افسوس ہو اور پھر افسوس ہو واسطی اس شخص کے جو ملاقات
کرے گا خدا تعالیٰ کی کل کے روز ساتھ ظلم کرنے کے میرے اوپر

مناقب مرتضوی متذکرہ ص ۱۱

وتمی الامام ابو الحسن البغوی فی تفسیرہ یرفعہ بسند الی ابن عباس

رضی اللہ عنہما قال لما نزل قوله تعالى قل لا اسئلكم عليه اجرا
 لا المودة في القربى قالوا يا رسول من هؤلاء الذين
 مرنا الله بمودتهم قال علي و فاطمة و ابناهما
 مرجومہ اور روایت کیا امام ابو الحسن بغوی نے بیچ قرآن اپنے حوالہ کر کے
 ساتھ سند اپنی ابن عباس تک کہ کہا اُس ابن عباس نے کہ جب اوترا قول
 اُس خدا تعالیٰ کا کہ تو امی محمد کہ نہیں مانگتا ہو نہیں تم لوگوں سے اُس قرآن پر
 مزدوری مگر دوستی قرابت داروں کی تب پوچھا لوگوں نے اسی سول اللہ
 کوں ہیں وہی لوگ جو کہ خدا نے ہم لوگوں کو حکم دیا ساتھ دوستی اُن لوگوں کے
 تب فرمایا پیغمبر خدا نے کہ وہی لوگ علی اور فاطمہ اور دو بیٹے اُن دونوں کی ہیں
 اشعار عربی از مناقب مرتضوی مذکور ہا بالا

نمبر ۱۱۱ العروۃ الوثقی لمقتضی بھا مناقبہم جاءت بوحی و انزال
 وہی لوگ یعنی اہلبیت نہایت مضبوط قبضہ ہیں واسطے پکڑ لینے والی اُس قبضہ
 کے در حالیکہ مناقب اُنکے آئے ہیں ساتھ وحی اور نزول قرآن کے
 نمبر مناقب فی شوری و سورۃ ہل و فی سورۃ الاحزاب یعرفہا التالی
 مناقب اُنکے ہیں سورہ شوریٰ میں اور سورہ ہل اتی میں اور سورۃ الاحزاب میں
 کہ جانتا ہوں ان مناقب کو قرآن کا تلاوت کر نیوالا

نمبر ۱۱۲ و ہما بیت المصطفیٰ فودادہم علی الناس مفروض جملہ اسبجال
 اور وہی لوگ اہلبیت مصطفیٰ کے ہیں پس دوستی اُن لوگوں کی اوپر آدمیوں کے
 فرض کی گئی ہے ساتھ بدداری اور افراط اچھی چیزوں کے
 ایضا از شاعر دیگر

ہم القول من اصفاء الود مخلصاً | تمسك في خروا بالسبب القوي
اہلبیت لوگ وہ قوم ہیں کہ جو کوئی اختیار کرے اُن لوگوں کی دوستی مخلص ہو کر کے
تمسك پکڑ لیا وہ شخص اپنی آخرت میں ساتھ اُس سبب قوی تر کے

ہم القوم فاقوا العالمين مناقباً | بحاسنہا تحک وایاھا تردی
وی اہلبیت لوگ وہ قوم ہیں جو فوق لیکے سب عالم پر از روی مناقب کے
خوبیان اُنکی حکایت کیجاتی ہیں اور آیات اُنکے روایت کئے جاتے ہیں

موکلا تمہ فرض وجہہ ہدی | وطاعتہم ودع وودھم تقوی
تو یعنی دوستی اُن لوگوں کی فرض ہو اور محبت اُن لوگوں کی ہدایت ہو اور
طاعت یعنی تابعداری اُن اہلبیت کی دین یعنی پرہیزگاری ہو اور محبت اُن
لوگوں کی تقویٰ ہو۔ اب بنیان تفصیل شیخین معاویہ شاہی کی خدمت میں
عرض یہ ہو کہ اصل مذہب قدیم المسنت کا یہ ہو کہ اد پر مذکور ہوا اور آپ لوگ
کسوٹی مذہب سنی کو رسوا و خوار کرتے ہیں اور اس توہین علی اور عداوت اہلبیت
آپ کو کیا فائدہ ہوگا کچھ امید حکومت شام ورامید حکومت ملک کی باقی نہیں ہو اور معاویہ کا کچھ
خوف اور ہسکی دسترخوان اچھا کہا نام لگا پس ہی خدا انصاف کر کی روح رسول کو راضی کیجی

فصل ۹۲

ذکر امام دوم تاریخ الخمیس جلد دوم صفحہ ۲۸۶

الثامن الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی با محمد یلقب بالقی السیدامہ فاطمہ بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا بالمہینتی منتصف رمضان سنۃ ثلاث من الهجرة ستخلف
ستۃ أشهر توفي بالمہینۃ خمس لیا خلون من بیع الاول سنۃ خمسین قبل سنۃ تسع
واربعین وکان عمرہ سبعا واربعین سنۃ ودفن بالبقیع

ترجمہ دوسری اُن بارہ اماموں کے حسن ابن علی ابیطالب ہیں اور کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب آپ کا تقی اور سید ہر اور مان اُنکی فاطمہ بی رسول اللہ کی ہیں اور پیدا ہوئی وہ مدینہ میں نصف رمضان سنہ ہجری ۳۱ اور خلیفہ رہی چھ مہینے اور وفات پای مدینہ میں تبایخ پانچویں ربیع الاول سنہ ہجری ۶۱ اور بعضوں نے کہا سنہ ہجری ۶۱ اور عمر آپ کی تھی سینتالیس برس کی اور دفن ہوئے جنت البقیع میں۔ تبایخ ابو الفدا ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۴۴۳ جب حضرت امام حسن نے دیکھا کہ لوگوں کا یہ حال ہے اسوقت حضرت امام حسن نے معاویہ کو ایک نامہ بایں مضمون لکھا کہ اگر خیر شرطیں تم مان لو تو مجھ کو تمہاری اطاعت منظور ہو معاویہ نے مان لین وہ شرط یہ ہیں ایک شرط امام حسن نے یہ کی تھی کہ جو روپیہ بیت المال کو فہ میں ہو مجھ کو دے اور دار بجز و کا خراج جو فارس سی آتا ہے وہ دیا کرو اور حضرت علی کو برا نہ کہا کرو اُس نے یہ شرطیں مان لین الا سب علی سے انکار کیا اور کہا علی کو گالی بیشک دوں گا جب امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ شرط نہیں مانتا لاچار یہ کہا کہ جس مجلس میں مجھ کو پامیری سامنی حضرت علی کو گالی نہ دو اُسنی منظور کیا اور کہا اچھا تمہاری سامنی نہ کہینگے لیکن پھر اُس شرط کو بھی پورا نہ کیا اور کہتی ہیں کہ چار لاکھ درہم اُنکے پاس بچوائے اور خراج دار بجز و کا کبھی نہ بھجوا یا۔

واہ واہ سنی صاحبان ذرا آپ اپنی مسئلہ خطای اجتہادی کو غور کیجی گا کیا یہ خطا اجتہادی ہے کہ جو معاویہ کو اوپر گالی دینے حضرت علی کے اسقدر اصرار تھا اور اس فعل سے ہم تو اُسکو کافر سمجھتی ہیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام میں صفت علم و حلم اور جود و کرم کی بہت غالب تھی اور عبادت کا یہ حال تھا کہ بروایت حافظ ابو نعیم کے پیش مرتبہ اور بروایت کتاب صفۃ الصفۃ کے پندرہ مرتبہ حضرت

امام حسن نے مدینہ سی سادہ یا اگر کے مکہ میں حج ادا کیا

مناقب مرتضوی غریبی صفحہ ۱۸۲

ولیس معاویہ بن ابی سفیان ان یعہد الی احد من بعدہ عہدہ
واولاد ہر بل یکون اکامر شوری بین المسلمین ترجمہ اور نہیں جتنے
معاویہ بن ابی سفیان کو کہ عہدہ خلافت اپنا دی کسی کو اپنے بعد اور اولاد
آنکے بلکہ ہو گا وہ امر خلافت کا محول اوپر شورے کے۔

دفعہ معاویہ نے برخلاف اس شرط کے یزید اپنی بیٹیا کو خلیفہ مقرر کیا سبحان اللہ
یہ کیا خطای اجتہادی ہو اور چونکہ سنیوں کو صحت حمایت معاویہ تک غرض ہے
اور خاص حضرت امام حسن علیہ السلام پر کچھ چڑائی نہیں ہو اس واسطی اسبقدر پر
اکتفا کیا گیا مگر چونکہ یہ مقال حضرت امام حسن علیہ السلام کا زمانہ حکومت معاویہ
کے ہوا اور حمایت معاویہ تک سنیوں کو اہتمام ہو سو اس واسطی چند خیالات سنیوں
اس جگہ پر مذکور ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ کتاب کیمیای سعادت میں مذکور ہے کہ فلان
شخص نے خواب میں حضرت علی کو دیکھا کہتے ہوئے قضی فی ربوب الکعبۃ
یعنی فیصلہ خدا کا ہماری حق میں ہوا قسم ہی رب کعبہ کی اور بعد اُسکی اُسی خواب
میں معاویہ کو دیکھا کہتے ہوئے کہ غفر لے ربوب الکعبۃ یعنی مغفرت کی گئی
میری قسم ہے رب کعبہ کی سو اس قسم روایت خواب ظاہر کہ جب تجویز اور تحقیق میں
کوئی بات بن نہیں پڑی تو ایک خواب ایک شخص کا روایت کیا گیا حالانکہ خواب
بہر شخص کا موافق خیال اُس شخص کے ہوتا ہے اور ہر سطر حکا خواب مطلقاً قابل دلیل
کے نہیں ہے اور البتہ ظاہر بات پر قادر ہو مگر عادل اور منتقم حقیقی بھی ہے پس کیونکر
ہو سکتا ہے کہ معاویہ ایک دشمن محاص حضرت علی کا جو لعنت حضرت علی پر کرتا ہوا

مرگیا سو ایکبارگی تمام عدل اور انصاف خدا کا سطل بہر کے اس طرح چرے تکلف
 مغفرت اُسکی ہو اور ظاہر ہو کہ یہ خواب ایک سنی کا خواب ہو اور آیا حقیقت حضرت
 علی کی کچھ معرض شبہ اور بحث میں تھی کہ جو محتاج اس قسم خواب کی ہو کہ فیصلہ بحق
 علی کے ہو اور اس جگہ پر قول عزیزی سید فخر الدین پسر سید فرزند علی مرحوم راہ
 خالہ زاد کا یہ ہے کہ کو بہت پسند ہوا کہ یہ دونوں فقرے درحقیقت نفیض یکدیگر
 ہیں ہو اسطی کہ اگر فیصلہ بحق حضرت علی کے ہو تو مغفرت معاویہ کے کیا معنی ہیں
 اور اگر مغفرت معاویہ کی ہو تو فیصلہ بحق علی کے کیا معنی ہیں غرض یہ خواب
 معاویہ کے دیکھنے کا مطلقاً قابل استدلال کے نہیں ہے بلکہ یہ اُس قسم کا ایک خواب
 پریشان ہے کہ جیسا بوستان میں مذکور ہے

ندائم کجا دیدہ ام در کتاب [] کہ البیس را دید [] شخص خواب

دویم یہ کہ بلاخط کتاب استقصار الانحاج جواب منتہی الکلام و تحفہ اثناعشریہ وغیرہ
 کتب کلامیہ فریقین کے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ کا جسد رکہ
 علم و تلاش آدمی کی بڑھتی جاتی سو اسقدر غالب تر اور مجال سنیوں کا تنگ تر
 ہوتا جائیگا سو واسطے نجات اس منحصرہ کے سنیوں کی یہ عادت اُنکے واسطے خوب
 محافظ ہو کہ سنیان زمانہ کسی طرح سی تقریر اور بحث پر نہیں چڑھتے ہیں اور شیعو
 بی تکلف ہر جگہ پر تقریر اور بحث کرنے کو مستعد اور حاضر ہو جاتا ہے اور حق یہ ہے
 کہ ہم شیعوں سے کچھ مقابلہ کسی بات میں نہیں کر سکتی ہیں اور ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ شیعو
 لوگ تا اسکان خلفای ثلاثہ کو بادشاہان اسلام سے مان لیں کہ آخر درمیان خلفا
 ثلاثہ اور معاویہ سے کچھ فرق و تمیز رکھنا قرین انصاف ہے کہ اگرچہ کوئی شخص ان خلفا
 ثلاثہ کا اس الزام سے کہ ساتھ حضرت علی کے بے پروائی ان اور کج ادب ان

تینوں صاحبوں سی ہوئیں بری نہیں ہو سکتا ہے مگر بات اس قدر ہے کہ دین اسلام کو خوب پھیلا اور واسطی جانشینی اپنے وارث کے کوئی بند و بست نہیں کیا اور انکی تمام معاملات سے کچھ کچھ ادب بھی کرنا ان سبھوں کا بہ نسبت المہیت کی ظاہر ہوتا ہے اور باوصف اس قدر جدوجہد کرنے واسطی اشاعت اسلام کے اگر یہی لوگ منافق اور خارج از اسلام سمجھی جائیں تو سوای اسکے کیا بات کہی جائیگی کہ نیکی برباد گناہ لازم یا یہ کہ جسکے واسطی چوری کیجی وہی کہے چور اور ایسی شیعہ عالم کو ہم جانتے ہیں کہ جو خلفائے ثلاثہ کو مسلمان مان لیتی ہیں اور فضیلت شیخین کا کیا ذکر ہے کہ ہم مجر و فضیلت ثابت کرنے میں بھی شیخین کے بہت تنگ بین سوئم یہ کہ ایک سنی صاحب کا خیال یہ دیکھا گیا کہ فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کی کچھ کہ اقوال امام شافعی و حافظ وغیرہ سے پائی جاتی ہے سو یہ سب باتیں از قسم کلمات فقر اور تصوف کے ہیں مگر تفصیل شیخین ایک مرشرعی ہے سو یہ خیال محض ایک مغالطہ و دکھو کا ہے سو واسطی کہ فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کی قرآن اور حدیث سی ثابت ہے اور حیف اور افسوس ہے اور پر ایسے خیال کے کہ جو اعتقاد فضیلت حضرت امیر علیہ السلام کا بیرون از شرع سمجھا جائے ہمارم یہ کہ ایک سنی صاحب کا یہ خیال دیکھا گیا کہ ذات حضرت امیر علیہ السلام کی ایسی نہیں ہے کہ اختلافات معاویہ وغیرہ سے اُنکو تکر ہو سو یہ خیال بھی محض ایک دکھو کا ہے سو واسطی کہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بمقتضای کمال صفا طبیعت اُنکو تکر ہو یا نہ ہو مگر خدای عالی موجود ہے سو یہ لعنت کرنا معاویہ کے بے انتقام یا نیکے نہیں رہ سکتا ہے۔

یہ سچم یہ کہ بعض سنیوں کا خیال یہ ہے کہ معنی تو لا کے صرف اس قدر ہیں کہ آدمی

محامد حضرت امیر علیہ السلام و مناقب اہلبیت کو یاد کرے اور ذکر اور خیال اُنکے
 دشمنوں کا کچھ ضرور نہیں ہو مگر ہم سمجھتی ہیں کہ تو لائے تیرا کے کیونکر درست ہو سکتا
 ہو یعنی جب تک کہ معاملات دشمنوں اور حریفوں کا ذکر اور خیال نہ کیا جائے
 تو فضیلت حلم اور علم وغیرہ صفات ذاتی حضرت علی کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہو
 اور یہ فرمائش تو اُس قسم کی ہو جیسا کہ ایک شخص کہی کہ برف کو سفید جانو مگر
 کوئی کی سیاہی مت خیال کرو حالانکہ خوبی سفیدی برف کی بغیر مقابلہ اور رنگوں کے
 کیا معلوم ہو سکتی ہو جیسا کہ ایک شخص اندھا مادر زاد اگر سو بار برف کو سفید کہی تو
 اس سے کیا مقابلہ درمیان برف اور کوئلہ کی اُسکی خیال میں آ سکتا ہو۔
 ششہ یہ کہ ایک سنی صاحب کی یہ تقریر تھی کہ عیب جوئی معاویہ کی کیا ضرور
 کہ بجای اُسکی در گرد پڑھنا بہتر ہو سو جواب اس خیال کے اسقدر کہنا بس ہے
 اگر یہ قول درست ہو تو شیطان کو برا کہنا کیا ضرور ہو کہ خدا کو یاد کرنا کافی ہے
 مگر حقیقت حال یہ ہو کہ جو شخص جیسا ہو گا ویسا سمجھا جائیگا اور اُسی طرح اُسکا
 ذکر بھی کیا جائیگا۔

ہفتہ یہ کہ ایک سنی صاحب نے معاویہ کا درمیان حضرت امیر المومنین رضی اللہ
 عنہ کے الیکر کے ہمسایہ کہا کہ ہر گاہ خلافت معاویہ کی از روی مصالحہ امام حسن کی ہو
 تو اب حقیقت خلافت معاویہ میں کیا گفتگو ہو سکتی ہو سو اسکا جواب یہ ہو کہ یہ تسلیم خلافت
 کی ہرگز از روی مصالحہ کے صحیح طور پر نہیں ہوئی کہ اس بات کو دیکھنا چاہی کہ کس
 حالت مجبوری میں حضرت امام حسن علیہ السلام فی بوجہ نہیں ہونے اعوان و انصار
 کے یہ خلع خلافت کا کیا اور ہر گاہ اصل خلافت تیش برس تک ہو رہے اُسکی پیشین گوئی
 حضرت رسول کیواسطی ایک ملک عضو یعنی ایک بادشاہ گزشتہ کے تھی تو کیا

سال ہو بلکہ بات یہ کہ معاویہ ایک بادشاہ گزندہ ہوا اور ہر گاہ اسکو لعنت کرنی پر
حضرت علیؑ کے آخر عمر تک کمال اصرار رہا تو ذکر اسکی نام کا درمیان حضرت امیر المومنین
اور رضی اللہ عنہ کے کیا معنی رکھتا ہے۔

اشعار مرخوبہ در مدح امام حسن علیہ السلام از دیوان فانی شوسری

| | |
|--|--|
| کہ کس شد مسلمان مینو آن گفتش کہ سلمان شد | کہ از آن آیدش سلمان شد و انگہ مسلمان شد |
| ولی ذو المتن یعنی حسن آن خسرو خوبان | کہ ہر چیز از عدم با قدرتش ممکن را امکان شد |
| نہ جہش باعث جنت نہ بغضش موجب ان | کہ جہش تحض جنت گشت و بغضش عین نیران شد |
| گموا انصار و یار می داشت آنم ظلم بی یار | کہ ہر جور و جفای شد بروز انصار و یاران شد |
| زنا جاری بیعت داد و نشانیہ بی لشکر | چنان نبودن در آخر کار شل نیسان شد |
| گموبیت کہ از شمشیر خوردن صعب بود | چہ او بازادہ سفیان قرین عہد و پیمان شد |
| مگوید آب کہ آتش بسجی زندہ تر بودش | ہمان آبی کہ از مرغ دلش در سینه بریان شد |
| دو سبط مصطفیٰ دادند جان از آب بی آن | ز بی آبی حسیئل اما حسن از آب بی جان شد |
| حسین پیش از شہادت گزشتان تیر شد اما | حسن بعد از شہادت نعلش پاکش تیر باران شد |
| حسین اگر علی کہ تیر از دست خسان شد | حسن ہم قاشمش یا مال ز سم ستوران شد |
| وفائی کہ ز غمہایش بگوید یا صفت محشر | بیان کہ میتواند زان کی از صد ہزاران شد |

فصل ۹۵ ذکر امام سیوم

تاریخ الخمیس مذکورہ بالا صفحہ ۲۸۶ - الثالث الحسین بن علی ابن طالب یکنی ابی العباس
ولقب بالشہید السیدامہ فاطمۃ الزہراء ولدت بالمدینۃ یوم الثلاثاء الرابع من شعبان سنۃ
اربع من الهجرة وفي الصفوة استشهد يوم الجمعة وقيل الثلاثاء عاشر
في المحرم سنة احدى مئتين من الهجرة وهو ابن ست وخمسين سنة وخمسة عشر كاشحی

تیسری آن بارہ اماموں کے حسین ابن علی ابن ابیطالب ہیں کنیت آنکے
 ابو عبد اللہ لقب شہید اور سید ہر اور مان آنکی فاطمۃ الزہرا ہیں اور پیدا ہوئے
 مدینہ میں بروز منگل چہارم شعبان سنہ ہجری کے اور کتاب صفوۃ میں ہے کہ
 شہید ہوئے بروز جمعہ اور بعضوں نے کہا بروز منگل تاریخ دہم محرم کے اور
 وہ تھی اسوقت میں عمر ۴۰ برس پانچ مہینے کے جیسا کہ قریب ہے کہ آویگا بیان کیا

مناقب مرتضوی عربی صفحہ ۱۹۸

اشعار حضرت امام حسین علیہ السلام ہنگام واقعتہ کربلا

نمبر اغل القوم وقد ما دغبوا | عن ثواب الله رب الثقلين

غدر کیا قوم فی اور نچھیرا اور لوگوں فی ثواب سی خدای رب الثقلین کے قدیم سی

نمبر قتلوا قد ما علیا وابنه | حسن الخیر کو یو کلا بون

قتل کیا ان لوگوں نے قبل اسکی علی کو اور اسکی بیٹا کو یعنی حسن کو جو نہایت نیک تھا
 اور جسکے بابا پ دو نوں کریم تھے

نمبر حسدا منهم و قالوا اقتلوا | نقتل ان جمعا للحسین

بوجہ حسد کے ان اہلبیت کی طرف سی اور کہا ان لوگوں نے مار ڈالو پڑا اب
 قتل کرینگے ہم سبکو حسین کے مارنے سے

نمبر خیرۃ الله من المخلوق لے | ندامی وانا بن الخیرین

پسندیدہ تر اللہ کا خلق میں سے باپ میرا ہی پڑ بعد اسکے مامیزی ہو اور ہم بیٹے
 ہیں دونیک تر آدمیوں کے

نمبر فضة قد صغت من ذهب | وانا الفضة وابن الذهبین

ایک چاندی ایسی ہو کہ تحقیق کہ گلائی گئے ہو ایک سوئے سے پڑ در حالیکہ ہم

جامدی بہن اور بیٹے دوسونا کے۔

احمد المختار نواز الظلمین

نمبر من لہجد کجڈی المصطفیٰ

کون شخص ہو کہ اسکا دادا ہو مثل ہماری دادا مصطفیٰ کے جو کہ احمد مختار ہو روشنی
دونوں اندھیروں کے۔

قاصم الکفر بیدل وحنین

نمبر فاطمۃ الزہراء امی وانی

فاطمہ زہرا امی میری بہن اور باب میری تو بیوی الی کفر کی بہن جنگ بدر اور جنگ حنین میں۔

شفقت الغل بعض العسکرین

نمبر ولہ فی یوم أحد وقعة

اور اُس باپ کو میری سچ روز جنگ احد کے ایک واقعہ ہو کہ جو کہ شفا دیا پیاس
کو ساتھ دیا دینے لشکر اے طرفین کے۔

کان فیہا حلفاہل لوثیان

نمبر فہ بلا حزاب والفتح معاً

اور بعد اُسکی سورہ احزاب اور فتح میں ایک ساتھ تھے اُس میں تالی دو نون تہوی

ذوالجناحین اصیل اللہین

نمبر من لہ عمر کعبہ جعفر

کون شخص ہو کہ جسکو چچا ہو مثل چچا جعفر طیار میرے کے صاحبہ و بازوون کا
اور اصیل دو نون نسب ما اور باپ کا۔

وانا الکوکب ابن النیرین

نمبر والدی شمس وامی قمر

باپ میرا یعنی علی قناب بہن اور ما میری یعنی فاطمہ مہتاب بہن اور میں ستارہ ہوں
اور بیٹا دو تیرا عظم آفتاب و ماہتاب کا ہوں

قد ملکنا شرقھا والمغربین

نمبر نحن اصحاب البیاض مستن

ہم لوگ سیاہی کی کلمی والی بہن پانچوں ہم لوگوں کی تحقیق کہ مالک ہوئی ہم لوگوں کو رب کو
اُن پنج آدمیوں کے اور دو نون پورب اور پچھم کے۔

بہر الخن جبرئیل غدا سادہ سنا | ولنا الکعبۃ فہم الحمد میں
ہم لوگ ایسی ہیں کہ جبرئیل کل کو ہموگا چھٹان ہموگوں کا اور ہم لوگوں کا ہر کعبہ
اور بعد اسکے دونوں حرم مکہ اور مدینہ کے۔

نمبر امة المختار قر و اعیینا | فغدا یسقون من کف الحسین
است فی رسول مختار کی ٹھنڈی کی آنکھیں اپنی یعنی ہماری قتل سی ڈپس کل کے
روز یلاسی جائینگے وی لوگ ہاتھ سی حسین کے یعنی ہاتھ سی حسین کے منہ راوی جائیگے
وی لوگ اور چونکہ سنیوں کو حمایت یزیدی کچھ غرض نہیں ہے بلکہ شرح عقائد نسفی میں
یہ عبارت ہے کہ لا یتوقف فی عن یزید و اعوانہ و انصارہ یعنی ہم سنی لوگ نہیں
توقف کرتے ہیں لعنت کرتے ہیں اور یزید اور اعوان اور انصار اسکی سوا سوا سطحی
ہم سید پر راکتفا کرتے ہیں ورنہ اگر کتاب عزنی اسرار الشہادت کر بلا ملا آقا مے
در بندی اور دیگر کتب تواریخ سی کچھ حالات واقعہ کر بلا کے لکھے جائیں تو یہ کتاب بہت
طویل ہو جائی اور کسکو طاقت ہو کہ ان سب حالات کو لکھے اور اسبقدر لکھنا کافی
ہے کہ حضرت عائشہ فی جو نبیا و خرابی اہلبیت کی ڈالی تھی سو وہ قصہ یزید کے ہاتھ سی
یوری طرح ختم ہوا کہ واقعہ کر بلا میں سوای امام چہارم امام زین العابدین علیہ السلام
کے کوئی مرد خاندان نبوت کا نہیں بچا اور باقی سب ریکھی انا للہ وانا الیہ راجعون

فصل ۹۶ ذکر امام چہارم

تاریخ الخلیس عربی جلد دوم چہارم ص ۲۸۶۔

الرابع علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب و یکنی ابا الحسن و قیل ابا محمد
و قیل ابا بکر و لقب بزین العابدین و السجاد و ولد بالمدینۃ سنۃ ثلاث
و ثلاثین من الهجرة و قیل سنۃ ثمان و ثلاثین و قیل سنۃ ثلاثین و ثلاثین

ام ولد اسمها غزالہ کذا فی الصفوة وقال فی شواہد النبوة اسم امہ
 شہر بانو بنت یزدجرد من اوکاد نو شیروان العادل انتہی و فی
 حیوة الحیوان قال ابن خلکان کانت امہ سلامۃ بنت یزدجرد
 الخرم لوک الفرس و ذکر الزمخشری فی ربیع الا براد ان یزدجرد کان
 ثلاث بنات سبین فی زمن عمر بن الخطاب فحصلت واحدة منهن
 لعبد اللہ بن عمر فا ولد لها ساما والاخری لمحمد بن ابی بکر فا ولد لها
 قاسما والاخری للحسین بن علی فا ولد لها علیا زین العابدین
 فکلهم بنو خالۃ و هو علی الاصغر فاما علی اکبر فانه قتل مع الحسین
 و کان علی هذا ایضا مع ابيه و هو ابن ثلاث و عشرين سنة الا انه
 کان مریضا ناما علی فراش فلم یقتل و فی حیوة الحیوان استبقی
 تصغر سنہ لانہم قتلوا کل من ابنت کما یفعل بالكفار قاتل اللہ فاعل ذلک
 واخذاه و لغناه و توفی بالمدينة فی الثامن عشر من المحرم سنة اربع و تسعين
 و قبل خمس تسعين دفن بالبقيع و هو ابن ثمان و خمسين سنة و ضريحه هناك
 فی قبة معروفة بقبة العباس روی الحديث عن ابيه و عمه الحسن جابر
 و ابن عباس المسور بن مخزومة و ابی هريرة و صفیة و عایشة و ام سلمة انما المؤمنین
 ترجمہ جو تھی امام علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اور کنیت انکی ابو الحسن
 اور بعضوں نے کہا ابو محمد اور بعضوں نے کہا ابو بکر اور لقب انکا زین العابدین اور سجاد
 پیدا ہوئی مدینہ من ۳۳ ہجری میں اور بعضوں نے کہا ۳۸ ہجری میں اور بعضوں نے کہا
 ۳۵ ہجری میں اور ما انکی ام ولد ہیں نام انکا غزالہ ہے جیسا کہ کتاب صفوة میں ہے
 اور صاحب شواہد النبوة نے کہا ہے کہ نام انکی ما کا شہر بانو بیٹی یزدجرد کی ہے اولاد

نوشیروان عادل کے منشی ہوا قول سکا اور کتاب حیوۃ الحیوان میں کہا ابن خلکان نے کہ ماہی کی سلامت تھی مٹی یزدجرد آخر بادشاہان فارس کی اور ذکر کیا زرخشی نے کتاب بیع الابرار میں کہ تحقیق کہ یزدجرد کو تھیں تین بیٹیاں جو قید ہوئیں زمانہ عمر ابن الخطاب کے پس ایک انہیں سی علی عبداللہ ابن عمر کو کہ جس سے پیدا ہوئی سالم اور دوسری محمد ابن بکر کو کہ جس سے پیدا ہوئی قاسم اور تیسری حسین ابن علی کو کہ جس سے پیدا ہوئی امام علی زین العابدین پس کل وہ لوگ یعنی سالم اور قاسم اور امام زین العابدین آپس میں خال زاد بھائی رہے۔ بروہ امام زین العابدین علی صغیر بن اسو اسطی کہ علی اکبر قتل ہوئی ساتھ حسین بن علی کہ بلامین اور یہ علی اصغر ابنی بابا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں تھے در حالیکہ انکا سن ۲۳ برس کا تھا مگر وہ علی اصغر بیمار تھے جو بچہ اون پر پڑے ہتے تھے اور اسو اسطی قتل نہیں ہوئی اور کتاب حیوۃ الحیوان میں کہ امام زین العابدین چھوڑ دی گئی بسبب صغیر بن انگلی اسو اسطی کہ وہ قاتلان کربلا کے قتل کرتے تھے کل اس شخص کو جو کہ کمال جوانی کو پہنچی جیسا کہ یہ کام کیا جاتا ہے ساتھ کافروں کے اور قتل کرے اللہ فاعل کو اس فعل کے اور رسوا کرے اسکو اور لعنت کرے اسکو اور امام زین العابدین مرے مدینہ میں بتاریخ ۸ محرم ۹۴ ہجری کے اور بعضوں نے کہا ۸۵ ہجری میں اور دفن کے گئے جنت البقیع میں بعر ۸ ہجری کے اور روضہ انکا اُس قبہ میں ہے کہ جو مشہور ہے ساتھ قبہ عباس کے اور یہ امام زین العابدین روایت حدیثوں کی کرتے ہیں حسین ابنی بابا سے اور حسن ابنی چچا سے اور جابر اور ابن عباس اور مسور ابن مخزومہ اور ابو ہریرہ اور صفیہ اور عائشہ اور ام سلمہ مادران مومنین سے فقط اور چونکہ خاندان دوازده امام کو خداوند تعالیٰ فی ساتھ علم روحانی کے مخصوص کیا ہے اسو اسطی تینا و تبرک کتاب

صحیفہ کاملہ سے جو کہ زبور پہلوگ مسلمانوں کا ہے اور یہ کتاب بالتمام دعاؤں سے معمور ہے
 دو چار فقری دعائی اول کتاب مذکور سے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہیں تاکہ
 بلند خیالات امام چہارم کی معلوم ہو اور تمام اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات
 معلوم ہوتی ہے کہ بندہ کو کس خشوع و خضوع اور خلوص دل سے خداوند تعالیٰ سے
 دعا مانگنی چاہیے الحمد للہ الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکون بعدہ
 الذی قصر عنی وثبتہ ابصار الناظرین وعجزت عن نغته او ہام الوصفان
 ابتدع بقدرتہ الخلق ابتداء و اختر عہدہ علی مشیتہ اختر عاقبہ سالت
 طر فوادہ و بغمہ فی سبیل محبتہ لایا کمون تاخیر عاقبہم الیہ کایہ بز فانہ صیحا الی الخیر
 ترجمہ سب تعریف ہے اس اللہ کو کہ جو سب سے اول ہے جو کوئی دوسرا اول نہیں
 ہے جو قبل اسکی ہو اور ایسا آخر ہے کہ کوئی دوسرا آخر نہیں ہوگا جو اسکے بعد ہو
 ایسا اللہ ہے کہ دیکھنے سے اسکی آنکھیں نگاہ کریں والو کی قاصر ہیں اور صفت کرنے
 کی خللی خیالات صفت کریں والو کی عاجز ہیں اور اپنی قدرت سی پیدا کیا خلق کو
 پیدا کرنے کے اور اختراع کیا ان سمیعوں کو موافق خواہش اپنی اختراع کرنے
 کر کے پس چلایا اس خلق کو اوپر طریق ارادہ اپنی اور برائے نختہ کیا اس خلق کو اپنی
 محبت کی راہ میں درجہ الیکہ سب لوگ نہیں قادر ہیں موخر کرنے پر کوئی چیز کے کہ جسکو
 اللہ نے مقدم کیا انکے واسطے اور نہیں قادر ہیں مقدم کرنے کو اس چیز کے کہ جسکو
 اللہ نے اُن سے موخر کیا ہے اور اس جگہ پر چند اشعار قصیدہ فرزوق کے لکھے جاتے
 ہیں کہ جسکا قصہ یہ ہے کہ شہام ابن عبد الملک ابن مروان بایام بادشاہت اپنی باپ کے
 حج کعبہ کو آیا اور جب بنت طوائف کے چاہا کہ حجر اسود کو بوسہ دی تو بسبب اثر دہم
 خلائی کے حجر اسود تنگ نہیں بھونچ سکا اور ایک کنارہ منبر پر سی حجر اسود کو دیکھتا

اور سرداران ملک شام بھی اُسکے ساتھ تھے کہ اس حال میں حضرت امام زین العابدین
 طواف کو آئے اور جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو خلقت بھٹ کر کے الگ ہو گئی
 اور اپنے بے مزاحمت خلق کے بوسہ دیا تب ایک شامی نے ہشام ابن عبد الملک سے
 پوچھا کہ یہ آدمی اسقدر جاہ و جلال کا کون ہے کہ خلقت اسقدر شہیت اور تعظیم اسکی
 کرتی ہے ہشام اس خیال فاسد سے کہ مبادا شام کی لوگ اُسکی طرف رجوع کر دیں
 تجاہل کر کے کہا کہ ہم نہیں پہچانتے ہیں اور اتفاقاً فرزدق شاعر بھی اُس مجمع میں تھا
 سو یہ گفتگو شامی و ہشام کی سنکر کے بہ تقاضای غیرت ایمانی کے یہ قصیدہ
 فی البدیہہ کہا کہ جو ہشام یہ قصیدہ سنکر کے غضب میں آیا اور اُس فرزدق کو قید
 کیا اور اس قصیدہ کی ایک شرح فارسی جناب مولوی جمیل احمد صاحب بلگرامی
 رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کی ہے اور آسمین ایک مثنوی منظوم ملا عبد الرحمان جامی
 کی کتاب سلسلۃ الذہب سے خوب نقل کی ہے کہ جو گو یا ترجمہ فارسی تمام قصیدہ عربی فرزدق

نمبر ۱۸۱ الذی تعرف البطائح وطائفة . والبيت تعرفه والحل والحوار

یہ وہ شخص ہے کہ مکہ جای قدم کو اُسکے پھیلتا ہے اور خانہ کعبہ اُسکو پھیلتا ہے اور
 حل و حرم اُسکو پھیلتے ہیں۔

نمبر ۱۸۲ هذا ابن خیر عباد الله کلهم هذا النقی النقی الطاهر العکم

یہ بیٹا بہترین تمام بندگان خدا کا یعنی یہ بیٹا رسول اللہ کا ہے یہ پیر ہیزگار اور پاک اور
 طاهر اور برادر ہے

نمبر ۱۸۳ هذا ابن فاطمة ان کت جامله رجدة انبیاء الله قد حقوا

یہ بیٹا فاطمہ کا ہے اگر تو نجاستا ہو اُسکو تو ساتھ اسکی پیغمبران خدا کی تحقیق کہ ختم کنی گئی
 انبیاء الله شرفه عند ما وعظمه جوی بذاك لیه لوحه للقلم

اللہ فی شرف دیا اسکو قیم سی اور عظیم کیا اسکو اور ساتھ اس بات کے یعنی ساتھ شرف اور عظمت اسکے لوح محفوظ میں اسکے قلم جاری ہوا۔

نمبر فلیس قولك من هذا ايضا ۱۰ | العرب تعرف من انكرت في الجحيم

پس زمین پر قول تیرا کہ یہ کون شخص ہے کچھ گزند بھونچا نیوالا اسکو اہل عرب بھی جانتی ہیں کہ جس شخص سی انکار کیا تو نے اور اہل عجم بھی جانتے ہیں۔

شیرہ گروصل آفتاب نحو اہد | رونق بازار آفتاب نکاہد

نمبر مقدم بعد ذکر اللہ ذکر ہم | فی کل بدء ومختوم بہ الکلم

مقدم ہے بعد ذکر خدا کے ذکر ان اماموں کا یہ ہر ابتدائی کلام اور کلام ختم ہوتا ہے کئی کر پیر

نمبر من يعرف الله يعرف اولیہ ذہ | والدین من بیت ہذا نالہ کلمہ

جو شخص کہ بھی جانتا ہے خدا کو پہچانتا ہے اولیت کو اس شخص کے اور دین کو گھڑی اس

شخص کے اور ہر ملک اسطی اسکی امت لوگ ہیں

فصل ستانوی ذکر امام مجتہد

تاریخ الخلیس عربی جہا ہے مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۶۔

والخامس محمد الباقر علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب مہام عبد اللہ فاطمہ

بنت الحسن بن علی بن طالب یکنی بابا جعفر لقب بالباقر لقبہ فی العلم وهو توسعہ

فیہ ولد بالمدينة یوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسين من الهجرة قبل

قتل الحسين بثلاث سنين اولاده جعفر عبد الله وامه ام فروة بنت القاسم

ابن محمد بن ابی بکر الصديق و ابراهيم و علی و زینب و ام سلمة توفی بالمدينة

سنة سبع وعشرة ومائة وقيل ثمان عشرة وقيل ربيع عشرة وهو ابن ثلاث وسبعين

سنة وقيل ثمان وخمسين وقيل سبع وخمسون وقبره بالبقیع عند بابہ العباس کذا فی الصفوة

ترجمہ اور ساجدین امام محمد باقر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابیطالب ہیں اور مائتہ
عبداللہ کی فاطمہ بیٹی حسن ابن علی ابن ابیطالب کی اور کنیت انکی ابو جعفر ہے
اور لقب انکا باقر ہے بسبب تبر انکی بیچ علم کے اور معنی اس بتقر کے وسعت انکی
ہو اس علم میں اور پیدائش مدینہ میں بروز جمعہ ۳ صفر ۶۰ھ ہجری تین برس قبل شہادت
حسین کربلا کے اور اولاد انکی جعفر یعنی امام جعفر صادق اور عبداللہ ہیں کہ ماون
دونوں کی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی ہیں اور اولاد امام محمد باقر کے
ابراہیم اور علی اور زینب اور اسم سلمہ ہیں اور امام باقر مرے مدینہ میں ۱۰۰ سالہ ہجرت
اور بعض نے کہا ۱۱۰ سالہ ہجرت میں اور بعضوں نے کہا ۱۲۰ سالہ ہجری اور انکی عمر تھی ۳۷ برس
کی اور بعضوں نے کہا ۸۷ برس کی اور بعضوں نے کہا ۷۷ برس کی اور قبر انکے
جنت البقیع میں ہے نزدیک قبر اب انکی قبة عباس میں اسطرح ذکر ہے کتاب صفوة میں
اور اس عرصہ میں ہماری پاس ایک کتاب عربی باسم مدنیۃ معاجز الائمة الاثنی عشر
تصنیف بلا سید ہاشم بحرانی مصنف کتاب غایت المرام کی جو طہران میں چھپی ہے
بذریعہ جناب مرزا محمد شیرازی صاحب کے بمبئی سے پھونچی کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہے کہ
جو مکمل ہے اوپر ۴۲۵ صفحہ کے اور ہر صفحہ مشتمل ہے ۳۴ سطروں پر اور تمام اس کتاب
میں معجزات اور کرامات دوازدہ امام کے مندرج ہیں سو پہنچنا اس قسم کتاب نادر کا
ایک محض فضل الہی ہماری حال پر ہے اور اس کتاب سی اس سالہ تحقیق میں کچھ
حدیث بقدر ضرورت نقل کی جائیگی۔

کتاب مدنیۃ معاجز الائمة الاثنی عشر باب پنجم بذکر معجزات حضرت امام محمد باقر کہ جس میں
۱۱۸ معجزہ مذکور ہے صفحہ ۳۲۳۔

حیات حضرت ابی محمد قال لیسلم علیک جابر فلخذ جابر فقیلاً مدنیۃ معاجز

الصلوات فقال هكذا اوصاني رسول الله وقال لي جابر يولد لعلي بن الحسين
 زين العابدين ولله يقال له محمد فاذا ادائته يا جابر فاقره مني السلام واعلم يا جابر
 ان مقامك بعد وني قليل قال فعاش جابر بعد ازائه ايتاما يسيرة ومات رضي الله عنه
 ترجمہ پس کہا امام زین العابدین نے اُس امام محمد باقر کو کہ سلام بھونچا تو اوپر چھا اپنی
 جابر کے پس پکڑا اُس امام باقر کو جابر نے اور بوسہ دیا ورمیان انگلیں اُس لم لے اور
 ملا لیا اُس کو اپنی سینہ سی پس کہا اُس جابر نے کہ اسے سطر چہرہ وصیت کی مجھ کو رسول اللہ
 نے اور کہا مجھ کو کہ ای جابر پیدا ہو گا علی بن الحسین زین العابدین کو ایک لڑکا کہلاو گا
 محمد پس جب تکھی تو اُس کو ای جابر تو پڑھ تو اُس کی پاس میری طرف سے السلام علیک
 اور جان تو ای جابر کہ تحقیق کہ مقام تیرا دنیا میں بعد دیکھنی اُس لڑکے کے تھوڑا
 ہو گا کہا اُس راوے نے - زندہ رہے جابر بعد دیکھنے اُس امام باقر کے
 تھوڑے روز اور مر گئے وہ رضی اللہ عنہ۔

ف یہ روایت سلام بھونچا نے جابر کی کتاب روضۃ الصفا میں بھی مذکور ہے
 اور وجہ ہونے لقب باقر کی بنظر کثرت علم کے ہے اور اس کتاب مدینۃ معاجز الایمۃ الاثنی عشر
 میں جو ۱۸ معجزی مذکور ہیں سو بخوف طوالت اس کتاب حد تحقیق کے وہ سب بجز
 اس کتاب حد تحقیق میں نقل نہیں کیے گئے۔

فصل ۹۸ ذکر امام ششم

تاریخ الخمیس عزلی چہایہ مصر جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

السادس جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ویکثی ابا عبد
 وقیل ابا اسمعیل ولہ القاب اشهرها الصادق وائمہ اہ فرقة بنت القاسم
 ابن محمد بن ابی بکر الصديق وامام فرقة اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

ولذا قل الصادق لقد ولد فی ابوبکر مرہین ولدہ بالمہینۃ سنۃ ثمانین من
 الهجرة وقیل سنۃ ثلاث وثمانین یوم الاثنین لثلاث عشرة
 لیلۃ بقین من ربیع الاول وتوفی بالمہینۃ یوم الاثنین للنصف من رجب
 سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وفتیرۃ بالبقیع فی قبۃ العباس
 وهو القبر الذی فیہ ابوہ الباقی وجدہ زین العابدین
 وعسجدہ الحسن بن علی فاللہ درتہ من فترۃ ما اکرمہ
 واشرفہ واعلیٰ قدرہ عند اللہ کذا فی شواہد النبوة
 و فی الملل والنحل ولہ خمسۃ اولاد محمد واسمعیل
 وعبد اللہ وموسیٰ وعلیٰ **ترجمہ** جعفی امام جعفر
 ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابوطالب ہیں اور کنیت آپکی
 ابو عبد اللہ ہیں اور بعضوں نے کہا ابو اسمعیل ہیں اور انکو چند لقب ہیں کہ مشہور تر
 انکا لقب صادق ہیں اور انکا نام فرودہ ہیں نبی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق کی اور
 امام فرودہ کی اسمائیں عبد الرحمن ابن ابی بکر کی ہیں اور اسیدو اسطیٰ فرمایا امام صادق نے
 کہ ہر آئینہ تحقیق کہ پیدا کیا مجکو ابوبکر نے دو دفعہ کر کے اور پیدا ہوئی وہ امام جعفر صادق
 مدینہ میں ۸۵ شنبہ ہجری میں اور بعضوں نے کہا ۸۳ شنبہ ہجری میں بروز دوشنبہ تیرہ رات فی ہجری
 ربیع الاول سے یعنی بتاریخ ۱۶-۱۷-ربیع الاول کے مہرے وہ امام مدینہ میں بروز
 دوشنبہ نصف رجب ۸۸ شنبہ ہجری کے اور قبر انکی جنت البقیع میں اندر قبہ عباس
 کے ہیں اور یہ وہ قبر ہیں کہ حسین باپ انکی امام باقر اور دادا انکی زین العابدین اور چچا
 انکی دادا کے حسن ابن علی ہیں پس کیا خوب ہیں ایک قبر کہ کیا مکرم اور مشرف اور
 اعلیٰ ہیں قبر اسکی نزدیک اقصہ کے اسطرحیر مذکور ہیں کتاب شواہد النبوة میں اور

اور کتاب طل اور نخل میں ہے کہ انکو پانچ اولاد ہوئی محمد اور اسمعیل اور عبد اللہ اور موسیٰ علی حفظہ
ف یہ ارشاد حضرت امام جعفر صادق کا کہ ابو بکر نے پیدا کیا ہکودو دفعہ کر کے
 اس مقبار سے ہے کہ مانگی ام فروہ بیٹی قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کی یعنی ابو بکر کی پوتا کے
 بیٹی تحین اور دوسرا رشتہ یہ ہے کہ ام فروہ کا امام جعفر صادق کی بیٹی اسماء بنت عبد الرحمن
 ابن ابو بکر یعنی ابو بکر کی پوتے کے بیٹی تحین اس طرح کہ بیاہ قاسم ابن محمد ابن ابو بکر کا
 ساتھ چچا زاد بہن اسماء بنت عبد الرحمن ابن ابو بکر کے ہوا تھا اور اس طرح چچا اظہار
 نسل دوبارہ از جانب ابو بکر کا جو حضرت امام جعفر صادق نے کیا صریح دلیل اس
 بات کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اس نسل دوبارہ ابو بکر پر ایک خاص
 طرح کی خوشی خاطر تھی اور اس خوشی کو سنا دینا صرف بذریعہ تقیہ کے ہو سکتا ہے اور
 البتہ اس بات کیواسطی شیعوں بڑی ضرورت ہے کہ تقیہ کو جائز ٹھہرا دیں حالانکہ
 تقیہ کا صحیح ثابت ہونا جس طرح کہ شیعہ لوگ چاہتے ہیں بہت دشوار ہے فقط اور سستی
 لوگ جو کہتی ہیں کہ مجتہد ابو حنیفہ کو فی کوشاگردی حضرت امام جعفر صادق سی تھی ہمارے
 پاس تمام تر صحیح ثابت نہیں ہوگا استقدر کہ مجتہد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ زمانہ
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا پایا تھا

فصل ۹۹ ذکر امام مہتمم

تاریخ انجیس جلد دوم صفحہ ۲۸ السابع موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی
 ابن الحسین بن علی بن ابی طالب و یکنی ابی الحسن و ابا ابراہیم و قیل
 غیر ذلک و یلقب بالکاظم لفرط حکمہ و تجاوزہ عن المعتدین
 علیہ اُمّہ ام ولد اسمہا حمیدۃ البربریۃ ولد بالابوا بیین مکہ
 والمدینۃ یوم الاحد لسبع لیل خلون من صفر سنۃ ثمان

وعشرين مائة كذا في شواهد النبوة وفي الصفوة ولد بالمدينة
 ثمان وعشرين قبل تسع وعشرين ومائة واقدم المهدى ببغداد ثم رده
 الى المدينة فاقام بها الى ايام الرشيد فلما قدم الرشيد المدينة
 حمله معه وجلسه ببغداد الى ان توفي بها الخمس بقين من رجب سنة
 ثلاث وثمانين ومائة وفي شواهد النبوة مات في جس هارون الرشيد
 ببغداد يوم الخميس لخمس خلون من رجب سنة ست ثمانين ومائة من
 الهجرة وقبر ببغداد ويقال يحيى بن خالد البرمكي سمى رطب بامر هارون الرشيد
 ترجمه ساتوين امام موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن حسين ابن علي طالب بن
 اور كنيت انكى ابو الحسن اور ابو ابراهيم هو اور بعضون نے كنيت انكى سواى اسكے
 بھى كہى هو اور لقب آپكا كاظم هو بسبب افراط حلم انكى اور بسبب تجاوز كرنے انكے
 ان لوگوں سے جو زيادتى كرتے تھے اس امام پر اور كاظم كے معنی گھوٹی والى غصہ كے
 مین اور ما انكى ام ولد مین كنام انكا حميدہ بربريہ تھا اور پيدا ہوئى ابو ابراهيم ميان
 مكہ اور مدینہ كے بروزيكشنبه سات رات گذرى ہوى ماہ صفر ۲۸۸ ہجری سكے
 اسطر حسی شواہد النبوة مین مذکور هو اور كتاب صفوة مین هو كہ پيدا ہوئى يہ ايام مقيم
 مدینہ مین ۲۸ مین اور بعضون نے كہا ۲۹۰ ہجری مین اور لی آیا اسكو ممدی خلیفہ
 بغداد مین اور پھر دیا اسكو بطرف مدینہ كے پس رہو يہ امام مدینہ مین زمانہ خلیفہ
 ہارون رشید تک پس جبكہ پھونچا رشید مدینہ كو اٹھا لایا اس امام كو ساتھ اپنی اور قید
 کیا اس امام كو بغداد مین یہاں تک كہ مر گئے يہ امام اس بغداد مین پانچ تارخ باقی رہتی
 ہوئے ماہ رجب ۲۸۸ ہجری كے اور شواہد النبوة مین هو كہ مرے يہ امام قید مین ہارون رشید
 كے بغداد مین بروز جمعرات پانچ تارخ گذری ماہ رجب ۲۸۸ ہجری كے اور قبر انكى بغداد

میں ہوا اور کشتی میں کئی ایسی خالہ برکلی نے زیر دیا اس امام کو خرامین ملا کر کی سبب حکم ہارون رشید کے۔

فصل ۱۰۰ ذکر امام ششم

تاریخ الخلیس جلد دوم صفحہ ۲۸ الثامن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن مکنیہ ابیہ موسیٰ کاظم ولقب بالرضا امہ ام ولد لها اسماء منها اردی وجمعة وسمانه وام البنین واستقر اسمها علی تکثر قبل کانت امہ جاریۃ لمحیۃ ام موسیٰ کاظم فرات فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرها ان تهب بخمسة لابنها موسیٰ وقال سیولد له منها خیر اهل الارض ولد بالمدينة یوم الخمیس الحادی عشر من ربیع الآخر سنة ثلاث وخمسين ومائة تبعه وفاة جدہ الصادق خمس سنین قبل غیره لك ومات ببلاد طوس فی قرية سباد من رستاق جاذ قبره فی قبلہ قبر ہارون الرشید فی قبة فی دار حمید بن قحطبة الطائفة فی شہر رمضان للشیع بقین منہ یوم الجمعة سنتان وثلاثین ترجمہ انھوں نے امام علی بن موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن محمد بن حسین بن علی ابن ابوطالب میں اور کنیت انکی ابو الحسن ہر مثل کنیت باپ انکے موسیٰ کاظم کے اور لقب انکا رضا ہوا ورنہ انکی ام ولد میں کہ انکا چند نام ہوا اور بعض ان ناموں میں اروی اور نجمہ اور ام البنین ہوا اور قرار پایا نام اس ام ولد کا اوپر تکتم کے۔ اور بعض نے کہا ہوا کہ ان اس امام کی ایک لونڈی تھی حمیدہ مادر موسیٰ کاظم کی پس لکھا اس حمیدہ نے خواب میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حکم دیا اس حمیدہ کو کہ بخش دین وہ نجمہ کے واسطے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم کے اور فرمایا اس بیٹہ خدا نے اس خواب میں کہ قرین

کہ پیدا ہو گا اس موسیٰ کاظم کو بہترین اہل زمین کا اور پیدا ہوئے یہ امام علی رضا
بروز جمعہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۹۰ ہجری کے پانچ برس بعد وفات اپنی دادا امام
جعفر صادق کے اور بعضوں نے کہا ہے سو اسکی بھی اور مری وہ ملک طوبس کے ایک
گاون سناباد میں بعلاقہ رستاقو جاز کے۔ اور قبر اس امام کی ساسنی قبر ہارون رشید
کے ہی ایک قبر میں بجانب حمید ابن قحطبہ طائی کے۔ اور یہ بات واقع ہوئی ماہ رمضان
میں تو تاریخ باقی مہنی روز جمعہ ۸ شنبہ ہجرے کے فقط۔

ف یہ امام ہتم علی موسیٰ رضا علیہ السلام ایک بڑے درجہ کے خدائی آدمی تھے
اور مزار شریف آپکا جہان پر ہو سو وہ مشہد مقدس کہلاتا ہے اور وہ اب ملک خراسان
متعلق فارس میں واقع ہے اور سفر کر نیوالون کے بازو پر روپیہ اشرفی یا پیسہ امام رضا
کے نام کا جو باندھا جاتا ہے سو وہ آپکی نام پر ہے اور آپ کا نام عموماً بلقب امام خاص
نامن کے مشہور ہے اور اس روپیہ اور اشرفی یا پیسہ کے باندھنے سے اعتقاد لوگوں کا
یہ ہے کہ وہ سفر اس سفر کر نیوالی کا خیریت اور حفاظت سی ملی ہوتا ہے اور جب سفر طی ہو
تو غربا می سادات کو دیا جاتا ہے اور بوقت رخصت کرنے کے لوگ بطور دعا کے یہ بات
بھی وقت باندھنی روپیہ وغیرہ کے کہدیتی ہیں کہ امام خاص کی ضمانتی میں سوینا اور
ہم کو اس رسم کے جواز شرعی اور عدم جواز میں کچھ گفتگو نہیں ہے مگر اس رسم کے نقل کرنے
سی غرض یہ ہے کہ اللہ اکبر کیا شان عالی آپکی تھی کہ جو ہزار برس سے یہ رسم جاری ہے اور
آپ کا لقب عام شاہ خراسان بھی ہے اور گنبد طلائی آپ کے مزار کا بہت بلند ہے کہ
جو تین کوس سی نظر آتا ہے اور مزار پر آپ کی بڑی تیاری لاکھوں روپیہ کی ہے اور
تمام زائرین اور غربا کو ہمیشہ کہانا اس سرکار سی ملتا ہے اور حضرت خواجہ معروف کرخی
رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑی ولی اور پیران سلسلہ میں سے ہیں انکی از مریدان خاص

امام ہاشم کے تھے اور انکی قبر بقرب مزار شریف کے واقع ہے اور دو شعر مفصلہ
ذیل عموماً وسطی حاجت کی پیر زادوں میں پڑھا جاتا ہے اور ہم سب لوگ بھی پڑھتے ہیں۔

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| بجق خواجہ معروف کرخے | نگہداری ز آفت با سے چرخ |
| کہ دربان علی موسی رضا بود | علی موسی رضا از دے رضا بود |

اور اصحاب ثلاثہ باعتماد سنیان معاویہ شاہی کے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام
سی جو کچھ فضل ہوں مگر تمام اولویت اور امامت نسل میں حضرت امیر علیہ السلام
کی دیکھی جاتی ہے اور اس مقام میں شعر میر حسن دہلوی کا بہت حسب حال ہے
ہوایان سی ظاہر کہاں رسول کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

فصل ۱۰ ذکر امام نہم

تاریخ الخلیس جلد دوم صفحہ ۲۸۴ التاسع محمد بن علی بن موسی بن جعفر
ابن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی اباجعفر هو موافق
للباق فی الکنیۃ والا سمر ولد ابقال له ابو جعفر الثاني ولقبه التقی الجواد
امہ ام ولد اسمہا خیزدان وقیل یحانۃ وقیل کانت من اهل ماریۃ القبطیۃ
ولد بالمدينة يوم الجمعة لعشرۃ ایام خلون من رجب سنة خمس وتسعين
ومائة ووفی يوم الثلاثاء لسته ایام خلون من ذی الحجة سنة عشرين
ومائین فی خلافة المعتصم وقیل مسموما ولكنہ ماصح وقبرہ ببغداد
خلف قبر جدہ کاظم ولکمال علمہ وادبہ وفضله
نزوجہ المامون فی صغر سنہ ابنتہ ام الفضل واسما
معه الی المدینۃ وکان یرسل الی المدینۃ فی کل سنة
الف الف درهم کذا فی شواهد النبوة

ترجمہ نوین امام محمد بن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد بن علی ابن حسین بن علی ابن ابیطالب بن ابی ابراہیم اور کنیت آپ کی ابو جعفر ہو اور یہ امام موافق ہیں ساتھ امام باقر امام نجم کے کنیت اور نام میں اور اسیدو اسطی کسی جاتی ہیں ابو جعفر ثانی اور لقب انکا تقی اور جواد ہو اور انکی مائیں ولد ہیں کہ نام انکا خیران ہو اور بعضوں نے کہا کہ ریحانہ اور بعضوں نے کہا کہ تھی وہ ام ولد ماریہ قطیبہ کے لوگوں میں سے اور پیدا ہو یہ امام مدینہ میں بروز جمعہ دس دن گذری رجب ۹۹ ہجری کے اور مرے وہ بروز منگل چھ دن گذری ذیحجہ کے ۱۰۰ ہجری میں بزمان خلافت معتمد کے اور بعضوں نے کہا کہ مے وہ مسموم اور لاکن یہ قول صحیح ثابت نہیں ہو اور قبر انکی بغداد میں ہو تی ہے قبر انکی دادا کا ظم امام ہفتم کے اور سبب کمال علم و ادب اور فضل انکی مامون خلیفہ نے بیابا انکو انکی صغر سن میں اپنی بیٹی ام الفضل سے اور روانہ کر دیا اس ام الفضل کو ساتھ اسل امام کے بطرف مدینہ کے اور بھیجا کہ تا تھا وہ خلیفہ اسل امام کو بطرف مدینہ کے ہر برس اس لاکھ دہم اسطر حیر مذکور ہو کتاب شواہد النبوة میں —

ف مزار کاظمین عبارت ہو اس مزار واقع بغداد سی کہ حسین قبر امام ہفتم موسیٰ کاظم اور امام نہم امام تقی کی واقع ہے۔

فصل ۱۰۲ ذکر امام دہم

تاریخ الخلیس جلد دوم صفحہ ۲۸ العاشر علی بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب یکنی ابا الحسن و يقال له ابو الحسن الثالث ولقبه الهادي لكنه مشتهر بالنقی امه ام ولد اسمها سماعه وقيل امه ام الفضل بنت المامون ولد بالمدینة فی الثالث عشر من رجب سنة

اربع عشرة و مائتين و توفي في زمان المستنصر في سر من رأى من
 نواحى بغداد يوم الاثنين من اواخر جمادى الاولى سنة اربع
 و خمسين و مائتين و قبرة في داره التي في سر من رأى و قيل ان
 مشهد الهادى بقبره وليس بصحيح وانما الصحيح ان مشهد فاطمة
 بنت موسى بن جعفر بن محمد ببلدة قم و قد نقل عن الرضا
 انه قال من زار هادى دخل الجنة **ك**د في شواهد النبوة
 ترجمه دسويں امام علی ابن محمد ابن علی ابن موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن حسین ابن
 علی ابن ابیطالب ہیں اور کنیت آپکی ابو الحسن ہے اور ابو الحسن سیوم کہلاتی ہیں
 اور لقب انکا ہادی ہے لاکن وہ مشہور ہیں ساتھ لقب نقی کی اور مان انکی ام ولد ہیں
 نام انکا اسمانہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ مان انکی ام الفضل بی بی ماسون خلیفہ کے ہیں
 اور پیدا ہوئی وہ مدینہ میں بتاریخ تیرہویں رجب ۲۸۲ ہجری کے اور مرے وہ
 زمانہ خلافت میں مستنصر کے سر من رأى نواحی بغداد میں بروز دوشنبہ و احد
 جمادی الثانی ۲۸۵ ہجری کے اور قبر انکی اپنی مکان میں ہے کہ جو سر من رأى میں تھا
 اور بعضوں نے کہا کہ مزار امام ہادی کا شہر قم میں ہے اور یہ بات صحیح ثابت نہیں ہے اور
 امر صحیح یہ ہے کہ مزار فاطمہ دختر موسیٰ ابن جعفر ابن محمد کا شہر قم میں ہے اور حضرت امام
 علی موسیٰ رضا سی یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا اسل امام نے کہ جو شخص زیارت کرے اس
 مزار فاطمہ کو داخل ہوگا وہ شخص جنت میں اسطرح مذکور ہے کتاب شواہد النبوة میں
 و اب یہ مقام سامرہ کہلاتا ہے کہ آسمین دو امام کا مزار ہے ایک امام نقی امام دہم کا
 اور دوسرا امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام کا —

تاریخ الخلفاء جلد دوم صفحہ ۲۸۷ و ۱۸۸ الحادی عشر الحسن بن علی
 ابن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق و یکنی بالحمہ و یلقب
 بالزکی و الخاص و السراج و هو ایضا مثل ابیہ مشہور بالعسکر
 و امہ ام ولد اسمہا سوسن و قیل غیر ذلک و لد بالمدينة
 سنة احدى او اثنين و ثلاثین و مائتین و توفي فی سرمن
 فی سنة ستین و مائتین و تبرک بجنب ابیہ
 ترجمہ گیارہویں امام حسن ابن علی ابن محمد ابن علی ابن موسی ابن جعفر صادق بن
 اور کنیت اہلی ابو محمد ہو اور لقب آپ کا زکی اور خاصل در سراج ہو اور وہ بھی
 مثل باپ اپنی مشہور ہیں ساتھ عسکری کی دوران انکی ام ولد ہیں کہ نام انکا سوسن
 ہو اور بعضوں نے غیر اسکا بھی کہا ہو اور پیدا ہوئی مدینہ میں ۱۳۱ یا ۱۳۲ ہجری میں
 اور مری سرمن رای میں ۱۳۲ میں اور قبر انکی جنب میں اپنی باپ کے ہو۔ فقط
 اور خاندان دوازده امام کا مخصوص ساتھ علم کے ہو چنانچہ ایک تفسیر زاید از دو
 بارہ قرآن شریف کے بھی اس امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام سی ہو کہ اس تفسیر
 ایک انتخاب مختصر قبول مام مدوح کا نسبت تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اس
 جگہ پر ذکر کیا جاتا ہو کہ پوری تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی زاید از دو ورق میں ہو
 اور۔ راقم۔ فی اوپر بیان صرف معنی اللہ کے حسب ذیل اکتفا کیا۔
 قوله عز وجل بسم الله الرحمن الرحيم قال الامام عليه السلام
 الله هو الذي يتأله اليه عند الحاج والشدة كل مخلوق عند
 انقطاع الرجاء من كل من دونه وقطع الاسباب من جميع من سواه
 يقول بسم الله اى استعين على امورى كلها الله الذي لا يخالعباد

اللہ المغیث اذا استغیث والجیب اذا دعی قال الامام علیہ السلام
 وهو ما قال رجل للصادق یا بن رسول اللہ دلنی علی اللہ ما هو
 فقد اکثر المجادلون علی وحیدونی فقال الامام یا عبد اللہ هل یبکت
 سفینة قط قال بلی فقال هل کسرت بك حیث لا سفینة تجیک
 ولا ساحة تغنیك قال بلی قال فهل تعلق قلبك هنالك ان
 شیاً من الاشیاء قادراً علی ان یخلصک من ورطتك قال بلی
 قال الصادق فذلک الشئ هو اللہ القادر علی الانجاء
 حین لا یجاء وعلی الاغاثة حین لا مغیث

ترجمہ قول اُس اللہ تعالیٰ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہو کہا امام حسن عسکری
 علیہ السلام نے کہ اللہ وہ شی ہو کہ وقت حاجات اور مصیبتوں کی کل مخلوق اُس کی طرف
 رجوع کرتا ہو اور وقت منقطع ہونے امید کے تمام اس سے کہ جو سوای اُس کی
 ہو اور قطع ہونے اسباب کی ماسو اسی اور بندہ جو کہتا ہو بسم اللہ سو اُس کی معنی یہ
 ہیں کہ مدد مانگتا ہوں میں اور پر تمام امور اتنے اپنی ساتھ اس اللہ کے کہ نہیں حق ہو عباد
 اگر اُس کو اور وہ فریاد رس ہو جب فریاد کیجای اس سے اور قبول کرے یا نہ کرے اور جب دعا
 کیجای اُس سے اور فرمایا امام حسن عسکری نے کہ یہ وہ بات ہو کہ جو ایک شخص نے امام
 جعفر صادق سے کہا کہ اے پیغمبر رسول خدا کی بتلای ہو کہ اللہ کیا چیز ہو کیونکہ جب دل
 کریمو الوں فی بہت جھگڑا کیا مجھ سے اور حیرت میں ڈالا ہو مجھ کو پس جواب دیا امام
 جعفر صادق نے کہ اے بندہ خدا کبھی سواری ہو تو کشتی پر اٹک کہا اُس نے کہ ہاں
 فرمایا امام نے کہ آیا کبھی وہ کشتی شکست ہو یا اسطرح کہ نہ وہاں پر کوئی کشتی دوسری
 تھی کہ جو بجائی تجھ کو اور نہ تیرا آتا تھا تجھ کو کہ غرق سی وہ تجھ کو بچا دی کہا اُس شخص نے کہ ہاں

نب فرمایا امام فی کیا متعلق ہوا دل تیرا سو وقت میں ساتھ کسی نسی کے جو کہ قادر ہو
خلاص دینی پر تیری اس ہلاکت سی تیری کہا اس شخص فی کہ ان فرمایا امام جعفر صادق نے
لہ یثی وہی اللہ ہو کہ جو قادر ہو نجات دینی پر جو وقت کہ کچھ جای نجات نہیں ہو اور قادر
سی فریادرسی پر کہ جب کوئی فریادرس نہیں ہے۔

فصل ۱۰۴ ذکر امام دوازہم

تاریخ الخلیس جلد دوم صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹۔

چونکہ تاریخ الخلیس میں بذکر امام دوازہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کے چند
اقوال ہیں اس واسطی ہم اسکو اس مقام میں چند حصہ کر کے مع ترجمہ کے نقل کرتی ہیں
اور آخر میں ہم خود رای اپنی بھی لکھینگے اول الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی
ابن محمد بن علی رضابکنی ابا القاسم ترجمہ بارہویں امام محمد ابن حسن
بن علی بن محمد ابن علی رضا بن اور کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔

و هو من ولقبه الامامیة بالحجة والقاهرة والمهدی والمنظر وصاحب الزمان
وهو عندهم خاتم الانبیاء الاثنی عشر اماما ویرعمون انه دخل السرداب
الذی فی سر من سرعی و امته تنظر الیه ولم یخرج الیها و ذلك
فی سنة خمس وستین و مائتین و قبل فی سنة ست وستین
و مائتین و هو الاصح و اختلف فی الاکان فی ذعمهم امه ام ولد
اسمها صقیل و قبل سواسن و قبل نرجس و قبل غیر
ذلك و لد فی سر من رای فی الثالث و العشرین
من رمضان سنة ثمان و خمسين و مائتین
ترجمہ اور لقب دیار اسل امام دوازہم کو امام شیعہ لوگوں فی ساتھ حجت اور

قائم اور مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان کے اور یہ امام نزدیک شیعوں کے خاتم
 ایہ اثنا عشر ہیں اور شیعوں کا گمان یہ ہے کہ یہ امام اندر کئی اس سرداہ بین کہ جو ستر سن را
 میں ہو اور مان اگلی منتظر ہیں اس امام کی اور نہ نکلی وہ امام ہیں مان تک اور یہ بات چہ
 ہجری کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ بات چہ ہجری کی ہے اور یہ قول صحیح تر ہے اور مخفی
 یعنی پوشیدہ ہیں یہ امام اس وقت تک ان شیعوں کے گمان میں در مان اگلی ام ولد
 ہیں کہ نام انکا حقیقی ہے اور بعضوں نے کہا کہ سوسن اور بعضوں نے کہا کہ نرس
 اور بعضوں نے سوای اسکی بھی کہا ہے اور پیدا ہوئی یہ امام ستر سن رومی میں تاریخ
 ۳۳ رمضان چہ ہجری کے۔ سووم و فی جامع الاصول فی اشرط الساعة
 وعلاماتہا عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لوطول اللہ ذلک الیوم
 یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم
 ابیہ اسم ابی بلال الا رض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً
 و فی رواية اخرى لا تنقضي الساعة حتی یملک
 العرب من اہل بیتی رجل یواطی اسمہ اسمی خرجہ بوداؤ
 ترجمہ اور کتاب جامع الاصول میں اندر بیان شرائط قیامت اور علامات اسکی
 ابن مسعود سی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر نہ باقی رہی دنیا سی
 مگر ایک روز تو اللہ بطول دیگا اس روز کو یہاں تک کہ اٹھاوی وہ اللہ اس وز میں
 ایک مرد کو، ہمسری یا سیزی الملبیت سی کہ برابر ہو گا نام اسکا ساتھ نام سیری اور نام کی
 باپ کا ساتھ نام سیری باپ کے اور بہر دیگا وہ مرد زمین کو عدل و انصاف سے
 جلسا کہ ہر گئی ہوگی وہ زمین ساتھ ظلم و جور کے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ

کہ نہیں ختم ہوگی قیامت یہاں تک کہ مالک ہوگا ملک عرب کو ایک مرد اہلبیت سے
میرے کہ برابر ہوگا نام اسکا ساتھ نام میرے روایت کی اسکو ابو داؤد نے
حمارم وقال صاحب الفتوحات المکیة فی ذکر المہدی انہ
یکون معہ ثلثمائة وستون رجلاً من رجال اللہ الکاملین
وہذا الخلیفة یکون من عترة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ولد فاطمة اسمہ اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وکنتہ کنیة جدہ حسن بن علی سیاتع بین الرکنین والمقام
بیایعہ العارفون باللہ من اہل الحقائق عن شہود وکنند

بتعرف الہی رجال الہیون یمون دعوتہ وینصرونہ ہم
الوزراء یحملون اثقال المملکة ویمینون علی ما قلہ اللہ تعالیٰ
ثم قال فان اللہ یمونزہ طائفة خباہم فی مکنون غیبہ اطلعہم اللہ
کشفوا شہود اعلی الحقائق وہذا الخلیفة یفہم منطق الحيوان یمسرعہ فی الانس والجان
ترجمہ اور کہا صاحب فتوحات مکی نے ذکر میں مہدی علیہ السلام کی کہ ہونگی سیاتہ
اسکی تین سو ساٹھ آدمی مردان خدا سی جو کامل لوگ ہونگی اور یہ خلیفہ ہوگا عترت
رسول سے اور اولاد سی فاطمہ کے اور نام اسکا ہوگا نام رسول خدا کا کنیت اسکی
مثل کنیت دادا اسکی حسن ابن علی کے اور بیعت اسکی لوگ کر نیگی درمیان کنین
اور مقام کے اور بیعت اسکی کر نیگی عارفان باللہ اور اہل حقائق کے کہ جو بھی نیگی
اسکو از روی مشاہدہ کشف کی ساتھ تعریف الہی کے اور مردانہ خدای لوگ
قائم کر نیگی دعوت کو اسکی اور مدد کر نیگی اسکی اور وہ لوگ زیران ہونگی کہ جو مجاہد
بار مملکت کو اور اعانت کر نیگی اس بات کی کہ تقلید کی اسکی خدائی اور بعد اسکی

کہا صاحب فتوحات کہ خدایتعالیٰ بوجہ انھوادیکا اسکا ایک گروہ سی کہ راز پوشیدہ
 انکا پردہ غیب میں اُس خدائی ہو اور اطلاع دیکا انکو اقتدار روی کشف و مشاہدہ
 حقائق کے اور یہ خلیفہ سمجھیکا بولی کو حیوانات کی اور جاری ہوگا عدل اسکا انس و جن میں۔
 تحم وفي ذخائر العقبي عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ
 عليه وسلم قال للعباس منك المهدي في اخر الزمان وبمبنتنا الهة
 وبه تطفأ نيران الضلالت ان الله عز وجل فتح بنا هذا الامر
 وبذريتك يختمه وعن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ
 عليه وسلم لا بشر لك يا ابا الفضل قال بلى يا رسول الله قال ان الله فتح
 في هذا الامر وبذريتك يختمه اخرجه الحافظ ابو القاسم السهمي وعن عثمان
 قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يهدك من ولد العباس وعنه
 ابن عبيد عن ابيه عن جده قال قال رسول الله ﷺ عليه وسلم
 يا عباس قال لبنيك يا رسول الله قال ان الله عز وجل
 ابتداء الاسلام بي وسيختمه بفلام من ولدك
 وهو الذي يقدر عيسى بن مريم **ترجمہ**
 اور کتاب ذخائر العقبی میں ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ فی عباس
 کو کہ تجھ سے ہوگا مہدی آخر زمان میں اور اُس سی پھیلی گی ہدایت اور بذریعہ اُسکی آگ
 گر اہوان کی بجائے نیکی تحقیق کہ خدای عزوجل نے تجھ سے شروع کیا اس امر کو اور
 ساتھ نسل تیرے ختم کرے گا اُسکو۔

اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اُسنی کہ فرمایا رسول خدائی کہ آیا خوشخبری ہنیدوں
 میں تجھ کو ابی ابو الفضل کہا اُس عباس نے کہ ہاں ای رسول سد ثب کہا اُس رسول

کہ خدائی شروع کیا اس امر کو مجھ سے اور ختم کر لیا اسکو ساتھ تیرے نسل کے۔ اس روایت کو نکالا حافظ ابوالقاسم سہمی نے اور روایت ہر عثمان سی کہ کہا اُسنی کہ سنابین فی رسول خدا کو کہتی ہوئی کہ مہدی اولاد عباس سی ہوگا اور روایت ہر عبد الصمد ابن علی سے بروایت باب اسکی داد اسے اُسکی کہ کہا اُس راوی نے کہ کہا اُس رسول خدا نے کہ اسی عباس اور عباس نے کہا کہ ہاں ای رسول خدا کی تب کہا اُس رسول نے کہ تحقیق کہ اللہ نے ابتدا کیا اسلام کو مجھ سے اور قریب ہر کہ ختم کر لیا اسکو بذریعہ ایک لڑکا کی تیری اولاد میں سی اور یہ لڑکا وہ ہر جو کہ پہلی دیگا عیسیٰ بن مریم سے

ششم وعن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من امتي يقفون على الحق حتى ينزل عيسى ابن مريم عند طلوع الفجر في بيت المقدس ينزل الى المهدى فقال تقدم يا بني الله صل بنا فيقول هذا لامته امراء بعضهم على بعض اخر اخرجهم الامام ابو عمر عثمان ابن سعيد المقبري في سنته ترجمہ اور روایت ہر جابر ابن عبد اللہ سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول اللہ فی کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ میری امت کا کہ لڑکا تارہیگا حق پر پائشک کہ اترینگے عیسیٰ بن مریم وقت طلوع فجر کے بیت المقدس میں کہ اترینگے اور یعنی بعد مہدی کی تب کہا جائیگا کہ اگے ہو تم ای نبی خدا کے اور نماز پڑھاؤ ہلوگون کو پس مینگی وہ عیسیٰ کہ یہ امت امیر لوگ ہیں بعض انکی اوپر بعض دوسروں کے۔ نکالا اس روایت کو امام ابو عمر عثمان ابن سعید المقبری نے بیچ کتاب سنت اپنی کے پڑ۔

سہم وعن كعب الا جبار قال ليجاصر الدجال المؤمنین بیت المقدس فصبهم فيها جوع شديد حتى ياكلوا وتادقسيهم من الجوع فيناهم

علی ذلك اذ سمعوا صوتا فی الغلس فيقولون ان هذا الصوت صوت
 رجل شعبان قال فينظرون فاذا عيسى ابن مريم عليه السلام قال فيقام
 فيرجع امام المسلمين المهدي فيقول عيسى عليه السلام
 تقدم فلان اقيمت الصلوة فصل بهم تلك قال ثم يكون عيسى
 اماما اخر اخرجہ الحافظ ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن
 ترجمہ اور روایت ہر کعب الجبار سے کہا اُسنی کہ تنگ پکڑیگا و جاں مسلماؤ کو
 بیت المقدس میں پس لگی ایک سخت بھوک اُون لوگوں کو یہاں تک کہ کھائینگے
 وہ لوگ رو رو کر اپنی کمانوں کے بسبب بھوک کی پس ہونگی وہ لوگ اس
 حال میں کہ ناگا، سونٹنگی وہ لوگ ایک آواز کو تاریکی میں رات کے تو کھینکے کہ یہ
 ایک آواز ہو آسودہ آدمی کہا اس راوی نے کہ پس ناگا، عیسیٰ بن مريم عليه السلام
 ہونے کہا راوی نے کہ اٹھ جائینگے عیسیٰ بیروٹ آونگی امام مسلمانوں کے مہدی
 علیہ السلام پس کھینکے عیسیٰ خلیفہ اسلام کہ آؤ ہر دو اسو سطی کہ تیرے واسطی نماز قائم
 ہوئی ہر پس امام مہدی نماز پڑھا و نیکی کہا راوی نے کہ بعد اسی ہونگی عیسیٰ ایک
 دوسری امام نکالا اس روایت کو حافظ ابو عبد الله نعيم بن حماد فی بیج کتاب الفتن کے
 ہشتم و عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج
 المهدي وعلى راسه غمامة فيها ملك ينادي هذا المهدي خليفة الله
 فاتبعوه اخرجہ ابو نعيم في مناقب المهدي وعن عون بن منبه قال
 كما نحدث انما يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه ابوبكر
 وعمر اخرجہ الدراني في سننه وعن محمد بن سيرين قال قيل للمهدي
 خيرا ما ابوبكر وعمر قال هو خير منهما و في رواية و ذكر فتنه فقال

اذا كان ذلك فاجلسوا في بيوتكم حتى تسمعوا على الناس
 بخير من ابني بكر وعمر اخرجهما الحافظ ابو عبد الله
 نعيم بن حماد قال وفي زمن المهدي تدعى الشكاة
 والذئب ويلعب الصبيان بالحيات والعقارب
 ترجمہ اور روایت ہے عبداللہ ابن عمر سی کہ کہا اُسنی کہ کہا رسول خدا فی کہ نگلیگا
 مہدی در حالیکہ او پر سر اُسکی ہوگا ایک ابر کہ سہمین سی ایک ورشتہ نذا کہ نگلیگا کہ
 یہ مہدی خلیفہ اللہ ہے پس تا بعد اری کہ و تم لوگ اُسکی نکالا اس روایت کو
 ابو نعیم فی بیج کتاب مناقب مہدی کے۔

اور روایت ہے بخون ابن مہدی سی کہ کہا اُسنی کہ ہماوگ باخورد با چرخا کرتے تھے
 کہ اس وقت میں ایک خلیفہ ہوگا کہ نہ فیضیلت ہوگی ابو بکر اور عمر کو اُسپر نکالا اس
 روایت کو امام وفائی فی بیج کتاب سنت ابنی کی اور روایت ہے محمد ابن سیرین سے
 کہ کہا اُسنی کہ پوچھا گیا اُس سی کہ مہدی بہترین یا ابو بکر و عمر اور اُسنی جواب دیا
 کہ وہ مہدی بہتر ہے ان دونوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ ذکر کیا اُس محمد
 ابن سیرین فی حال فتنہ کا اور کہا اُسنی کہ جب ایسا ہو تو بیٹھ رہو تم لوگ اپنے
 گھر و زمین یہاں تک کہ سنہ تم لوگ ایک آدمی کا حال کہ جو بہتر ہو ابو بکر و عمر سی نکالا
 ان دونوں روایتوں کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد فی اور کہا محمد ابن سیرین نے
 کہ زمانہ میں مہدی کی ایک ساتھ چنگلی بکری اور بھیڑ یا اور کھیل کرنگلی لڑکی ساتھ ساتھ بنوں
 اور بچہ پوٹکی نہم قال الشیخ علاء الدولة احمد بن محمد السمنانی
 قدس سرہ فی ذکر الابلہ ال و اقطا بھرو قد وصل الی الرنبۃ القطیۃ
 محمد بن الحسن العسکری و ہوا الہ اذا اختف دخل فی دائرۃ الابلہ ال

وترقی پسند و جاذبہ طبقہ الی انصار سید الاقطاب و کان القطب
 حسین علی بن الحسین البغدادی فلما اجاد بنفسه و دفن فی الشونیزہ
 فصل علیہ محمد بن الحسن العسکری و جلس مجلسہ و بقی فی الرتبة
 القطبیه تسع عشر سنة فوفاه الله بروح و رجاء و اقام مقامه
 عثمان بن یعقوب الجوبینی الخراسانی و صل علیہ هو و جمیع اصحابہ
 و دفنوه فی مدینة الرسول فلما اجاد الجوبینی بنفسه جلس احمد
 کوچک من ابناء عبد الرحمن بن صوف فجلسه و کان توفی فی الجمع
 و صل علیہ و نبورهم لا صقة بالارض غیر مشرقہ
 و لا مبنیة لا بعد فها غیرهم و هم یزور
 و منها کل سنة کذا فی شواهد السبلوک
 ترجمہ کہ شیخ علاء الدولہ و احمد بن محمد سمنانی قدس سرہ فی سچ ذکر ابدال و اقطاب
 انکے اور تحقیق کہ پھونچا محمد ابن حسن عسکری درجہ قطبیت تک اور جب کہ پوشیدہ
 ہوا وہ تو داخل ہوا وہ دائرہ ابدال میں اور ترقی کی آہستہ آہستہ ایک ایک طبقہ
 کر کے یہاں تک کہ ہو گیا وہ سید الافذاذ یعنی افذاذ ایک درجہ ہو کہ جسمیں آدمی تمام
 عالم میں یکہ و تنہا ہوتا ہی اور اسوقت میں علی ابن الحسین بغدادی قطب تھی پس
 جب کہ مر گئی وہ قطب اور دفن ہوئی شونیزہ میں تو نماز پڑھی اوپر اسکی محمد ابن
 حسن عسکری نے اور بیچیں انکی مقام میں اور قائم ہوئے رتبہ قطبیت میں انیس برس تک
 اور بعد اسکی انتقال کیا اس محمد ابن عسکری فی ساتھ روح و رجاء کے اور اپنی جگہ
 میں قائم کیا عثمان ابن یعقوب جوینی خراسانی کو اور اُسنی و جمیع اصحاب فی اسکی
 نماز پڑھی اسپر اور دفن کیا اسکو مدینہ الرسول میں پس جب کہ مر گئی جوینی تو احمد

کوچک فرزند ان سہی عبدالرحمن بن عوف کی اسکی حکیمین ہوی اور مرگئی وہ جوینے
ملک عجم میں اور نماز پڑھتی گئی انہی اور قبریں ان لوگوں کی ملحق ہیں زمین ہے اور
نامعلوم ہیں اور نہ ان قبروں پر کچھ عمارت ہو کہ زمین بھیچا تھا ہو ان قبروں کو کوئی شخص
سوائے ان لوگوں کی اور وی لوگ زیارت کرتے ہیں ان قبروں کی ہر سال
اس طرح مذکور ہے شواہد النبوة میں —

و فی زبدۃ الاعمال قال سراج الحرم ابوبکر
التکافی قدس سرۃ الثقباء ثلثمائة والنجباء سبعون والابدال
اربعون والاختیار سبعة والعمد اربعة والغوث واحد
مسکن الثقباء المغرب ومسکن النجباء مصر ومسکن الابدال
الشام والاختیار سیاحون فی الارض والعمد فی نزه ایلارض ومسکن
الغوث مکة فاذا عرضت الحاجة من امر العامة ابتهل فیها الثقباء النجباء ثم
الاختیار ثم العمد فان جیبوا فیہا والا ابتهل فیہا الثغور لانتہ مسئلہ حتی یستجاب عوته
ترجمہ اور زبدۃ الاعمال میں کہا سراج الحرم ابوبکر التکافی قدس سرہ فی کہ نقیب
لوگ تین سو ہیں اور نجیب لوگ تتر اور ابدال لوگ چالیس اور اختیار سات اور
عمد یعنی ستون چار ہیں اور غوث ایک شخص ہو اور مسکن نقیبوں کا ملک مغرب اور
مسکن نجیبوں کا مصر اور مسکن ابدال کا شام ہو اور اختیار لوگ سیاح ہیں زمین میں
اور عمد چار گوشوئین زمین کی ہیں اور مسکن غوث کا مکہ ہو پس جب کہ پیش آوے
کوئی حاجت عامہ خلافت کی تو وہ حاجت رجوع کیجای بطرف ثقباء کی بعد اسکے
بطرف نجباء کی اور بعد اسکے بطرف اختیار کی اور بعد اسکی بطرف عمد کے پس اگر دعا
قبول کریں وی لوگ تو بہتر و گرنہ حاجت پیش کیجای غوث ہی پس زمین پورا

ہوگا مسئلہ اسکا یہاں تک کہ قبول کیجائے دعا اسکی۔ رای راستہ۔
 اسقدر روایات پریشان جو مذکور ہوئی ہوں صحیح و اقرب الی الذہن ایک بھی
 امر ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام بی شبہ ہیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
 کی ہیں کہ جو سردار بہ سر من رای میں مختفی ہوئی اور بلا خطہ انواع قدرت خداوندی اور
 مثال زندہ رہنے حضرت مسیح وغیرہ کے زندہ باقی رہنا حضرت امام مہدی کا کوئی
 امر محال و بعید از قیاس نہیں ہے اور اس امر کو قوت ایک اس امر سے بھی ہے کہ
 خود مصنف کتاب تاریخ الخمیس نے جو کہ ایک سنی مذہب کا آدمی ہے ابتدائی حال میں بصرہ
 تمام نام حضرت امام مہدی امام دو از دہم کا بقید ابن حسن عسکری ابن امام نقی ابن امام تقی
 ابن امام علی رضا کی ذکر کیا ہے اور علاء الدولہ حمد ابن محمد ایک شخص سنی مذہب ہے ہونا
 ایک شخص محمد ابن امام حسن عسکری کا اقرار کر کے محقق یعنی پوشیدہ ہو جانا انکا قبول
 کیا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ حقیقت پیدائش حضرت امام مہدی کی ہو چکی ہو یا نہیں
 سو یہ دونوں امر ملاحظہ فرما کر امام مہدی کی برابر ہے اور زیادہ گفتگو کرنی اس میں کچھ ضرور
 نہیں ہے اور غنیمت ہے کہ حضرت امام مہدی کا چند روایتوں میں افضل ہونا حضرت ابوبکر
 و عمر سے قبول کیا گیا ہے کہ جو بی شبہ اولاد حضرت علی مشکک اس میں ہیں اور اگر بالفرض
 اولاد عباس سے بھی ہوں تو افضل البشر بعد النبی ہونا حضرت ابوبکر و عمر کا باقی نہیں ہا
 اور حدیث مندرجہ فصل ۲۲ میں ظاہر ہے کہ حضرت رسول خدا فی حضرت امام حسین امام
 سیوم کو اپنی گود میں لیکر کے انکی آنکھوں اور منہ پر بوسہ دیکر کے فرمایا کہ تو سید ہے بیٹا
 سید کا اور بجائی سید کا اور باپ سادات کا اور تو امام ہے بیٹا امام کا اور بجائے
 امام کا اور باپ اماموں کا اور توحجت ہے بیٹا حجت کا بجائی حجت کا اور باپ حجتوں کا
 کہ جو وہ نیکترین نسل سے ہیں اور نوان انکا قائم رہنے والا ہوگا ان نو شخصوں سے

سوا اس حدیث سی بھی بنظر لفظ قائم کے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا زندہ قائم رہنا عین قرین قیاس ہے۔

فصل ۱۰۰ اذکر چہار دہ معصوم

ہے قبل اسکی ایک فصل میں حساب چہار دہ معصوم کا استلزام لکھا ہے کہ حضرت رسولؐ اور حضرت سیدہ فاطمہؑ اور دوازدہ امام بلا کہ کے چار دہ معصوم ہیں اور یہ حساب اپنی طور پر درست ہے مگر بآب لطیفہ پنجاہ و سبب لطائف اشرفی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ سی کہ مزار شریف انکا بمقام کچھوچھو شریف ملک و دہ کی واقع ہے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب چہار دہ معصوم کا عبارت ہے چوڑہ

امام زادوں سے کہ جو کمسنی میں انتقال فرمائی ہیں حسب ذیل
محمد اکبر بن علی مرتضیٰ کہ بمعمد و دو سال کے انتقال کیا

- ۲ عبد اللہ ابن امام حسین بمعمد
- ۳ قاسم ابن امام حسین بمعمد
- ۴ قاسم ابن امام حسن بمعمد
- ۵ حسین ابن زین العابدین امام چہارم بمعمد
- ۶ قاسم ابن ایضا بمعمد
- ۷ علی ابن امام محمد باقر امام پنجم بمعمد
- ۸ عبد اللہ ابن جعفر صادق امام ششم بمعمد
- ۹ یحییٰ ابن ہادی ابن امام جعفر صادق بمعمد
- ۱۰ صالح ابن محمود ابن موسیٰ کاظم امام ہفتم بمعمد
- ۱۱ طیب ابن امام موسیٰ کاظم بمعمد

ایضاً

ایضاً

ایضاً

نشانی

ایضاً

ایضاً

سہ سال

ایضاً

ہفت سال

ایضاً

- ۱۲ جعفر ابن امام تقی امام محمد باقر
 ۱۳ جعفر ابن حسن عسکری امام یازدهم عجم
 ۱۴ قاسم ابن ایضا عجم
 چار سال
 یک سال
 سہ سال
 صلوات اللہ علیہم اجمعین

فصل ۵۰۶۔ ابذکر ولایت اولیاء اللہ

اولیاء اللہ عبارت ہر دوستان خدا سی کہ جو یاد و محبت خدا میں تا عمرہ کر کے
 مردانہ دنیا سی گئی اور بطرف دنیا کی کچھ التفات نہیں کیا اور حقیقت میں خوب سمجھا
 کہ دنیا درحقیقت کچھ قابل التفات کی نہیں ہر ہر فلاسفہ حقائق یعنی بھی
 لوگ درحقیقت فلسفی ہیں اور شیعی لوگ ولایت کو منحصر دوازہ امام میں جانتی ہیں
 مگر ہم سمجھتی ہیں کہ نبی لوگ نبی و امام و ولی سب کچھ ہیں اور یہ دوازہ امام ساتھ
 درجہ امامت کی ولی بھی ہیں مگر نبی نہیں اور ولی لوگ نہ نبی ہیں نہ امام مگر بعد دوازہ
 امام کی یہ لوگ بھی ہماری پیشوا ہیں اور آیت ان اولیاء اللہ کا خوف علیہم
 وکلام محمد بنون کی مصداق ہیں غرض یہ درجہ ولایت کا ایک درجہ خاص ہے
 کہ جو درجہ نبی و امام کے بعد ہے اور بمقتضای آیت ان اللہ کا یضیع اجر المحسنین
 کی دیکھا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے ان لوگوں کو انعام خوب ملا کہ وہ لوگ درحقیقت مری
 نہیں ہیں بل احباء و لکن کا فعلوں یعنی کہ وہی لوگ زندہ ہیں مگر تم لوگ نہیں
 جانتے ہو اور ہم ان لوگوں کو کیونکر مردہ کہہ سکتے ہیں کہ حل
 مشکلات و رفع حاجات ان لوگوں سے برابر جاری ہے اور
 اکثر لوگوں کی تعلیم باطنی و فیض روحانی عزارات شریف سے
 ادنیٰ ہوئی ہے اور کیونکر نہ کہ یہ لوگ پیرو اور نام لیا حضرت شاہ ولایت یعنی

شاہ مردان مولیٰ مشکاک شاعلی علیہ السلام کے ہیں ورنہ ازوہ امام اور سیدہ
معصومہ کو جان و دل سی مانتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی اُن اولیاء اللہ کو
تامتہ مانتی ہیں اور تمام اقوال کو اُن کو گوئی حق جانتی ہیں اور اگر مسئلہ وحدت
وجود وغیرہ کا ہماری سمجھ میں نہ آوی تو اُس سی بطلان اُس مسئلہ کا نہیں ہو سکتا
کہ وہ سب اہل تصوفین کی از قسم حال کے ہیں نہ از قسم مقال کے اور ہم خوب سمجھتی ہیں
کہ جب ہم اس حال میں پھونچیں تو البتہ وہی میرا بھی حال ہوگا اور جب کمال انسانی
یہ ہے کہ بحکم خلقوا باخلاقیہ کے اوصاف خدائی مثل حلم و ستر عیوب وغیرہ کی آدمی
میں آویں تو البتہ اُس آدمی کے قول و فعل میں قدرت خداوندی بھی جلوہ گر ہوگی جیسا
کہ اگر لوہا آگ میں ڈالا جاوی تو وہ لوہا مسخ ہو جائیگا اور کام ہی آگ کا مثل جلانے
وغیرہ کے کہ لیکا لگا خود آگ نہیں ہو جائیگا اور خوب ہی قول الرب ربک لو تنزل
والعبد عبد و لو تدر فی کا یعنی خدا خدا ہے اگرچہ تنزل کر می اور بندہ بندہ ہے
اگرچہ ترقی کر می اور اہل دل لوگون فی جو کچھ کہ تھا اور ہو جھا ہے سو اہل علم ظاہری کے
ہم و خیال سی تامتہ پائے ہو مگر علم باطن ایکسا مانتہ خدائی ہے کہ انرا کہ سید ہند سید ہند و انرا کہ
نہی دیند ازومی ستاخذ

| | |
|--|---------------------------|
| عالم ظاہر سرسریل است و قال | نہ ازو کیفیت حاصل نہ حال |
| پای استدلالیان چوین بود | پای چوین سخت بے تمکین بود |
| گریاستدلال کار دین بدے | فخر ازوی راز دار دین بدے |
| اور یہ شعر مولانا روم کا در بارہ اقتدار اُن لوگون کے بہت درست ہے | |
| اولیاء اہست قدرت از آلہ | تیر جہت باز گردانہ ز راہ |
| از برون طعنہ زنی بر با یزید | وز درونت ننگ سیدار د یزید |

اور اولیاء اللہ میں جو کیفیت خداوندی کی ظاہر ہوتی ہے سو اس مقام میں شیخ
مولانا روم کا بہت درست ہے

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| چون پری غائب شود بر آدے | کم شود از دے صفات مردے |
| چون پری را این چنین قانون بود | خالق خود آن پری را چون بود |

اور یہ درجہ اولیاء اللہ کا اس امت محمدی میں ایسا ہے کہ اس سے حقیقت دین
اسلام محمدی کی ثابت ہوتی ہے کہ جب اس دین محمدی میں ایسے ایسے مردان خدا
ہیں تو البتہ یہ دین حق ہے اور حق یہ ہے کہ اگر وجود اولیاء اللہ کا اس دین محمدی میں
نہیں ہوتا تو ایک عالم اس دین سے باہر ہو جاتا

اولیاء اللہ ہست قدرت از آلہ تیر حبتہ باز گرداند ز راہ
اور معنی ولی کے سمجھ میں آتے ہیں کہ ولی لوگ بعد دو از وہ امام کے ایک خاص لوگ
ہیں آئندہ کتب صوفیہ میں جو کہ درجات اقطاب و اقطاد و اخبار و افذاذ و خمد
و غوث وغیرہ کا ہے سو اس بات کو وہی لوگ جانتی ہوں گی اور ہم اس میں زیادہ گفتگو نہیں
کر سکتے ہیں تاہم نہائی ندائی مگر اس قدر بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب سلسلہ اولیاء کا حق ہے
تو انکا اقرار اقطاب وغیرہ کا بھی درست ہو گا اور اس جگہ یہ ذکر بعض ولیوں کا کتاب
تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سے حسب ذیل کیا جاتا ہے۔

اول حضرت معروف کرخی نادر و پیرش ترسا بودند چون بہ علم فرستادندش استاد
بگفت ثالث ثلاثہ گفت نہ بل ہوا اللہ الواحد ہر چند بہ علم میگفت میگوئی ثالث ثلاثہ او
میگفت یکی ہر چند استادش میزد و سود داشت کیبار سخت بزدش معروف بگریخت و او
باز نہی یافتند مادر و پیرش گفتند کاشکی باز آمدی بہر دین کہ او خواستی تا موافقت کردی
دی بر دست علی ابن موسی رضا مسلمان شد و وہم جنید بغدادی کہ یہ ایک وے

بڑی درجہ کے تھے سو م منصور طلاع کہ غرق وحدت انا الحق کے تھے اور خود را قم
 حروف کو جو کچھ کہ تجربہ تصرف و کرامات اولیاء اللہ کا حضرت مخدوم الملک فالدین
 علیہ الرحمۃ بہار و حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کچھ شریف سی ہوا ہے
 سو اس کتاب میں کچھ تفصیل ایسی مناسب مقام نہیں ہے اور اسبقد لکھنا کافی ہے کہ زبان
 ہماری بیان میں قدرت و تصرف ان لیکو کی قاصر ہے اور حضرت مخدوم الملک فالدین
 بھاری علیہ الرحمۃ کا انتقال آٹھ ہجری میں ہوا کہ جو ماہ و تاریخ اسکا پُر شرف ہے اور
 انتقال حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ کا آٹھ ہجری میں ہوا اور دربارہ
 لقب دلی کے درمیان سنی و شیعہ کے صرف ایک اختلاف لفظی ہے اسو طلی کہ جس معنی سے
 کہ ہم سنی لوگ لی کو قبول کرتے ہیں سو اسکو شیعہ لوگ بلقب عارف کی قبول کرتے ہیں اور
 یہی وجہ ہے کہ جناب ملا سید مرتضیٰ و سید رضی علیہما الرحمۃ دو برادران کو بنظر خوبی اور
 زہد و تقویٰ انکی ہم حسب اصطلاح اپنی داخل و لیاء اللہ سمجھتی ہیں و لا مشاجدہ فی
 الاصلاح یعنی اصطلاح میں کچھ جھگڑا نہیں ہے۔

فصل ۱۰۷ وحدت وجود

سورۃ الکہف آیت ۱۰۹ قل لو کان الجہنم مداد الکلمات ربی لفقد الجہنم قبل ان تنفد
 کلماتی لو جہنم مثلہ مداد اترجمہ سورہ کہف آیت ۱۰۹ تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو
 کہ لکھی میری ب کی باتیں بیشک دریا نہ بڑھو کے ابھی نہ بٹریں میری رب کی باتیں اور اگر
 دوسرے ہی لاوین ہم ویل اسکی مدد کو۔ سورۃ الکہف آیت ۱۰ قل انما انا بشر
 مثکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً
 صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ اجنباً
 اترجمہ تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسی تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے

چہ جسکو امید ہو ملنی کی اپنی رب سے سو کرے کچھ کام نیک و ساجہ نازکھے اپنی رب کی
 بندگی میں کیگا اور تفسیر محی الدین عربی میں بعد عبارت قبل از تقد کلمات ربی
 کے کیا خوب وجہ اسکی لکھی ہے لکھنا غیر متناہیہ و امتناع و فاء المتناہی
 بغير المتناہی یعنی کلمات رب کے غیر متناہی ہیں اور بحر متناہی ہے اور یہ بات
 منع ہے کہ متناہی پورا اتری ساتھ غیر متناہی کے

مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

| | |
|---|--|
| <p>بشنوا ز نے چون حکایت می کند کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش تن ز جان و جان ز تن مستور نیست سر نہبان است اندر زیر و بم</p> | <p>وز جد ایہا شکایت می کند از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند باز جوید روزگار و صل خویش لیک کس را دید جان دستور نیست فاش گر گویم حسان برہم زخم</p> |
|---|--|

اشعار سعدی علیہ الرحمۃ

| | |
|--|--|
| <p>جهان متفق بر الہیتش درین ورطہ کشتی فروشد ہزار توان در بلاغت بسجنان رسید کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند رہ عقل جز بیچ بر پیچ نیست توان گفتن این باحقائق شناس کہ پس آسمان و زمین چیتند پسندیدہ پر سیدی ای ہوشمند</p> | <p>فروماندہ در کنہ ماہیتش کہ پیدائش تختہ بر کنار نہ در کنہ بیچون سبحان رسید بلا احصی از تنگ فروماندہ اند بر عارفان جز حند اھیج نیست ولی خوردہ گیرند اہل قیاس بنی آدم و دام و د کیستند بگویم گر آید جوابت پسند</p> |
|--|--|

| | |
|--|---|
| کہ ہامون و دریا و گویہ و فلک ہمہ ہرچہ ہستند از ان کمتر اند چو سلطان عزت علم بر کشد | پری آدمی زاد و دیو و ملک کہ باہستیش نام ہستی بر بند جہان سبز جیب عدم در کشد |
|--|---|

میر حسن شاہ دہلوی

| | |
|--|---|
| وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر نہیں اُس سے خالی غرض کوئی شی نہ گوہر میں ہو وہ نہ ہی سنگ میں تامل سے گر تہیٰ غور کچھ اُسی گل کی بوسی ہو خوشبو گلاب پر اُس جوش میں آگے بہنا نہیں | اُسی کے یہ ذرہ ہنس و قمر وہ کچھ شی نہیں اور ہر اک شے میں ہی ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ میں تو سب کچھ وہی ہو نہیں اور کچھ بھیرے ہوئے ساتھ دریا حباب سمجھنے کی ہر بات کہنا نہیں |
|--|---|

ذات خداوند تعالیٰ کی عجب طرح سی خیانت میں نہان اور نہان میں عیان ہو کر کوئی آدمی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا ہو اور ہر فرقہ میں ہر اردن عالم و کامل جست جو میں مسئلہ توحید کے گزر گئے مگر سوائی حیرت کے کچھ باقی نہیں لگا اور ظاہر ہو کر آدمی ایک شے حادث اور متحد و د علم کا اُس ذات قدیم اور غیر متناہی کو کیونکر سمجھ سکتا ہو جیسا کہ کیرا جو اندر گولہ یا کسی دوسری پھل کے پیدا ہوا اور سوائی اُس کے کچھ نہیں جانتا ہو سو اسطرح سی آدمی بذریعہ اسباب ظاہری سمع و بصر وغیرہ کے اشیائی ماورای اسباب ظاہری کو نہیں سمجھ سکتا ہو مگر یہ قول فلاسفہ کا بہت درست ہو کہ آدمی و ہوش کے دل میں ایک میل طبعی و اسطری رجوع الی اللہ کے دیا گیا ہو اور یہ بات سمجھ میں آتی ہو کہ تمام کائنات زمین و آسمان کا جو سر اسر حکمت و بند و بست و ارادہ و انتظام اور قدرت و شفقت عام سی معمور ہو جو دسی ایک شے قادر مطلق و صاحب ارادہ و ذی شعور

معمور از رحم و کرم کی خبر دیتا ہو یعنی کہ یہ سب دنیا و مافیہا بخودی خود نہیں ہر بلکہ صاف معلوم ہوتا ہو کہ وجود ان سب چیزوں کا جو ہم کو معلوم ہو اور جو ماورای ہمارے علم کے ہی بالضرور نذرینہ ایک جو داکبر کے ہو اور آدمی کو جو عقل و دیکھی سو اسی عقل سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ آدمی مثل حیوانات وغیرہ کے نہیں ہر بلکہ صاف ظاہر کہ آدمی جو تصرف و قدرت افعال نیک و بد کی دیکھی ہو سو ہر آدمی اپنی افعال کا جو ابدہ و ذمہ دار ہو سو اسطی کہ تمیز نیک و بد کی اسکو دیکھی ہو اسی یہ سب کمرہ عقل کا ہو اگر عقل نہیں ہوتی تو کیا پردہ اٹھی مگر بات یہ ہو کہ اگر عقل نہوتی تو یہ سب تصرفات جہاز زانی وغیرہ کی کہاں سے کرتے اور عقل یہاں تک ہدایت کرتی ہو کہ جب عالم حادث تو بمقابلہ اسکی ایک ذات قدیم تر اس سے ہوگی کہ جو اسکی ساتھ کوئی دوسری چیز نہیں ہوگی اور صرف ایک ذات اسکی ہوگی اور ایک بات عجیب یہ ہو کہ فلاسفہ دہریہ وغیرہم جو اپنی کو مثل گھاس پھوس کے سمجھتے ہو سو وہ درحقیقت بطور گھاس پھوس کے گذر گئے اور ان سے کوئی خرق عادت اور تصرف وقوع میں نہ آیا اور خلان انکی انبیاء دیگر خاصان حق جو خدا کو مانتی رہی سو ان سے بیشمار خرق عادت مثل عبور دریائی نیل و سرزمین فرعون و فرعونیتان و احیای اموات وغیرہ کے ہوتی رہی اور اب تک انواع خرق عادت مردان خدا سے ہوتے ہیں بہت

خمر و خمیانہ با محرو نشان است بنو زان ابر رحمت در فشان است
پس ہلوگوں کو اسقدر کافی و ودانی ہو کہ ہلوگ بھی وجود خداوند تعالیٰ کو حسب ہدایت و تعلیمات انکی قبول کر لیں اور جہاں کتب سماوی اس بات میں متفق ہیں کہ خلقت تمام زمین و آسمان کی ایک لفظ کن سے ہوئی یعنی کہ مرضی خدا کی ہوئی کہ ہو جا اور ہو گیا
سورة البقر آیت ۱۱۱ ابدیع السموات و الارض و اذ خلق

امرافا شمایفوال له کن فی کلمات التبیان
 کرنیوالا آسمان وزمین کا ہوا اور جب کرنا چاہا کسی امر کو تو کہہ دیا کہ ہوا
 اور ویسا ہی ہو جاتا ہوا اور جب تمام موجودات ایک وقت میں کچھ نہیں تھا اور انکا کچھ
 اسباب مادہ کسی دوسری جگہ میں رکھا ہوا نہیں تھا تو البتہ صرف اسی ایک ذات سی
 یہ سب ظہور ہی تو اسے واسطی وجود غیر اللہ کا باطل ہوا اور ہر گاہ صفات الہی عین
 ذات الہی کے ہیں تو یہ لفظ کن کی بھی عین ذات الہی ہی الغرض مسئلہ و اعتقاد وحدت
 وجود کا بہت حق و درست ہوا اور فقرہ اول صحیفہ کاملہ مام چہارم زین العابدین علیہ السلام
 سے بھی تائید اس مسئلہ وحدت وجود کی ہوتی ہے اور وہ فقرہ حسب ذیل ہے
 الحمد لله الاول بلا اول کان قبلہ و الاخذ بلا اخر یكون بعدہ
 یعنی سب تعریف ہوا اس لئے کہ جو کہ اول ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور
 اس لئے کہ آخر کو اس سے آخر کوئی چیز نہیں ہوگی اور یہی شعر مفصلہ ذیل سے حضرت
 امیر علیہ السلام کے جو کہ انکی دیوان میں ہے تائید الہی اسی راہی کی ہوتی ہے وہی کا احد
 البناء کا انفسہ تبتہ الله فی خلق السماء ترجمہ اور روز اتوار میں بنا دنیا کی ہوئے
 اس واسطی کہ اس روز اتوار میں خدا ظاہر ہوا پیدا کرنے سے آسمان کے یعنی کہ سوا
 خدا کے اور دیگر موجودات کچھ نہیں ہی بلکہ صرف ایک ربیعہ ظہور خداوند تعالیٰ کا ہے
 مگر بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ عالم شہود میں جلوہ گر ہوا اور تفرقہ خالق و مخلوق اور
 افعال نیک و بد و عذاب ثواب کا قائم کیا تو ہلکوا اسی اعتبار ہی فرق ہر نیک و بد کا
 سمجھنا چاہئے اور اصل مسئلہ وحدت وجود کو دل سے تمام تر محو و سہو کر دینا ضرور ہے
 اور جب تک ہلکوا اس باقی ہے تب تک کچھ بھی خیال اس مسئلہ وحدت وجود کا نہیں
 کرنا چاہئے ہاں درجہ فنا فی اللہ میں بسبب کمال یاد و استغراق کے پھونچ کر کے

اگر لفظ انا الحق کی بھی بطور منصوص حلاج کے حالت بدحواسی میں زبان سے نکلی تو وہ دوسری بات ہو مگر یہ امر بھی قابل ذکر اس مقام کے ہو کہ یہ بات از روی اُسی درجہ رفقا فی اللہ کے ہو جو کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا انا الحمد بلاسمہ یعنی میں احمد ہوں بلاسم کے یعنی احمد ہوں اور جو کہ حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ ششستہ میں فرمایا انا الحنان انا المنان انا الرزاق فی الاصحاح یعنی میں نہایت رحیم اور میں نہایت احسان کنندہ اور میں روزی رسان ہوں رحمونیں ماوران کے پس اگر مسئلہ وحدت وجود کا قبول کر لیا جائے تو صفات بات یہ ہو کہ یہ سب اقوال بحالت کمال استغراق و اتصال مع اللہ کے سرزد ہوئے اور فی الواقع ذات حضرت سچ و حضرت علی علیہ السلام کی ایسی ہوئی کہ جس سے بہت لوگوں کو ان دونوں بزرگواروں پر اعتقاد و گمان خود خدا ہونیکا ہوا۔ اور شیہر امام شافعی کا بہت حق و درست تر کفی فی فضل مولانا علی وقوع الشک فیہ انہ اللہ یعنی فضیلت مولیٰ علی میں صرف یہ امر کافی ہو کہ نسبت اس علی کے یہ شک پیدا ہوا کہ وہ علی خود خدا ہو اور وقوع اس شک کا دراصل بے وجہ نہیں ہو کہ ہر گاہ از روی حقیقت مسئلہ وحدت وجود کے سب کچھ وہی ایک ذات خدا کی ہو اور تمام وجود ماسوی اللہ کا صرف ایک نشان ظہور اس خدا کی ہو تو اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہو گا کہ یہ حضرت علی ایک منظر کامل ذات اتہی کے ہو سکے بہت

خدا تو علی میں جدا سے نہیں

یہاں بات کی اب سمائی نہیں

پر خدا سے جدا نہیں جانا

ہم علی کو خدا نہیں جانا

اور اشعار عربی متوصلہ ذیل کتاب ریاض النضرۃ کے بہت حسب حال ہیں۔

ذکر لا یحمد نادامو صدقۃ

قبل لعل فی علی مدحہ

ترجمہ مجھے کہا گیا کہ تو ایک مدح نشان غلی کے کہ جسکا ذکر سرد اور ٹھنڈا کرتا ہے
آتش طبق بر طبق کو دوزخ کے

قلت لا اقدم فی مدح ابرہی ذکر محمد نارا موصدا

میں نے جواب دیا کہ نہیں اقدام کروں لگامین مدح میں ایک شخص کے جو کہ صاحب عقل لوگ
بھٹک گئے یہاں تک کہ عبادت کی اسکی وف اس جگہ میں صرف دو شعر پر اکتفا
کیا گیا کہ تمام پانچ اشعار اس قطعہ کے اندر فصل ۸۸ کتاب ہذا کی صفحہ ۵۰۵ سے
صفحہ ۵۰۸ چھپی ہیں مگر اتفاق سے یہ شعر دوم قلت لا اقدام کا اصل مع ترجمہ
وہاں پر غلط چھپا اور سینیاں معاویہ شاہی اس خیال سے خوش نہون کہ جب سب کچھ
وہی ایک ذات اللہ کی ہو تو انکی معاویہ کو عذاب و عقاب خرت سے نجات ہوئی اسو سلی
کہ ہمارا اعتقاد وحدت وجود کا بطور وحدت مادہ فرقہ دہریہ کے نہیں ہو کہ جو معاویہ بعد
مرنے اپنے تئیں تفسر فہم ہو جائیگا بلکہ جب معاویہ نے اس عالم شہود میں اگر کے بغاوت
نامحق اختیار کی اور عمر ابن عاص کو براہ فریب ایک ثالث مقرر کر آیا اور حضرت امام
حسن سے خلافت مجبر چھین کر کے انکی مرنے پر خوش ہوا اور یزید ایک اپنی نالائق بیٹا
کو برخلاف شرط کے خلیفہ بنایا اور حضرت علی پر عرصہ تک لعنت کرتا ہوا مر گیا تو
اس عالم شہود کا مقتضی بھی ہو کہ خوب سزا اپنی اعمال کی پاوی مصرع کہ فرق مراتب
کنہی زندیقی۔ شرح معنی قل ہوا تمہ اور فقرہ اول سورہ اخلاص کے حسب تفسیر
محی الدین عربی مع ترجمہ کے حسب ذیل ہے۔

قرآن شریف قل ہوا اللہ احد۔ کہ تھو وہ اللہ ایک ہے۔ تفسیر قل امؤمن
عین البصیح و ارڈ علی مظهر التفضیل لفظ قل کی ایک صولہ امر ہو ذات حیج سے
کہ جو وار ہوئی اویر ذات مظهر تفضیل کے معنی قل بجای قبول ان کے ہو یعنی کہو ہم سب

لوگ اور وار دہونا صیغہ مفرد کا خطاب کر کے بطرف حضرت رسول کے باین اعتبار ہی کہ ذات حضرت رسول کی ایک نشان ظہور تفضیل کلی کی ہے۔ ہو عبارتہ عن الحقیقة الاحدیة الصرفة ای لذات من حیث ہی بلا اعتبار صفتہ لایعرفها الا هو لفظ ہو کی عبارت ہے حقیقت احدیت محضہ یعنی ذات مجرد من حیث ہی سی بغیر اعتبار کسی صفت کے کہ نہیں جانتا ہو اسکی صفت کو کوئی شخص مگر خود وہی اللہ جانتا ہو واللہ بدل منه وهو اسم الذات مع جمیع الصفات لا بالبدال علی ان صفاته تعالیٰ لیست بزائدہ علی ذاته بل ہی عین الذات لا فرق الا بالاعتبار العقلی ولهذا سمیت سورة الاخلاص لان الاخلاص تحیص الحقیقة الاحدیة عن شائبة الکثرة کا قال امیر المؤمنین علیہ السلام کال اخلاص لا نفی الصفات عنه لثبوت ہادہ کل صفتہ انما غیر الموصوف شہادۃ کل موصو انہ غیر علی اور لفظ اللہ کی بدل ہو اس لفظ ہو سی اور وہ اللہ اسم ذات ہے ساتھ جمیع صفات جو کہ بسبب ترکیب بدل کے دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ صفات اسل مد تعالیٰ کے کچھ ذات خدا پر ایک صفت زائد نہیں ہے بلکہ وہ صفات عین ذات اسکی ہیں و نہیں کوئی فرق ہے مگر از روی اعتبار عقلی کے اور اسو اسطی نام اس سورت کا سورہ اخلاص اسو اسطی کہ معنی اخلاص کے خالص کرنا حقیقت احدیت کا ہے شائبة کثرت سی جیسا کہ کہا حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے کہ کمال خلاص کا واسطی اس خدا کی نفی کرتی ہے صفات کی اس خدا سی اسو اسطی کہ ہر ایک صفت دلالت کرتی ہے اور پر اس بات کے کہ وہ صفت غیر ہو موصوف سی اور ہر ایک موصوف دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ وہ موصوف غیر ہو صفت سی وایا ہ معنی من قال صفاته تعالیٰ

۱۔ ہو ولا غیرہ ای لا ہو باعتبار العقل کا غیرہ بحسب الحقیقہ اور اسی قول سے
 ملی کہ اور ایسا شخص جو کہ ذات کی کئی کئی صفات اسلئے اللہ تعالیٰ کے نہیں۔ ہو یعنی وہ
 واحد نہیں غیر اسکا ہو یعنی لا ہو ہو باعتبار عقل کے نہیں غیر اسکا ہو بحقیقت کے۔
 والفرق بین الواحد والواحد ان الواحد هو الذات وحدها بلا
 اعتبار کثرة فیہا ان الحقیقۃ المحضۃ التي هي منبع العین کا قود
 بلا فید عموم وخصوص وهو الوجود من حيث هو وجود
 هو الذات مع اعتبار کثرة الصفات وهي المحضۃ الاسمائیۃ
 کون لا سمہ هو الذات مع الصفة فعبء عن الحقیقۃ المحضۃ
 دلالت علی انھا عین الذات وحدها فی الحقیقۃ وما بطلت احدیتہا و ما اثر
 لیدل علی ان کثرة الاعتباریۃ لیس فی الحقیقۃ و ما بطلت احدیتہا و ما اثر
 فی حلال بل المحض الواحد ہی عینھا المحضۃ کا حقہ بحسب الحقیقۃ کونہ القطرۃ المتحو
 اور فوق در بیان احد و احکام کہ کہ احد ہی ایک ذات ہو بلا اعتبار کثرت کی اس ذات
 میں انکی حقیقت مخفیہ ہو کہ وہ چشمہ منبع ہو چشمہ کا فوری کا بلکہ وہ خود ایک چشمہ کا فوری ہو
 یعنی وہ ایک وجود ہی۔ من حیث وجود بلا فید عموم وخصوص اور بلا شرط و
 ولا عروض کے اور واحد ایک ذات ہو ساتھ اعتبار کثرت صفات کے اور وہ کثرت صفات
 کے ایک صفت اسمائہ ہو بسبب اسم کی ایک ذات ساتھ حقیقت کہ پس تعبیر کی اس
 ذات کی ایک اسم حقیقت مخفیہ کی کہ جو معلوم ہو کہ خود اسکا ساتھ خودایتی اور

بدل ذات کا ہو اساتحہ جمیع صفات واسطی دلالت اسکی اسبات پر کہ وہ صفات
 حقیقت عین ذات اس خدا کے ہیں اور خبر دیکھی اُن صفات سی ساتھ احدیت کے
 بنظر دلالت کرنے اسکی اس بات پر کہ کثرت اعتباری درحقیقت کچھ شے نہیں ہو اور یہ
 کثرت اعتباری نہیں باطل کرتی ہو اسکی احدیت کو اور نہیں کچھ اثر کرتی ہو اسکی احد
 میں بلکہ وہ نشان واحدیت درحقیقت شے نشان احدیت کی ہو مثل قوم قطرات کے دریا جیسا مثلاً
 زوریا موج گوناگون برآمد
 گئے در کسوت لیلیٰ فرو شد
 ز بیخونی برنگ چون برآمد
 گئے ہر صورت مجنون برآمد

فصل ۱۰۸ رویت باری تعالیٰ

سورة الکہف آیت ۱۰ اامن کان بر جوالقاء دبه فلیعمل عملا صالحا
 ولا یشرک بعبادة ربه احدا
 پس جو شخص کہ امید کرتا ہو ملاقات کو اپنی رب کی پس چاہیگی کہ وہ کبریٰ عمل نیک اور
 شریک کسی اور کو عبادت میں اپنی رب کی ۲ سورہ فضلت آیت ۴۴
 الا انهم فی مویة من لقاء دبهو الا انہ یکل شیء محبوط ترجمہ
 خبر دار ہو کہ تحقیق کہ وہی لوگ شک میں ہیں ملاقات سی رب اپنی کی خبر دار ہو کہ تحقیق
 کہ وہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے ۳ سورہ الانعام آیت ۱۳ قد خسر الذین کذبوا
 بقاء الله حتی اذا جاءتهم الساعة بغتة قالوا یا احسرتنا علی ما
 فرطنا فیہا وہم یحملون او نرا دھم علی ظھور دھم لا ساء ما یزین
 ترجمہ تحقیق کہ خسارہ پایا اُن لوگوں نے جو کہ جھوٹا ملاقات کو رب اپنی کی یہاں تک
 کہ جب اکیار و زینت سے یکایک و ناگہانی تو کھینکے وہی لوگ ہی و احسرتا کہ جھوٹوں نے
 افراط کیا اس امر میں اور وہی لوگ اٹھا و نیکی اپنی بوجھوں کو اپنی بیخونی پر خبر دار ہو

کہ برابر ہو گا وہ بوجہ انعام سورۃ النعام آیت ۵۵ اُولَٰئِكَ نَجْزِيهِم مَّا وَعَدْنَاهُمْ
الکتاب تمام اعلیٰ الذین احسن و تفصیلاً لکل شئ

وہدی و رحمتہ لعلہم بقاء دیکھو یؤمنون ترجمہ
اور بعد اسی دی پہنی موسیٰ کو وہ کتاب کہ جو پوری ہو واسطے اس شخص کے جو کہ
نیک کام کرے اور تفصیل ہو واسطے ہر شئی کے اور ہدایت و رحمت ہو کاشکی وی
لوگ ساتھ ملاقات اپنی رب کی ایمان لاویں ۵۵ سورۃ یونس آخر آیت
۵۵ ہم قد خسر الذین کذبوا بقاء اللہ و ما کانوا مہتدین ترجمہ

تحقیق کہ خسارہ پایا ان لوگوں نے جو کہ جھوٹھلا ملاقات کو اپنی رب کی اور نہ ہو
وی لگ رہے یا نیوالی فقط اس جگہ میں باستدلال ثبوت رویت باری تعالیٰ کی صرف
اور پر نقل پانچ آیتوں کی التقلایا گیا اس واسطے کہ مضمون ان سب آیتوں کا ایک ہی ہو کہ
ملاقات اُس خدا سی ہوگی اور کتاب نجوم الفرقان میں جو شان دیگر اٹھارہ آیات کا ہر
سو بخوف طول کے وہ سب آیات نقل نہیں کئی گئے اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ التبتہ مضمون
خدا کی دیدار اور محمد مصطفیٰ کی شفاعت کا بہت درست ہے کہ واسطی دیدار خدا کی
بسیاری آیات قرآن میں موجود ہیں اور جو علماء کہ دیدار خدا سی منکر ہیں سو یہ انکار
انکا بنظر عدم قابلیت بصیر انسانی اور آیت لن ترانی کے ہوگا اور ہم سمجھتی ہیں کہ
فی الواقع چشم انسان کو کچھ قابلیت دیدار الہی کی نہیں ہے مگر ٹھوای وعدا اللہ حق
کی معنی کہ وعدہ خدا کا حق ہے اور بملاحظہ آیات صیرح قرآنی کے ہکو تا متر ایمان اور پر لقا
رب کی ہے اور ہکو کیا معلوم ہے کہ بعد مرنے کے روز قیامت میں ہکو کس طرح قابلیت
دیدار خدا تعالیٰ کی ہوگی مگر اس بات پر پورا یقین ہے کہ خدا سب بات پر قادر ہے اور
اسکا سچا ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر مسئلہ وحدت وجود کا تسلیم کر لیا جائے تو یہ دیدار

کچھ دشوار نہیں ہو بلکہ اس دیکار کی امید پر تو خود ہماری زندگی ہو کہ خرابی اصل تک پہنچ گئی ہے
 کہ کسی کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش

فصل ۱۰۹ اور نوح و ہشت صراطِ حق

سورہ بقرہ ان کنتم فی دین مما نزلنا عبدنا فاقوا بسوا سركا
 من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين
 فان لم تفعلوا اولن تفعلوا فاشقوا النار التي وقودها الناس
 والحجارة اعدت للكافرين وبشر الذين امنوا وعملوا الصالحات
 ان لهم جنات تجري من تحتها الانهار كلما رزقوا منها من ثمرة رزق
 رزقا قالوا هذا الذي رزقنا من قبل واتوا به متشابها ولهم فيها ازواج
 مطهرة وهم فيها خالدون ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها

ترجمہ اور اگر تم لوگوں کے کچھ شک میں نسبت اس چیز کی جو کہ تاری میں نی اور پر بندہ اپنی کی پس
 لاؤ تم ایک سورہ مثل اسکی اور بلاؤ اپنی شہادت دینی والوں کو سو ای خدا کے اگر تم سچی
 سوا گریہ کام نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گی تو ڈرو اس گ سی کہ جسکی چھٹیاں آدمی اور
 پتھر ہیں کہ جو تیار کی گئیں ہیں واسطی کافرون کے اور خوشخبری دی تو ای رسول ان
 لوگوں کو کہ جو ایمان لای اور کئی نیک کام ساتھ اس بات کی کہ انکی واسطی ہیں جنتین کے
 جنکے نیچے بہتی ہیں نہرین اور جبکہ روزی دیجائی انکو ان باغون سی ایک وزی تو کہیں
 دی لوگ کہ یہ وہ چیز ہو کہ روزی دی گئی ہو لوگ ساتھ اسکی قبل اسکی اور روزی
 دیجائی انکو متشابہ یعنی ایک دوسری سی ملتا ہوا اور انکو جو روان پاک ہیں اور
 لوگ رہنگی ان جنتون یعنی باغون میں ہمیشہ تحقیق کہ اللہ نہیں شرم کرتا ہو مثل دینی سی مجھ کے
 یا اس سے بھی زیادہ —

انتخاب تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت

فانقول انارالتی — والمراد بالنار احتراقهم بسورة نفوسهم وشرطبا عظم
 المصروفه عن الروح القدس الروح حانی والتسم الذوقی الرخانی المحروسة
 عن لذة برد اليقين وسلامة دار القرار المقطوعة بالمالوفات
 الحسية واللذات البدنية الممنوعة باضریت به والفتن مع بقاء
 حنینها الیه وولها ورسوخ هبات التعلق بالامور السفلیة
 ومحبة الاجساد الارضية فیها التي هی سبب استیقاد نیرانها
 ترجمہ پس دروتم لوگ اُس لگ سی جو کہ اور مراد ساتھ اگ کہ جلنا اُن لوگوں کا ہو
 ساتھ تیزی نفوس اُنکی اور شراری طبیعتوں اُنکی کہ جو بچہ گئی ہیں روح قدسی روحانی اور
 نسیم ذوقی روحانی سی کہ جو محروم ہیں لذت مُنہدک سی یقین کے اور سلامتی دار القرار
 سی کہ جو کٹ گئی ہیں بسبب غوبات حسیہ اور لذات بدنیہ کے جو کہ ممنوع ہیں اُس چیز سے
 کہ جسکی عادت تھی اور الفت کی تھی ساتھ اُسکی ساتھ باقی رہنی حزن اور شوق اُسکے
 اور نقش کر جانی بہت تعلق ساتھ امور سفلیہ و محبت اجساد ارضیہ کے کہ جو سبب
 اشتعال اُسکی آگ کا ہو — و قد هان الناس والحجارة — ای الامور الجاسیة
 السفلیة الصامتة التي تعلقوا بها بالمحبة فرسخت صورها فی نفسهم
 و سجت نفوسهم بیلهم الیها كما قال رسول الله صلی الله علیه
 وسلم المرء یحشر مع من احب حتی لو احب احدکم حجرا حشر معه
 وكيف لا وقد ركزت صورته فی نفسه بالمحبة بحيث صا صو قلی صورته
 ترجمہ چھٹیان اُسکی آدمی اور پیچہ ہیں ای امور جاسیہ سفلیہ یعنی سخت نازیبا دنیاوی
 دون کے جو کہ صامت یعنی نشن ہیں کہ جنکے ساتھ وہی لوگ متعلق ہوئے تھے ساتھ

محبت کے پس حکم گئیں صورتیں اُن چیزوں کی اُنکی نفوس میں اور اُنکی نفوس مقید ہو گئی
 بطلبِ غبت اُنکی بطرف اُن چیزوں کے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ حشر آدمی کا ہو گا سا
 شئی محبوب اُسکی یہاں تک کہ اگر کوئی تم لوگوں کا محبت کری ایک پیچھری تو حشر اُسکا ہو گا سا
 اس پیچھری کے اور کیونکر نہ ہو کہ گھر لٹی ہو صورت اُس شئی محبوب کی اُسکے نفس میں اس طرح کہ
 ہو گئی صورت دل کی اُسکی عین صورت اُس محبوب کی — ۳ و بشر الذین
 امنوا و عملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار الا نہار بالصبح
 و عملوا ما یصلحہم للجنة یقتضی عملہم بتوحید الا فعال
 ان لهم مراد انہم و مشتہیاتہم فوق ما تصوروا و تمنوا التذکیر
 الجنات والجنات الجارية من تحتها الانهار ابھی و اطلب ما یكون
 من مقام والذ و احلی ما یكون من مراد لاهل الدنیا فہی لنفوسہم
 من جنات الدنیا و اصفیٰ منہا للعباء الجسمانی فان حق کا ستعلم ترجمہ اور شارح
 تو ای رسول ان لوگوں کو کہ جو ایمان لائی نیک کام کئی ساتھ بات کی کہ اُنکی واسطی جنتیں یعنی
 باغ سب ہیں کہ جنکی نیچی بہتین ہیں نہر میں یعنی ایمان لائی وہ لوگ ساتھ صانع کی اور
 کام کئی نیک بعد اسی کہ مستحق ہوں جنت کی موافق اعمال اپنی ساتھ توحید فعال
 کہ ساتھ اس بات کی کہ انکو مرادات اور مرغوبات اُنکی ملینگے بالاتر اُس سی کہ جو تصور
 و تمنا کرتے تھے بوجہ کہ وہ لانے جنات کی در حالیکہ وہ جنتیں کہ جنکے نیچے بہتین ہیں
 نہر میں روشن تر و خوب تر ہو اُس سے کہ جو کسی مقام میں ہو اور لذیذ تر اور شیرین ہو
 اُس سی کہ جو مقصود ہو اہل دنیا کا میں جنتیں واسطی نفوس اُنکی از قسم جنات دنیا
 کی ہیں و اُس صحت ہیں بحساب معاد جسمانی کی اور یہ بات حق ہو جیسا کہ آئندہ تو جانیکا
 ہم کلام ان قواصیہا من ثمرہا قالوا ہذا الذی مررتنا من قبل فلا لدنیا

فافہامالوفہموانوا بالرزق متشابہاوبقلوبہمہی مقاماتہمکالتوکل
 مثلاً دروضات عالمالقدسالتی تنشاء من کل مرتبۃ منہا انہا علوم
 تنفع السالکین علیہ تنفع المقعشین المشتاقین والشمرات ہی الحکوم والمعارف
 ترجمہ جبکہ روزی دینی جائین ان باغوان سی ایک پھل سی ساتھ ایک وزی کے
 تو کہیں وی لوگ کہ یہ وہ چیز ہو کہ جو روزی دیے گئے ہلوگ قبل اسکی دنیا میں کسواسطی
 کہ وہ دنیا ایک شی مالوف و مرغوب انکی ہو اور دیے جائین وی لوگ ساتھ اوس
 روزی کے متشابہ یعنی ایک دوسری سی مماثل ورو اسطی قلوب ان لوگوں کے وہ باغات
 انکی مقامات میں مثل توکل کے مثلاً اور مثل باغات عالم قدوسیت کی کہ جسکی ہر مرتبہ
 سی پیدا ہوتی ہیں نہرین علوم کی کہ جو نفع دی سالکین کو اور نفع دی بیماری کو
 پیاس والوں اور مشتاق لوگوں کی اور ثمرات یعنی پھل سب حکمتیں اور معرفتیں ہیں۔
 و اگرچہ تاویلات حدیث کے ایام طالب العلمی میں بلفظ شطیحات صوفیہ یعنی کلمات خلا
 شیع کے بونیجائی ہیں مگر رفتہ رفتہ معلوم ہوا گیا کہ یہ صوفی لوگ اکثر بڑی بڑی عالم
 ہوتے ہیں اور فلسفہ وغیرہ سی خوب واقف ہیں اور تمام تر ہمت انکی اس بات میں مصروف
 ہو کہ تمام اعتراضات و توہمات غیر لوگوں کی مندرجہ ہوں چنانچہ اس تاویل سی دوزخ و بہشت
 وغیرہ کی وہ اعتراض غیر لوگوں کا کہ دین اسلام میں بیان دوزخ و بہشت کا از روی
 الم ولذت کیفیات جسمانی کے ہر تمام تر دفع ہو گیا کہ ملائحی الدین عربی تعبیر دوزخ و بہشت
 کی حسب تصریح بالا کی الم ولذت کیفیات روحانی سی کرتے ہیں اور یہ تعبیر قریب قریب خیال
 فلاسفہ کے ہر کہ جو وہ لوگ سمجھتی ہیں کہ بعد مفارقت بدن کے اگر روح متعلق اور
 معتاد بلذات دنیا کی ہو تو اسکی نہیں پانی سے روح کو الم ہوگا اور خلالت اسکی اگر روح
 دنیا سی فارغ و آزاد گئی تو اسکو آرام رہنمیا اور صاف معلوم ہوتا ہر کہ ذکر دوزخ و بہشت

جس طرح کہ قرآن میں ہے وہ باعتبار کیفیات جسمانی ہملوگوں کے ہے کہ مثلاً آگ سی ہملوگ
 دڑتے ہیں اور باغ وغیرہ سی مسرور و مخطوط ہوتے ہیں سو باعتبار اسی عادت کے
 بنظر سمجھائی ہملوگوں کے یہ عذاب و ثواب لفاظ آگ باغ وغیرہ سی تعبیر کئے گئے اور اسی
 طور پر توریت وغیرہ میں بھی تعبیر عذاب و نزع کی بلفظ ہیل فار یعنی آگ و نزع کی ہے
 اور اصل یہ ہے کہ ہر گاہ ہملوگ بعد چھوڑنے اس دنیا کی جوابدہ نیک و با۔ اپنی افعال کے
 ہیں تو البتہ کسی طرح جزا و سزا اپنی افعال نیک بد کی پاؤنیک پس اگر تعبیر اس عذاب
 و ثواب کی لفاظ آگ باغ وغیرہ سی نہ تو کیا طور امید وہی ہملوگوں کا ہو گا اور دیکھا جاتا ہے
 کہ خود قرآن شریف میں بذکر جنبت و ناک کی جا بجا لفظ مثل کی بسیاری آیات میں ہے چنانچہ
 اس جگہ پر دو آیتیں مفصلہ ذیل بتائیں اس بات کی نقل ہوتی ہیں۔

اسورۃ الرعد آیت ۴۴ مثل الجنة التي وعد المتقون تجري من
 تحتها الانهار داکلھا دائر وظلھا تاتک عقبی الذین اتقوا وعقبی الکافر الذین النار
 ترجمہ مثل اس جنت کے کہ جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں کو کیا گیا ہے کہ کہتی ہیں نچی سے
 انکی نہرین اور خوراک دساۓ انکا دامی ہے اور یہ عاقبت ہے ان لوگوں کی کہ جو پرہیزگاری
 کی ان لوگوں نے اور عاقبت کافروں کی آگ ہے۔ سورۃ محمد آیت ۴۱
 مثل الجنة التي وعد المتقون فيها انهار من ماء غير آسن
 وانهار من لبن لم يتغير طعمه وانهار من خمر لذة للشاربين
 ترجمہ مثل اس جنت کی کہ وعدہ دی گئی ہے پرہیزگار لوگ یہ ہے کہ ہیں اُسین نہرین آب
 غیر بوسیدہ سی اور نہرین دودہ سی ہیں کہ نمین متغیر ہوا ہو مزا اسکا اور نہرین شراب
 سے ہیں کہ جسمین لذت ہے پینی والون کو۔

اور واضح ہو کہ استعمال لفظ مثل کا وہی عام طور پر حسب محاورہ ہملوگوں کے قرآن میں

جایجا دیکھا جاتا ہو یہاں تک کہ آیت ان اللہ لا یستجی ان یضر بائدا ما بعوضہ فی
 کی واقع ہو یعنی کہ اللہ نہیں شرم کرتا کہ مثل مارنی سی پھر وغیرہ کی اور آیت مفسرہ
 بھی معنی مثل کے وہی معمولی معنی مثل کے ہیں۔ سورۃ العنکبوت آیت ۴
 مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت من سواہا

وان او من البیوت لبیت العنکبوت
 ترجمہ مثل ان لوگوں کی کہ جو بنالیا سوا ہی اللہ کے ولی اپنا مانتے مثل مکڑی کے ہو
 کہ جو بنالی ایک گھر اور تحقیق کہ کمزور ترین گھر و نکاہر آئینہ گھر مکڑی کا گھر ہو فقط
 اور توریت وغیرہ میں جو مذکور ہو کہ خدا کی آگئی نبی اسرائیل کے چلا اور بارہ ابرہین
 نیچی اوڑا اور اسی قسم سی بہت حالات نسبت خدا کی مثل بیان ہاتھ وغیرہ کے مذکور
 ہیں سو نسبت اسکی رامی علمای مفسرین توریت وغیرہ کے بہت درست معلوم ہوتی
 ہو کہ یہ سب بیان بنظر فہمائش ہلوگوں کے حسب ذات ہم سبہوں کی ہو اور ہمیں نظر
 مسلمانان انگریزی دان سی امید ہو کہ بلا خطہ بیانات و دوزخ و بہشت وغیرہ مندرجہ
 قرآن کی کچھ وحشت کرنے کی حاجت نہیں ہو غزل حافظ

| | |
|------------------------------------|---------------------------------------|
| امروز شاہ انجمن دلبران کی است | دلبران اگر ہزار بود دلبران کی است |
| من بہر آن کی دل و دین وادہ ام بباد | علیم کن کہ حاصل ہر دو جہان کی است |
| سودایان عالم نیدار را بگوے | سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان کی است |
| خلق زبان بدعوی عشقش کشادہ اند | ای من غلام آنکہ دلش بازبان کی است |
| حافظ بر آستانہ دولت نہادہ سر | دولت و دران سہر است کہ بارستان کی است |

فصل ۱۰ معراج باصطلاح صوفیہ

سورۃ نبی اسرائیل سبحان الذی اسری بعبہ لایلد من المسجد الحرام

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من ایاتنا انه هو السلیع البصیر
ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لگیا اپنی بندہ کو ایک بات میں مسجد حرام سی مسجد قمتی تک
کہ جو مبارک کیا ہمیں گردا گرد کو اُسکی تاد کملائیں ہم اُسکو اپنی نشانیاں تحقیق کہ وہ
المدینۃ والادینۃ والاب

تفسیر محی الدین عربی بقدر ضرورت مقام

سبحان الذی سرى انهم عن اللوح المادی والنقائص التشبیہیة
لسان حال التجرد والکمال فی مقام العبودیة الذی لا تصرف
فیہ اصلا لیلای فی ظلمت الغواشی البدنیة والعلاقات الطبیعیة
لان العروج والترقی لا یكون الا بواسطة البدن

ترجمہ پاک ہے وہ اللہ کہ جو لگیا یعنی پاک کیا اوسکو لو احق ماویہ او نقصان تشبیہ
ساتھ زبان حال تجرد و کمال کے مقام عبودیت میں کہ جسمین کچھ تصرف و تجویل نہیں
ہرگز ایک بات میں اسی بیچ تاریکی پر زدہ مادی بدنہ اور تعلقات طبیعہ کے اس واسطی
کہ عروج و ترقی نہیں ہوتی جو مگر بواسطہ بدن کے من المسجد الحرام
ای من مقام العلم المحمور عن ان یطوف به مشرک القوی البدنیة
ویرتکب فی فواحشها وخطایا ویخج عنوی القوی الحيوانیة من
البهیمیة والسبعیة والمنکشفیة سماءنا افراطها و
نفرطها یعوزها عن الناس الفضلیة
ترجمہ مسجد حرام سے یعنی مقام قلب سی کہ جو محروم ہو طواف کرنے سے شرک قوی
بدنی کا اور مرتکب ہو اُس میں فواحش اور خطایا کو اُس قوای بدنی کو او بہت کر
اُس دل سے کچھ قوای حیوانیہ بہیمیہ اور سبعیہ سی کہ جو منکشف ہیں بدیان فراط و نفرط

کی اسکی نسبت ہوئے اسکی لباس فضیلت سے ان المسجد الاقصی الذی هو
مقام الروح الا بعد من العالم الجسمانی بشہود تجلیات الذات
وسجات الوجہ تہ کو ماذکرنا ان تصحیح کل مقام لا یكون الا بعد الترقی الی منافوتہ
ترجمہ مسیحی قصی تک جو کہ ہ مقام روح کا ہے جو کہ دور تر ہے عالم جسمانی سے ساتھ شہود
تجلیات ذات اور عظمت ہامی وجہ اللہ اور یاد کرنے اس بات کے کہ جو پہنی ذکر کیا کہ تصحیح ہر
مقام کی نہیں ہوگی مگر بعد ترقی الی ما فوق کے فقط

غرض کہ حسب سیر نحی الدین عربی کی معنی معراج صرف نسبت ترقیات روحانی کے ہے
اور حضرت عائشہ سی روایت ہے کہ یہ معراج بخواب ہوا تھا اور معاویہ کی روایت ہے کہ یہ
معراج بخیال ہوا تھا غرض کہ درمیان حضرت عائشہ اور معاویہ کی نزدیک یکدگر ہونا انکی
خیالات کا ظاہر ہے ہر خیال کہ معاویہ بہائی حضرت ام حبیبہ ایک ستون حضرت عائشہ کا تھا پس
کیا خوب ہوتا کہ حضرت عائشہ کو بوجہ ہونی معاویہ کی برادر ام حبیبہ ایک ستون کے معاویہ کو ساتھ ہی ہی
عدوت ہوتی کہ جو ساتھ حضرت علیؓ ایک ماہ حضرت خدیجہ انکی ستون کے تھے اور ہماری راہی یہ ہے کہ
یہ معراج جو جسم بخواب یا بخیال ہو سو یہ ایک مسئلہ فروعات کا ہے اور کچھ زیادہ تحقیق و تفتیش
اس بات کی ضرور نہیں ہے کہ دما امر والا لیعبد واللہ مخلصین لہ الدین
اس بات پر شاہد و ناطق ہے کہ اصل مر و حکم الہی صرف اس قدر ہے کہ عبادت افتد کی کیجای
خالص کر کے دین کو واسطی اسکی یعنی بلا شرک کی پس نگرینی دان مسلمانان پر کچھ فرما کر
اس بات کی نہیں ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ بھی جو کہ فلسفہ پر ہی ہوئی بن فرمائش قبول کر لینے
معراج کی از روی جسم کی بھی کیجائے فقط

فصل ۱۱۱۱ شق ۱۱۱۱

سورۃ القمر پارہ ۲۶ اقربت الساعة وانشق القمر تیرج

قرب ہوئی قیامت اور بچھٹ گیا قمر۔ تفسیر مضامین دوی ان الکفار ساکوا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایۃ فانشق القمر وقیل معناه
 سکنشق القمر یوم القیمۃ ویوید الاول انه قمری وقد انشق
 القمر ای اقتربت الساعة وقد حصل من آیات اقترانها انشقاق القمر
 ترجمہ روایت ہو کہ کفار نے سوال کیا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نشانی کے سبب بچھٹ گیا
 چاند اور بعضوں نے کہا کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ قریب ہو کہ شق ہو جائیگا قمر بروز قیامت کے
 اور بتائید قول اول کے یہ بات ہو کہ قرأت میں آیا ہو وقد انشق القمر ای اقتربت الساعة
 یعنی تحقیق کہ بچھٹ گیا قمر ای قریب ہوئی قیامت اور تحقیق کہ حاصل ہوا علامات سی قریب
 ہونے قیامت کے بچھٹ جانا قمر کا فقط

غرض کہ شق قمر ایک اختلافی مسئلہ ہو کہ واقعی شق قمر باظہار معجزہ کے ہوا یا یہ کہ انشقاق
 قمر کا منجمد علامات قرب قیامت کی ہو اور چونکہ یہ معاملہ شق قمر کا بھی مسائل فروعات کے
 ہو اس واسطی زیادہ تفطیش اس مسئلہ میں بھی ضرور نہیں ہے

فصل ۱۲۱ شق صدر

سورة الانشراح النشراح لك صدرك ووضعت عنك ووزك الذي
 انقض ظلمك وفضلك فكرك ترجمہ آیات میں کہولا ہم نے تیری سسطی تیری سینہ کو تیری اور تار لیا
 ہم نے تجھے تیری بوجھ کو جس کی توڑا تھا تیری ٹیٹھ کو اور رفیع و بلند کیا ہم نے تیرے ذکر کو

تفسیر مضامین مع ترجمہ

النشراح لك صدرك لك آیات میں کہولا ہم نے تیری سسطی تیری سینہ کو تیری
 النشراح حتی وسع مناجاة الحق ودعوة الخلق وكان غائباً حاضراً
 آیات میں کہولا ہم نے اس سینہ کو یہاں تک کہ اس سینہ کو وسعت مناجات حق اور دعوت

خلق کر نیکی دی در حالیکہ تو خلق سے غائب تھا یعنی کہ لوگ تیری طرف کچھ متوجہ نہیں تھے
 اور تو خود ان لوگوں کی پاس حاضر تھا اور الو تفتحه بما اودعنا فیہ من الحکمہ وانزلنا عنہ
 ضیق الجھول او بما یستتر نالک تلقی الوحی بعد ما کان یسئع علیہ
 یا کہ انہیں کہو لا ہمینی اُس سینہ کو ساتھ اُس بات کی کہ دو معیت کی ہمینی اُس سینہ میں حکمت
 کی باتوں سی اور دو کیا ہمینی اس سینہ سے تنگی و ضیق جہالت کو یا ساتھ اُس بات کی کہ تنہی
 آسان کر دیا تاکہ قبول کرنے کو وحی کے بعد اس کی یہ قبول وحی کرنا تجھ پر شاق تھا و قیل
 انہ اشارۃ الی ما ردی ان جبرئیل اقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی صباہ او یوم المبتدئ فی سحر ج قلبہ فضلہ ثم سلا و ایمانا و علما
 لعلہ اشارۃ الی مخو ما سبق اور بعضوں نے کہا کہ یہ افشراح صدر کا ایک اشارہ
 طرف اُس روایت کے آئی جبرئیل حضرت رسول خدا کی پاس ایام طفولیت میں آنکی یا بروز متیاق
 معراج یا الست بریکہ کے اور نکالا آنکی دل کو پس دہویا اُس دل کو تب بھرا اسکو
 ایمان اور علم سی اور شاید کہ یہ قول ایک اشارہ ہی بطرف اُس بات کے جو گذرا بیان اسکا
 یعنی کہ دل کو وسعت قبول کرنے وحی کی دی گئی فقط

غرض کہ یہ مسئلہ شیعہ صبرا کا بھی بطور شیعہ قمر اور معراج جسمانی کے ایک مسئلہ اختلافی ہے اور
 ہر شخص کو تکلیف قبول کر لینی ان باتوں کی نہیں دیجا سکتی ہے اور واسطی ثبوت رسالت کے
 پیشین گوئیہای سابق و اخلاق ثبوت آپ کے کافی ہیں —

فصل ۱۱۱ اصل مسئلہ صوفیہ

بیان طریقہ صوفیہ کا ہم سے کیا ہو سکتا ہے کہ تصوف ایک بہت بڑا علم ہے اور اسمین باتیں
 بہت بہت نازک ہیں کہ درمیان کفر و اسلام کے صرف ایک فرقہ باریک رہتا ہے مگر
 تمام خلاصہ اس طریقہ کا یہ ہے کہ موضوع اس فن شریف کا صرف خدا شناسی ہے اور یہی

طریقہ کے لوگوں کی دیکھنی سے یہ قول صادق آتا ہے کہ مسلمان در کتاب و مسلمانان
در گور اور مشق توحید و یاد الہی کی اس قدر ہے کہ خود فراموشی یعنی اپنی ذات کا کچھ
خیال نہیں رہتا ہی بہت

| | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| قرب اور اوصال مے گویند | وصل اور محال مے گویند |
| تو دور و گرم شود وصال بین ست بس | خود مباحش اصلا کمال این ست بس |

مسئلہ وحدت وجود ان لوگوں کا بہت حق ہے مگر ہم عوام لوگ اگر وحدت شہود پر اکتفا
کر کے تابع دارمین اُس خدا کی رہیں تو ہم لوگوں کی واسطی اس قدر بہت غنیت ہے اور تمام
کمالات انسانی گویا اسی دو فقر و نمین مختصر ہیں اول حب الدنیا **داسکل**
خطیئۃ یعنی محبت دنیا کی اصل تمام خطیئات کی ہے کہ اگر محبت دنیا کی دل میں
مرتبہ ہو اور اُس عالم باقی سے غفلت آدمی تو پہر کیا بدی نہیں ہو سکتی ہے بہت
نفس ماہم کمتر از فرعون نیست لیک اور اعون مار اعون نیست
فقیر دوم ترک الدنیا **داسکل** حسنۃ یعنی چھوڑنا دنیا کا اصل کل حسنات
کی ہے کہ جب آدمی نے دنیا سی اپنی کو علیحدہ کر لیا تو پہر کیا بدی اُس سے ہو سکتی ہے اور
اور دنیا کی تعلقات میں سے غفلت زرو مال وزن فرزند کا ایسا قوی نہیں ہے کہ جیسا
تعلق اپنی خودی کا اور تعلق گمان علم و عقل وغیرہ کا ہے یعنی ترک دنیا کی معنی یہ ہیں کہ
انہی خیال کسی طرح کا باقی نہیں رہے اور کیا خوب ہے وہ فقرہ انجیل کا کہ ہم ٹھیک طحسی
کہتے ہیں کہ پیار کرو اپنی دشمنوں کو جیسا کہ پیار کرتے ہو اپنی کو اس واسطی کہ جب تم اپنی
دشمنوں کو مثل اہی کے پیار نہیں کرو گی تب تک کامل نہیں ہو گی کہ دو مستون کو تو جو آتا
بھی پیار کرتے ہیں پس کیا کمال ہوا اگر تم اپنی دو مستون کو پیار کیا فقط سو یہ درجہ
پیار کرنے کا دشمنوں کے بغیر کمال خود فراموشی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہی الغرض یہ

نیض عیسوی آخر کو ایک خاص طور پر حضرت علی علیہ السلام کو اور باقی دوازہ امام کو
 پہنچا اور انکی طفیل سے اولیاء اللہ ہی اس کا سہ شراب روحانی سے سیراب ہوئے
 حسب قول وَلِلّٰہِ اَرْضٌ مِّنْ کَاسِ الْکَرَامِ فَصِیْبٌ یَّعْنٰی کَرِیْمُوْنَ کی پیالہ سی زمین کو بھی
 کچھ حصہ آخرین شراب کا ملتا ہو۔ **بیت**

گر خوری جرعه ز ساعہ غم جام جمشید راز سب نے برہم

فصل ۱۴۱ مسلک شیعہ

الذّٰیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَہُ تَوٰ اٰمٰنٌ یَّعْنٰی دین و بادشاہت دونوں ہمزاد ہیں پس جس طرح کہ
 خلافت ثلاثہ اور خلافتہای بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ وغیرہ کے ہوتی گئی اور اتصال
 خاندان نبوت کا ہوتا گیا اور انواع حدیثیں بسبیل خوشامد و تعصب کے موضوع ہوئیں
 سو اصل مقتضا اس حکومتہای مخالفین علی و اولاد فاطمہ کا یہ تھا کہ سو اسی مذہب بہت
 تفصیل تشخیص معاویہ شاہی کے اس دین اسلام میں اور کوئی دوسرا مذہب نہیں تا
 اور اس اسلام میں مذہب قسم سنیدوں کا وینسا ہی ہو کہ جیسا کہ مذہب عیسائی ان میں مذہب
 رومن کا متحدہ ایک کا ہو مگر الحق یعلو ولا یعلیٰ یعنی حق غالب ہوتا ہو اور مغلوب نہیں
 ہوتا ہو سو اس وجہ سے اعتقاد افضلیت اہل بیت وائمہ دوازہ گانہ فی وجہ کسی
 سر نکالا ایک فرقہ متصوفین کا ہوا کہ جو سب کت تعلیمات و فیوضات باطنی کے اہل باطن
 لوگ اس عظمت و جلالت خاندان نبوی سے واقف ہوئی دوم فرقہ شیعوں کا کہ شیعہ لوگ
 بزور قوت علمی و راست بازی کی بطن خاندان نبوی کے ہو گئی اور یہ فرقہ شیعہ کا کوئی
 کوئی امر حادث و نو ایجاد نہیں ہو کہ حضرت سلمان فارسی و عمار ابن ابی ہاشم و ابوذر غفاری
 و حضرت ادریس قرنی و مقداد و ابن عباس وغیرہ اصحاب بطرف حضرت امیر علیہ السلام
 کے تھے اور حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام فی اس فرقہ کو بلفظ شیعہ

یعنی بلفظ ہماری شیعوں کی یا دفرمایا ہو اور علی بن المندر تابعی و ابوالصلت ہروی
 تابعی راویان حدیث کا شاہ عبدالحق صاحب نے اپنی شرح میں مشکوٰۃ المصابیح کے
 شیعہ ہونا قبول کیا ہے اور شک نہیں ہے کہ تبدای حال میں درمیان شیعہ و سنی کے
 کچھ تعصب نہیں تھا اور ایک دوسری کے پیچھے نماز پڑھتا تھا غرض کہ یہ فرقہ شیعہ کا اس
 دین اسلام میں ویسا ہی ہے جیسا کہ مذہب عیسائی میں پرالسنٹ نکلا ہے غرض
 تمام مذاہب شیعہ کی اور پر علم و راست بازی کے ہر حال حالات خلافت غیرہ کو معلوم
 کر کے بطرف اہل حق کے ہو گئی اور تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ میں جو کچھ جواب مطاعن غیرہ کا
 لکھا ہے سو کوئی جواب بقدر تسکین ایک شخص ثالث کے نہیں ہے اور اس فرقہ شیعہ کا
 اصل مرکز ملک فارس عراق عجم و عراق عرب وغیرہ ہے اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ امام لوگ
 اپنی اصل وطن مدینہ سی نکلمر کے انہیں ملکوئین شہر و مسموم ہوئی یا ہجر طبعی انتقال
 کیا چنانچہ مزارات شریف ان لوگوں کی نجف اشرف و کربلائی معلی و بغداد و سامرہ و شہرہ
 مقدس میں واقع ہوئی اور قوت از طرف سلطنت کے یہ ملی کہ اسمعیل صفوی وغیرہ
 بادشاہان فارس کے اس فرقہ کے ہوئے اور یہ ملک فارس جلاخت و تاراج سی قوم
 ترک کی محفوظ ہو گیا چنانچہ مورخان انگریزی اسی جدائی مذہب بادشاہ و رعایا
 فارس کو منشاء حفاظت فارس کا صدرہ اتراک و می سی جانتی ہیں اور چونکہ یہ مذہب
 شیعہ کا ایک نکلا ہوا مذہب ہے سو اسیدو علی کتابین شرائع الاسلام و استبصار وغیرہ
 مذہب شیعہ کی زمان تالیف میں شرح و قایہ و ہدایہ وغیرہ کتب سنیاں سی موخر ترین اور
 یہ مذہب شیعہ کا ہندوستان میں بقوت سلطنت کی نہیں پہونچا کہ لودی و غوری و غزنوی
 و تیموری وغیرہ تمام بادشاہان دہلی کے سنیاں تھے مگر بات یہ ہے کہ یہ مذہب شیعہ کا
 ہندوستان میں بذریعہ متوسلان دربار شاہی کے پہونچا اور عرب و شام و مصر و روم

وغیرہ ممالک مغربی میں وہی مذہب بنی کا جو کہ بقوت سلطنت ہای بنی اسیدہ وغیرہ کی
 جاری ہوا تھا سو اسی طرح یہ بت جو نیز وغورثانی کے قائم ہو گیا اور ایک خاصہ مذہب
 شیعہ کا یہ ہو کہ اس مذہب میں تمام تر تبعیت الفاظ ظاہری کی ہو یعنی مثلاً اگر حکم
 ظاہری بنسبت امتناع سماع و راکت زنگ کی پایا تو پہر کوئی فکر تاویل اس بات کی نہیں ہو
 کہ کسی طرح گناہ استنا حلال بنایا جائے مگر شیعوں کا اصحاب ثلثہ کو خارج از اسلام سمجھنا
 اور انکو برا بھلا کہنا ہماری نزدیک براہ تعصب کے معلوم ہوتا ہے چنانچہ چند شیعیاں
 عالم وغیرہ کو اس تبر او غیرہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے اور بتی تکلف ان اصحاب ثلثہ کو بادشاہ
 اسلام سے قبول کر لیتی ہیں اور ہم جہتی ہیں کہ یہ تعصب منافق و کافر سمجھنے کا بھی سہی
 وجہ سے ہو کہ اس فرقہ میں تاویل و نہایت اور اغماض و رلیح ظاہر جانب چپ راست کا
 کچھ نہیں ہے یعنی جو بی اعتبار الیہ ان اصحاب ثلثہ کی نسبت اہلبیت کے دیکھیں گے سو
 اسی طرح یہ یکساں کی حکم قطعی دشمنان اہلبیت ہونیکا لگا دیا اور بطرف احادیث منا
 صحابہ و دیگر حالات زہد و تقویٰ انکی رلیح ظاہر نہیں کیا حالانکہ احادیث مناقب
 ہونا بشان خلفای ثلثہ وغیرہم کے ضرور ہے سو اسطی کہ یہ بات سمجھ میں آتی ہو کہ اگر کچھ
 احادیث وعدہ جنت وغیرہ کی انکی شانیں نہیں ہوتی تو کس امید پر یہ سب فاقہ
 ان لوگوں کی تھی اور خود کوئی قول صحیح جناب حضرت امیر علیہ السلام کا دوبارہ سب
 طعن ان اصحاب کی دیکھا نہیں جاتا ہو اور یہ قول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا
 کہ ہکوا ابو بکر نے دوبارہ پیدا کیا صیح دلیل نبات کی ہو کہ اس نسل دوبارہ ہونے کو
 بسبیل خوشی خاطر و اہماج کی بیان کیا ہو اور حضرت امیر علیہ السلام کا یہ امر معاویہ کو
 لکھنا کہ ابو بکر و عمر سے تمھے اور عثمان اگر اچھا آدمی تھا تو ان کا ہوا دلفی نصیب
 و اگر برا آدمی تھا تو ان کا الفجار دلفی حمیدہ دلیل اس بات کی ہو کہ حضرت امیر علیہ السلام کو

ان اصحاب ثلاثہ سے کچھ زیادہ تر سیور نہیں تھا اور اس منصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسوا سے مقدار و سلمان فارسی وغیرہ چند اشخاص معدودہ کے باقی ہزار ان اصحاب ایک تہ محروم از احترام و اکرام و داخل منافق و کافر کے ہو گئی اور اسید واسطی سلسلہ حدیث کا نہایت یحییٰ کچھ درست طرح پر تا خود حضرت رسول کے کتر پہنچتا ہے کہ مکتہ ہای سلسلہ اکثر احادیث کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہے اور ایک نقصان عظیم مذہب یہ ہے کہ زہد و تقویٰ کی لوگ مثل جناب سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ وغیرہ کے بہت آدمی دیکھی جاتی ہیں مگر مذاق فقر و تعلیمات باطنی کا کچھ ذکر و مذکور نہایت یحییٰ میں نہیں ہے اور اسید واسطی سلسلہ فقر و تصوف کا خوب مرغوب معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اہلبیت دوازہ امام کے تمام گرویدہ ہیں اور اپنی کسب و ریاضت باطنی میں مصروف ہیں۔

فصل ۱۱ - اقسام سنیان

چونکہ بنیاد مذہب اہل سنت کی حدیثوں پر ہے اور حدیثوں کا حال یہ ہے کہ بہت احادیث بروایت مروان و معاویہ و عمر و ابن عاص بن عبد اللہ ابن عمر و حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہ ایسی لوگوں کی کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں کہ جو قطعاً حضرت علی و تمام اہل بیت و اولاد سیدہ فاطمہ سی علیہ و وفیق رہ کر کے بانی مبنی خلافت ثلاثہ و غیرہ کے ہوئی اسوا سطلی حد و احصاء فرقہ ہای سنیان کی بہت دشوار ہے اور ہم صرف بذکر چند فرقہ ہائی نامی سنیان کے اکتفا کرتے ہیں اول فرقہ سنیان تفضیل الشیخین معاویہ شاہی کا ہے کہ حضرات ابوبکر و عمر کو قطعاً اور حضرت عثمان کو ظناً حضرت علی سے افضل جانکر کے قول فضل البشر بعد النبی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی کا قائم کیا ہے اور فضیلت حضرت علی کی انکی خیال میں باعتبار ثمر و ثمن کے اخیر درجہ میں ہے اور چونکہ فضیلت اصحاب ثلاثہ کے بغیر تو نہیں و تنقیص شان علی کے نہیں ہو سکتی ہے اسوا سطلی طرح طر حسی

تسبیح میں اہتمام کیا گیا اور حدیث و حدیث ختم غدیر اور اَللّٰهُمَّ وَالْمَنْ لَا
 عَادَ مَنْ عَادَا اور آیت لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبَانِ
 اور دیگر احادیث و آیات حتمی پوشی واجب ہو گئی اور جب حضرت علی کی عزت کچھ
 باقی نہیں رہی تو صرف عداوت معاویہ اور اسکا اجرائی سب و لعن کا نسبت حضرت
 علی کے کوئی ایسا امر سنگین نہیں ہو کہ جسکے واسطے یہ سنیاں معاویہ سی برہم ہوں اور
 بہمن نظر صرف اوپر مسئلہ خطای اجتہادی کے اکتفا کیا گیا اور طرفہ تزیہ ہو کہ معاویہ
 ویزید ہی ایک حساب سی داخل خلفای دوازده گانہ کے ہو کر کے یہ سلسلہ خلافت
 دوازده گانہ کا ولید ابن عبد الملک مروانی تک پہنچایا جاتا ہو اور اس حساب سے
 سلسلہ دوازده امام کا بھی خورد برد ہو گیا اور اگرچہ ظاہر خلافت حضرت ابوبکر
 کی اجماع پر قائم کی جاتی ہو مگر حدیثوں سی اصل باہتمام اس بات کا بھی ہو کہ جس سے
 خلافت حضرت ابوبکر کی از روی نصل حدیث قرآن کے ہی ثابت ہو جای غرض
 یہ فرقہ تابع قول ذیل کا ہو۔ ہر کہ شمشیر زندہ سکھ بنا مشن خوانند۔ یعنی جس طرح
 ترتیب حکومت ظاہری کی ہوتی گئی سو اسی ترتیب سی یہ سب حکام بزرگوار ان
 و پیشوا ان اس فرقہ سنی کے ہیں اور کمال یہ ہو کہ معنی مولیٰ و آل و عترت و آل عبا و
 اہلبیت وغیرہ کی اس طرح بنائی گئی کہ جس سے کچھ خصوصیت مزید بختن پاک دوازده امام
 باقی نہیں رہی غرض کہ یہ لوگ بی شبہ داخل خوارج و نو اصب و دشمنان دوازده امام
 کے ہیں۔ دوم فرقہ وہابیان آئین بالچہ و رفع یدین وغیرہ کا ہو کہ عوام لوگ شل سطرخی بات
 وغیرہ کی اسمین یادہ تردیکسی جاتی ہیں اور پیر پوچھنے کی نگاہ میں کچھ زیادہ تر وزن نہیں
 رکھتی ہیں اور ہر بات میں شرک کفر انکی منہ میں رکھا ہوا ہو مگر چونکہ یہ فرقہ قرآن و حدیث
 کی طرف متوجہ ہو سو اس وجہ سی ہکوا امید ہوتی ہو کہ رفتہ رفتہ قرآن و حدیث و سیر

و تواریخ دیکھتی دیکھتی یہ فرقہ قائل عظمت و جلالت خاندان نبوی کا ہو جای یعنی اس
 فرقہ کا راہ راست پر آنا بمقابلہ فرقہ اول کے کچھ سہل تر معلوم ہوتا ہے اور اسی واسطے
 اس فرقہ سے ہلکے کچھ تکرار و بحث نہیں ہو سہوم ایک فرقہ سنیوں کا ہے کہ جو فرقہ اول سے
 نکلا ہے اور یہ لوگ وہ ہیں کہ جو اوپر اصل اصول سنیان معاویہ شاہی کے بوجہ استعلاء
 علمی انصاف طبعی کے قائم و ثابت نہیں ہیں اور اس قسم کی لوگ بہت مختلف طبقات
 کی اور مختلف اقوال کے ہیں ایک یہ کہ قاعدہ تفضیل شیخین کا اگرچہ درست ہو مگر
 تفضیل شیخین کی من کل الوجوہ نہیں ہے کہ چند امروں میں حضرت علی افضل ہیں دوم
 یہ کہ افضل و مفضول قرار دینا کچھ ضرور نہیں ہے۔ حسب شعر نظامی
 گہر خریار اندو گوہر چہار فردشندہ را با فضول چہ کار
 سوم یہ کہ معاویہ پر کف اللسان چاہی یعنی براہلکچہ مت کہو چہارم یہ کہ سلسلہ
 دوازہ امام کا بھی درست ہے اور اسی طرح پر بہت لوگ انواع خیالات کی دیکھی
 اور یہ لوگ مختلف خیالات کی اکثر اہل تمیز لوگ و کچھ لیاقت دار بھی ہیں چہارم ایک
 عقیدہ تفضیلیہ اتر حروف کا ہے کہ حضرت علی از روی حدیث غدیر خم کے اسی
 طرح مولیٰ خلفائی ثلاثہ کے ہیں کہ جس طرح پر خود حضرت رسول مولیٰ خلفائی ثلاثہ کے
 ہیں اور خلفائی ثلاثہ کو کچھ مقابلہ و نسبت سے حضرت علی کی نہیں ہے اور یہ کہ درحقیقت خلیفہ
 بلا فصل اور اصل جانشین اور وصی برحق حضرت رسول کے حضرت علی ہیں اور
 خلافت ثلاثہ جو برخلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو اس بات کی طرف کچھ التفات
 کرنا ضرور نہیں ہے کہ خود حضرت علی نے طوعاً و کرہاً قبول کر لیا اور انکی صحیحے نماز پڑھا کئی
 اور ان تینوں خلفائے نوین مشورہ دیا کئی اور فضل قضایا کرتے رہی الغرض مسئلہ
 کف اللسان کا جو پسیدہ معاویہ کے بڑی حکمت سے قائم کیا ہے کہ اگر معاویہ پر

زبان بند ہو تو آئندہ خلفای ثلاثہ تک کو فی خراش تراش نہیں پہنچی گی اور اس
 حکمت سی معاویہ ایک چور پر اسنیوں کا قائم ہوا ہر سو ہم یہ بات سمجھتے ہیں کہ یہ
 مسئلہ کف اللسان نسبت معاویہ کا دراصل نسبت خلفای ثلاثہ کے قابل استعمال
 کرنے کے ہر اور ہم دیکھتی ہیں کہ فی الواقع حضرت علی نمونہ حضرت مسیح کو درحقیقت
 کچھ قابلیت خلافت ظاہری کی اور اصلاً پابندی مصالح ملک واری کے نہیں تھی
 جیسا کہ زمان خلافت حضرت عثمان کے جس طرح کہ عمالان جفا پیشہ بنی امیہ کی تمام
 ملک میں بھڑگئی تھے سو حضرت علی نے ایک بارگی حکم معزولی ان عمال کا جاری کرنا چاہا
 اور کہا کہ ہم اسطی ایک ساعت کی بھی ان عمالان جفا پیشہ کو بجال نہیں کہہ سکتی ہیں
 پس کامر ظاہر کہ صرف بوجہ خوف خدا کی تحمل جفا پیشہ لوگوں کا نہیں ہو سکا غرض کہ تمام
 معاملہ حضرت علی کا صرف بقاعدہ الحب لله والبغض لله کے تھا اور زمانہ ساز
 سنی نیک کچھ علاقہ نہیں تھا غرض کہ خلافت ثلاثہ جس طرح قائم ہوئی سو اس بات میں بڑ
 حکمت الہی تھی کہ اس ذریعہ سی سلام خوب پھیلا اور یہ بات بھی قابل لحاظ کی ہر کہ قوت
 ان خلفای ثلاثہ کے کوئی بند و بست جانشینی انکی پسراں کا نہیں ہوا اور ان خلفای
 ثلاثہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ کچھ ادب بھی تھا کہ حضرت ابوبکر کا یہ قول ہر کہ النظر لے
 وجہ علی لمحبتہ عبادۃ ہر یعنی کہ محبت سی نظر کرنا بطرف چہرہ علی کے ایک عبادت ہو
 اور نسبت حضرت عمر کے یہ روایت ہر کہ کان عمر یتغوز بالله من زمان لیس فیہ
 علی یعنی عمر نیاہ مانگتی تھے ایسے زمانہ نہی کہ حسین علی نہوں اور یہ بھی ایک قول عمر کا ہر
 هو مؤکلائی و مؤئی کل مؤمن یعنی وہ علی مولی میری ہیں اور مولی کل مؤمن کے
 غرض کہ یہ مسئلہ کف اللسان کا یہ نسبت اصحاب ثلاثہ کے جاہلی نسبت معاویہ کے
 کہ جو حضرت علی پر بر سر منبر لعنت کرتا ہوا مر گیا پس ہم اسکو کیونکر جوڑ سکیں گی اور ہم مسئلہ

خطای جہادی کو بھی صرف نسبت اصحابِ ثلاثہ کے جاری کر سکتی ہیں کہ غالباً یہ غلط
یعنی برخلاف وصیتِ خم غدیر کے برادر نیک نیتی اجرائی دین اسلام کے ہوگی اور فیصل
حضرت علی کا خیال یہ ہوگا اگر کسی شخص کو تفضیلیہ کہا جائے تو یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ شخص
حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہو نہ یہ کہ شخص کی تفضیل کا قائل ہو اور ہر چند خطابِ امیرِ مسلمین کا
ایک ایجاد حضرت عمر کی ہو مگر جب حضرت امیرِ باجانب امیر کہیں تو حضرت علی سمجھ جاتی ہیں
اور جب کہیں کہ فلاں شخص مناقب پڑھتا ہے تو یہی بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ شخص مناقب
حضرت امیر کے پڑھتا ہے اور وجہ اس طلاق عام اور مراد شخص خاص کی بموجب اُس
قاعدہ کے ہے کہ جب عام بولا جائے تو فرد کامل مراد لیا جائے

فصل ۱۱۱ عدم جوازِ سب و لعن بر صحابہ

سب و لعن صحابہ کا ایک مسئلہ مذہبِ شیعہ کا ہے کہ اُسکی جوابدہی بذمہ خود ان
کو گونئی ہے اور ایک عالمِ شیعہ نے ایک تحریرِ چار ورقِ رو و پشت کی بذکرِ انواعِ روایات
کی ہماری پاس بھیجی ہے کہ جس میں وہ عالمِ شیعہ سب و تبرا کرنے کو ناجائز قرار دیتی
ہیں مگر چونکہ یہ کتاب حدِ تحقیق صرف باثباتِ افضلیتِ عام تمام دوازده امام کی ہے
اور شیعہوں میں کچھ بحث نہیں ہے اس واسطیٰ کچھ ضرورتِ نقل روایاتِ عدم جوازِ
تبراکہ کی اس کتاب میں معلوم نہیں ہوئی اور شیعہوں کی خدمت میں ہم صرف یہ بات
کہہ سکتے ہیں کہ البتہ حرب با علی حرب با پیغمبرِ خدا ہے سو خلفایِ ثلاثہ نے کچھ حرب با تھے
حضرت علی کے نہیں کیا اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ نے اپنی مخالفت سے آخر کو
توبہ کی پس اگر آپ کو شوقِ تبرا اور لعن کہنی کا ہو تو واسطیٰ اس میں صرف کے معاویہ حاضر
ہو کہ شخص ساتھ حضرت علی کے خوب لڑا اور لعنت کرتا ہوا مر گیا اور اگر مجاہدِ عثمانی
الطبیعت لعنت باؤں کا جائی تو ہم خود شریکِ سبابت کی ہیں کہ البتہ جو شخص دشمن

اہلبیت کا ہو تو وہ شخص عند اللہ بالضرور مستحق لعنت کا ہے
فصل ۱۰۰ کی کیفیت استعمال لقب امام

ایک معنی سی امامت بطور نبوت کے ایک خاص عہدہ ہے کہ جس میں جیسی لقب امام کا
 درحقیقت مخصوص دوازده امام کا ہے ان اگر امام صرف بمعنی پیشوا کے لیا جائے
 تو وہ دوسری بات ہے جیسا کہ تسمیع کے دانوں میں سی ایک دانہ کو سہری پر کے
 اور ہر نماز کے پیش نماز کو بھی امام کہتی ہیں اور آیت ۳۰ سورۃ الانعام
 یومئذ عوکل اناس بامامہم سے یعنی خداوند تعالیٰ کہتا ہے کہ جس دن کہ ہم
 بلاؤنگی ہر آدمی کو ساتھ پیشوا یعنی سردار اسکی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس آیت میں
 معنی امام کے صرف پیشوا کی ہیں اور کچھ تخصیص نیک بد ہونے امام کی بھی نہیں ہے
 پس اہلسنت میں جو کہ استعمال لقب امام کا اور پر امام عظیم ابو حنیفہ کوفی و امام شافعی
 و امام احمد حنبل و امام مالک و امام محمد غزالی وغیرہ کے ایک ارز بازار ہے سو استعمال
 میں اس لقب امام بمعنی پیشوا کی بہ نسبت ان لوگوں کی کچھ جاتی تعرض نہیں ہے مگر
 کمال ادب یہ تھا کہ نسبت ان مجتہدان اور علمای اہلسنت کی صرف اوپر لقب مجتہد کو
 اکتفا کیا جاتا کہ یہ لوگ درحقیقت صرف بطور علمای مجتہد کے ہیں اور مجتہد کا حال
 یہ ہے کہ المجتہد قد یخطئ قد یشیب یعنی مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی بوسر ثواب
 ہوتا ہے اور لقب امام کا یہ نسبت دوازده امام کے ایک دوسری بات ہے کہ اسکی
 مخالفت داخل بغاوت ہے

فصل ۱۰۱ انصب امام

اصول خمسہ مذہب شیعہ کی پانچ چیزیں ہیں یعنی توحید و عدالت و نبوت و امامت
 و معاد اور ملا عبد الرزاق بن علی بن حسین لاجبی نے باب سوم مقالہ سوم میں اپنی

کتاب گوہر مراد کی بحث امامت کی خوب لکھی ہو اور ائمہین جو کچھ راسی صا شرح المقاصد
 کی لکھی ہو کہ ہر کہ متصدی امامت بقہر و غلبہ شود بدرون بیعت اگر چہ فاسق باشد علی الاظہر
 منعقد شود و خلافت برای اوسویہ امامت اُس شرح المقاصد کی عبارت خلافت
 سی ہوگی کہ معاویہ و یزید اور تمام بنی امیہ و مروانیہ و عباسیہ بھی بی تکلف خلیفہ بنی اور
 اجتناب بلقب خلفای مروانیہ و غیرہ کی بولیجاتی ہیں مگر ہماری امامت ائمہ اثنا عشر کی ایک
 دوسری چیز ہے کہ یہ لوگ بعد حضرت رسول خدا کی کمی بعد دیگر امام ہوتی آئی اور یہ سلسلہ
 امامت کا تازمان امام صاحب العصر محمدی علیہ السلام کے قائم و حال ہونگا اور بحث خاص
 افسل کتاب حد تحقیق کی یہ ہو کہ ایان نصب امام کا خدا تعالیٰ پر واجب ہو یا نہیں اور شیعہ
 لوگ نصب امام کا خود خداوند تعالیٰ پر واجب قرار دیتی ہیں باین دلیل کہ لطف اوس
 خدا پر واجب ہو اور نصب امام کا ایک لطف ہو مگر ہم سمجھتی ہیں کہ غایت و غرض نصب امام
 کی یہ ہو کہ لوگ ہدایت پاویں سو خدا پر نصب کرنا خود نبی کا بھی واجب نہیں ہے
 اور خلق کرنا دنیا کا بھی کچھ اُس پر واجب نہیں تھا یعنی ذات اُس خدا کی کسی طرح سے

اور کسی بات میں مجبور نہیں ہو بہت

برہی ذاتش از تہمت ضد و جنس غنی ملکش از طاعت جن و انس

فصل ۱۵ عصمت ائمہ اثنا عشر

شیعہ لوگ ائمہ اثنا عشر کو معصوم قرار دیتی ہیں اور سنی لوگ محفوظ مانتی ہیں سو اصل
 بات یہ ہو کہ عصمت من حیث الذات کسی فرد بشر کو انبیاء کا نہیں ہو مگر ہر گاہ فریقین سنی
 و شیعہ کے اس بات کی قائل ہیں کہ یہ ائمہ اثنا عشر گناہان صغیرہ و کبیرہ پاک ہیں اور بی شبہ
 پاک تھی تو انکی معصوم کہنی میں ہلکوا کیا عذر ہو سکتا ہو اور ائمہ اثنا عشر کو بلقب ائمہ
 شیعہ میں علیہم السلام کی یاد کرنا ایک عمل عبادت کا واسطی ہم لوگوں کے ہے

فصل ۲۱ فقہ

تقیہ کی معنی بچانے کے ہیں سو اس بات میں کچھ شک نہیں ہو کہ ہمیشہ احتیاط سی بات کرنی اور خصوصاً وقت خطر کے عقلاً بالضرور جائز ہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ فی اپنی جور و سارہ کو بوقت خوف جور و چھین لئے جانیکے ہن کہا کہ جو سائرہ حقیقت میں دختر آفریدہ ابراہیمؑ کی دوسری مطہن سے تھیں اور اس وقت میں سوتیلی بہن سے نکاح جائز تھا اگر ایسا تقیہ کیجھو مقبول نہیں ہو سکتا کہ حضرت علیؑ خلفای ثلاثہ کو منافق اور کافر سمجھتی تھے اور انکی پیچی نمازیج وقتی ابتدای سنہ ہجری زمان انتقال حضرت نبیؐ نماز زمان خلافت پانی سنہ ہجری کے پچیس برس تک پڑھا کئی اور تمام عبادت فریضہ اپنی بطور باطل کے ادا کی اور اگر اقسیم کا تقیہ جائز ہوتا تو حضرت امام حسینؑ کہ بلا کو بیعت یزید پر کر لینی براہ تقیہ کے کیا دشوار تھی اور اصل بات اسقدر ہو کہ خلافت ظاہری بلا فصل جو حضرت ابو بکرؓ پر خلاف وصیت غدیر خم کے قائم ہوئی سو یہ امر فی الحقیقت حضرت علیؑ کے برخلاف مزاج کے تھا اور یہ ناراضگی بجا بھی تھی اور صرف عام صحابہ کو خلاف اپنی دیکھکر کے خلافت نامی ثلاثہ کو بوجہ نہیں ہونے اخوان و انصار کے قبول کر لیا اور پھر ان تینوں خلافتوں میں مشورہ کار رہی اور خلل انداز کو برخلاف مصلحت دینی کے سمجھاتا انیکہ حبیبوسفیان فی بروز قائم ہونے خلافت ابو بکرؓ کے کہا کہ اگر ہو تو ہم تمہاری حمایت میں وادی عرب کو سواران و پیادہ سے بھر دیں تو اپنے اسکی جواب میں فرمایا کہ تم ایام جاہلیت میں فتنہ انگیزی کرتے تھے اور اب اسلام میں فتنہ انگیزی کیا چاہتی ہو سنو ہم ابو بکرؓ کو لائق اس خلافت کی جانتے ہیں اور ہر ایک معزز شیعہ سی ملاقات ہو کہ جو تقیہ کو باصرار تمام نہا جائز قرار دیتی تھے اور اصل یہ ہو کہ امر خلافت کا برخلاف وصیت خم غدیر کے ہونا اپنی شہادت ہو کر

و حقیقت کچھ ضرورت ایجا دمسئلہ تقیہ کی شیعوں کو نہیں ہرمان اگر رشوق سب ولعن کرنے خلفائی ثلاثہ کا ہو تو وہ دوسری بات ہے کہ جب تک تمام افعال و اقوال حضرت علی نسبت تعریف خیرین غیرہ کے محمول بر تقیہ یعنی دروغ و مکر و فریب کے قرار نہیں پائیں تو اس وقت تک منع سب ولعن کر نیکیا نسبت خلفائی ثلاثہ کے نہیں مل سکتا ہے اور چند دوستان شیعہ فی ہماری یہ بات کہی کہ اصل طبیعت ہماری مناسب تقیہ کی نہیں ہے اسوطلی ہم اس مسئلہ تقیہ کو نہیں سمجھ سکتی ہیں اور فی الواقع شاید اس بات کو بھی دخل ہو کہ تقیہ کسی بات میں دراصل موافق طبع ہمارے نہیں ہے

فصل ۱۲۱ متعہ

متعہ عبارت ہے ایک نکاح موقت و مبیعادی سی کہ جو ایک آدمی و اسطی چند روز یا کسی قدر معین زمانہ کے کسی عورت سی نکاح کرے اور واسطی فسخ اس نکاح کے کچھ حاجت طلاق دینی کی نہیں ہے کہ بجز انقضای اُس مدت معینہ کے وہ نکاح خود بخود باطل ہو جاتا ہے اور البتہ یہ ایک کاسٹیکٹ یعنی معاہدہ اُس قسم کا ہے کہ اس میں کوئی تمناع عقلی نہیں ہے اسوطلی کہ جب ایک مرد بائق اور عورت بالغہ فی برضا مندی باخود ہا صرف ایک مبیعاد معین کیواسطی حسب حاجت وقت اور شہوت رانی اپنی ایک خاص طرح کا معاہدہ کر لیا تو اس میں کسی دوسری شخص کا کیا بگڑتا ہے اور اگر کہا جائی کہ اس جواز متعہ سی ایک عورت بار بار متعہ کر کے سوچا اس آدمی کے پاس جاسکتی ہے تو جواب اس غدر کا صرف اس قدر پس ہے کہ یہ احتمال نکاح دائمی میں بھی بصورت طلاق بار بار از طرف مختلف شوہران کے موجود ہے و غرض یہ نسبت عدم جواز متعہ کے کوئی امتناع پیش نہیں ہو سکتی ہے مگر از روی فن اخلاق تمدن کے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اصل معنی نکاح کو غور کرنا چاہی کہ ایک جوڑا ہونا زن و مرد کا کیا چیز ہے سو حال سکا یہ ہے کہ آدمی

زمین پر نائب خدا کا پیدا کیا گیا یعنی آدمی کو ہر قسم کا اختیار تصرف زمین پر دیا گیا و
 حسب آیت جعلنا النہار معاشا کی دن اس واسطے بنایا گیا کہ دن کو کسب معاش
 کر کے خجستہ و ماندہ ہو جائے تو رات کو حسب آیت وجعلنا نومکم نسا تاکہ آرام کرے
 اور ضرورت ایک گھر بنانی کی ہوئی کہ جہاں اُسکی آرام کی جگہ ہو اور اُس گھر میں ایک
 آدمی محافظ مال و اسباب کا چاہیے اور خواہش بقای نوعی کی بھی از روی حکمت
 الہی کے دیکھی کہ حیرت انگیز بعد از اُنکی اولاد اُسکی اور آئندہ ہمیشہ کو اولاد اور اولاد اُسکی
 جاری رہی اور کہ محافظ مال اسباب کا ایسا ہو کہ جو مال و اسباب کو اپنی شوہر کے
 عین اپنا مال جانی اور حفاظت اولاد کی کرے غرض کہ یہ جو روہ و ہونا ضرور ہو کہ دن
 محنت مزدوری کر کے آدمی اپنی گھر میں آوی اور کھانا پکانا پکایا کر کے بخوئی تمام آرام
 کرے چنانچہ یہ مسئلہ کتاب خالق ماضی و اخلاق جلالی وغیرہ میں بصرحت تمام
 مذکور ہو پس مصلحت یہ کہ جو رو کر ناجائز ہو اور سو وہ مصلحت اس متعہ یعنی نکاح میعاد
 میں حاصل نہیں ہو کہ جب عورت و مرد نے سمجھا کہ یہ تعلق زن و شوہر کا صرف واسطو
 ایک ماں معین کے ہو تو وہ کوئی مصلحت خانہ داری کی انجام نہیں پاسکتی ہو غرض کہ
 یہ متعہ تا مگر خلاف اصل مصالح نکاح دائمی کے ہو اور کسب دین بازاری سے جو معاہدہ کہ
 رات بھر کا ہوتا ہو یا جو کہ ہڈیاں سوچ پاس و پیہ کی در ماہ پر نوکر ہوتی ہیں تو اس قسم
 معاہدہ میں اور معاہدہ متعہ میں کچھ توڑا ہی فرق ہو گا کہ متعہ میں بھی کچھ حاجت گواہ
 رکھنی کی نہیں ہو غرض کہ متعہ بی شہ خلاف تہذیب الاخلاق کی ہو اور شیعہ لوگ ہر چند
 متعہ کو جائز قرار دیتی ہیں مگر رواج متعہ کا شیعوں میں بہت کم ہو کلاسیطی رواج عام
 صرف اصل نکاح دائمی کا ہو اور علمای شیعہ کے جو متعہ کو جائز قرار دیتی ہیں سو اصل
 وجہ اُسکی یہ ہو کہ یہ لوگ تا مگر تابع قرآن و حدیث کے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ تاویل نہیں

لرتے ہیں اور کیا شک ہو کہ بضرورت سفر جہاد کے قرآن شریف میں جو اجازت
 متعہ کی ہوئی سو کوئی آیت ناسخ اسکی قرآن میں نہیں ہو اور صرف حکم حضرت عمر کے
 یہ متعہ حرام کیا گیا تو قول حضرت عمر کا کسی طرح ناسخ آیت جواز متعہ کا نہیں قرار
 پاسکتا ہو بلکہ ہم سمجھتی ہیں کہ یہ جواز متعہ کا کوئی حکم نعل و جوبی کا نہیں تھا بلکہ صرف
 ایک قسم کی رخصت تھی اور جب فتوحات اسلام کے وسعت پذیر ہوئی تو حضرت
 عمر کا منع کہ نا اس رخصت کا بنظر نہیں باقی رہی اُس ضرورت کا کچھ بجا نہیں ہو کہ
 متعہ درحقیقت ایک طور زندگی بازی کا ہو اور کتب سنیہ و شیخوہ آیات متعہ کرنے
 اماموں کی ہیں سو سبب نہوئے اُن روایات کے کتب سنیان میں قابل استدلال بقا
 سنیوں کی نہیں ہیں اور اُن روایات شیعہ میں صرف جواز متعہ کا منقول نہیں ہو
 بلکہ ترتیب بہت بہت ثوابوں کا بھی بہ نسبت کرنے متعہ کی مذکور ہو کہ اس وجہ سے
 خصوصاً در روایات از قسم احادیث موضوع کے معلوم ہوتے ہیں اسواسطی کہ
 متعہ کو جو اختلاف تہذیب مصالح خانہ داری کی ہو کیا ترجیح اوپر اصل نکاح دایمی کے
 ہو کہ متعہ کہ نہیں اصل نکاح دایمی سے بھی ترصد ثوابوں کا زیادہ تر ہو اور جب یہ متعہ
 حضرت عمر کے وقت میں منع کیا گیا اور اسکی بعد بارہ برس زمانہ خلافت حضرت
 عثمان کا رہا اور حضرت علی کی خلافت چار پانچ برس کی نہایت مختل طور پر رہی اور بعد
 اسکی زمانہ خلافت معاویہ وغیرہ بنی آسیہ و مروانیہ و عباسیہ کا صد ہا سال تک رہا
 اور اُن حکام نے اس حکم عدم جواز متعہ سی خلاف ورزی نہیں کی تو عین قرینہ
 اس بات کا ہو کہ سوچا سن برس میں اصل مسئلہ جواز متعہ کا لوگوں کی خیال سے سہو محو
 ہو گیا ہو گا اور بصورت جواز نکاح تا چار عورت بیک مان اور جواز طلاق کے کیا ضرورت
 توجہ بظرف مسئلہ جواز متعہ کے تھی کہ امام لوگوں نے متعہ برخلاف حکم عام حکام وقت کے

کیا ہو اور ایک لقب جب حضرت امام دوم امام حسن علیہ السلام کا مطلق یعنی نہایت کثرت سی طلاق دہندہ ہو تو عین قرینہ اس بات کا ہو کہ یہ امام صرف نکاح کرتے تھے اس واسطی کہ متعین حاجت طلاق دینی کے نہیں ہو اور جب حسب اصول شیعہ کے خلفای ثلاثہ منافق و کافر تھے اور حضرت علی علیہ السلام انکی پیچھے نماز براہ تقیہ کے پڑھا کرتے تھے تو کیا مقام اس بات کا ہو کہ حضرت علی و دیگر اماموں نے برخلاف حکم حکام وقت کی متعہ کیا ہو اور اگر ایسا کیا تو مسئلہ تقیہ کا تمام تر رخصت ہو اور بروایت صحیح ترمذی کے روایت متعہ کی جو کچھ نسبت عبد اللہ ابن عمر کے جامع عباسی میں مذکور ہو سو اس روایت پر کچھ دلجمعی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطی کہ مجروح ماریجانی حضرت عمر کے یہ صاحبزادہ حضرت عمر کے معاویہ کے پاس بخوف قصاص خون ہرمیزان کے چلے گئے اور شام میں کچھ رواج متعہ کا نہیں تھا پس اس عبد اللہ ابن عمر کو فرصت اس خلاف ازکر حکم بدر کی کب ملی کہ تھوڑی سی خبر صدیقین مانہ اسکا جنگ صفین میں طلی ہو گیا اور علاوہ اسکی جنگ کربلا و جنگ جمل و جنگ صفین وغیرہ میں شامل رہنا کسی زن ممنوعہ کا پایا نہیں جاتا ہو اور نسبت امہ و اولاد انکی نشان انکی مادران کا بقیدہ فلان لوندا ام ولد کے پایا جاتا ہو مگر کسی اولاد کا پتہ و نشان مذکور ہونے مادران انکی از قسم زنان ممنوعہ کی ظاہر نہیں ہوتا ہو اور کسی شخص شریف وضع کو نہیں دیکھا گیا کہ اسکو اپنی ماں کی زن ممنوعہ ہونیکا اقرار ہو پس جہان تک ہو سکی انسداد اس متعہ کا ایک فعل متشابہ نہا کا کیا جاتا ہو پھر اور صرف حضرت عمر کے خلاف پر کچھ اصرار نسبت جواز متعہ کے ضرور نہیں ہو۔

اور ترجمہ انگریزی لفظ متعہ کا جو بلفظ تہم پورری میرج یعنی شادی چند روزہ کی ہے سو ہم اس بات کو کیا بیان کر سکتی ہیں کہ اس لفظ انگریزی کے پڑھنے سے کس قدر غم معلوم ہوتی ہو کہ کسی قوم میں تمام عالم کے یہ نکاح چند روزہ کچھ وجود نہیں رکھتا ہو۔

اس قسم کے مسئلہ شہوت پرستی سے ایک گونہ اصل اسلام پر دھبہ لگتا ہو اور غیر لوگوں کو
 خوب میدان طعن کا ملتا ہو کہ علاوہ تعدد ازواج اور لونڈیوں کے ایک نکاح ٹھیکہ
 رات دو رات کا بھی اسلام میں جائز ہو اور لاسہ و تبت میں جو رواج اس بات کا ہے
 کہ ایک بڑا بھائی بیاد کرے اور اسکی چھوٹے بھائی لوگ جس جس طرح کچھ جان بھرتی
 سو اس کی بھائی کی جو روپر کتفا کریں اور تقسیم راتوں کی بحساب عدد ان برادران
 کی ہوتی جائی سو یہ رسم اس ملک تبت و لاسہ والوں کی نظر میں نازیبا نہیں معلوم ہوتی
 ہوگی مگر غیروں کی نظر میں تمام تر خلاف تہذیب ہے بلکہ اس رسم سے جو فساد و آرمی
 ہونا اہل تبت و لاسہ کا ظاہر ہوتا ہے سو خلاف اسکی اگر متعہ جائز ہو تو اہل اسلام کا
 حرمین بی قید ہونا ثابت ہوتا ہے اور جب بطرحہ کہ تعلیم انگریزی کی اس ملک ہندوستان
 بڑھتی جاتی ہے سو اسی روسی ہلکوا سید ہوتی ہے کہ متعہ کو کون پوچھی کہ ایک جو روسی
 زیادہ رواج دو تین چار جو رو کرنے کا بھی اس ملک ہندسی تھوڑی عرصہ میں معنی
 سوچا پس برس میں خلاف تہذیب و خلاف مصالح خانگی کے متصور ہو کر کے سہو محو
 ہو جائیگا کہ بیشتر خرابی مسلمانان ہند کی بوجہ فساد خانگی تعدد ازواج اور اولاد
 مختلف الاقسام ہونے کی ہے کہ ایک مرد اور ایک جو رو کا ہونا دراصل بموجب آیت
 خلقناکم انفرادا کے ایک مرتبہ ہی ہے اور جب قرآن میں ہے کہ فان خفلوا تعدلوا
 فواحد لا یعنی اگر تم کو خفت ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو ایک جو رو کرو اور نظاہر ہے کہ
 عدل کرنا ایک سہل کام نہیں ہے پس قرآن شریف سے بھی نصحت چار جو روان کہ نیکو عموماً
 نہیں ہے بلکہ ساتھ ایک ایسی شرط سخت عدل کی ہے کہ جسکی تعمیل بہت مشکل ہے اور دیکھتا ہے کہ
 کہ بنظر مصالح خانہ داری وغیرہ کے بہت مسلمان لوگ صرف اوپر ایک جو رو کے اکتفا
 کئی ہوئے ہیں اور ایسی لوگ بہت کم ہونگے کہ جو تجربہ دو جو رو کا حاصل کر کے

تیسری دچوتھی جو رنگ پہنچیں

فصل ۲۲ الواطت باز و حب

سورۃ البقرہ آیت ۲۲۳۔ لَسَاءَ كُمْ حُوثٌ لَكُمْ فَاَتُوا حُوثَكُمْ فِى شَتَا
 وَقَدْ مَوَّاهَا نَفْسُكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مَلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ
 ترجمہ اردو مطابق ترجمہ انگریزی مستر جارج سیل تمہاری جو روان ہیں کھیتی
 اسلی تم جاو اپنی کھیتی کو جس طرح سے کہ تم چاہو اور کرو پہلی کچھ کام کہ فائدہ مند ہو
 تمہاری جانوں کو اور ڈرو خدا سی اور جانو کہ تم ضرور ملاقات کرو گے اُس سے
 اور خوشخبری دو مسلمانوں کو فقط اور دیکھا جاتا ہے کہ مستر جارج سیل نے ترجمہ
 انی شتہ کا جو اس طرح کیا ہے کہ جس طرح چاہو سو اسکی حاشیہ میں یہ بات لکھی ہے
 کہ جس طرح چاہو گے معنی یہ ہیں کہ اپنی جو روان کے پاس جاؤ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر
 اور آگے سی یا پیچھے سے سو اس ترجمہ اور حاشیہ سی ظاہر کہ مترجم مذکور نے انی شتہ
 کو بمعنی کھیا شتہ کے لیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس معنی پر مترجم موصوف کو بخوبی
 تمام اطمینان ہے اور بروایت مستر جارج سیل از روی تفاسیر جلال الدین یحییٰ زنجشیری
 کی یہی معنی معلوم ہوتے ہیں اور صاحب تفسیر برضاوی نے بھی یہی معنی مراد لیا ہے
 مگر فرقہ شیعہ نے جو تمام مترجیح الفاظ ظاہری کا ہے یہ معنی مراد لیا ہے کہ آتی ظرف مکانی
 ہو پس معنی یہ ہونگی کہ جہاں پر چاہو یعنی آگے سے یا پیچھے سے اور اسی آتی ظرف مکانی
 کے رو سے مسئلہ جواز و طہی فی الدبر کا ساتھ زوجہ کے نکلتا ہے مگر جواب یہ ہے کہ جب
 عورت کی تشبیہ ساتھ کہیتی کے دیکھنی تو کھیت میں کھیتی کیجا بیگانی نہ کہ گڑھا گڑھی میں
 اور یہ شعر بہت حسب حال اس جواب کے ہو گا۔
 زمین شور سنیل بر نیار د درو تخم عمل صنایع مگردان

اور اس سے زیادہ گفتگو کرنی اس مسئلہ میں کچھ ضرور نہیں ہو اس واسطی کہ حسب جامع عباسی بہت بانی نے باب یازدہم میں بذیل بہت و ہفت مکروہات جماع کو ستر ہوا مکروہ عبارت ذیل سی لکھا ہے ہفہم دخول کردن در پس زنان و مالک کہ نیز کی از علما سنیان است برین رفتہ و بعضی از مجتہدین این دخول کردن را حرام میدانند پس اس روشی کوئی تکرار ساتھ شیعہ کے باقی نہیں رہی اور یہ مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ رای بعض مجتہدین شیعہ کی جو بہ نسبت حرمت وطی فی الدبر کے ہے سو یہ رای اقرب الی الصواب ہے اور صرف مکروہ جاننا ایک مکروہ بات ہے اور شک نہیں ہے کہ خصوصاً انہیں مسائل یعنی تفتیہ اور لعن بر خلفائے ملثہ اور متعہ اور وطی فی الدبر فی مذہب شیعہ کو بہت بد نما کر رکھا ہے

فصل ۳۳ اباح فہک

باب بہت و ششم مجمع البحرین میں جناب مولوی سید احمد حسین صاحب کے انواع روایات نہایت ابن اثیر اور صحیح بخاری و قسطلانی اور شرح ابن ابی الحدید و شمائل ترمذی وغیرہ کی بصراحت تمام مندرجہ ہر کہ کچھ حاجت اعادہ کی نہیں ہے اور اس کتاب میں صرف ایک خلاصہ مختصر لکھا گیا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام فی دعویٰ باغ فہک از رو بہمہ کیا اور حضرت علی اور دایہ ام ایمن فی شہادت دی اور حضرت ابو بکر نے ایک نوشتہ و اگداشت کا لکھ دیا اور حضرت عمر کی رای یہ ہوئی کہ گواہی حضرت علی کی جو یہ شہرہ ہونگی مقبول نہیں ہو اور گواہی ایک عورت کی کافی نہیں ہے اور آخر وہ نوشتہ حضرت فاطمہ سے واپس ہو کر کے چاک کیا گیا اور حضرت فاطمہ نے از روئے غضب کے عہد کیا کہ یہ وہ حضرت ابو بکر سے بات نہیں کرنیگی اور ویسا ہی ہوا کہ حضرت فاطمہ نے تاحیات اپنی پہر کوئی بات حضرت ابو بکر سے نہیں کی اور سیدہ علیہا السلام نے یہ وصیت کی کہ حضرت ابو بکرؓ انکی جنازہ پر نہ آویں چنانچہ لاش مبارک حضرت سیدہ کی رات کی وقت

بعد شش ماہ انتقال حضرت پیغمبر خدا کے دفن ہوئی اصل حال اسقدر تھا جو کہ لکھا گیا
 اور اب اسقدر امر قابل لحاظ کے ہو کہ اس دعویٰ میں کوئی شکل و فریق کی نہیں ہو کہ
 اس میں حاجت گو اہان فریقین کی ہو بلکہ یہ دعویٰ حضرت ابو بکر ایک خلیفہ وقت کے
 پاس پیش ہو کہ جو بجای پیغمبر خدا کے خلافت پر بیٹھی تھی صرف اسقدر امر کافی تھا
 یا نہیں کہ حضرت ابو بکر بطور خود از روی تحقیقات سر زمین بقدر دلچسپی اپنے اس دعویٰ
 کو تحقیق کرتے اور یہ امر بھی قابل لحاظ کے ہو کہ حضرت فاطمہ سے کوئی دعویٰ رواج
 اور حضرت علی سے گواہی دروغ ہو سکتی تھی یا نہیں اور اس طرح کا سلوک جو عام لوگوں کو
 ہوتا ہو ساتھ حضرت فاطمہ و حضرت علی کے بیجا تھا یا نہیں اور الزام غضب لانا حضرت
 فاطمہ کا اور حضرت ابو بکر کے عاید ہوتا ہو یا نہیں۔ بات رہ جائیگی اور وقت نکل جائیگا۔
 اور یہ کیا عجیب بات ہو کہ حضرت فاطمہ تو اس باغ فدک سی محروم ہوں مگر یہ مان خلافت
 حضرت عثمان کے مروان مستحق اس باغ فدک کا قرار پاوی مگر امر حق کو کس قدر زور ہوتا ہو
 کہ آخر عمر ابن عبد العزیز وغیرہ اور مامون خلیفہ نے اس باغ فدک کو ساتھ اولاد
 فاطمہ کے واکذاشت کیا اور معذرت میں بحق ابو بکر و عمر کے صرف یہ بات کہ جی بکلتی ہو
 کہ ان لوگوں نے خود کوئی تصرف نہیں کیا بلکہ درمیان بنی ہاشم و ازواج وغیرہ کے
 محاصل باغ فدک کا تقسیم ہوتا رہا اور حضرت علی نے جو اپنی خلافت میں بطرف اس
 باغ فدک کے التفات نہیں کیا سو وجہ اسکی ظاہر ہو کہ جب ایک بار شہادت اونکی
 نامقبول ہو چکی تھی تو کیا ہمت انکی پھر اس طرف متوجہ ہو سکتی تھی بلکہ یہ التفات
 نہیں کرتا حضرت علی کا ایک دلیل کمال درجہ نارضا مندی و دلخیزی کی انکی ہے

فصل ۲۴۴ عقیدہ ائمہ کرام

باب پنجم و ہفتمین کتاب مجمع البحرین تصنیف جناب مولوی سید احمد حسین صاحب

یہ قصہ عقد ام کلثوم کا بھی بجا روایات اہلسنت کی بصراحت تمام مندرج ہو اور کچھ حاجت اعادہ کی نہیں ہو اور اصل یہ ہو کہ یہ دو قصہ باغ فدک و عقد ام کلثوم کا ہم پر اسقدر شراق و گران ہو کہ تاثر تفصیل کا ہما کو تحمل نہیں ہو بہر حال خلاصہ عقد ام کلثوم کا اسقدر ہو کہ حضرت ام کلثوم و دختر حضرت فاطمہ کی بعمرشش سال کے تینیں کہ خلیفہ دوم نے جیلہ حدیث کل نسب و سبب صہرہ بنقطع یومہ القیامۃ الا نسب و سببی و صہرہ کے اُس دخترش سالہ سی بیام پیری اپنی نکاح کرنا چاہا اور مطلب اس حدیث کا یہ ہو کہ فرمایا رسول خدا فی کہ کل نسب سبب و صہرہ کٹ جائیگا بروز قیامت مگر نسب ہمارا اور سبب ہمارا و صہرہ یعنی تو سل ہمارا بذریعہ شادی ساتھ ہمارے کے اور حضرت عمر نے یہ تمہید بھی کی کہ میں بڑا ہوا سو یہ خواہش نکاح کی از روی شہوت کی نہیں ہو بلکہ برعایت اُس حدیث کی ہو اور جب حضرت علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیر سن ہو تو یہ نبد و بست کیا گیا کہ حضرت ابن عباس حجرے چچا اُس لڑکی کے باوصف موجود رہنی باپ کے ولی بنکر کے نکاح اُس لڑکی کا پڑا توین اور اُس دخترش سالہ کو غلیفہ دوم فی اپنی زانویر بٹھا کر کے بوسہ اُسکا لیا اور اُس لڑکی کو یہ بات بھی سکھلائی کہ وہ اپنی گھر جا کر کے کھے کہ وہ واسطی نکاح ساتھ حضرت عمر کے راضی ہو غرض کہ یہ دونوں قصہ باغ فدک و عقد کلثوم کے پیراز غم و الم ہین اور بقول اللہ یعلم ما فی الصد و رک یعنی کہ دل کی بات کو خدا جانتا ہو ہم نہیں کہہ سکتی ہین کہ اصل نیت ولی حضرت عمر کے کیا تھی یعنی دراصل واسطی نجات اپنی عہہ نکاح ساتھ ام کلثوم کے چاہتی تھی یا بوجہ شدت مزاج و درشت خوئی اپنی کے اس دختر بے مادر پر یہ ستم کرنا چاہا تھا اور یہ استعمال لفظ ستم کا ہمینی اس وجہ سی کیا ہو کہ کیا حضرت عمر بے نسبت اپنی اس بات کو پسند کرتے کہ کوئی لڑکی شش سالہ انکی ایک شخص بوڑھی ہی بولایت چھری بہای

انکی بیاہی جاتی پس تم اسی بات کو کہتی ہیں کہ ایک وہ بات بہ نسبت ایک شخص غر
 کے روار کھی کہ جو بہ نسبت اپنی پسند نہیں کرے اور یہ ایک اتنا بڑا مسئلہ فن اخلاق
 کا ہے کہ ایک آئینہ ہو تمام اخلاق نیک بد کا اور ظاہر اہیہ ارادہ نکاح ام کلثوم کا حقیقت
 ایک بد لاہو اس بات کا کہ جو حضرت حفصہ بیٹی انکی زوجہ حضرت پیغمبر خدا کی ہو مین تہین
 اور یہ ارادہ بخود ہی تمام بد لاہو اس بات کا ہے کہ حضرت عمر رضی در خواست اپنی شاد
 کی ساتھ حضرت فاطمہ کے کی تھی اور اسی امر مین حضرت علی ترجیح پا کر کے انکی مقابلہ
 حضرت عمر نے شکست کھائی تھی سو اسکی عوض مین اب خود حضرت علی و حضرت فاطمہ
 کی بیٹی کے زوجہ بنانی کا حوصلہ ہوا باقی رہا ایک مرکہ فی الواقع کسی طرح چہ شادی حضرت
 عمر کی ساتھ بیجاری ام کلثوم کے ہوئی یا نہیں سو تمام تر تصنیف اس مرکہ دشوار معلوم
 ہوتا ہے اسو سہی کہ تاریخ الخمیس عربی مین ہر کہ شادی حضرت عمر کی ساتھ حضرت ام کلثوم
 کے ہوئی اور یہ کہ زید پس و زینب خرد و اولاد بھی ہوئی جو کہ یہ دونوں ایک ہی روز
 مین مر گئے۔ اور جناب مولوی سید احمد حسین صاحب مصنف کتاب مجمع البحرین سے
 جو ہمیں زبانی پوچھا کہ انکی رای مین شادی حضرت عمر کی ساتھ ام کلثوم کے حقیقت مین ہو
 یا نہیں تو مولوی صاحب نے ہمو جواب یہ دیا کہ انکی رای مین شادی ہوئی مگر حضرت ام کلثوم
 وصال نہیں ہوا اور صاحب سائلہا مہیہ کی رای یہ ہے کہ حقیقت نکاح خلیفہ ثانی کا
 ساتھ حضرت ام کلثوم و دختر فاطمہ علیہا السلام کے ہرگز نہیں ہوا تھا بلکہ بات یہ ہے کہ حضرت علی
 کے پاس دو بیٹیاں تہین ایک ام کلثوم و دختر حقیقہ انکی از لطن جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام
 کے اور دوسری ام کلثوم و دختر حقیقہ حضرت ابوبکر کی اور دختر ربیبہ حضرت علی کی لطن سے
 اسمائیت بیس کے کہ جو اسماء و بعد انتقال حضرت ابوبکر کے زوجہ حضرت علی کی ہوئی تھی اور
 اپنی بیٹی ام کلثوم کو ساتھ اپنی حضرت علی کے گھر مین لائے تھے سو درخواست شاد

حضرت عمر کی دراصل ساتھ اس ام کلثوم دختر ابوبکر کے ہوئی تھی اور صاحب سال الہامیہ
 فی منجملہ وجوہات اپنی رای کے ایک بات یہ خوب لکھی ہے کہ ہر گاہ حضرت عمر کا استدعا
 شادی کرنا بعمر شصت سال کے حسب تصریح کتب سنہ کے تھا تو بیشک یہ استدعا
 سنہ ہجریں ہوئی کہ حضرت عمر نے بعمر شصت و ستر سالگی کے سنہ ہجریں انتقال کیا
 اور انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ہجریں ہوا تھا پس ضرور ہے کہ سنہ بیس ہجری میں
 بوقت استدعا نکاح حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا دس گیارہ برس کا ہوگا
 کہ محل محسن کا جو ساقط ہوا تھا سو حضرت ام کلثوم اس سے پیشتر پیدا ہوئی تھیں اور
 کتب سنہ میں ہے کہ بوقت استدعا حضرت عمر کے سن حضرت ام کلثوم کا بقدر شش
 سال کے تھا پس صاف ظاہر کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے استدعا خلیفہ دوم نے کی تھی وہ دوسرے
 ام کلثوم بنت ربیعہ حضرت علی کی مادر و دختر حقیقہ حضرت ابوبکر کی تھی وہ نہیں سمجھ سکتی ہیں
 کہ جب انتقال حضرت فاطمہ کا سنہ ہجری میں ہوا اور انتقال خلیفہ دوم کا سنہ ہجریں ہوا
 تہ اتنی زمانہ قلیل میں متولد ہونا ایک پسریا اور ایک دختر زینب کا ام کلثوم حضرت
 حضرت علی سے کیا معنی رکھتا ہے الغرض اسی ہماری اس بات پر قرار پکڑتی ہے کہ ہرگز شاد
 خلیفہ دوم کی ساتھ ام کلثوم دختر ازبطن سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے نہیں ہوئی تھی

فصل ۲۵ اشراط امامت و وجوب قیامت

امامت نماز سے غرض یہ ہے کہ نماز جماعت سی ہو و فی الجماعۃ (رحمۃ یعنی جماعت
 میں رحمت ہے) اور فائدہ خاص جماعت کا ایک یہ ہے کہ ایک مسجد اور ایک وقت خاص
 میں جو دس بیس آدمی جمع ہوتے ہیں تو اس سے ایک شوکت جمعیت اسلام کی ہوتی
 ہے اور آپس کی بات چیت سے ایک کو دوسرے سے قوت دینی حاصل ہوتی
 ہے اور ایک دوسرے کا حال دریافت کر کے کچھ سلوک نقدی اور صلاح نیک

و بد تعلیم اطفال و بیماری وغیرہ کی دی سکتا ہو اور ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس ذریعہ
 سے غریب و امیر و جاہل و عالم و دیگر اشخاص مختلف طبقات کے ایک جگہ میں باسنا
 تمام جمع ہو جاتے ہیں اور اہل حاجت کو اکثر موقع عرض و معروض کا ملتا ہے اور
 کچھ غرور و تفاخر بھی اہل غرور و تفاخر کا اور نفرت امر و علماء وغیرہ کی اشخاص و تر
 سنی انکی کچھ کم ہو جاتی ہے کہ سب لوگ ایک ایسی جگہ میں جمع ہوتے ہیں کہ جہاں سب
 لوگ ایک طور پر حاضر ہو سہ ہیں اور سب لوگوں کو ایک قسم کی محتاجی عام بحضور
 خداوند عالم کے ہے اور اس واج عام جمعہ و جماعت سے آبادی مسجد کی ہوتی ہے مگر
 مذہب شیعہ میں اس قدر شرائط امام کے کثرت سے ہیں کہ کوئی آدمی امامت نماز کی نہیں
 کر سکتا ہے جب تک کہ اسکو ایک لائسنس یعنی اجازت نامہ امامت کا از طرف مجتہد
 صاحب کے حاصل نہ ہو اور ایک آدمی کو بذات خود ہزار درجہ لائق و پرہیزگار ہو مگر بغیر
 اس لائسنس کی امامت نماز کی کسی موقع میں نہیں کر سکتا ہے سو نتیجہ یہ ہوا کہ ایسی لوگ
 کہ جنکو شیخ امامت کا ملا ہے بہت کم ہیں اور سوائے مساجد امرای شیعہ کے اور کسے
 دوسری جگہ میں کمتر دیکھے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے مسجدیں امرای شیعہ کی حسب
 دلخواہ آباد نہیں ہیں اور اس امر امامت نماز میں مسئلہ سنیان کا بہت آسان تر
 معلوم ہوتا ہے کہ جہاں پر موقع ادا ای نماز جماعت کا ہو تو اسقدر بس ہے کہ ان اشخاص
 حاضرین میں سے جو شخص باعتبار تقویٰ و علم وغیرہ کے مقدم تر معلوم ہو سو وہ شخص
 نماز پڑھائی سوائے مسجد سنیوں کی اور خصوصاً مسجد دہلیوں کی خوب آباد
 رہتی ہے مگر ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ سید رہتی ہو ہی ایک شخص غیر سید کا امام ہونا نا مناسب
 اور جاننا قرات کا عقلاً بہت ضرور ہے تاکہ الفاظ عربی آیات قرآنی وغیرہ کے صحیح سے
 ادا ہوں مگر یہ وجوب اس سختی سے نازیبا معلوم ہوتا ہے کہ بغیر صحبت قرات کی اصل نماز

یاد است نماز کی ناجائز ہو حالانکہ حضرت بلال بجای اسود کے اسود پڑھتے تھے اور وہی اسود انکا پسندیدہ تر تھا۔

فصل ۱۲۶ ائمہ مجتہد

سرگاہ قرآن و حدیث و تفاسیر اور کتب فقہ و اصول کے موجود ہیں تو تخصیص نامزد کرنے ایک شخص کے بלב مجتہد کے کس مطلب ہے اور اگر کوئی رائی مجتہد کی کسی شخص عالم غیر مجتہد کی نظر میں برسر خطا معلوم ہو تو کیا وجہ کہ وہ شخص عالم خلاف تدرین اپنی اس رائی پر برسر خطا کا پابند ہو اور کیا مغضہ ہیں اس قول کے کہ مات المجتہد مات الفتویٰ یعنی مرا مجتہد تو مر گیا فتویٰ اسکا حالانکہ مرجعنا مجتہد کا عقلاً کوئی چیز باعث مرجع فتویٰ کی نہیں ہے اس واسطی کہ یہ بات بخوبی تمام ممکن ہے کہ ایک رائی مجتہد مردہ کی صائب تر ہو رائی سے مجتہد زندہ کے اور کیا ہو گا جب اختلاف درسیان پسند مجتہدان زندہ مقامات لکن نوکربلا وغیرہ کے ہاں درجہ مجتہدان لکن وغیرہ کا صرف بدرجہ مجتہد ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ کے سمجھا جا تو اُس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اس واسطی کہ اگر شخص حنفی ہو کر کے کسی مسئلہ کو حسبِ رائی امام شافعی کے عمل کرے تو یہ بات بخوبی ممکن ہے اور کچھ حکومت ابو حنیفہ کو نہیں پھونچتی ہے مگر ہم سنہی ہیں کہ حکومت مجتہدان زندہ کی حکومت اجتہاد ابو حنیفہ وغیرہ سی بہت زائد تر ہے سو اس بات کی بھی کوئی وجہ ہمارے خیال میں نہیں آتی ہے

فصل ۱۲۷ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بنظر سیادت پرستی کے کچھ ذکر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا بھی ضرور معلوم ہوتا ہے سوازی روی مقامات دستگیری تصنیف ملا محمد عبد الرحیم ساکن حیدر آباد دکن کے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی علاوہ نسب سیادت کی ایک بڑی ولی ہیں

اور بلقب غوث اعظم محمد الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی الحسینی الحسینی کی مشہور ہیں

رباعی

آن شاہ سرفراز کہ غوث الثقلین است
از سوی پدر تا بحسن سلسلہ اوست
در اصل سیادت چہ صحیح النسب است
از جانب مادر در دریا کی حسین است

اور اس مقامات دستگیر ہیں نسب نامہ انکا حسب ذیل ہے شیخ عبدالقادر جیلانی
پیر سید نور الدین ابو صالح ابن ابو عبد اللہ عبد الکریم ابن یحیی الزبیدی ابن محمد
ابن داؤد ابن موسیٰ ابن عبد اللہ ابن موسیٰ الجون ابن عبد اللہ محض ابن حسن
ثنیٰ ابن حسن مجتبیٰ ابن علی مرتضیٰ غر ضکہ اس وسی مدنیان پیر دستگیر حضرت
مولیٰ مشکلات علیہ السلام کی واسطہ گیر ہشت کا ہے

قطعہ ولادت و تہرا و شمار و سال وصال

محمی الدین کہ انوار جمالش
تولد عاشق و کامل سنینش
ز بحر شکر سی از سہ تابہ ماہی است
وصالش دانیم عشوق الہی است

اور ہر کو معلوم ہو کہ سادات قبیلہ محمد خلیع گیا کی اولاد سی انہیں سید عبدالقادر جیلانی
کہ ہیں۔ اور تفحات الانس میں تصنیف ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی حال نسب
حسینی الحسینی ہونی کا حضرت پیر دستگیر کے ساتھ تصریح انواع کرامات و خرق عباد
کی مندرج ہیں اور ہر کو معلوم ہو کہ یہ بزرگ بلقب شیخ کے بوجہ درجہ شیخ وقت ہو
مستہر ہوئے ہیں اور کیا وجہ ہو کہ شیعوں کو کچھ سوار اس بزرگ سی ہو مگر افواہا سنایا
ہو کہ شاید قول قتل الحسین بسیف جدہ کا یعنی کہ حسین مار گئی ساتھ تلوار اپنی
دادا یعنی پیغمبر خدا کے اندر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف غوث اعظم کے مندرج
ہو مگر یہ بات بھی سنی جاتی ہو کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین و حقیقت تصنیف اس بزرگ

کی نہیں ہو اور ہمیں کسی کتاب میں نشان غنیۃ الطالبین کا تصنیفات سی اس بزرگ نے
 نہیں دیکھا ہو اور اگر یہ فقرہ قتل الحسین بسیف جدہ کا کتاب غنیۃ الطالبین میں ہو
 تو ہم بھی حکم لگا دینگے کہ یہ کتاب غنیۃ الطالبین ہرگز تصنیف اس بزرگ کی نہو گے
 اس واسطی کہ سید ہو کر کے ایسا فقرہ انکی منہ سے کیونکر نکل سکتا ہو کہ اس فقرہ سے تو
 خود ظالم ہونا حضرت پیغمبر خدا کا ظاہر ہوتا ہو یعنی امام حسین علیہ السلام جو یرید کی وجہ سے
 مار گئی سو بہ امر کہنا کہ اپنی داد اکی تلوار سی مار گئی تو صاف مطلب اسکا یہ ہوا کہ جلیا
 داد انی کیا تھا سو اسکا بدلہ لایا۔ اور ہم سنی ہیں کہ غنیۃ الطالبین میں شاید یہ ذکر
 بھی ہو کہ بروز عاشورہ محرم کے بجای غم کرنیکی خوشی حصول شہادت کی کرنی چاہی
 سو یہ فقرہ بھی ایک عجیب فقرہ ہو اور اتفاق کی بات یہ ہو کہ ہمیں اُس کتاب غنیۃ الطالبین
 اب تک نہیں دیکھا ہو اور اس واسطی ہم کچھ لاؤں ہم نہیں کہہ سکتے ہیں اور شاید علاوہ مراب
 مذکورہ بالا کے اور بھی کچھ وجوہات سو کی شیعوں کو ہوں کہ جس سے یہ ہوا اطلاع نہیں ہو
 اور شعر مفصلہ ذیل سے بھی شیعوں کا سو ساتھ اس بزرگ کی ظاہر ہوتا ہو۔
 دسویں نہ کہی حضرت شبیر کی سوچی گیارہویں سوچی تو بڑی پیر کی سوچی

فصل ۲۱ زیارت کر بلا وغیرہ

بہت سنی صاحبان موسم حج میں حج حرمین کو جاتے ہیں مگر زیارت کر بلائی معلیٰ و نجف ہر
 وغیرہ سے محروم رہتے ہیں اور شاید قبول انکایہ ہو کہ سولہا فرسخ یعنی تین منزل سے
 زیادہ تر واسطی زیارت قبور کے جانا از روی حدیث کے منع ہو مگر یہ عذر محض کافی ہو
 اس واسطی کہ اس صوبہ بہار سی مقامات اجیرہ پاک پٹن وغیرہ بھی تین منزل سی بڑے بڑے
 ہیں پس یہ سنی لوگ ان مقامات اجیرہ وغیرہ کو کیونکر جاتے ہیں اور حدیث میں جو
 تین منزل سے زیادہ جانا واسطی زیارت قبور کے منع ہو گا سو مجر نام حدیث کا

قابل دلیل کے نہیں ہو اسوطلی کے طریق روایت کو دیکھنا چاہیے کہ متواتر یا حسن یا
 غریب و منقطع یا مرسل ہو اور یہ کہ اصل مطلب اس حدیث کا کیا ہو اور ہم یہ پوچھتی ہیں
 کہ آیا کر بلا حاکم کے موقع ظلم شامیان شامیان کو اور درجہ صبر حضرت شہید کر بلا کو
 ملاحظہ وغور کرنا اور شریک اس غم کا ہونا کسی حال میں خلاف مرضی جناب حضرت
 نبوی کے ہو سکتا ہو اور کیا یہ بات ممکن نہیں ہو کہ جسطرح کہ نبی و عدن وغیرہ ہو کر کے
 حج حرمین کو لوگ جاتی ہیں سو اسی طرح حسی کر بلا وغیرہ بھی ہو کر کے مکہ کو جائیں تو اس
 حال میں وہ عذر بالای تین منزل زیارت قبور کا بھی طی ہو جاتا ہو اور ہمارا اعتقاد
 تو یہ ہے کہ زیارت کر بلا و نجف اشرف وغیرہ کی بمثال تقدم وضو علی الصلوٰۃ کے اصل
 حج کرنے سے اول و مقدم کرنا چاہیے اور اصل یہ ہو کہ یہ نہیں جانا سنیاں کا زیارت
 کر بلا وغیرہ کو بوجہ غفلت و بی اعتنائی نسبت اہل بیت و عترت نبی کی ہو اور کیا سفر
 اسکے میں کہ بیچ کے سود لینا جائز ہو مگر زیارت کر بلا وغیرہ کی جائز نہیں سمجھی جا
 اور اگر یہ عذر ہو کہ کر بلا ہی ہی و نجف اشرف وغیرہ میں شیعہ لوگ ہستی ہیں سو یہ عذر بھی
 فضول ہو اسوطلی کہ سو ای مشہد مقدس امام ہشتم کے باقی تمام مزارات دس امام کے
 اندر عملداری بادشاہ روم کے ہیں اور کسی طرح پر وہاں تبرا نہیں ہو سکتا ہے

فصل ۱۲ مرتبہ خوانی و تعزیر داری

مرتبہ عبارت ہے نقل حالات مصائب سید الشہداء خاص آل عبا امام حسین کر بلا علیہ السلام
 سنی کران حالات کو یاد کر کے غم کرنا اور تباہی اہلبیت پر رونا عین ایمان ہو اور اتنی بڑی
 مصائب کا ذکر محو و سہو کرنا ویسا ہی ہے کہ جیسے فرضا عیسائی لوگ ذکر مصائب حضرت
 مسیح و بدیسو کیہاں ہوں ان کو متروک کریں اور خود حضرت فاطمہ سے اشعار مرتبہ
 انتقال حضرت رسول کے مروی ہیں پس مرتبہ خوانی سے ہاگنا دلیل اس بات کی ہو کہ

اُن پر ہرگز نہ تو انکی نظر و نہیں یہ مصائب کہ بلا کچھ وزن نہیں کہتی ہیں یا یہ کہ معاویہ و زید
اور انکی توابع کی پسند کیا سنوئی خلاف مصلحت مذہب کی ہے کہ مرثیہ خوانی سنی سے
شیعوں کا ساتھ دینا لازم آتا ہے اور فعل شیعوں کا کسی قدر معقول ہو مگر تقلید انکی
نہیں چاہیے۔ اور خدست میں حسنی صاحبون کے عرض یہ ہے کہ یہ واقعہ کہ بلا کا ایک
امر مشترک درمیان شیعہ و سنی کا ہے کہ شہید کر بلا نو اسہ رسولی کے آخر مقبول و یقین
ہیں اور اس سید مظلوم فی معاویہ سی کچھ مخالفت ہی نہیں کی ہے پس انکی حالات سنی
میں کیا سچ و تاب کہانی کی ضرورت ہے اور اگر یہ احتیاط ہو کہ مرثیہ میں مضامین لغو اکثر
مندرج رہتی ہیں سو اس قدر احتیاط بس ہے کہ صرف مرثیہ ہی مضامین راست کو سنیں
اور دیکھی کہ جناب قاضی سید مخدوم عالم صاحب ساکن ہواواری ایک سنی مذہب کے
آدمی ہیں مگر کس تپاک و جوش سی کتاب عمدۃ المجالس حالات کر بلا کی لکھی ہے اور البتہ یہ
کتاب اس قابل ہے کہ مومنا عشرہ محرم میں پڑھی جائے اور اس جگہ پر ایک رباعی اس
کتاب کی تمنا و تبرکات نقل ہوتی ہے رباعی

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| مسلم ہو وہی جو ہوندا می شبیر | جان اپنی کرے نذر برائی شبیر |
| مسلم کی پیروی کرینگے مسلم | کافر ہو جسی نہیں دلاے شبیر |

اور تعزیر داری کا حال یہ ہے کہ تعزیر یعنی نقل روضہ مبارک اور دیگر سامانہائی وجہ
کی ہم کچھ تائید نہیں کر سکتی ہیں کہ البتہ کچھ دنیا دان سب سومات کی شرع میں نہیں ہے
اور اگر کوئی شخص بوجہ محبت یہ سب کام کرے تو اُسپر کچھ سزائیں بھی ہم نہیں
کر سکتی ہیں۔ حافظ

| | |
|----------------------------------|----------------------------------|
| سخن درست بگویم نبی تو انم وید | کہ می خورند حریفان دمن نظارہ کنم |
| گدا می میکده ام لیکن قت مستی ہیں | کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم |

| | |
|-----------------------------------|-----------------------------------|
| چونچہ بالباب خندان بیاد مجلس شاہ | پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم |
| نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ | مرا چہ کار کہ منع شراب خواہ کنم |

فصل ۳ نماز تراویح

اگرچہ قول مشہور یہ ہو کہ رمضان نمبر کشت تراویح می کشد اور وہ مثل درست ہو کہ گئے روزہ بخشانی کو گلی پڑی نماز سچ یہ ہو کہ دن بھر روزہ رکھ کر کے تراویح کا گلی پڑنا خالی از سختی نہیں ہو مگر یہ التزام مالا لازم کرنا حضرت عمرؓ کا بہت قابل پسند ہو کہ اس سے رواج اکثر حفاظ قرآن کا سنہون مین ہو گیا اور تاج و اقدسی سے معلوم ہوتا ہو کہ جنگ ملک شام مین مجاہدین عرب دن کو روزہ رکھے ہوئی جہاد کرتے تھے اور رات کو رات بہر نماز و تلاوت قرآن مین مصروف تھی سبحان اللہ کیا باہمت یہ لوگ تھی۔

فصل ۳ اکلمہ توحید

ہماری نزدیک اصل کلمہ توحید دین اسلام کا حسب ذیل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شاہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشہدان محمد رسول اللہ و اشہدان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور جب حدیث مین بنسبت حضرت علیؓ کے ہو وہی کلمہ مؤمن ہی اور حدیث وصیت غدیر خم کی موجود ہو تو اس بات کی کہنی مین ہلکو کیا اندر ہر شیخ سنی سنی شیعہ ملا جان مین ہم سانچ بات بتاؤنگی ۔ گورسی اٹھکی بن پوجھی علیؓ دوہرا دینگے

فصل ۳۲ البعض مسائل متفرقہ کہ جسمین سنی و شیعہ مختلف ہیں

اول مسئلہ روزہ افطار کرینکا ہو کہ شیعہ لوگ دن تمام ہونے پر کچھ رات گئے ہوئے روزہ افطار کرتے ہیں اور سنی لوگ بچر و غروب آفتاب بلا شمول ذرا آنے کچھ رات کی روزہ افطار کرتے ہیں اور یہ اختلاف صرف دو چار منٹوں کا ہو اور وہ فون فریق کے

پاس اصل آیت قرآنی وہی ایک آیت ہے اَلْبُكُورُ الصَّيَامُ اِلَى اللَّيْلِ کے معنی روزہ تمام کرو
رات تک اور اس ترجمہ میں بھی کچھ اختلاف نہیں ہے بلکہ بحث صرف اس قدر ہے کہ اصول
سنیان کا یہ ہے کہ اگر غائتہ جلسہ ما قبل یعنی میغاسی نہ ہو تو ما بعد حرف غائتہ کا ما قبل سے
خارج سمجھا جاتا ہے اور چونکہ رات جنس و زسی نہیں ہے اس واسطیٰ روزہ سی رات
خارج ہے اور اصل بات اس قدر ہے کہ روزہ دراصل نام ہر دن بھر کے فاقہ رہنی کا
مگر شیعوں نے جو کہ شمول کچھ رات کا بھی کر لیا تو اس میں کیا مضائقہ شرعی ہے بلکہ یہ فعل
ایک حیات کا ہے مسئلہ دوم مرافق دہونیکہ ہے کہ شیعہ لوگ مرافق یعنی گہنی چھوڑ کر کے
وضو میں ہاتھ دھوتے ہیں اور سنی لوگ مرافق دہولیتی ہیں اور یہ اختلاف بھی فضول
ورائگان ہے کہ اس مسئلہ میں فریقین خلاف مسئلہ روزہ کی تعمیل کرتے ہیں حالانکہ آیت
اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ کے مقبولہ طرفین ہیں یعنی جب
ارادہ نماز پڑھنے کا کرو تو دھو دو تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہ منیون تک اور
ہم تو یہ سمجھتی ہیں کہ مرافق یعنی کہ منیون کو بھی داخل دھونے ہاتھ کے لینا چاہیے جیسا
کہ قطار روزہ میں کچھ توقف شیعہ لوگ کرتے ہیں مسئلہ سوم غسل و مسح پاؤں کا
سواصل آیت قرآنی اس طرح ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ
اِلَى الْمَرَافِقِ وَاَمْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ یعنی جب ارادہ نماز پڑھنی کا
کرو تو دھو دو تم لوگ منھون کو اپنی اور ہاتھون کو اپنی کہ منیون تک اور مسح کرو اپنی سر و نو
اور اپنی پاؤں کو پھلیوں تک اور یہ ترجمہ موافق شیعوں کے ہے اور ترجمہ سنیوں کا اس طرح
ہے کہ دھو دو تم اپنی منھون کو اور اپنی ہاتھون کو کہ منیون تک اور مسح کرو اپنی سر و نو کو
اور دھو دو تم اپنی پاؤں کو پھلیوں تک سو یہ ترجمہ سنیوں کا محض بی سیاق ہے اس واسطیٰ
کہ جب منہ اور ہاتھ دھونے کے بعد حکم مسح کا سر سے شروع ہوا تو بی شہرہ سیاق عبارت کا

۱۔ تحقیق یہی معلوم ہوا کہ شیعہ لوگ وضو میں مرافق کو دھونے میں دہونیکہ کر لیا کہ اختلاف باقی ہے کہ مرافق سی لکھنویوں تک ہونا چاہیے یا انگلیوں سے مرافق تک لے کر طریقہ دوم صحاف سیاق آیت قرآنی کو تسلیم کرنا چاہیے

یہ جانتا ہے کہ پانوں کا حلم عطف ہے اور مسیح سر کے اور لطف یہ ہے کہ سنیان ارجلہ کے لام کو کسر وہی دیتی ہیں مگر تاویل یہ ہے کہ یہ کسرہ از قسم جرّ جوار کے ہے اور قرأت سنیان میں اوجلکہ کا لام مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے تو اس حالت میں بھی کلام فی سیاق رہتا ہے اس واسطیٰ کہ اگر پانوں دھونا منظور تھا تو یہ عبارت کیا دشوار تھی فاعسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وادجلکم الی الکعبین واسمحوافہم سکھ یعنی دھوؤں دیکھو اپنی اور ہاتھوں کو اپنی کہنیوں تک در اپنی پانوں کو پھیلیں تک اور مسیح کرنا اپنی سر نہ اور البتہ یہ عذر سنیوں کا مقبول ہو سکتا ہے کہ وضو میں دھونا پانوں کا ابراہیمی مان اسلام سی حریم میں ایک طرح جاری ہے سو بجا اب اسکی شیعہ لوگ بھی کہہ سکتی ہیں یہ طریقہ انکی وضو کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وغیرہ ہی منقول ہے بہر حال ایک شیعہ معزز کی یہ وضع ہو کہ بہت پسند ہوئی کہ وہ اول پانوں دھو کر کے وضو کرتے تھے اور آخر وضو میں مسیح پا کرتے تھے مسئلہ چہارم نجاست مردہ کہ شیعوں کی نزدیک مردہ نجس ہے اور چھوٹا اسکا محض ناجائز ہے اور یہی منشاء ایجاد مردہ شوؤ نکا ہے اور ہکو معلوم ہوتا ہے کہ جب ح نے بدن سی مفارقت کی تو اصل جسم خالی بلا روح کو ہم کہا شک پاک کہہ سکتی ہیں مگر شک نہیں ہے کہ اسقدر سختی شیعوں کی کچھ نازیبا معلوم ہوتی ہے اور ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہم اپنی ہاتھ سی دھونا ایک مردہ قوم بر ذیل کا بھی ایک خدمت باسعادت اپنی سمجھتی ہیں کہ انجام کار اپنا معلوم نہیں ہے۔ مسئلہ پنجم حرمت خمر کا سو جب خرگوش کو شیعہ لوگ حرام جانتے ہیں اور سنی لوگ حلال جانتے ہیں تو اس اختلاف حلال و حرام میں احتیاط اس بات کو مقتضی ہے کہ جانب حرمت کی اختیار کیا اور خصی وغیرہ کا گوشت کیا کہ ہے کہ خرگوش کو بالضرور حلال بنا دین خصوص اس حال میں کہ طرز منہ اور لہر لہر گوشت ہونا اسکا ایسا ہے کہ اسکو مشابہت سبائے بلی وغیرہ

کی بہت ہر اور ہم نہیں سمجھتی ہیں کہ کیونکر گوشت خرگوش کا کھایا جاتا ہو گا مسئلہ
 ششم علم فرائض میں مسئلہ عصبہ کا ایک خاص ایجا دسینوں کی ہر کہ جس کا نتیجہ
 یہ ہر کہ اگر ایک سنی ایک ختر اور ایک درزادہ چھوڑ کر مر جائی تو آدھا بیٹی کو اور آدھا
 برادرزادہ کو پونچھیکا اور کچھ وجود وراثت عصبہ کا قرآن سی پیدا نہیں ہر مگر شک نہیں ہر
 کہ یہ مسئلہ عصبہ کا بڑی دو اندیشی سی نکالا گیا ہر کہ اگر حضرت رسول خدا کی وراثت حضرت
 فاطمہ ایک دختر کو بہ نسبت باغ فدک کی پونچھی تو اسمین نصف حق عصبہ ابن عباس وغیرہ
 بنی عام کا تہا یعنی دعویٰ کل باغ فرک کا حضرت فاطمہ کا کرنا جائز نہیں ہو سکتا ہر اور ہم
 کیا بیان کریں کہ اس مسئلہ عصبہ کی کس قدر پریشانی ڈال رکھی ہر کہ بھتیجا آدھا حق
 عصبہ کا لیکر کے اس ایک بیٹی صبی شخص متوفی کو کس کس طرح سے دیا جا ہوتا ہے
 اور اگر وہ بیٹی بیوہ اور لا ولد ہوئی تو اس بھتیجہ کو گویا تمام متروکہ بے تکلف خود زندگی میں
 اس دختر کے ہاتھ لگ جاتا ہر اور علاوہ اسکی بسیاری مسائل فقہیہ و مسائل فرائض وغیرہ
 میں و یقین مختلف ہیں کہ حدود احصا اسکا حیثیت اس کتاب سی باہر ہر اور ہمیں نظر صرف
 اوپر ذکر چند مسائل مذکورہ بالا کے اکتفا کیا گیا اور یہ قول شیعہ کا اکثر وقوع ہر کہ اہل حق
 دائرہ میں اکثر دلیع یعنی حق دائرہ ہر در میان ائمہ اربعہ میں ان کے سوا اکثر مسئلہ شیعہ
 لوگوں کا ایسا ہر کہ کسی نہ کسی امام ابو حنیفہ وغیرہ سے مطابق ہو جاتا ہے۔

فصل ۳۳ صلوٰۃ و سلام بر علی علیہ السلام

ہماری نزدیک بقول صلوٰۃ علیہ وآلہ کی سلام و درود بھیجا حضرت علی و تمام دو ازادہ
 امام ہر واجب لازم ہر اور کچھ عذر سینان کا قابل سماعت نہیں ہر

گرچہ محمی یہ حدیث نبوی ہے بے صل علی نام علی بے ادبی ہے
 فصل ۳۴ چند امورات متعلق خاتمہ کتاب

اول یہ کہ اگر چند قولوں کا کتاب تذکرۃ الاولیاء فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ سی حسب
 ذیل نقل کیا جانا مناسب اس جگہ پر معلوم ہو تا ہو۔ اول اس کتاب کا باب اول تذکرہ
 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتخاب اسطر حیر ہو۔ آن سلطان ملت مصطفیٰ
 ابن برہان حجت نبوی آن عامل صدیق آن عالم تحقیق آن میوہ دل اولیا جگر گوشہ سیدنا
 ان ناقد علی آن وارث نبی ان عارف عاشق ابو محمد امام جعفر صادق چون از اہلبیت بود
 و سخن طریقت بیشتر او گفته است و روایت بیشتر از آئمہ است کلمہ چند از آن او بیاد رم
 رایشان ہمہ کی اندر نہ ہنی کہ قومی مذہب او دارند مذہب و آئندہ امام دارند یعنی سیکے
 و آئندہ است و آئندہ کی در جملہ علوم و اشارات بی تکلف بہ کمال بود و قدر وہ جملہ
 مشائخ بود و اعتماد ہمہ بردی بود و مقتدای مطلق بود ہم آہیان را شیخ بود ہم محمدیاز
 امام وہم اہل حق ایشو بود وہم اہل عشق را پیشوا ہم عباد را مقدم بود وہم زہاد را مکرم
 ہم صاحب تصنیف حقائق بود و در لطائف تفسیر و اسرار تنزیل بی نظیر بود و از باقر رضی
 عنہ بسیار سخن نقل کردہ است۔ عرض را قلم حروف۔ سنی صاحبان ملاحظہ کریں
 رفیہ الدین عطار علیہ الرحمۃ کو وجود و آئندہ امام و اہلبیت ساتھ کس جوئی تپناک کے
 اقرار ہو اور شام عبدالحق صاحب وغیرہ کا معنی بنانا اہلبیت کا کیا را لگان ہو۔ دوم
 عجب میدارم از آن قوم کہ ایشان را خیال بند و کہ اہلسنت و جماعت را با اہلبیت حیر
 در راہ است۔ را قلم حروف۔ اہلسنت میں اکثر ایسی لوگ بھی ہیں کہ انکو ساتھ
 اہلبیت کی کچھ خلش نہیں ہو۔ سوم در خیال باطل آئندہ است آن کہ محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم ایمان دارد و بفرزند ان افشارد۔ را قلم حروف۔ ہما کو نہایت عجب ہو اس بات پر
 کہ پیغمبر خدا کو قبول کر کے قرآن و حدیث الثقلین سے غلطی و فہوق رہنا کیا معنی
 رکھتا ہو اور یہ کیا ایمان ہو۔ چہارم شافعی را رضی اللہ عنہ در دوستی اہل بیت

برفض نسبت گردند و اورا محبوس گردانیدند۔ راقم حروف۔ امام شافعی پر کچھ پوچھو تو
 نہیں ہو کہ مثال جیسا کہ بغلت محبت الہیہ کی انواع عقوبت سی بہت لوگوں کو
 جان گئی ہو اور اب بھی وہ زمانہ موجود ہو مگر بقول لارڈ بیگن کے کہ رگ ہی ہو مگر خون
 نہیں ہو اب یہ اثر سلطنت انگریزی کا ہے کہ ہر شخص ایسی زاداندی سکتا ہے تا انیکہ اگر
 ایک شخص لاندہب خود خدا و حضرت مسیح روح خدا کو بھی برا بھلا کہی تو اس سے کچھ تعزیر حکام
 کو نہیں ہو بلکہ یہ ایک حق عام دیا گیا ہے کہ جو شخص جیسی سو تو دیدہ قول اس دہریہ کی کرے
 پیچہ انصاف آنست کہ چون بادشاہ دنیا و آخرت محمد را میدانی و زرامی اور ارجای خود
 باید شناخت و صحابہ را بجای خود باید دانست و فرزند ان اور انچنین تاسنی پاک باشی۔
 راقم حروف۔ عجب زراہین کہ سلطنت سی خود وصی و ابن عم و داماد بادشاہ کو خارج
 کر دیا گیا ہے کہ اس وصی و جانشین برحق نے اس سلطنت و نہ را کو یہ مجبور ہی قبول
 کر کے باز رکھا حال امت

| | |
|---|--|
| خلافت کو نہیں کرمان لیتی تھی تو کیا کرتی | کہ ان کا ظلم سننی کو بنا سارا گھرانہ بہت |
| اُسی تھی بہت تو ہم ہی مان لیتی ہیں خلافت کو | ہو اسلام شائع واقع اس سی لک مانہ ہو |

ششم ابو حنیفہ را سوال کردند از پیوستگان پیغمبر کہ امام فاضلہ است گفت از
 پیران صدیق و فاروق و از جوانان عثمان و علی و از زنان عائشہ و از دختران فاطمہ۔
 راقم حروف۔ یہ قول ابو حنیفہ کا محض خط و لغو ہے اس واسطی کہ حضرت عثمان کو بذیل
 جوانان کے شامل حضرت علی کے کر دینا کچھ معنی نہیں رکھتا ہے اس واسطی کہ حضرت
 عثمان باعتبار سن کے تو حضرت عمر سے بھی بڑی تھے اور بزرگ زنان کے ذکر حضرت عائشہ کا
 بی معنی ہے اس واسطی کہ آسیہ زوجہ فرعون و مریم مادر مسیح و خدیجہ زوجہ اولی اور فاطمہ
 دختر چار عورتوں کو سیدۃ النساء القاب دیا گیا ہے اور اسمین کچھ ذکر حضرت عائشہ کا

نہیں ہے۔ دوسرے کہ سبب تالیف اس کتاب حد تحقیق کا یہ ہوا کہ ہم لوگ ہقانیوں میں
دونوں مذہب کے لوگ سنی و شیعہ ایک ساتھ رہتی چلی آتے ہیں اور آپس میں شادی بیاہ
بھی جاری ہے اور محبت و عظیم المہبت و دوازدہ امام میں فریقین جداستان ہیں تاہنیکہ
مولانا احمدی صاحب مرحوم پھلواری محشی میرزا ہدایا جلال وغیرہ کے خود اپنی سرپر
گھر اشربت کا لیکر کہ شجرہ محمد بن امام باڑہ تک لاتے تھے اور انکی مرثیہ کا ایک شعر
مفصلہ ذیل ہے کہ جو ایک آیت قرآنی کو نظم کیا ہے خدا فرد تم دانکہ تشہدا دن
فانکم ہو کلا وقت قتلون یعنی تسخیر تم لوگوں نے اقرار کیا اور تم لوگ گواہ ہو
تب پہ تم لوگ انہیں لوگوں کو قتل کرتے ہو اور حضرت شاہ ابوالحسن صاحب فرد
سجودہ نشین پھلواری سی ایک مرثیہ بھی انکی کتاب کلیات فرد میں موجود ہے اور شعر
مفصلہ ذیل بھی انکا ہے

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| یا علی ایست اور بندہ حسان تو نیست | بندہ نیست کہ اندر خط فرمان تو نیست |
|-----------------------------------|------------------------------------|

اور جناب قاضی سید محمد دوم عالم صاحب پھلواری مصنف کتاب عمدة المجاہدین افغان
کہ لاکھ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک اسی اعتقاد قدیم پر جمی وقائم ہیں مگر بالفعل گل دیگر
شگفت کا مضمون پیدا ہوا کہ بزور خیالی علم کے روایات ابن تیمیہ وغیرہ کو استدلال
کیے کہ توہین بنفیس شان علی بن اہتمام نام کیا گیا اور اشعار مفصلہ ذیل سے جناب
مولوی سید نور الحسن خان صاحب بہادر صدر الصدور شاہ آباد کے اس خرخشہ
تازہ کا حال کچھ کچھ ظاہر ہوتا ہے۔

| | |
|--------------------------------|----------------------------|
| انہی این چه غوغا صبح و شام بہت | سوا دپٹہ گویا اپھس شام است |
| یکی را در بیان فضل شیخین | توہین علی بہا اہتمام است |
| معاف اندازین بے راہ رفتن | علی مرتضیٰ آخر امام است |

اور آخر یہ نوبت پہنچی کہ بحث تفصیل الشیخین من کل الوجوه ومن بعض الوجوه کی شروع ہو گئی اور فضل صفدری و مصابیح الظلام وغیرہ انواع تحریرات از طرف جناب سید نجم الدین صنا قبلہ برادر بزرگ ہماری و از طرف فریق ثانی انکی تحریر پائی اور ایک کتاب بڑی شور و زواری سی باسم اسوہ حسنہ کی مخالفت علی مین مرتب ہوئی اور بدست مخالفان علی کے دست بدست پہنچی اور یہ بات زبان زد ہوئی کہ اسوہ حسنہ تمام احادیث سی مجموعہ پر اور لوگوں کی اعتقاد مین بہت فساد شروع ہوا تو ہما کو ضرور معلوم ہوا کہ اصل تحقیق مذہب سنی کی خود قرآن و حدیث و تواریخ سی کیجائی اور احادیث موضوعہ وغیرہ موضوعہ کا فرق دکھلایا جائی اور یہی اس کتاب اسوہ حسنہ وغیرہ کو اب تک قصہ انہیں دیکھا ہوتا کہ اس ہماری تحریر مین غصہ و نفسانیت کو کچھ شمول نہوا اور ہماری تحقیق مین تفصیل الشیخین ایک جعلی ولی بنیاد بات ہو کہ کسی صحابہ کو ساتھ حضرت علی کے کچھ مقابلہ نہیں ہو کہ حدیث مین من کنت مولاه فعلی مولاه ہو اور ہم کیا بیان کریں کہ اس فساد و عقیدہ سی کیا کیا آفات و بی برکتی پٹنے و قصبہ پھولواری کو خوار و خوار کیا کر رہی ہو خدا کرے کہ وہاں کے لوگ بدستور سابق راہ راست پر آجائیں مصرعہ ہمارا آی الہی چین پری ہو جائی۔ سووم یہ کہ یہ کتاب ہماری اگر کچھ مخالف سنیان معاویہ شاہی کے ہو تو اسی طرح کچھ مخالف شیعہ کے بھی ہو مگر ہم دیکھتی ہیں کہ یہ سنیان اس کتاب سی بنظر جنگل حد کے تامر فرار کرتے ہیں اور شیعہ لوگ نفجوا می خذ ما صفا و دح ما گد د کے بڑی رغبت سی اس کتاب کو ملاحظہ کرتے ہیں اور ہما امید ہو کہ علمای شیعہ کی جہان جہان کہ ہما انسی اختلاف ہو اہو تردید ہمارے رائے کی گھینگے مگر یہ نیاں معاویہ شاہی سے کچھ امید اس بات کی نہیں ہوتی ہے اس واسطی کہ سنیوں کو عموماً کتاب پڑھنے سے نفرت ہو اور ایکبار کی جاہل لٹھ

ہو گئی ہیں چہاں ہم یہ کہ اگر مباحث مذہبی فریقین کی ہزار حصہ کی فوض میں تو یقیناً اس میں سے
 معلومات ہماری اس حصہ تک ہی نہیں ہونگی اور ہم میں سے ایک حصہ ہی ہم لکھ نہیں سکی اور ہم نے صرف
 بقدر ضرورت پر لکھا کیا کہ اگر درخانہ کس است کجرف بس بہت پیچیدہ کہ مذہب سلسلہ لقیہ صوفیہ
 صانی کا بہت پاک صاف ہے کہ یہ لوگ دائمی محبت رسول خاندان رسول میں مصروف ہیں
 اور تمام جھگڑا و فساد کو متکلمین پر چھوڑ دیا جای حافظ
 حدیث از طریق می گو و راز از دہر کتر جو : کہ کس نکشود و نکشاید حکمت این ہمارا
 ششم یہ کہ چند تاریخین اس کتاب کی قابل ذکر کے ہیں

| نام تاریخ گویندہ | سال | مادہ تاریخ |
|---|-------------------|-------------------------------------|
| خود مولف کتاب ہذا | سال ابتدائی تالیف | ۱ حدیث تحقیق بشری سنی ۹۴ |
| خود مولف | سال اختتام کتاب | ۲ افضال صفوری ۹۶ |
| جناب لوی سید خیار احمد صاحب | سال وصول کتاب | ۳ ہدایت الطریق باب الاصل و تحقیق ۹۶ |
| اور واضح ہو کہ ہدایت کی حرف تا کا پانچ لیا گیا ہے اس واسطی کہ یہ حرف تا بجائے ہا ہی ہوز کی ہے اور یہ تاریخ جناب موصوف کی تقریظ عربی مندرجہ فصل ۸۱ میں مندرج ہے | | |
| سید اقبال حسین صاحب | سال وصول کتاب | ۴ کیا حب بدایع ارم ۹۵ |
| اور یہ تاریخ فصل ۹۷ میں مندرج ہے | ۱ | ۱۲ |
| سید اقبال حسین صاحب | سال وصول کتاب | ۵ مرجع غالب ہو ۹۵ |
| یہ تاریخ فصل ۹۷ میں مندرج ہے | | ۱۲ |
| جناب سید محمد جی حسین صاحب | سال وصول کتاب | ۶ منقبت حیدر گدار کی ۹۵ |
| جناب سید مظفر علی صاحب لکھنؤ | سال اختتام کتاب | ۷ زہی ذوالفقار علی ولی ۱۲ |
| یہ تاریخ فصل ۹۷ میں مندرج ہے | | |
| جناب سید محمد حسین صاحب ملخص | سال وصول کتاب | ۸ میر حق و باطل کتاب خطاب ۹۵ |
| مندرجہ فصل ۹۷ میں مندرج ہے | | ۱۲ |

| | | |
|---|--------------------------------|--------------------|
| ۹ لکھا کتاب الیہ سبیل نجات | سال وصول کتاب | ایضا فصل ۹۰ میں ہر |
| ۱۰ ختم گردید و اہ گفت پرورش | سال وصول کتاب | ایضا |
| اور علاوہ تاریخهای مذکور الصدرمندرجہ کتاب ہذا کی جو قصائد و اشعار تاریخیہ کہ حالتین وصول ہوی ہیں حسب ذیل ہیں۔ اول | | |
| از جناب مولوی سید نثار حسین صاحب ساکن موضع پالی ضلع گیا کہ جو ہماری قرابت ہیں | | |
| ہیں اور پیشماز و عالم و ظہیب بھی ہیں | | |
| یہ آل عبا کی مناقب میں ہر | فضائل میں ہر اور مصائب میں ہر | |
| جناب وحید زمان نے لکھا | رسالہ یہ حال مذاہب میں ہر | |
| سر ایاہر انصاف طبع وحید | وہ مقبول درگاہ و اہب میں ہر | |
| بنزد جہان علم و دین وحید | نہیں ریب انکی مراتب میں ہر | |
| نہ کیونکہ پسند جہان ہو کتاب | ائمہ کے فضل و مناقب میں ہر | |
| لکھی میں نے تاریخ ختم کتاب | یہ تحقیق باب مشارب میں ہر | |
| دوم از جناب ایضا | | |
| واہ و اباب اصول دین میں | مولوی صاحب نی کی تدقیق خوب | |
| از بے تاریخ آغاز کتاب | شور ہر لکھا حد تحقیق خوب | |
| سوم از جناب ایضا | | |
| چکا بادین کا صدر الصدر در فی جگہ | تو منصفان زمان کو بہت پسند آیا | |
| لکھی ہر میں فی ختم کتاب کی تاریخ | عجیب فیصلہ شرع صدر اعلیٰ کا | |
| چہارم از جناب ایضا | | |
| ایمان کی دی ہر و او جو آزادی دلا | جن و بشر ملک فی انہیں مرجع کہا | |

تاریخ ابتدای رسالہ لی فکر معنی | آئی ندای عیب کم مرعوب دل ہوا

۱۲-۹۴

پہنچم از جناب ایضاً

رسالہ بلاغت میں یکتا ہوا

تحقیق مذہب میں انشا ہوا

نہایت بایجا ز انشا ہوا

تواریخ میں یہ رسالہ ہی خوب

خلاصہ حدیثوں کا اچھا ہوا

ہوئی خوب تلخیص علم کلام

یہ لب تواریخ زریبا ہوا

کہا میں نے تاریخ کا مادہ

۱۲-۹۴

ششم از جناب ایضاً

ہر اک نامہ فیض انسی دین میں جو کم بین ہو

جناب لوی صاحب کو کہلائی رہ دین ہی

عجبہ ذات بابرکات و بانصاف تکمیل ہو

زہی ہادی زہی عالم زہی مہفت ہی جواد

گلستان فصاحت ہو کہ سبحان اس سی گلچیز ہو

۹ سالہ یہ تحقیق و بستان بلاغت ہی

صدرا تفسیر سی یہ آئی چراغ جادہ دین ہو

ہوا ختم رسالہ جب تو میں فی مادہ دہونڈا

ہم قلم کہ شکر و ہزاران شکر خداوند تعالیٰ کو ہو کہ تصدیق و برکت روح پاک نبی و علیؑ

وصی کے یہ کتاب مجھ ایسی قلیل البضاعت آدمی سی انجام کو پہونچی اور امید ہو کہ ہمینی

اس کتاب میں اپنی جانتی کوئی تجا و زو تفاوت نہیں کیا ہو گا مان استقدر قصور البتہ

کہ بہت حالات سی نسبت حضرت عائشہ و خلفائے ثلاثہ و طلحہ و زبیر وغیرہ کے بالفصد

اکثر جگہ چشم پوشی کی کہ بلا حظہ تمام حالات و کیفیات نیک و بد ان لوگوں کی اور از روی

آیت ان المحسنات بذہن السیات کے سب نیک و بد کو مجر مجرئی کر کے یہ لوگ بھی

اپنی اپنی طور پر اچھے لوگ معلوم ہوئے اور سچین کا اندر قبہ مزار نبی کے دفن ہونا گوسو

ذریعہ سی ہو خصوصاً باعث ادب کا ہو اور بال کی کمال شرم سی ہم کہنے نہیں سکے اور

خطوط میں جناب مولوی سید محمد صاحب اگرہ و جناب سید عطاء علی صاحب پٹریہ

اور شعار و اقوال میں جناب مولوی سید نثار حسین صاحب وغیرہ کی جو کچھ شکایت ایسی
 و اختصار کی نسبت ہماری ہو سو یہ شکایت ان لوگوں کی بی وجہ نہیں ہے بہر حال رخصت
 جو کچھ تجاوز و تفاوت یا کوتاہی قلم تیری نظر میں ناپسندیدہ ہو تو اسکو اپنی خاوندی سے
 معاف کر اور اصلاح ہماری تصور و کی بذریعہ کسی اپنی بندہ کے کرازی ہر شے تم کہ
 المنت مدد کہ نیازم بہ نسب نیست : انیک بشہادت طلبم لوح و قلم را
 ہمارا کچھ قصہ نہیں تھا کہ اس کتاب مذہبی میں کچھ حسب نسب اپنا جتاوین کہ ہم بہت
 پشتون سی اسل ضلوع پٹنہ دگیا کی رہنی والی ہیں اور کچھ حاجت نام لینی فلان ابن
 فلان کی نہیں ہے اور علاوہ اسکی سعادت یا شقاوت ہر شخص کی جدا جدا ہے اور

نسب کو کچھ دخل نہیں ہے شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی : کہ درین راہ فلان ابن فلان چیز نمیست
 مگر چہنی دیکھا کہ یہ کتاب جو دو رنگ پہونچی اور یہ نصیب ہمارا ہو کہ فرمائش دو نسخہ نمکی
 اس کتاب کی کہ بلائی محلی سے آئی منصرحہ بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است
 پس قیاس چاہتا ہو کہ صوبجات دور دور کے خواند گار اس کتاب کو ایک
 مجلس سبک کا بھی پیدا ہو گا کہ مولف اس کتاب کا کو شخص ہو سو رفع انتظار
 کرنا اس امر کا بھی مناسب معلوم ہوا اور علاوہ اسکی ہر شخص کو شوق اس بات کا ایک
 اطمینان ہو کہ نام و نشان اسکا بذریعہ اولاد و احفاد اسکی جاری ہو اور بلند نامی سے
 ایک شخص کے سر بلند کی اسکی قرابت داران کی بھی ہوتی ہے غرض ضرور ہو کہ کچھ کچھ حال
 ہمارے آبا و اجداد و قرابت داران کا لکھا جاے کہ اس فی ریعہ سی ایک امید اشاعت عام
 اس کتاب کی در میان قرابت داران کے بھی ہوتی ہے سو حال ہماری خاندان کا یہ ہے
 کہ ہمارا خاندان کوئی خاندان نامی گرامی نواب زید وغیرہ کا نہیں ہے بلکہ ہم سب صرف

دہائی لوگ ہیں اور سہنی اپنی باپ کو فخر نسب میں کہتی ہوئے سنا ہوا کہ علم و فقر عمدہ
اسباب پر دہ پوشی نسب کے ہیں سو ہماری نسب بانی میں کوئی شخص عالم یا مخدوم
ویر فقیر نہیں ہوا ہر گز اسی حالت ظاہری تو سب یا غربت میں ابتدا اسی سید کہلاتے
آئے ہیں سو حسب فرمودہ اپنی باپ کی یہ بات ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری نسب بانی میں
فی الواقع کوئی شخص عالم نہیں گذرا ہوا جو بقدر مزارات اولیاء ائمہ مقامات اجہیر
و کچھ چھوڑا ہوا و متیر و غیرہ کے ہندوستان میں ہیں سو ہر گز کسی صاحب مزار سی عوی
سلسلہ نسب کا نہیں ہر گز یہ دعویٰ البتہ کہ تمام قرابت داران ہمارے سادات
کہلاتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جد اعلیٰ ہماری سید فیروز نسل سے سید ابوالفرح جو اسطے
کی اس ملک میں آئے کہ اس وسیع ہم اپنی باپ کی طرف سے زیدیہ ہیں اور ہماری باپ
سید امداد علی ابن سید امام علی ابن سید یقین اللہ ابن سید احمد اللہ ساکن کر اے
برسر ای چار کروہی جانب جنوب فتوحہ اسٹیس ضلع پٹنہ کے تھے اور پیدائش
انکی سنہ ۱۰۷۲ ہجری کے تھے کہ کسی شاعر نے اسوقت کی ایک قصیدہ مبارکباد پیدائش کا
انکی بحضور سید مردان علی نانا انکی جو کہ عامل پرگنات ہو جو پور و غیرہ ضلع شاہ آباد
کی تھے پیش کر کے مادہ پیدائش ہماری باپ کا لفظ چراغ کو قرار دیا تھا کہ جس سے
بارہ سو چار نکلتا ہو اور انتقال ہماری باپ کا بتاریخ چارم شوال سنہ ۱۱۵۲ ہجری
مطابق ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کے ہوا کہ برعایت اسی لفظ چراغ مادہ پیدائش کے
ایک شاعر نے مادہ انتقال کا چراغ دین بود کو قرار دیکر کے نظم کیا ہو اور بجز مادہ
تاریخ انتقال ایک لفظی تاہفت لفظی کے جو کہ اوپر سنگ مزار انکی کندہ ہیں یہ
یہ ایک مادہ چار لفظی کا ہو کہ بہت پسند ہو دخیل الجنتہ پامداد علی
اور کل عمر ہماری باپ کی پچتر برس کی ہو گی اور ہماری باپ سید امداد علی

بعہدہ صدر اعلیٰ ضلع سارن کے مقرر تھے کہ بقیہ تیس برس خدمت سرکاری کے
یکم مارچ ۱۸۶۴ء سنیشن لیک کے اونٹیل برس تیرہ روز تک زندہ رہی اور ہماری باپ نے
اپنی فیصلیات وغیرہ میں کچھ خطا خان بہادر کو استعمال نہیں کیا اور اعتقاد تو لاے
اہلبیت و دو آزدہ امام میں راقم حروف سی بھی زیادہ تر اسخ تھے اور ہماری دادا
سید امداد علی اور پرداد اسید بقیہ اند صراحۃً اور بی تاویل شیعہ تھے مگر تیرا وغیرہ
کا کچھ ذکر ان لوگوں کی پاس نہیں تھا اور ہماری تمام قرابت دادھیالی سنی و شیعہ سے
معمور ہو اور دونوں فریق سنی و شیعہ ہماری قرابت کے آپس میں ملی جلی ہوئی ہیں
اور تعزیر داری وغیرہ میں باخود ہا کچھ فرق و امتیاز نہیں ہو اور ہماری پرداد
سید بقیہ اند تحصیلدار مقام بارہ ضلع پٹنہ کے تھے اور اسی عہدہ میں انتقال کیا
اور سال انتقال انکا ہکو معلوم نہیں ہو اور ہماری دادا سید امام علی عہدہ تحصیلدار
میں مقام کوٹلوہ ضلع شاہ آباد کے مقرر ہوئے تھے مگر اتفاق یہ ہوا کہ ایک ہندو زمیندار
نی کہ جسکے ذمہ کچھ مالگذاری سرکاری تھی ہماری دادا اسی یہ کہا کہ فلان عرصہ تک وہ
زمیندار مالگذاری کو بیباق کر دیا اور اُس مدت تک حضرت مولیٰ مشکلاٹ علی کو ضامن
دیتا ہو سو ہماری دادا نے اس نام کے سنتے ہی اسی وقت اُس زمیندار کو رہائی دیدی
اور جب وہ وقت موعود قریب پہنچی تو وہ زمیندار اطراف ڈہری گھاٹ سی دریا
سون میں کشتی پر سوار ہو کر کے بطرف کلکتہ کے چلا اور اتفاق یہ ہوا کہ عین ذر و عہدہ
کو وہ کشتی مقابل کوٹلوہ کے پہنچی اور اُس زمیندار نے چاہا کہ وہ کشتی پورب کنارہ
ہو کر کے آگے کو بڑھے مگر ایک باومخالف ایسی چلی کہ وہ کشتی چارنا چار چیم کنارہ نیچی
کوٹلوہ کے آگلی اور ایک ہندو پیادہ نے تحصیلداری کے جو اس وقت اتفاقاً کنارہ
پر تھا اُس زمیندار کو پچانا اور فوراً تحصیلدار میں اطلاع کی اور تحصیلداری سے

لوگ فی اور اس زمیندار کو پکڑ کے لینگے اور تمام مال گزاری وصول و بیباق ہو گئی
مگر حاکم وقت فی یہ حکم لکھوا کر کے عہدہ سی ہماری داد اکو معزول کر دیا کہ یہ تحصیلدار
ایک بیوقوف آدمی مظلوم ہوتا ہو کہ ایک شخص مردہ کی ضمانتی پر باقیدار سرکار کو چھوڑ دیا
اور ہمیں اس قصہ کو بدین نظر قلم بند کیا ہو کہ اس قصہ سی اعتقاد و یقین کا درجہ ہمارے
داد اکا ساتھ حضرت مولیٰ علی علیہ السلام کے ظاہر ہوتا ہو اور ہمارے داد اکا یہ ایک
امر التزامی تھا کہ بغیر مہان کے اکیلے کبھو نہیں کہلاتی تھے۔ اور منگرا و سہراب دو
چھو کر کے گھر کے تھے کہ اگر کوئی مہان نہیں رہا تو گانون سی باہر جا کر کے اور راستہ پر
یہ بات کہہ کر کے کہ میان واسطی مہان کی بلاتے ہیں مہان لی آتے تھے اور جب کوئی مہان
نہیں ملا تو ہماری داد اکا ہماری باپ یا ہماری منجھلی چا سید اشہد علی کو بلا کر کے
اور انکو مہان بنا کر کے کہانا کھاتے تھے اور نام مولیٰ علی کا ہر وقت ورد زبان انکا
تھا اور انکی ایک وعاد انھی تھی کہ یا اللہ یا مولیٰ علی ہم کو اور ہماری آل اولاد کو کبھو
محتاج مت کر سو یہ ایک عجیب بات ہو کہ خدا کی فضل سے اس وقت تک کوئی آل یا اولاد
انکی محتاج نہیں ہو اور انتقال ہماری داد اکا سے ۱۲ ہجری میں ہوا اور سید علی احمد و سید
علی قاسم سپران اشہد علی ہماری منجھلی چا کی اور سید عبد الکریم و سید اصطر حسین سپران
سید ارشاد علی ہماری منجھلی چا کی موجود ہیں اور سید افتخار علی ہماری چھوٹے چا کو
بیٹھنی کی طرف سے کچھ اولاد ہیں مگر انکو بیٹیا کوئی نہیں ہوا اور ہماری چھوٹی چا باسم
بودھو میان کی اور بڑی آدمی تنخی مرد اور دلیر تھے اور مادہ انکی انتقال کا غازی مرد
ہو کہ جس سے ۱۲ ہجری نکلتا ہو اور ہمیں اد پر بنیان کیا کہ ہماری باپ کی جانب کوئی شخص عالم
یا فقیر صاحب مزار نہیں گذرا ہو مگر ہماری مانگی طرف نشان دو عالم کا ملتا ہو ایک شاہ سید محمد دیم
رحمۃ اللہ علیہ ہماری مان کے داد اکا دہلی میں تحصیل علم ظاہری سے فرصت کر کی اور

حضرت شاہ منظر جان جاناں یا حضرت شاہ محمد منعم پاکسی دوسری بزرگ سیستفاضہ
 باطنی کر کے تارک الدنیا ہوئی اور قریب نشہ ہجری کی انتقال کیا اور انسی خرق عاوا
 و کرامات بہت ظاہر ہوئی دوم ملا سید محمد سعد ابن ملا سید احمد کچھیم سی اگر کے موضع
 سرہدہ ضلع گیا میں سکونت پذیر ہوئی اور سیکڑوں مواضعات بادشاہ دہلی کیطرفی
 ملی اور یہ ملا سعد استاد شاہ جہان دہلی کے اور انکی سپہر حاجی سید محمد سعید حسن
 وزیر السلطنت تھی اور دہلی کیطرفی وکیل مطلق ہو کر کے روم کی بادشاہ کے
 پاس گئی تھے اور دہلی میں انتقال کر کے لاش انکی آٹھ روز میں سرہدہ میں اگر کے دفن
 ہوئی اور ایک سہرہ عہدہ انکی سرہدہ میں یا اسکی قریب عین شکم دریای پھلگون میں واقع
 ہو گئی ہو اور اب تک قائم ہو اور نواب عتیق اللہ خان سپہر محمد فرخ ابن ملا سعد یعنی
 سیتی حاجی محمد سعید خان کی صوبہ دار ناوہ کے تھے کہ اولاد انکی بذریعہ نصیر الدین
 وغیرہ کے اب تک مقام نوشہرہ قریب شہین شکوہ آباد کے ضلع میں پوری اور خاص
 مقام ایٹاوا میں موجود ہیں اور راقم حروف کو بعض اُن قرابت داران سی ملاقات ہو
 اور مقام ایٹاوا میں سید عظمت علی صاحبہ مندار و مختار کار معزز ایٹاوانی ہماری
 دعوت بڑی تکلف سی کی تھی اور یہ سب لوگ شیعہ مذہب ہیں اور اس ملا سعد کے
 ایک بیٹا محمد فرخ اور انکا بیٹا محمد فاضل ساکن تھیں انان ضلع گیا کی تھے اور محمد فاضل
 کی بیٹا سید ابو المعالی اور انکی بیٹا سید فضل المصطفیٰ اور انکی بیٹی مسماۃ اقلیمہ اور
 انکی بیٹی مسماۃ حیاتن ہماری مان تھیں کہ اس رو سے ہماری مان کی ناٹا سید فضل المصطفیٰ
 کی دادا سید فرخ اور انکی دادا ملا سعد تھے اور جناب حاجی سید اسماعیل علی صاحب
 رئیس اعظم بیٹہ محلہ کوچہ صدر کے اولاد سے ملا سید پیر محمد ایک سپہر ملا سعد کی ہیں
 اور ہماری مان کے آبائی جد اعلیٰ سید محمد عرب خٹک سوار تھی کہ جو اس ملک میں اگر کے

نیورہ قریب دانا پور کو ایک ہندو راجہ سی لڑکے کے فتح کیا تھا اور انکی قبر اس نیورہ میں
 میں ہر اور یہ بات اندر سات سو ہجری کے ہر اور تمام سادات نیورہ و کریمہ کے اولاد سے
 انہیں سید محمد عرب خٹک سوار کے ہیں اور بہت اولاد انکی مواضعات کندہ وئی و آدم پور
 پیلانوان و غیرہ میں ہیں اور یہ بات سنی گئی ہے کہ اُن سید محمد عرب کی ایک بھائی
 سید حسن خٹک سوار تھی کہ اولاد انکی قریب اجیر کی کسی ہاڑی پر بسی ہوئی ہیں مگر مکہ خود
 کوئی تحقیق اس بات کی حاصل نہیں ہے۔ اور یہ سید محمد عرب سادات رضوی سی تھے
 بہر حال ہماری مان انکی نسل میں بنت سید سلامت علی ابن شاہ سید محمد دائم ابن سید
 محمد منور ساکن نیورہ قریب دانا پور کے تھیں جو کہ بتاریخ ۱۰۳۷ھ و ۱۰۳۸ھ ہجری مطابق
 ۲۴ و ۲۵ بر ۱۸۲۲ء کے انتقال کیا اور عبادت و ریاضت فقر و غیرہ میں گویا قدم بقدم
 اپنے دادا کے تھیں اور مادہ تاریخ انتقال انکا حسب ذیل ہے

| | |
|--|------------------------------|
| وہ بی بی حیاتن جو تعین عابدہ | بیاد الہی وہ کامل ہوئیں :- |
| جو رحلت کو پوچھا تو دل فی کہا | کہ ہر سال جنت میں داخل ہوئیں |
| اور معلوم ہوتا ہے کہ اس شاعر نے ہوئیں کے ہمزہ کا جو حرف واو کے بعد ہر ایک عدد | |
| لیا ہے اور یہ ایک عدد لینا ہمزہ بجای الف کی درست ہے ہر اور ہماری مان کی باب | |
| سید سلامت علی بعدہ صدر امینی ضلع شاہ آباد کی مقرر تھی اور انتقال نکا ۱۲۳۵ھ ہجری | |
| یعنی ۱۲۳۵ھ فصلی میں ہوا اور سید نجم الدین مولف کتاب مصابح الظلام و غیرہ کی اور | |
| سید فرید الدین صدر امین شاہ آباد کی اور راقم حروف تین برادران تھی کہ سید | |
| فرید الدین ہماری منجملی بہائی نے بتاریخ ۲۸ جمادی الاول ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۱۲۳۵ھ | |
| روز چار شنبہ کی انتقال کیا اور مادہ پیدائش انکا کسی شاعر نے حسب ذیل قلم بند کیا ہے | |
| تاریخ ہجری ظہور حسن :- | تاریخ فصلی ظہور حسن :- |
| ۲۹ | ۲۱ |

اور قطعہ تاریخ انتقال انکا جناب مستطاب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی سے
عزلی میں حسب ذیل ہے

| | |
|--------------------------|---------------------------|
| اذ فرید الدین لا قی مربہ | من خیار الناس الی الفاطمہ |
| دمت تادیخ التلک الواقعہ | قال قلبی نبیل حسن الخاتمہ |

اور خدا کی فضل سے سید لطف الرحمن اکلوتا بیٹا ہماری شجلی بہائی موصوف کا بیٹہ
سہی موجود ہے اور اپنی زمینداری کا کام کرتا ہے اور سید نجم الدین صاحب برادر کلان
اور راقم حروف کو متعدد پسران و دختران موجود ہیں اور سید قطب الدین پسر
اکبر بڑی بہائی کا جو ایک داماد ہمارا ہے بعد ہر سب ڈیپوٹی کلکٹر کے مقرر ہے اور سید
محی الدین پسر دوم انکا سرشتہ انگریزی محکمہ فوجداری میں نوکر ہے اور سید امداد امام
پسر اکبر ہمارا مدرس عزلی پٹنہ کالج کا ہے اور اشعار اسکی مناقب علی مرتضیٰ میں اندر فصل
۸۶ کتاب ہذا کی منقول ہیں اور سید فضل امام پسر دوم ہمارا ایک شہر منجملہ کشنران میں سبیل
کمیٹی شہر پٹنہ کے مقرر ہوا ہے اور ہماری مانگو تین برادران تھے سید لطف علی و سید رحمت علی
و سید شجاعت علی اور منجملہ انکی سید راحت علی منجملے مامون ہماری ایک بڑی نامور و سخی مرد
اور فیاض آدمی تھے اور انکی قبر پر مادہ انتقال انکا حسب ذیل کندہ ہے۔
بود سید جنتی راحت علی بن اور پسر اکبر انکی سید محمد کاظم تھے کہ کسی عہدہ اعلیٰ میں بایام
نوجوانی اپنی اندر چھپس برس کے غازی پور میں لا ولد انتقال کیا اور پسر دوم سید
راحت علی کے سید عبدالحمید منجبر کو رٹ آف ڈاڈوس ضلع شاہ آباد کے اور رئیس وقت کام
نیورہ کے فیصلہ عالی حی وقائم ہیں اور انکا بیٹا سید عبدالحمید ایک لائق لڑکا نکلا ہے
اور حال میں شادی اسکی ساتھ دختر سید امداد امام پسر کا ان ہماری یعنی ساتھ پوتی
ہماری کہے ہوئی ہے اور سید لطف علی و سید شجاعت علی بڑی اور چھوٹی مامون ہمارے

لاؤ لگد گز گئی اور سید فرزند علی پسر سید کرامت علی از بطن مسماۃ واسعن ایک خالہ بہار
 ایک شخص از بس لائق ذوی شعور تھے اور بعد انجام عہدہ سر شستہ داری عدالت
 دیوانی ضلع شاہ آباد بعدہ وکالت درجہ اعلیٰ ضلع ساران کے بہت نام و نشان و
 عزت و آبروی سی سقر تھی کہ بتاریخ ۲ جمادی الاول ۱۲۸۳ ہجری مطابق ۲۳ جولائی
 ۱۸۶۶ء کی بعمر اندر بیچاس برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انتقال انکا جناب
 سید مہدی حسین صاحب خناہاری قلوبت دار سے حسب ذیل کیا خوب ہو۔
 بفرزند علی جنت عطا شد۔ اور سید فخر الدین پسر اکبر سید فرزند علی مرحوم کا عربی
 و فارسی و انگریزی میں از بس لائق ہو کہ ذکر کوسکا اس کتاب میں اندر فصل ۴۴ کے
 ہو چکا ہو اور سید فخر الدین کا ایک خواب بہت عجیب ہو کہ اُسی مجرم گذشتہ کی نوین
 تاریخ گورات کی وقت خواب میں دیکھا کہ جیسی ایک شخص نے اس فخر الدین کو کھٹا
 کہ ایک شخص غریب بہت جاڑا کہتا ہوں سو اپنی کمل کو جو برف لانے کے واسطی ہو
 سو اگر وہ کمل اُسکو دووگے تو تلو برف سی زیادہ آرام ملیگا غرض جب فخر الدین
 اُسوقت جاگا تو ایک آواز سنی گئی کہ جیسے باہر میں کوئی شخص کچھ کھ رہا ہو آختر
 فخر الدین اپنی خلوت کی مکان سی صدر زنانہ میں اور وہاں سے دروازہ کھول کر باہر
 کمرہ کے صحن میں آیا اور صدر دروازہ کھولو اگر کے باہر آیا تو کیا دیکھتا ہو کہ ایک
 ہندو فقیر صرف ایک لنگوٹی پہنے ہوئے جاڑی سے ٹھہر ٹھہرا رہا ہو اور کھ رہا ہو
 کہ امام صاحب کمل دو تب فخر الدین جلدی سے پھر آیا اور تو شک خانہ سی اُس کمل کو
 نکلوا یا کہ جو گرمی کے دن میں واسطی برف لانے کے مقرر تھی اور اُس کمل کو لیکر کے
 اُس ہندو فقیر کو اوڑھا دیا اور وہ ہندو فقیر وہاں سے اُٹھ کر کے وہ کمل اوڑھی ہو
 امام بارہ کے چبوترہ کی پاس اگر کے اور اُس چبوترہ سی بطور سجدہ شکر کے اٹھا

انکار کے اُس چوترہ کی پاس رات بھر ٹھہرا رہا اور آخر جب دن ہوا تو فخر الدین نے
 نہی کس منگو کر کے اُس فقیر کو دلوادی غرض کیا شان ہو حضرت امام حسین علیہ السلام
 کی کہ ایک ہندو فقیر کے سوال کو بھی رد نہیں کیا اور اب حال عقیدت فخر الدین کا یہ ہو
 کہ کان خام امام باڑہ کو کچھ اینٹ وغیرہ سی باہتمام حاصل اپنی درست کر رہا ہو خدا مبارک
 کرے آمین۔ اور سید نصیر الدین پسر دوم برادر مرحوم کا بعدہ سب دیوٹی کلکٹر کے
 مقرر ہوا ہو اور سید شرف الدین پسر خور و انکا شہر لندن ملک انگلینڈ میں واسطے
 حاصل کرنے درجہ بارٹری یعنی وکالت کی قانون روم وغیرہ پڑھتا ہو اور سید عبدالوہاب
 برادر دوم سید فرزند علی مرحوم اور سرشتہ دار حکم صدر الصدور شاہ آباد کی ایک بڑی
 سخی و فیاض آدمی تھے کہ بتاریخ دہم چادی الاول^۹ شمس^{۱۲} ہجری مطابق ۴ نومبر سنہ ۱۸۶۲ء
 بمقام اندر ۳ برس کے انتقال کیا اور مادہ تاریخ انکا حسب ذیل ہے۔

یا آئی داخل خبثت ہو و عبد الوہاب۔ اور سید ظہیر الدین پسر سید عبدالوہاب مرحوم
 کا انگریزی و عربی و فارسی میں بہت لائق ہو اور امتحان وکالت درجہ اعلیٰ ضلع کا
 ہامی کورٹ الہ آباد میں طے کر کے داخل وکلائی عدالت ضلع غازی پور کا ہوا ہو اور
 سید عبدالکریم برادر سوم سید فرزند علی کا جو بجای سید عبدالوہاب بھائی اپنی کے
 سرشتہ دار صدر الصدور شاہ آباد کا مقرر ہوا تھا اندر عمر تیس برس کی بتاریخ
 ۱۰۔ صفر سنہ ۱۲ ہجری مطابق ۲۷ جولائی سنہ ۱۸۶۳ء کی لاولد انتقال کیا اور سید محمد امین
 برادر چہارم سید فرزند علی مرحوم کا سرشتہ دار منصفی شہر پٹنہ کا ہو اور داماد ہمارے
 بڑی بھائی سید محمد نجم الدین صاحب کا ہو اور سید محمد حسین صاحب پسر اکبر سید
 کبیر حسین مرحوم ایک مختار کارنامی مقام کلکتہ کا بیاہ جو ساتھ دختر کلان سید حرم علیہ
 منجملے مامون ہماری کے ہوا ہو سو یہ ایک بہت لائق ہیں اور مسلک تصوف انکا

اور محبت المہدیت ایک خاندانی بات اُنکی بہو اور اُنکی باپ سید کبیر حسین صاحب جو ایک
نخستار کا رقبہ سرکار ہمارا جہ مترجیت سنگہ بہا دراجہ مقام نگاری ضلع گیا کی تھے
سو شعر مفصلہ ذیل ہمارا جہ موصوف بعدِ عیش و نشاط سال کا قابل نقل کر نیکی معلوم ہوا
رُسیان خودم خور بندمی باشم کہ دیر پیری ۰ بیاد مہمید ہر کس ترز ایا م جو انہما
اور ایک خالہ ہائی سما فصیحون زوجہ نیر بضاعت علی کی ۱۲۹۹ ہجری میں وقت نما
ہجرت کے عین سحر وین جانماز پہانتقال کیا اور اس جانماز پر سی مردہ اٹھائی گئیں
اور انکو تین سپران تھی ایک سید محمد عدیق مرحوم محقق فتر عدالت دیوانی شہر
پٹنہ کے تھے کہ جو ۱۲۹۸ ہجری میں لا ولد انتقال کیا اور بہت نیک و محمود عام تھی۔
دوم سید محمد بھی منصف مقام بہار ضلع گیا کی تھی اور اُنکی جان کثرت عبادت و ریاضت
سی گئی کہ رات دن میں صرف ایک ٹکرہ جو کی روٹی کا کچھ ساگ کی ساتھ کھاتی تھی در
سرکاری کام سی فراغت کر کے روزہ داری و شب بیداری میں رہتی تھے اور ۱۲۹۹
ہجری میں لا ولد انتقال کیا اور مادہ انتقال نگار رقم حروف سی حسبِ ذیل ہے۔ داو غم و درد دا و
سوم سید محمد خرم کہ اپنی زمینداری کا کام کرتے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ انکو بھی کوئی اولاد
اس وقت تک نہیں ہو اور پیدائش رقم حروف کی بتایا ہے ۱۳۰۱ صفر ۱۲۹۹ ہجری مطابق
۱۳۰۱ و سمبر ۱۲۹۸ ع کی ہوئی تھی کہ اس وجہ سی نام تاریخی ہمارا اظہر حسین ہے شعر
وای نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا ۰ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا انسانہ تھا
نہم یہ کہ اندون بسبب کثرت تقریبات شہادی وغیرہ کی رقعات نوید مختلف طور کی دیکھی
گئی سواب تعصب کا حال یہ ہے کہ ایک رقعہ میں ذکر نکاح ام المومنین کا حمد میں اور ذکر
نکاح شیدہ فاطمہ علیہا السلام کا بعد اسکی نعت میں تھا اور عبادت نکاح ام المومنین
کی اسطر حیرتھی کہ ام المومنین را در مجلس ملائک علی رؤس الاشهاد در عقد داد

سو اگر اس مالمونین سی حضرت عائشہ مراد ہوں تو نکاح انکا معمولی طور پر ہوا تھا کہ یہ نکاح مجلس ملائک کا حضرت زینب عتی متعلق ہونہ حضرت عائشہ سی اور چونکہ حضرت عائشہ سی کوئی اولاد نہیں ہوئی اس واسطی ذکر انکی نکاح کا رقعجات شادی میں دستور نہیں ہی اور اس واسطی ماہ ذیقعدہ میں چونکہ حضرت عائشہ کا ہوا تھا سو اس مہینہ کو خالی کا مہینہ کہتی ہیں اور اس مہینہ میں نکاح سی پر سہیز کرتے ہیں اور قریب قریب اس رقعہ کے بعض دیگر رقعجات اہل تسنن میں بھی کچھ کچھ بوی تعصب سنیت کی بطرز جدید دیکھی گئی شعر

زہرِ غم نوش کن و لب بشتکایت مکشا :- کہ شکایت ز فلک شیوہ عام است اینجا
ماگتین رقعجات منجملہ دیگر رقعجات اہل تشیع کی ہلکونہایت درجہ پسند اور قابل نقل کے
معلوم ہوئی ایک رقعہ نوید سید ولایت علی خان صاحب سی آئی ای کا کہ نظم کا جناب
مولوی سید نور الحسن صاحب استاد نوشہ سی بہت لطیف و بلیغ طور پر مرتب ہوا ہے
اور ان اشعار پر جو نہایت درجہ انتخابی مضمون کے ہیں نشان حرف ص کا دیا گیا
دوم رقعہ نوید سید واعظ حسین ساکن موضع پالی ضلع گیا کا کہ حمد و نعت اسکا بذکر
آیت تطہیر اور فقرہ اما بعد اخف الکونین التمسک بالتقلین السید واعظ حسین کا
ہلکوپسند ہوا اور ذکر رسم کند وری کا بہت پسند ہوا کہ قدیم طریقہ عام ہلکوں کا یہی ہے
اور یہ سید واعظ حسین ہماری قرابت کی آدمی ہیں سو تم رقعہ نوید جناب راجہ سید
غضنفر حسین و راجہ سید باقر حسین تعلقدار ان اکبر پور علاقہ اووہ کا کہ بہت سادہ
معمول پر عبارت الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلق محمد سید المرسلین
و علی آلہ و عترتہ الطاہرین مکہ ہو اور ایمان و حب البیت سے خبر دیتا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

زہی حمد آن بادشاہ مجید
 صدف را گھر بحر اموج داد
 رسولم گل بوستان خلیل
 بر آن خسرو نہ محل صد درود
 سرور دلش حضرت فاطمہ
 وصیش بتوقیر از جملہ مبیش
 خوشارفت و نشان آن شہسوار
 علی را ز دار حند او رسل
 حسن رنگ افزای باغ جهان
 و حید زمان سرور مشرقین
 بہ نسلش ہمہ مہر تابان شدند
 پس از حمد و نعت خدا و نبی
 بگلشن نسیم بہاری وزید
 در نیوت از فرط عیش و سرور
 گل گلشنم سروستان من
 چو شد لفظ الطاف ضم بحسین
 بساں خضر باد عمرش دراز
 ز افراط افصال رب غفور
 بتاریخہائے سعید و نکو

کہ نہ حجبہ آسمان آفرید
 بہر فرد از فضل خود زوج داد
 جلیل و جمیل و شکیل و عقیل
 کہ در پردہ حق را ز با او کشود
 خدا کرد عصمت بہر و خاتمہ
 کہ بہاد بر پشت او پای خویش
 نبی داد دختر خدا فدو الفتار
 علی کا شفت ستر ہر جزو کل
 از گوشت سر سبز کون مکان
 شہنشاہ عالم امام حسین
 عیان نہ امامان فریشان شدند
 و ہر مژدہ نو دلایت غلے
 گل ولالہ در بوستان بروید
 رسانم نویدے بنزدیک دور
 سرور دلم راحت جان من
 شدہ منجلی نام آن نورعین
 معین شدہ عقد آن سرفراز
 نمودم بنا بزمہائے سرور
 کہ در ذیل ثبت است تصریح

| | |
|---------------------------|---------------------------|
| همه صاحبان مسرت پسند | آن روزها عزت افزا شوند |
| بهمراه نوشته روند از کرم | بشان و شکوه و بجاه چشم |
| ز اشتقاق یاران یاران نواز | کنم نشا و مانی شوم سرفراز |

نقل رقعۀ دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله العلیّ الکبیر والصلاة علی رسولہ البشیر واهلبیة الذین شرفناهم
 آية النظم بمرام بعد اخذنا لکونین التمسک بالنقلین السید اعظم حسین
 اعطاء الله سعادة الدارين نجدهم علی وجبت بزرگان ویشان و بجان خدای
 نشان چنین تمس است که درین زمان مسعوده آوان محمود که غنا دل چمن به نغمه نجیبا
 به شغول لیل و نهار و یکایک عباد شریکه رسان آمد بهار است به صلاح بزرگان و آیتها
 و باور ان عالی و قارچان رفته بین آورده که بتاریخ دوم روز جمعه چهارم لای اول
 زهم سایه بندی و بتاریخ سوم روز شنبه نیاز کند وری و سامان ارباب نشاط و بتاریخ
 چهارم روز یکشنبه روانگی بارات قوت افزای بصیر سعید و دوسر اسید حیدر رضا
 طال الله حیاته و مملکت در جات بمقام پالی قرار یافته امید که گرمی هنگامه نشاط
 را از قدوم میمنت لزوم نور آغلی نور ساخته رونق دوبالا بخشند و السلام بالاکرام
 زیاده ناطقه آرزو مند گفتار است و با صره متمنی ویدار -

امیر کرم هست بخورشید تهارا : شامان چه عجب گر بنوازند گدرا
 العاقبة بالعافية **نقل رقعۀ سوم** جانب جبه سید غنفر حسین راجه سید باقر حسین

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمین والصلاة علی سید المرسلین علی ائمة الطاهرات

اما بعد درین ایام میمنت انجام که الطاف حضرت آفریدگار شامل حال و کافلانانی
و آمال است غافلانه فصل بهاری درگنبد دوار پیچیده و زمزمه عیش و طرب ز فروش
زمین تا عیش برین رسیده ترانه سرت و انبساط از کام و زبانها در جوش و مرغان چمن
هر سو محو الحان و پیغم خوش

| | |
|------------------------|--------------------------|
| گلها و بهار فوج در فوج | مرغان و ترانه موج در موج |
| روی سمن و بهار شمشاد | از شام و سحر نمیدهد یاد |
| نظاره آب و رنگ گلها | بے جام و سبب و نشاط افزا |

بتقریب تسمیه و مکتب نشینی و نیز غسل صحت از رسم مسنون اختنان نو نهال چمن اقبال تازه
سرو حدیقه آمال برنج و روار کامگار قره العین سید ابو جعفر صانده اند عن کل شین بمقام
متو پور انعقاد بزم نشاط قرار گرفته و تاریخ پنجم و ششم شهر ربیع الثانی یوم شنبه و یکشنبه
زیب تعیین پذیرفته چشمه شربت از حضرت روسا عالی شان و اعرافه و الاد و مان اجاب
خلت نشان چنان است که بتاریخ معین یا قبل از ان بقدم بهار لزوم خود بزم نشاط را
زیب و بهار بختند و محفل انبساط را رنگین فرموده گل منت و افتخار بر فرق نیاز گذار گذارند
فقط و مهمیه که ایک تشبیه مذہب الحسنات معاویه شاهی اور مذہب شیعہ اور
مسلك تصوف کی ہماری خیال میں یہ ہو کہ مذہب فی تفضیل شیخین معاویه شاهی کا
مثل ایک بت سنگین دل کی ہو کہ جو ہاتھ پاؤں اور آنکھ ناک اور منہ اسکا خوب حدیث
وغیرہ سی خراش تراش کر کے ایک خوبصورت آدمی کا نقشہ بنالیا ہو مگر اس میں سبب
نہوئے محبت الہیت کی کچھ جان نہیں ہو اور جیسا کہ مسلمان باو شامیوں کی قوت کا کسی
کی ناک کسی کا منہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہو سو اسطرحی مسئلہ سنیوں کا کمتر صحیح
ثابت ہوگا اور آیت سورہ مریم اذ قال لا بیہ یا بابت لہ قبول مکلا یسمع

ولا یبصر ولا یغنی عنک ششیہا کی یاد آتی ہو یعنی ابراہیمؑ فی کہا اپنی باپ کو کہ
 اسی باپ میری تو کسو اٹھلی عبادت کرتا ہو اسکو کہ جو نہ سنتا ہو اور نہ دیکھتا ہو
 اور نہیں فی نیاز کر لگا تجھ کو کسی ششیہا سوا ان سنیوں کی حضور میں ہماری عرض یہ ہو کہ
 معاویہ وغیرہ کیا کام آونگی مناسب ہو کہ قبل منیٰ کی اندر لوای محبت حیدری کی چلی آئی
 کہ خدا و پیغمبر آپ سہی راضی ہوں اور شفاخت مولیٰ علی اور آب حوض کوثر کا آپکو
 نصیب ہو اور مذہب شیعہ کا بھی ایک پتھر ہو مگر وہ پتھر ایک ہیرا کوہ نور کوہ طور
 کا ہو کہ جو خزانہ بادشاہی کی چیز ہو یعنی کہ مذہب شیعہ کا تمام مترتاج قرآن و حدیث
 نقلین کا ہو اور ارکان نماز وغیرہ کی خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
 مروی ہیں مگر بسبب تبرا وغیرہ کی یہ ہیرا کس قدر گر د آؤد ہو گیا ہو اور مسلک تصوف
 کا بھی ایک ہیرا ہو کہ جو کوہ نور کوہ طور کے برابر تو نہیں ہو مگر بوجہ استغراق یاد
 آئی و محبت الہیت کی یہ چوٹا ہیرا وہ ہو کہ جو خلعت شاہی میں سر کی کلنی میں جڑا
 ہو املتا ہو یا زوہم یہ کہ اگر ہیکو سنی کہا جائی تو ہم سنی بی تعصب ہیں یعنی فضائل
 و دلائل الہیت میں شیعہ سے کچھ کم نہیں ہیں اور اگر ہیکو شیعہ کہا جائی تو ہم شیعہ بی تقیہ
 و بی تبرا ہیں اور محبت دوازده امام کی ہم خدا سی چاہتی ہیں کہ آخر وقت تک اور
 قبرین اور شہرین ہماری ساتھ رہو و وازوہم یہ کہ بوقت دعویٰ باغ فدک کے
 حضرت ابو بکر و حضرت عائشہؓ فی یہ حدیث بیان کی کہ الانبیاء لیرثو و لہو یورث
 یعنی کہ انبیاء کسی کے وارث ہوئی اور نہ کوئی انکا وارث ہوا اور حضرت عمرؓ خوب
 آمین اللہ میں اس حدیث کی ہمدستان ہوئی اور حضرت فاطمہؓ اس بہانہ سے محروم
 کی گئیں سو یہ حدیث صراحۃً ساختہ و موضوع ہو اسوا سطلی کہ یہ حدیث صریح خلاف
 آیت قرآنی و وراثت سلیمان و داؤد کی ہو اور علاوہ اسکی حضرت پیغمبر جو

کم سنی میں تنہا ہوئی تھے سو چند شتر انکی حصہ کے حوالہ ابو طالب انکی چچا اور ولی کی کمی گئی
 اور ہر گاہ حضرت رسول کو پیغمبری بعمر چالیس سال کے ہوئی تو بوقت مرنے عبدالمطلب
 انکی باپ کی لوگوں کو کیا اطلاع ہو سکتی تھی کہ یہ لڑکا آخر کو نبی ہوگا کہ قبہ منور احتمال نبی ہو
 حضرت رسول نبی حصہ داری مگر وہ پداری سے محروم کئے جاتی سو مضمون فقرہ اول
 نہیں وارث ہونیکا محض بی بنیاد ثابت ہو اور اسی واسطی اگر اس حاجت میں صرف
 اوپر فقرہ دوم کے اکتفا کیا جاتا تو انکو اختیار و قابو تھا کہ اس حیلہ سی حضرت فاطمہ کو
 محروم کرتے اور ہم چوچہتی ہیں کہ کیا حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب و سلیمان و داؤد
 وغیرہ انبیا اپنی وراثت آبائی سے بعد از انبیا ہونیکے محروم کئے گئے تھے اور یہ بات
 نہیں ہر بلکہ تو ریت و دیگر کتب عہد عتیق میں ثابت ہے کہ ان سب انبیائی اپنی جائیداد
 موروثی پر قبضہ پایا تھا اور اسی بنیاد پر حکومت بیت المقدس و فلسطین و کنعان
 وغیرہ کی حسب وعدہ الہی کے یکے بعد دیگرے اسی نسل بنی اسرائیل میں ہوتی چلی آئی
 اور کیا قصور انبیا کا ہو کہ ہم خواہ لوگ وراثت پادین اور وراثت انبیا کی محروم
 رہیں ہاں صفات ذاتی انبیا اور تمام عوام و خواص کے البتہ ایسی ہوتے ہیں کہ سہل
 وراثت کو کچھ دخل نہیں ہو مگر ہم دیکھتی ہیں کہ حضرت علی کو اصل وراثت صفات
 نبوت کی بھی ملی تھی اور اسی واسطی اب آرزو یہ ہو کہ ایک شرح اردو اشعار عربی
 دیوان مظہر العجائب حضرت علی ابن ابیطالب غالب علی کل غالب کی بھی کجائی تاکہ
 رفعت و جلالت شان انکی ظاہر ہو اور تمام سلو کات خلفای ثلاثہ تابعیہ کے اور
 انکی نسل کی اسطرچہ ہوی کہ جیسے پیغمبر خدا کلام یعنی محض لا و ہٹ مرسے ہوں مگر عجیب
 قدرت خدا کی ہو کہ دو از وہ امام سی یہ گھر ہمیشہ کو آباد رہا اوہ معاویہ و یزید کلام ہو گئی
 حسب آیت ان شانک ہو کا ہنر کے کہ کوئی شخص ہونا اپنا نسل معاویہ و یزید سی

قبول نہیں کرتا ہر اور چند صاحبان معزز کی ہر ایک فرمائش خاص یہ تھی کہ ہم کوئی کتاب بطور یادگار کے لکھ جائیں سو اتفاقاً تعمیل اس فرمائش کی بذریعہ تحریر اس سالہ حد تحقیق کے ہو گئی مگر خوف یہ ہے کہ البتہ یہ کتاب موافق طبع انکی نہوگی اور زبان حال انکی یہ بات کہہ سکتی ہے کہ اصلاح نشد بلا شد بہر حال بطلی تسکین خاطر ہماری اس بقدر پس ہی کہ بسیاری صاحبان علم و شعور فی فریق شیعہ کے قدر دانی اس کتاب کی ہماری حوصلہ سی بھی زیادہ تر کی۔

نقل خط جناب راجہ سید غنیمت حسین صاحب تعلقہ دار اکبر پور ملک او وہ

جناب السید السند والجمید المستند البحر المقام و البحر العلامۃ الزمان نعمائے لدور
صدر الصدور محاکم الدینیہ و الشرعیہ آمر الامور معالم الاصلیۃ و الفرعیۃ المودعی الامعی
و المودعی السلیع منطقہ کمرہ تدقیق نقطہ دائرہ تحقیق فاصل بین الحق و الباطل فاضل
عین الصدق و الکامل وحید الدہر فرید العصر ادام آلہ العالمین جلالہ مد علیہ الالعلوم
حدی کہ کشفات سوابق نیاز و اخلاص مشام جان اخوان الصغار معطر و جامی کہ بفتوحات
رواق خلوص و اختصاص و داغ دل ارباب صدق و وفار اسنضر دار و جناب رفیع
و صدر رفیع کہ جمیع مقبلان روزگار و مرجع صاحبان انخیز بہت ہدیہ می فرستد و امید
استجابت در منظر تصور کر است منظر خادمانہ می الیستدع کہ قبول افتد زہی سر و شرف
انار مساطر اقلام گوہر بار و النوار جو اہر کلام در زنتار طلیعہ جنود مسعود حجۃ الزمانی ذریعہ
و فرد مسعود و دولت جاودانی غیوم ماطر و بر ظہر قحط سالی و غمام متقاطرہ مانا بہت عالی
اعنی کتابات عطریۃ الرقوم و خطابات مسکیتہ الرسوم اعذبان من الفرات و الکوثر
و اطببان من المسک و العنبر محتوی بفتوحات فاحشات کرمیہ ذلک الکتاب

لاریب فیہ ہدی للمتقین و منطوی بفیوضات لایحات منطوق ہذا کتابنا یطوق علیکم بالحق
والیقین محلی بزبور اعجاز و ارث عالم لدنی مسمی بجد تحقیق بمشرب سنی مرتہ بعد اولی
و کمرہ بعد آخری مانند معصرات مستنزلہ باستبشار دورہ شمس و راسد و سنبہ و جب
ممطرہ و صحت مطہرہ بایدی سفرۃ کرام برترہ در اوقات سعیدہ و ساعات حمیدہ نزول
ابلال جاودانی و حلول آمال و ابانی مرحمت و ارزانی فرمودہ خوف شور و سرور
موفور و ابواب فرج و جہور نا محصور بر روی ارباب عقل و شعور سیمابیدہ مخلص مجبور
کشود بلکہ سیواد ہر خرفش گلوی حور از غرقات قصور بسایر بیوت و دور اہل جنان و
فراویں معمورۃ النور کالنور من شوال مخ الطور بہر نز دیک و دور می نمود یا و اسن آہن
اکواب یا قوت و بلور پر از شراب طہور مرکب بمزاج نرنجبیل و کافور بر راحات ایادی
حور روشن تر از وجنات ہور جلوہ شہود و ظہور می افزود و **باب**

اتانی کتاب من المستطاب
کطوبی تظل علی کل باب

فاندی بنفسہ لاتیانہ
کموسی فداء لفصل الخطاب

الحق حق و لا سہ امام حق وصی مطلق ہمین است کہ ازان سید جلیل جنریل سلیل
ہمان امام نبیل و جلیب و خلیل و صنو جلیل و صہ جمیل قدوہ آل ابراہیم اخلیل صلوا
اللہ البقیل النبیل علیہما و علی آباءہما و ابنائہما بر روی کار آمد جزاکم اللہ فی الدنیا
و الآخرۃ خیر الجزاء بحمد و اللہ الی محمد و لو حسن اللہ کہ آن ساعی
شعائر لا اسئلکم علیہ اجوا لا المودۃ فی القربۃ و داعی مشاعر سجیل لم
الرحمن و دآ مجارے اوقات عمر عزیز شریف را در رفع اختلاف و دین فیض
و از الافراق نخیف کہ باجماع خفیف اہل سقیف رو داده بہر کردند و این ولایت
عظمی و نعمت کبری بسعی مشکور و جہد موفور بدست آوردند ہمانا از باقیات صالحات

و نایات طالحات تا زمان ظهور موفور السورایه جلال الله وقائم آل الله یادگار آن
 بیستس حقائق التنزیل بدقائق البیان و مکتس مبانی التاویل بمعانی القبان
 خواهد ماند و گمشتگان تیه ضلالت و غوایت را باندک غور و فکر بصراط المستقیم
 و منهاج توکیم هدایت خواهد رساند

مرحبا مر جبا جزا اک الله آفرین آفرین بقاک الله
 و حقیقت ملازمان آن کاشف برقع استار اتفاق و اختلاف عارف مواقع
 اسرار وفاق و خلاف در طلب حق آل رسول از دلایل و براین معقول و منقول
 کاری نمایان کرده اند بلکه حقا ثم حقا که برخدا و رسول و زوج بتول احسان فراوان کرده
 که در کج به فقره و گوشه هر کلمه حق نهفته را نشان داده مانند بیضای موسی بر کف دست
 آورده اند گویا و چنین تنهائی و بی نوائی و بی کوسی و بی لوائی رستمانه و مردانه
 بزود الفقار زبان و نیزه خامه مقطوع اللسان بلسان بشتکرتی پوشان و سپاه ناحق کیشا
 شکست آورده اند

این کار از تو آید و مردان چنین کنند بان پیردان ضیغم یزدان چنین کنند
 الحاصل را قلم راقم آثم زبانی ندارد که شمه از مدحت آن بمعرض بیان آرد امیدوار الطاف
 کرمیانه و منت گذار اعطاف قدیمانه آنکه از عطای بقیه این عطیه رخصیه و تحفه بهیه
 و بدیه مرضیه بهره اند و ز سعادت کونین و کامیاب رشادت دارین فرمایند و جرم
 تاخیر ارسال رسیدش که بوجه هجوم افکار سرزده به کز لک عفو حک نمایند

منظومه ساقی نامه لرا قلم

| | |
|-------------------------|-------------------------|
| ساقیا سالکین دلکش کو | شاید نازنین هوش کو |
| آن خم عهد خم کجاست بیار | قلمم رشک قلم کجاست بیار |

| | |
|--|--|
| <p> از خمار شبینه جان بلبم آبله پا مشو بدادن جام نامه جانفزاے یار رسید چشمه لبلا ن شنبو بخروش می سراید یکے ترانه خوش بلبله حالتی عجب دارد یازده سن شروع هجرت بود بارها گفته بود پیغمبر لیک باطل چنان هجوم نمود دیدم جمله با صر و دنیا دست حق اندر آستین آمد شد مفضل آنکه فضل بود ستم و ظلم و جور شایع گشت تا بقول یکے نکو گفتار آنکه قبوع بود تابع شد آنچنان دین باختلاف رسید گشته شد شمع دین بکرب و بلا باز خون مدینه گشت روان کعبه را هم بسوخت آن بیدین با چنین کفر اعیان و پدید </p> | <p> و ده صبوح سکیه جان بلبم السلام السلام زود خرام بلکه گویم که نو بهار رسید نغمه صلصلا ن شنبو بخروش می نواید یکے فسانه خوش بیت غم خوانده در طرب آرد که نهی زین جهان وفات نمود که نگر دوز حق جدا حیدر که بپوشید حق ز عین شهود لیک بنگر همه ز مهر و ضیا دست باطل بر آستین آمد حکم نافرمانگر معطل بود حب و دوفاق ضایع گشت به قضاے مقدر مختار اولین در شمار رابع شد که بعد یزید شوم و پلید گشت تاریک یثرب و بطن رفت آخر بسوی مکه روان کس نپرسید آن چه گشت چهرین جز باطل کسے حتی نرسید </p> |
|--|--|

| | |
|---|---|
| <p> که نیاید زوال وین بیدین حجت حق پدید ماند اکثر که رخ حق زوید این هفت خلق با هم گرسر پیکار یکبار رود و صد نو چار است نقد تحقیق را نمایش داد سعی مشکور او بخیر رسید صاف گرفت و در در اگنداشت حق گرفت و نمود داد نشان گشت همدوش با نوال رسول از حضور جناب ظل آل قائم و منتظر امام زمان یک بیک جلوه اش نمود از پیش بنوشت آنچه یافت از غریب نیک دریافت و نکو بنوشت در عدد هم علی بحق باشد که بحق علی کند اقرار نتواند نهفت حق ز نهار کان یعلو و کان لا یعلو حق گرفتند و قول باطل رد </p> | <p> لیک چون وعده خداست چنین بسر صد سن از قضا و قدر باز غیبت چنان بخلق آشفت سال نهصد گشت در تکرار سن هجری که حال در کار است تا جناب وحید دین آزاد بعد این مدت مدید و مزید اختلاف و خلاف را برداشت خط بطلان کشید بر بطلان داشت در دل چو حب آل رسول شد نزول کمک بعزت و جاه حجت حق خلیفه الرحمان یافت حق را بحیب سینه خویش در دلش ماند هیچ شک و نزیب حق همین است آنچه او بنوشت حق ولی و ولی بحق باشد جند اعالم نکو کردار حق بفرمود احمد مختار باز تعریف حق نمود ادا همچنان اکثر ز اهل خرد </p> |
|---|---|

| | |
|---|---|
| مثلاً اکثر ائمہ سنی امر حق را پدید می کردند می بود در تمام ماه روان چون بهر صد شهود اشهاد است تا عیان گشت حق بدولت او به تاریخ سال این تصنیف سعی مشکور باصواب افتاد | نما فعی تفتت انی ونسانی سب قوم یزید می کردند معین حق محب دایمان سینده صد بدست آزاد است باو دایم بخلق خست او عقل چون کرد فکر در توصیف حق بکسی نشسته زین آزاد |
|---|---|

بیوجیه الدین خان بهادر و آزاد نیور و

متممه سبت و پنجم شهر ربیع الاخر ۱۲۹۴ هجری
مقام اکبر پور ضلع فیض آباد
المتمسک بالذیل الثقلین

نقل خط جناب سید ریاض الحسن صاحب کلمنوی مدرس مدرسه احمادیه

جناب مولوی صاحب فخر الاواخر و الاوائل المتحد بالفضائل والمتحد عن الکرزائل
محی السنه ماحی البدعه دامت معالیکم و بورکت الیاکم و لیا لیکم۔

بعد ابدای هدیه بهیه سنت سنیه حضرت خیر البریه علیه وآله الاف التحیه گذارش مدعا
ضروریه اینکه درین زمانه که کساد بازار علم و انصاف از چار سو هوید و فساد آزار
اهل اجل و اعتساف کو بکوبید است رساله شریفه حد تحقیق که از مغنمات این زمانه
بلکه در مراعات بحجیه رفیقه انصاف و ترک طریقۀ نامرضیه معاندت و خلاف بسان
مولف خود موید و یگانه است بنظر قاصر گذشت و تحقیق انیق و تجرید عبتیق
سوجب انشراح خطا طر گشت زهی مولف و خمی مولف که قول الی الله المتعال
انظر الی ما قال ولا تنظرو الی من قال در نظر تحقیق بر غرضی و خوش اسلوبی

هر دو دال است یعنی نمیشود که شیعی بر مضامین حقائق اگین این رساله دل نبندد
 و محض بلایا انیمعنی که مولفش شخص سنی است کلام حق را نه پسندد بلی اگر سنیان معایه
 شایه که هنوز در همان پایه اولین بغاوت و کفر اهی اندیچو کلمات حق سمات را
 تلقی بالقبول نه نمایند و از غلبه محبت معاویه و عداوت آل رسول باستماع فضائل
 شیر حق و رزائل روباها مطلق از جا در آیند و جناب سامی را بگناه محبت ابلهیت
 و کلمات کسرت و ذیت تهم بر نفس و غلو فرمایند جا دارد که این حضرات بابرکات امام
 خویش شافعی را هم همین علت از همچو افترا و تهمت معذور ندانسته و فخر التشکلین خود را
 نیز بحرم یک کلمه حق که در نظر انصاف به نسبت دیگر محامد و اوصاف مرتضوی چندان
 پاینده اند و شیعی پیدا داشته اند چنانچه این طبناخ رکابی مذہب که از کانسہ لیسسی معاویه و
 اخرا بش در بغض علی ثابت الجاش بلکه مصداق مثل مشهور کانسہ گرم تر از آتش است
 در حق امام رازی چنین زبان درازی کرده که ان الفخرکان شیعیان یقدم محبة اهل
 البيت کحببة الشیعة حتی قال فی بعض تصانیف کان علی شجاعا بخلاف غیره انتم
 خوشحال شیعیان که در تقدیم محبت ابلهیت مطعون سنیان باشند و اسی بر حال
 چنین سنیان که در تنقیص مراتب این بزرگان نمک بر جراثیم اهل ایمان پاشند
 الاکن لازم بر اخلاص و سنیت خاص حضرت مولف که در اشکال ولای علی و اولاد علی
 از بند و قید بجانب بیجای عمر و زید آزاد اند و در سنیت بتعمیل ارشاد مرتضوی
 و لشاد و چنانچه روایتی طولانی در توضیح معانی اهل سنیت و جماعت و اهل بدعت و عت
 و کند اعمال تنقیس بطور و شطری از کلام بلاغت نظام امام نام مناسب مقام
 در اینجا مذکور بگرد و قال علیه السلام و اما اهل السنة فاهل المسکون یا سته الله لهم
 و رسول الله ان فلو اما اهل البدعة فالحالفون لا مر الله و لکنایه بر رسول العالمون

باراهم واهواهم وان کثروا واما اهل الجماعة فاننا ومن اتبعني وان قلوا
واما اهل الفرقة فالخالفون لي ومن اتبعني وان کثروا انتهم
پس باید که سنیان معاویه شاہی بر کثرت خود مغرور نشوند و بر ہمین جاده مدوح
و سنیت غیر مقدوح که جناب مولف در آن وجید اند ایشان ہم بروند خلاصہ چنین
کتاب لاجواب در مذہب اہلسنت تا این زمان بہ نظر فقیر نرسیدہ بلکہ چشمی ندیدہ و
وگوشی نشنیدہ

وگوشی نشنیدہ

کلید ذلك الوصف المطرخصه وان يك سابقا في كل ما وصفا
پس بشرط اسكان دوسہ جلد آن بہت اریکہ تا این زمان چاپ زدہ باشند باین مشتاق
نیز حسب نشان خاتمہ لطف فرمایند تا نہ ما خط نہریم بلکہ بعض خلص احباب خصوصاً
قاری فضل حق صاحب را نیز کہ زیادہ تر از خلص فریفتہ این اعجوبہ روزگار و شنیفتہ
این باغ نو بہار اند درین نعمت شریک خود کنیم و در حالت تعسر یک جلد ہم کافی است
و آیندہ ہر قدر کہ مطبوع شدہ باشد بعنایت آن مذاق قند مکر بخشیدہ باشند
و نشان این فی نشان جبین بس کہ در شہر لکھنؤ محلہ کٹرہ ابو تراب خان مکان مسکنہ
مولوی کمال الدین حسین حصار رسیدہ نزد فلان برسد و باین طور ہم ممکن کہ در شہر لکھنؤ
محلہ سری معالینخان در کوٹھی زرد ملوکہ آغا فی صاحب مکان مدرسہ ایمانیہ رسیدہ
نزد دریا ض الحسن مدرسہ درجہ عربی برسد کہ انشا اللہ بلا وقت خواہد رسید زیادہ شتیاق
سامی ملازمت بر مزید۔ الراقم الام عجلہ السید ریاض الحسن النقوی البخاری
الاشنی عشری الصفی فوری موطن او لکھنؤی مسکن او انجمنی مدفن انشاء اللہ علی العظیم
نقل خط حکیم مرزا احمد رضا صاحب بنیرہ جناب حکیم مسیح لدو کہ
بہا و مرحوم لکھنؤی ساکن کٹرہ سید حسین خان متصل خوک

شمس فلک علم ایقان بدر کامل نور عرفان سالک مسالک ایمان جناب مولوی
سید وحید الدین خان صاحب بہادر در دست برکات کم و لا زالت افاد اکرم -
سلام من خزان لطف دستے : علی امن عند کا مرحی و قسلبی
مدحاتی کہ معارف لال ازینا بیع خاص و خصوص جاری و تھیاتی کہ مجاری درود
در شارب صدورش از شوائب تکلف و کدورت تصلف عاری و خالی باشد
بالظہر و الاسحار بدر گاہ دولت آثار مرفوع میگردد اند

| | |
|---------------------------------|------------------------------|
| نسیم صبح سلام بدوستان برسان | پیام بلبل بیدل بگلستان برسان |
| تا کرد و جا بگو شمع آوازہ جمالت | خلوت سرای دل شد جولان گخیالت |

ہر چند دیدہ ظاہر بسعادت لقای النور فائز نگشتہ اما از استماع اخبار فضل کمال
آن منظور نظرات الطاف ملک متعال کہ در عرصہ خبر اربعہ خضر از مزہ صد آ آن
زیور گوش ہوش شدہ مہیج شوق عظیم است ۵

در دیدہ جانم چو توئی مردم دیدہ عالم بہ تو می بینم و رو بہ تو ندیدہ
افسانہ اشتواق و داستان الم فراق نہ ہمنایہ ایست کہ اندکی از ہزار و قدرے
از بسیار بجز تحریر در آورده ناچار

خانیہ شکستیم و لب بتم از تعداد شوق کان نہ در تحریر مانگید نہ در تقریر ما
مقد الحمد و المنہ کہ باعث تالیف و ترسیل کتاب سر پایہ ایت الموسوم بہ تحقیق
بشریب نی اگر غلط نکنم میتوان گفت کہ فی الواقع نمونہ ایست از اسرار الہی رمز
از رموز خلاق سپیدی و سیاہی کہ احدی راقا بلیست تبلیغ این امور باین خط پیش
حق پو شان عترت سید المرسلین و درین زمان و زمین بجز ذات فیض بنیاد انگری
در تبت ممکن نہ بود و غرض اوصافش چند اند کہ مر قوم کردہ شوند از رفعت شناسش حجاب

می آید و از علوی پایه نش آسمان خندد که شناسش دیگرست لهذا بنظر اکتساب
بر وفق تعریف کتاب اکتفایه ترقیم این دو تا بیت می نمایم ابیات

و صار لتکمیل البریة ضامنا

بتالیف من بعد ما کان کامنا

بنفسی کتاب جاز کل فضیلت

مولفه قد ابرز الحق خالصا

بهترین نور بعد رسال ناجات بلکه امید حصول شرف ملاقات وستیاب شده سرت
عظیم بخشید مرحوز الطاف لایزال آنکه بهره چه زود تر نسیم ظهور نور جمال با کمال مخدومی
بر چنین دل وزد و تر قرب از عنایات حضرت و اهب المواهب تعالت اسمائو و
توالت نعمائو آنکه ضیاء چشم مشتاق را بمعاینه غره غراو بمشاهده جمال جهان آرا
که عنوان سعادت و دیباچه دفا تیمم اداست بزودی روزی گردانند قریب محیب
کتاب و الا با حسن اوقات همدست عنایت فرمای بنده میر سخاوت حسین صاحب
پیش نجیف رسید عظم اندوچو ر کم و رفع امتد شانکم عنایت فرموده بردقت
اختتام کتاب از باقی اجزایش هم ضرور یاد فرمایند و حسب خواهش بعض احباب
که بود در صفت و سلمان و قار هستند ضرورت دو نسخه دیگر نیز هست بهر نوعیکه مناسب
باشد یعنی اگر کتاب مختشم الیه بفر و خست هم ممکن باشد فهو المطلوب و الا بقوای روی
تو نادیده همان آمدند آنهم مرحمت فرمایند فقط

الراقم الاثم مرزا احمد رضا بنیر جناب حکیم سیح الدوله بهادر مرحوم لکنوی ساکن
کثره سید حسین خان متصل چوک -

نقل خط جناب نواب سهراب جنگ بهادر

خلف نواب سید مهد علیخان بهادر ابن نواب سید کریم علیخان بهادر ابن نواب سید
منیر الدوله بهادر از کوئچی بهکنایه پاری شهر عظیم آباد تحریریه و تقریر حقیقت و فضیلت

الهدایت نبوت افتادگان چاه ضلالت را راه هدایت نموده الطاف گستر جزا کم الله خیرا
 کلا آستان بوت را بپرستان محب یک رنگ سحراب جنگ پس تبلیغ هدیه سلام مسنون هر چه
 از بی مطلب نگارش دهد انیکه دیر و زباعت سامان با و و باران و هم بسبب میسر نشدن
 اسب و اک از حصول شرف ملاقات آن وحید حصاری در گل اندم چشم عفو دارم انشا الله
 اگر حیات مستعار و فانی و فردا تا ساعت یازده بصحبت سر اسرافات ان الطاف گستر
 مستفید خواهم شد باقی تبسیر اوصاف نسخ هدایت خیز و رساله حقیقت آمیز آن حق شناس
 شفیق که فی الحقیقت دین محمدی و مذهب حق را روز باز از تازه بخشید افتادگان چاه
 ضلالت را راه هدایت نموده اند اگر هر بن مویم را هزار زبان شود یکی از هزار داند کی
 از بسیار شرح و ادون نتوانم انشا الله روز جزا صلاهی این خرق فشان و استخوان شکنی
 از خدا و حضرات اعلیٰ علیهم السلام خواهند یافت المختصر بعقیده این کهین بنده آستان
 ایامه هدی مطالعہ مجموع کتاب متبرکه که در ساله ربها که سواد حروفش را طوطیا می چشم بصیرت
 کور باطنان توان گفت خالی از عبادت نیست از وقتی که آن معصوم الطاف کتاب
 مذکور را بمن عطا فرموده اند یکدم و یک نفس از دست نگذاشته بمطالعہ اش مشغول باشم
 بل دیگر مشغلی ندارم و چه خطما که از مطالعہ اش بر نمیدارم و چه دعاها که بحق آن الطاف گستر
 نمیکنم جزا کم الله من رب الغفور و سعیم المشکور بخدا که اگر تمامی فرق اسلام فی الجمله خقل
 سلیم داشته حق پرست باشند و حق را از باطل و باطل را از حق فرقی نمایند این کتاب
 مستطاب را از جان و دل عزیز تر دارند و سواد حروفش را سرمه و ار بدیده دل کشند
 اما حق شناس کو عقل سلیم کجا فقط و السلام علی من اتبع الهدی سهراب جنگ عفی عنه روز جزا

نقل خط خراب مرزا محمد علی صاحب وکیل آگره

عمدة الاعاظم والارکان زبدة العماید والاعیان مولوی سید وحید الدین خان صاحب

بہادرزادہ شرفہم۔ بعد تقدیم مراسم تسلیم و تعظیم عرض میشود کہ نسخہ حدیث تحقیق بمشرب
 نسخی رسیدہ ممنون فرمود و تصور توقف اطلاع رسیدنش معاف بفرمائید۔
 مشغول بمطالعہ آن ہو دم دیر و زخم کم کردم و خطی برداشتم۔ کتابی است کہ اصل
 حقیقت خلافت و امامت و تشیع و تمیز این ہر دو را برہانی است روشن و جمع
 تفرقہ صدہا سال را کہ درین است مرقومہ واقع شدہ تدبیری احسن خدا تو فائق
 بدہ کہ شیعیان دست از سب صحابہ چنانکہ معمول شانست بردارند و سنیاں و دلیل
 خطا را اجتہادی پدیریز نہ پذیرد اختہ اقل علیہ ما علیہ گفتن رود و دارند و بے غلطت شان
 حیدری قائل شدہ غیر ابروی و وصی رسول ترجیح نہ دہند۔ آری کف لسان نسبت
 بسب صحابہ کبار بابت مشاجرات و واقعات ناملائم کہ دل و جان رسول حسن و قبح
 آنہا را خوب میداند لازم است و اگر واجب نباشد مستحسن بودنش عقلاً و نقلاً بہ
 اوضح بر این ثابت اعتقاد حقیر اینست کہ بحق خلفائ ثلاثہ بمثل امیر المؤمنین کلام باید
 کردن و یا آنہا باید بودن شاکر عطای کتاب موصوف ہرچہ ادا کنم کمتر است و
 آرزوی حصول بقیہ آن بعد اختتام طبع بیشتر و الباقی ۱۴۹۱ سنہ ۱۲۹۱ ہجری
 مطابق ۱۳ رجب ۱۲۹۶ ہجری منہ مقام اگر و گزری منصور علیخان رقیبہ بندہ محمد علی وکیل
 اور دیگر بسیاری خطوط جناب نواب انیسالہ ولہ بہادر میاں برج کلکتہ و جناب مولوی
 سید بخاوت حسین صاحب لکھنؤ و محمد امیر بازخان صاحب شملہ و سید عبدالرحیم صاحب
 سابق وکیل ریاست پٹیالہ و حال مقیم بہالہ و سید لطف علی شاہ صاحب مرت
 و حکیم سید محمد حسن صاحب گیا و جناب مرزا محمد شیرازی صاحب بمبئی وغیرہ کے
 متضمن قدر افزائی اس کتاب حدیث کی آئی ہیں کہ بخوف طوالت کتاب کی وہ سب
 خطوط نقل نہیں کئے گئے۔

خلاصہ راسی مولف در خاتمہ

نیکی و بدی ہر شخص کی اسکے اعمال و افعال سے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ جو دس سقراطی
حال یہ ہوا کہ باوصف ہونے کے ازد و ازودہ حواریان حضرت مسیح روح اللہ و
کلمۃ اللہ کے خود جناب مسیح مہدوح کو طمع دنیوی میں آکر کے گرفتار کر دیا اور عیسائی
لوگ صرف اور نقل اس روایت کی اکتفا کرتے ہیں سو اسی طرح تفتیش حال
نیک و بد ہر صحابہ کی راست راست طور پر ضرور ہو مگر اس سے زیادہ اپنی طرف ہی
سب و لعن بڑھانا کچھ ضرور نہیں ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شکایتیں مندرجہ اشعار
مفصلہ ذیل کی تمام تر بنیاد نہیں ہیں۔

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| باغ فدک کو چہن لیا اور مکر گئے | محسن کے تین شہید کیا اور مکر گئے |
| مولیٰ علی پہ ظلم کیا اور مکر گئے | حضرت حسن کو زہر دیا اور مکر گئے |
| محشر میں یہ صدا ہو سدا شور و شین کی | ایسا نہو کہ مکر میں شہادت حسین کی |

پس ہماری عرض یہ ہے کہ اگر سنیاں معاویہ شاہی کو کچھ بھی پروا روح پاک حضرت
بنی کی ہو تو ان سب حالات کو غور اور تحقیق کرنا چاہی کہ یہ سب حالات کس قدر

صحیح اور درست ہیں یا کہ تمام بی بنیاد ہیں

شکر کہ این نامہ بیایان رسید پیشتر از عمر بہ سامان رسید

صحیفہ کاملہ

الحمد لله الاول بلا اول کان قبلہ والاخر بلا اخر یکن بعدہ

قدّم الكتاب

فہرست فصول کتاب تحقیق بمشرب سنی
فصل تہا فصل ۹۔ مقدمات تمہید کتاب ۲ تا صفحہ ۱۴

| | | | |
|---------------------------------------|---------|--|---------|
| فصل ۱ ترغیب صدق و راستی - | صفحہ ۲ | فصل ۲ حدیث مواخات یعنی صحابہ کو کہہ دینا | صفحہ ۳ |
| ۱ وجہ اختلاف در علم سعاد - | صفحہ ۳ | بجائی بنائے لگے مگر علی بجائی خود بنی | صفحہ ۳ |
| ۲ تالیف کتاب ہذا بنیاد تسلیم کر لینے | صفحہ ۴ | کے ہیں دین و دنیا میں - | صفحہ ۴ |
| حقیقت دین اسلام کے - | صفحہ ۴ | ۱۴ حدیث طیور بریان اور علی کا جب غلطی | صفحہ ۱۹ |
| ۳ بنیاد کتاب ہذا اور برقران و حدیث | صفحہ ۵ | ۱۵ حدیث آیت مبارکہ اور علی کا نفس بے خبر | صفحہ ۲۱ |
| تاریخ صحیح کے - | صفحہ ۵ | ۱۶ حدیث آیت تطہیر آل عبا کی - | صفحہ ۲۲ |
| ۴ خلافت ہی سار و خلافت مزید کا | صفحہ ۶ | ۱۷ حدیث مومن ہوئے مجبان علی کے | صفحہ ۲۵ |
| لینے امامت - | صفحہ ۶ | ۱۸ حدیث علی بنی دانامہ - | صفحہ ۲۵ |
| ۵ خلافت ابو بکر صلہ نشا تمام خلافت | صفحہ ۷ | ۱۹ حدیث لایو دی عنی الانا ابی یعنی | صفحہ ۲۶ |
| حضرت علی بن عم و امام حضرت یونس | صفحہ ۷ | رسول کے زمانہ کا حق کوئی اور نہیں کرے گا | صفحہ ۲۶ |
| ۶ تشبیہ سینان سعادہ شاہی | صفحہ ۸ | گر خود رسول یا علی - | صفحہ ۲۶ |
| ظہور نفرتی انگریزی کے - | صفحہ ۸ | ۲۰ حدیث سی جب مانگتے تھے رسول سے | صفحہ ۲۷ |
| ۷ ناد علیا منظر العجائب - | صفحہ ۹ | تو پانے وہ چیز - | صفحہ ۲۷ |
| فصل ۱۰ - تا فصل ۲۱ - احادیث بنی | صفحہ ۱۰ | ۲۱ اناد اور حکمت یا انامہ علم علی | صفحہ ۲۸ |
| علی و اہلبیت صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۵۶ | صفحہ ۱۰ | یعنی رسول کہ حکمت کے ہیں یا شہر | صفحہ ۲۸ |
| ۱۰ حدیث عطای علم بروز جنگ خیبر | صفحہ ۱۱ | علم کے اور علی دروازہ اوسکے - | صفحہ ۲۸ |
| ۱۱ رباعی امام فخر و حدیث من کنت مولاه | صفحہ ۱۲ | ۲۲ مشورہ کہ رسول کا ساتھ علی کے | صفحہ ۳۵ |
| جسکے مولی رسول ہیں اوسکے مولی علی | صفحہ ۱۲ | دیر تک بروز جنگ طائف کیے اور فرمانا | صفحہ ۳۵ |
| ۱۲ حدیث انت منی بمنزلہ ہارون یعنی علی | صفحہ ۱۲ | رسول کا کہ خدا اوس سے مشورہ کرتا تھا | صفحہ ۳۵ |
| میرے واسطے ہارون سے واسطے موسی کے | صفحہ ۱۲ | ۲۳ علی کا مسجد نبوی ہو کر گمانا جنت کے | صفحہ ۳۶ |

| | | | |
|----|--|----|---|
| ۳۶ | علی جو ایک لڑائی میں بھیجے گئے تھے تو | ۳۶ | اوپر خوش ہونا حضرت فاطمہ کا |
| ۳۷ | رسول کا دعا کرنا کہ بزدل کھلا رہے | ۳۷ | جو فاطمہ کو رنج و دے سوا دینے خود |
| ۳۸ | علی کے حکم نہیں مارنا | ۳۸ | رسول کو رنج دیا |
| ۳۹ | نہیں دوست رکھنا علی کو مگر رسول کے | ۳۹ | حدیث الی نادر فیکم الثقلین |
| ۴۰ | نہیں بغض کیونکہ اس کے گمناقی | ۴۰ | یعنی رسول نے چوڑا دو بہاری چیز |
| ۴۱ | علی کو گالی دینی خود رسول کو گالی دینی | ۴۱ | ایک قرآن اور دوسری اولاد |
| ۴۲ | مثال علی ساتھ حضرت مسیح کے | ۴۲ | ۱۰۰ اللہ دوست رکھو اسکو جو دوست |
| ۴۳ | شادی حضرت علی با حضرت فاطمہ | ۴۳ | رکھے حسین کو |
| ۴۴ | سب گھروں کے دروازے بطرف مسجد | ۴۴ | حسن صلح کرادیا قرآن سنانا |
| ۴۵ | نبوی کے بند ہو کر دروازہ علی کا | ۴۵ | قرآن و اہلبیت |
| ۴۶ | ابو بکر کو اجازت روزانہ رکھنے کی ہوئی | ۴۶ | جو علی و فاطمہ و حسن و حسین سے لڑا |
| ۴۷ | اور عمر کو اجازت بقدر ناکہ سولی کے | ۴۷ | سو خود رسول سے لڑا |
| ۴۸ | بھی نہیں ہوئی | ۴۸ | تفرقہ با خود با قریش دینی ہاشم |
| ۴۹ | کسی شخص کو منزلت پیش رسول مثل | ۴۹ | محبوب تر ہونا مدیکہ حضرت عمر سے |
| ۵۰ | منزلت علی کے نہیں تھی | ۵۰ | اہلبیت مثل سفینہ نوح |
| ۵۱ | دعا سے رسول نسبت خفا علی | ۵۱ | اقرار عاکشہ نسبت رشک با خدیجہ درگاہ |
| ۵۲ | رسول کی چپکے سے حضرت فاطمہ کو خبر | ۵۲ | تقسیم کرنا رسول کا در بیان زنانہ |
| ۵۳ | دینی اپنی موت کے اور اوپر روزنا | ۵۳ | خدیجہ کے |
| ۵۴ | حضرت فاطمہ کا اور اوپر کنہ رسول کا | ۵۴ | موضوع ہونا حدیث ایشان معاویہ کا |
| ۵۵ | تو اول سب اہلبیت سے جسے اگر کسی اور | ۵۵ | ہونا علی و حسین و جعفر و حمزہ و ابو بکر |

| | | |
|----|---|----|
| ۴ | و عمر و مصعب و بلال و سلمان و عمار و صفیہ و سببی و صہری - | ۱۲ |
| ۴۵ | عبداللہ بن مسعود و ابوذر و مقداد | ۵۵ |
| ۴۶ | جوہرہ آدمیون کا انقباء رسول - | ۵۶ |
| ۴۷ | حدیث در شان ابوبکر و عمر و عبداللہ بن مسعود | ۶۱ |
| ۴۸ | جنت شتاق علی و عمار و سلمان کی ہر ایک | ۶۵ |
| ۴۹ | حکم حکمت با علی و ابوذر و مقداد و سلمان | ۶۶ |
| ۵۰ | کہا عمر نے کہ ابوبکر سردار ہمارے ہیں اور | ۶۶ |
| ۵۱ | آزاد کیا بلال ہمارے سردار کو - | ۵۱ |
| ۵۲ | سلمان تالیع سلمان قریش کے | ۶۷ |
| ۵۳ | اور کا قرآن تالیع کا قرآن قریش کے | ۶۷ |
| ۵۴ | حدیث خلافت و وارزہ کا نہ یعنی اما | ۶۹ |
| ۵۵ | و در و دیگر دوازدہ امام لجبارت | ۶۹ |
| ۵۶ | حسناتی تجلیاتہ وغیرہ کے - | ۶۹ |
| ۵۷ | کہا بہت رسول از سہ قبیلہ بنی ثقیف | ۷۲ |
| ۵۸ | و بنی حنیفہ و بنی ایہ - | ۷۲ |
| ۵۹ | حدیث امتاع پس لعن یعنی دشنام بڑا | ۷۲ |
| ۶۰ | نہیں پس کر لی آگ ایک سلمان کو | ۷۲ |
| ۶۱ | دیکھا ہوں خود بنی کو یا دیکھنے والا کو بھی | ۷۲ |
| ۶۲ | اصحابی کا نجوم و حدیث کل نسب | ۷۲ |
| ۶۳ | و صہریہ قطعہ لوم القیامتہ الاسبی | ۷۲ |
| ۶۴ | حدیث عشرہ مبشرہ حدیث نام مذکور | ۷۲ |
| ۶۵ | حضرت عمر کے حضرت علی وغیرہ | ۷۲ |
| ۶۶ | آدمیون کو واسطے خلافت کے - | ۷۲ |
| ۶۷ | حدیث عائشہ کہ رسول ابوبکر وغیرہ | ۷۲ |
| ۶۸ | کو خلیفہ کرتے - | ۷۲ |
| ۶۹ | حدیث عشرہ مبشرہ - | ۷۲ |
| ۷۰ | حدیث مشترک در میان ابوبکر و عمر | ۷۲ |
| ۷۱ | عثمان و زید ابن ثابت و ابن کعب | ۷۲ |
| ۷۲ | و معاذ ابن جبل و ابو عبیدہ و علی | ۷۲ |
| ۷۳ | حدیث مشترک در میان ابوبکر و عمر | ۷۲ |
| ۷۴ | عثمان و حدیث القرآن مع علی | ۷۲ |
| ۷۵ | اگر کسی شخص کو رسول دوست اپنا | ۷۲ |
| ۷۶ | بناتے تو ابوبکر کو دوست اپنا نہ | ۷۲ |
| ۷۷ | اور دیوار ابوبکر میں ایک روزن کہنے | ۷۲ |
| ۷۸ | کی اجازت ہوئی - | ۷۲ |
| ۷۹ | حدیث دوست بنائے ابوبکر کی | ۷۲ |
| ۸۰ | حدیث عائشہ نسبت طلب ابوبکر و عمر | ۷۲ |
| ۸۱ | اونکو واسطے لکھ جانے وصیت خلیفہ کے | ۷۲ |
| ۸۲ | کہنا رسول کا ایک عورت کو کہ اگر تو بکھو | ۷۲ |

| | | | |
|----|---|-----|---|
| ۶۵ | حدیث عمر و ابن عاص بن بکیر جب خلق اللہ ہونی عائشہ و باب اونکے | ۹۲ | ہونے ابو بکر کے دوم حدیث ابن عمر |
| ۶۶ | کہنا حضرت علی کا کہ ابو بکر و عمر تین | ۹۳ | کہ ابو بکر اول زمین سے نکلیں گے سوم ابو بکر |
| ۶۷ | مردم ہر ایک ریت خود اپنے کہنا کہ تو | ۹۴ | جنت میں اول داخل ہونگے۔ |
| ۶۸ | ایک آدمی ہیں مسلمانوں میں سے | ۹۵ | حدیث عمر کی نسبت قصہ یار غار ہونے |
| ۶۹ | حدیث عبد اللہ ابن عمر کہ ابو بکر و عمر | ۹۶ | ابو بکر کے یاد دیگر مراتب۔ |
| ۷۰ | و عثمان کے برابر کسی شخص کو ہم لوگ | ۹۷ | غزل مولف علی مرتضی داری ازین |
| ۷۱ | نہیں سمجھتے تھے۔ | ۹۸ | بہتر چہ بخواہی۔ |
| ۷۲ | مانفعہ مال احد کا نفعہ مال ابی بکر | ۹۹ | ۱۰۰ اٹھارہ حدیثیں نشان حضرت عمر کے |
| ۷۳ | یعنی شل مال ابو بکر کے ہکو نہیں نفعہ | ۱۰۱ | غزل مولف حبیب علی بیگانہ احی عثمان |
| ۷۴ | و یا کسی شخص کے مال نے۔ | ۱۰۲ | ۱۰۳ بارہ حدیثیں مشترک در بیان ابو بکر و عمر |
| ۷۵ | کہنا عمر کا کہ ابو بکر سوار ہمارے او | ۱۰۴ | ۱۰۵ تیسرا حدیثیں نشان حضرت عثمان |
| ۷۶ | احب رسول خدا کے ہیں۔ | ۱۰۶ | دو شعر عربی از مولف بر زمین لے |
| ۷۷ | ابو بکر صاحب فی الغار و صاحبی | ۱۰۷ | خمسہ اطفہ ہاسر الوبا بالحاظہ |
| ۷۸ | علی المحض۔ | ۱۰۸ | ۱۰۹ چار حدیثیں مشترک در بیان خلفائے |
| ۷۹ | حدیث عائشہ نسبت نماز ابو بکر | ۱۱۰ | غزل مولف تحقیق علی بسیار خواندم |
| ۸۰ | صدقہ کرنا تمام مال کا نسبت ابو بکر کے | ۱۱۱ | حق و باطلہما + |
| ۸۱ | اور نصف مال کا نسبت حضرت عمر کے | ۱۱۲ | ۱۱۳ پندرہ آیات قرانی نسبت حضرت علی |
| ۸۲ | متضمن تین حدیثیں نسبت حضرت ابو بکر | ۱۱۴ | غزل اردو از مولف۔ رسول آخرین |
| | | ۱۱۵ | یاد و آخرت نہ دکھانا ہے +۔ |

| | |
|--|--|
| <p>۸۲ تیسویں حدیث متعلق مرض الموت</p> | <p>۸۰ تثنوی از مؤلف در صوم سہ روزہ</p> |
| <p>حضرت رسول کے -</p> | <p>و دادن نان افکار با لکان -</p> |
| <p>حدیث نمبر ۱۱ - طلب طاعت و غفلت</p> | <p>من چه گویم از علی بو تراب</p> |
| <p>حضرت عسر</p> | <p>۸۰ آیت محمد رسول اللہ - والدین</p> |
| <p>خط تقریظ جناب مولوی سید احمد حسین</p> | <p>معہ آیت ثانی اشین اذہا</p> |
| <p>مؤلف کتاب مجمع البحرین -</p> | <p>۵۰ الغار</p> |
| <p>غزل عربی از مؤلف کتاب تحقیق</p> | <p>آیت استر لہا شیطان متعلق فرج جنگ</p> |
| <p>اذا مطر العطایا</p> | <p>آیت فسیکفکم اللہ بہم خزینہ</p> |
| <p>غزل فارسی از مؤلف - محی خم غیری</p> | <p>اگرنا حضرت عثمان کا -</p> |
| <p>جام امرزدہ -</p> | <p>۸۱ خصائص شیعہ</p> |
| <p>غزل دیگر فارسی از مؤلف - علی</p> | <p>خط تقریظ مولوی فی الدین صاحب</p> |
| <p>مولائے من تقدیر کردند -</p> | <p>بکمال منصفہ سیوان صلیع سارن غزل</p> |
| <p>خلافت ابوبکر -</p> | <p>قصیدہ جناب آقا احمد صاحب صفہا</p> |
| <p>۲۵۸ غزل عربی از مؤلف -</p> | <p>از بجا گلپور - تشنہ کام انالی یافت</p> |
| <p>حالب الدنیا الفی کرب الیم</p> | <p>بکف مار معین *</p> |
| <p>خط تقریظ جناب سید عطاء علی صاحب پورٹہ</p> | <p>تثنوی - ستایم ترا از غزل و لا -</p> |
| <p>قصیدہ عربی از جناب زکال الدین</p> | <p>از جناب مولیٰ فقیر حسین صاحبین گنہ فصل</p> |
| <p>صاحب نجرانی حال مقیم بمبئی</p> | <p>خط تقریظ جناب سید الرضی حسین صاحب گلپور</p> |
| <p>قمر العلاف الکواکب الاح</p> | <p>خط تقریظ عربی از جناب مولوی سید</p> |
| <p>غزل فارسی از جناب زکال الدین صاحب پورٹہ</p> | <p>ضیاء الدین صاحب بیش نماز بجا گلپور -</p> |

| | | | |
|----|-------------------------------------|----|--|
| ت | ممدوح الیہ - من خم غدیر وجام روزگار | ت | قصیدہ فارسی مرزا محمود حسن صاحب |
| | غزل دیگر فارسی از جناب ایضاً | | مجاہد گلبور - مرزا گویم ترا این طبع نہ کاری کردہ |
| | غزل فارسی از مولف اصلاح غزل | | خط تقریظ سید اقبال حسین صاحب |
| | علم رقصی دار ازین بہتر چہ بنجای | | چند مادہ ہائے تاریخ * |
| ۸۴ | خلافت حضرت عمر رض | ۸۳ | غزل و نسبت سید امداد امام پیر اکبر لعل |
| ۸۵ | خلافت حضرت عثمان رض | ۸۲ | بعض کلمات قدسیہ حضرت علی علیہ السلام |
| ۸۶ | خلافت ظاہری درجہ چہارم حضرت | ۸۱ | غزل حضرت ابو بکر خذ بلطفک |
| | مولی علی علیہ السلام - | | یا الہی من لہ زاد قلیل |
| | غزل مولانا روم - ماصورت پیوند | | غزل حضرت امیر علیہ السلام - |
| | جہان بود علی بود * | | لیک لبیک انت مولا * |
| | اشعار امام فنج - لوان المرتضی ابدی | | اشعار دیگر حضرت علی علیہ السلام |
| | اشعار شاہ قاسم انوار - نور | | فرض علی الناس ان یتوبوا |
| | ولایت توفی شاہ سلام علیک * | ۸۸ | انتخاب ضروری از کتاب تاریخ پنجس |
| | اشعار فرید الدین عطار - | | رجبت آفتاب بر آوا نما عصر علی |
| | گر ہزاران سال باشی در طلب * | | قصہ رفتن علی بر سطح خانہ کعبہ از دوشین |
| | غزل شاہ نعمت اللہ ولی - دم بدم | | اشعار قبیلہ قلفی علی مدحتہ |
| | از دلا سے مرتضیٰ باید زد * | ۸۹ | انتخاب تاریخ ابو الفدا اقرار نامہ ثانی |
| | اشعار حکیم سنائی - مصلحت بود چہ کر | | در میان حضرت امیر و معاویہ - |
| | قصیدہ حافظ شیراز - نوشتہ بروز | ۹۰ | بحث پنجتن پاک - |
| | فردوس کاتبان قضا * | ۸۷ | غزل سید مظفر علی صاحب بلگرامی |

| | | | |
|-----|--|-------|--|
| ۳۹۲ | امام نعم تقی علیہ السلام | تفویذ | فتح سید نامی و نامور + |
| ۳۹۳ | امام دہم امام تقی علیہ السلام | ۱۰۲ | اشعار و مادہ ہائے تاریخ از سید |
| ۳۹۴ | امام یازدہم حسن عسکری علیہ السلام | ۱۰۳ | محمد حسن حبیب ندرت بجا گلپور - |
| ۳۹۵ | امام دوازدهم امام محمد تقی علیہ السلام | ۱۰۴ | قصیدہ دوم از جناب سید آغا احمد |
| ۳۹۶ | چهارده معصوم علیہم السلام | ۱۰۵ | صاحب اصفہانی بجا گلپور - |
| ۳۹۷ | ولایت اولیاء اللہ - | ۱۰۶ | اسباب و سامان مصائب اہلبیت ۳۵ |
| ۳۹۸ | وحدت وجود - | ۱۰۷ | غزل مولف - |
| ۳۹۹ | رویت بارتیالے - | ۱۰۸ | جس کی کو غم امام ہنہین |
| ۴۰۰ | دوزخ و بہشت باصطلاح صوفیہ - | ۱۰۹ | تضمین بر اشعار میر حسن وغیرہ ذوق |
| ۴۰۱ | معراج باصطلاح صوفیہ - | ۱۱۰ | خلافت و امامت - |
| ۴۰۲ | شق قمر - | ۱۱۱ | ۴۵ امامت |
| ۴۰۳ | شق صدر - | ۱۱۲ | ۴۶ امام اول حضرت علی علیہ السلام |
| ۴۰۴ | سلک صوفیہ - | ۱۱۳ | ۴۷ امام دوم حسن علیہ السلام |
| ۴۰۵ | سلک شیعہ | ۱۱۴ | ۴۸ امام سوم حسین کربلا علیہ السلام |
| ۴۰۶ | اقسام سنیان - | ۱۱۵ | ۴۹ امام چہارم زین العابدین علیہ السلام |
| ۴۰۷ | عدم جواز سب و لعن بر صحابہ | ۱۱۶ | انتخاب قصیدہ فرزوق - |
| ۴۰۸ | استعمال لقب امام - | ۱۱۷ | ۵۰ امام پنجم باقر علیہ السلام |
| ۴۰۹ | نصب امام | ۱۱۸ | ۵۱ امام ششم جعفر صادق علیہ السلام |
| ۴۱۰ | عصمت ائمہ اثنا عشر - | ۱۱۹ | ۵۲ امام ہفتم موسی کاظم علیہ السلام |
| ۴۱۱ | تقیہ | ۱۲۰ | ۵۳ امام ہشتم علی رضا علیہ السلام |

| | | | | |
|-----|---------------------------------|-----|---|--------------------------------|
| ۱۲۱ | مستقیم - | ۲۲۲ | ف | انتفاک کیا گیا - |
| ۱۲۲ | واطت بازو جہ - | ۲۲۴ | ج | تقریف مذہب صوفیہ - |
| ۱۲۳ | باغ فدک - | ۲۵۰ | ف | ماہرہ ہائے تاریخ کتاب حد تحقیق |
| ۱۲۴ | عقد ام کلثوم - | ۲۵۱ | ب | معذرت تالیف کتاب ہذا با مجاز - |
| ۱۲۵ | شرایط امامت نماز و وجوب قرات - | ۲۵۲ | ب | بیان نسب و وطن مولف - |
| ۱۲۶ | عمدہ مجتہد - | ۲۵۶ | ن | ذکر تعصب سنیان تا تحریر رقعہات |
| ۱۲۷ | حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی - | | | شادیات اور نقل چند رقعہات |
| ۱۲۸ | زیارت کربلا وغیرہ - | ۲۵۸ | | نوید شیعیان - |
| ۱۲۹ | مرثیہ خوانی و تعزیه داری - | ۲۵۹ | د | تشبیہ سنیان معاویہ شاہی شیعیان |
| ۱۳۰ | نماز تراویح - | ۲۶۱ | | وصوفیان بابت سنگین دل وغیرہ |
| ۱۳۱ | کلمہ توصید - | | ب | مولف کتاب ہذا سنی بر تعصب |
| ۱۳۲ | مسائل متفرقہ کہ جمیع سنی و شیعہ | | | و شیعہ بے تقیہ و بے تبراہ |
| | مختلف ہیں - | | د | موضوع ہونا حدیث الانبیاء |
| ۱۳۳ | حصولۃ و سلام بر علی علیہ السلام | ۲۶۲ | | یرث و لم یورث کا اور گریز کرنا |
| ۱۳۴ | چند امورات متعلقہ خاتمہ - | | | سنیان کا ملاحظہ کتاب ہذا |
| | اول انتخاب اقوال تذکرۃ الاولیاء | | | سے اور چند خطوط تقریظیہ ازجا |
| | دوم سبب تالیف کتاب حد تحقیق | | | شیعیان - |
| | سوم گریز سنیان از کتاب حد تحقیق | | | خلاصہ رائے مولف در خاتمہ - |
| | قدردانی شیعیان - | | | |
| | چہارم اس کتاب میں صرف قدر ضرورت | | | |

مبشر

| | |
|--------------------------------|----------------------------------|
| خودی چو ترک نمودم بسے بعید شدم | بقرب او که رسیدم ز خود بعید شدم |
| بسوی خوشی چو باز آمدم پدید شدم | بسوی هر که رفتم ز بس ملول شدم |
| ملاحظه که نمودم در آن وحید شدم | کدام جاست در اینجا که جلوه گرفت |
| رفیق بحر سخایش در فرید شدم | کمال لطف بکردار که خود مرا طلبید |

دریغ و فکر تعلق چنان شدم آزاد
که من معاف از آن وعده و عید شدم

مبشر

| | |
|---------------------------|-----------------------------|
| محبت باعد و تسخیر نوکن | ز انجیل جلی تسخیر نوکن |
| نکوئی با بدان تشنیر نوکن | تو خود نیکی و نیکی کن بحکم |
| پیشش رو بهین تقریر نوکن | سن و او هم گناهم جمله یکست |
| ز بخت نیک و آن تفسیر نوکن | چو مسکین و حزون باشد ترا دل |
| برای حفظ خود تدبیر نوکن | ترحم بر غریبان نقش دل ساز |
| مقید کردی القیر نوکن | بجواب دوش دیدم زلف او را |
| چو پیش آیدم نجیر نوکن | ولی آواره دارم نامقید |
| گدا شمری را تو قیر نوکن | بر رگاهت رسیدم طالب خیر |
| چه پروا باشی تقیر نوکن | چو عقوش بر تر آمد از گناهان |
| ازین دل بیرون آقیر نوکن | دلت بوسیده گشته از گناهان |

خوشا و قتی که گوی تو به آزاد

بیای عا شقم ز نجیر نوکن

مبشر

| | |
|---------------------------------|-----------------------------------|
| ما را چه خوف هست ز کار تباہ ما | ما را در فضل تو چو بود بر پناہ ما |
| اما که غفو تو بزداید گستاہ ما | رحمت واجب است سرانگاہ ما |
| تعظیم آن مکان بودم در بنگاہ ما | نا بیت تقدسی کہ در آن انبیا بزمند |
| و انم تو لے سچ ۴ زرب الہ ما | بچہ کہ وعدہ بود بذات تو شد وفا |
| سو خود رہنما و رسولے براہ ما | سے ذات احمدی کہ لقبہ ترا حسب |
| طلے کہ بر تو رفت گواہ است آہ ما | انم خدا سے نام تو اسے شاہ کز طلا |

ہیہما ت گر نجف نزد تم تمام عمر

آزاد و در دول پیرسان تا شاہ ما

مبشر

| | |
|------------------------------|-------------------------|
| ہر کھفہ بفکر این و آن حسم | ہر رست و یاد رستگان ہم |
| بے انس مشو و بد زبان حسم | بوسہ ندی دہی تو دشنام |
| ماند نہ کمین نہ این مکان حسم | لغز و رشو بکار دنیا + |
| مقصود توئی ز دل و جان حسم | ہر شے کہ نظر کنم لبالم |
| معلوم ز چشم ابروان حسم | بے شبہ مرا تو دوست داری |
| بیخوف روی و شادمان حسم | ایجان اگر تو خوف داری |

آزاد توئی و حیدہ دوران

در فضل و ہنر و خاندان حسم

اشتراک کتب مطبوعہ مطبع جعفر واقع نواح سندھ لکھنؤ

| | | | |
|----|--|----|--|
| ۱۰ | عمدة الطالب۔ در نسب سادات بزرگان عربی۔ | ۱۰ | در سالک جبر و تقویٰ فی در سالک بدو رسالہ شکیات و |
| ۱۱ | طالب الرسول فی قسب آل الرسول از محمد بن طلحہ شافعی۔ | ۱۱ | رسالہ رضاع از اخوند محمد تقی مجلسی۔ |
| ۱۲ | کتاب صراح و یاغی تصنیف ابوالعلی محمد بن المبارک بن سنان۔ | ۱۲ | تحفہ جوادیت در ادعیہ و اعمال ضروریہ اردو۔ |
| ۱۳ | لغز کلید و منہ لعل لطیف بزبان عربی نظم۔ | ۱۳ | اردو ترجمہ جلاء العیون جلد اول از حال حضرت |
| ۱۴ | مقامات بیع الزمان ہدای عربی۔ | ۱۴ | خاتم الانبیاء تاحال امام حسن علیہ السلام۔ |
| ۱۵ | طب العرب بوزن عربی جناب مفتی سید محمد عبدالمجید۔ | ۱۵ | ایضاً۔ جلد دوم از حال امام حسین علیہ السلام۔ |
| ۱۶ | موجہ کوثری شرح تصنیف سید سید امین علیہ الرحمہ۔ | ۱۶ | بحر الغر جلد اول خوشخط و واضح قریب چل چل و کلاسی |
| ۱۷ | سنن لا یغفر العیب تصنیف محمد بن یحییٰ بن کزازی۔ | ۱۷ | نخل باجم از صاحب مرزا جعفر علی فصیح مرحوم۔ |
| ۱۸ | تخریج الآیات موعود نجوم الفرقان استخراج آیات قرآنی۔ | ۱۸ | مرثیہ و سلاوہ تصنیف جلد اول دوم و سوم۔ |
| ۱۹ | حق البقین از اخوند ملا محمد باقر مجلسی در اصول خمسہ۔ | ۱۹ | مرثیہ ہای جناب میر غوث علی صاحب نفیس۔ |
| ۲۰ | سفینہ النجات وراثت امامت و دیگر احادیث اصول۔ | ۲۰ | مرآة التحقيق در اصول خمسہ لائل ویراہین دو۔ |
| ۲۱ | صحیفہ الرضا علیہ السلام۔ | ۲۱ | تائید الاسلام رد پنج از جناب مفتی سید محمد سجاد |
| ۲۲ | مشکوٰۃ الانوار از اخوند مجلسی۔ | ۲۲ | قبلہ بزبان اردو۔ |
| ۲۳ | صراط النجات از اخوند مجلسی شمل بر چهار ہزار سلا و سنہ | ۲۳ | تفہیم الکلام فی احوال شافع امام اسلام اردو ترجمہ |
| ۲۴ | نور شمسۃ جلد اول بحوالہ شافعی شاہ عبدالحق | ۲۴ | کتاب انیریل سوکو سید میر علی صاحب۔ یک کتاب |
| ۲۵ | دہلوی در ذکر حدوث مذہب۔ | ۲۵ | لا جواب سیرت و حالات سوانح عمری جناب رسول |
| ۲۶ | خدیہ تحقیق بشری۔ | ۲۶ | مقبول من بطرز جدید ہے اس میں فرقہ ہر دو انصار |
| ۲۷ | ضربت حیدر یہ جواب شوکت عمریہ بحث شمسہ | ۲۷ | کے اعتراضات کا جواب شافی اوہین کی کتب |
| ۲۸ | ابواب الجنان جلد دوم در صلوة از طرافع و غلط۔ | ۲۸ | سے جو علم اثبات میں نہایت مناسبت دیا ہے۔ |
| ۲۹ | تذکرہ علما امامیہ سنی بہ نجوم السماء بزبان فارسی۔ | ۲۹ | اخلاق احمد۔ اس کتاب میں مفصل طور پر مضامین |
| ۳۰ | رسالہ جمعیت از اخوند ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ۔ | ۳۰ | تہذیب اخلاق کو حسین بیج زمانہ اباب لکے قوم کے |
| ۳۱ | مجموعہ ہفت رسالہ از اخوند ملا محمد باقر مجلسی شمل بر | ۳۱ | اردو زبان میں لکھا ہے۔ |
| ۳۲ | در سالک متعہ و رسالہ صفات ذاتی و صفات فعلی باجماع | ۳۲ | دبۃ النجوم قواعد نجومین۔ |

4

5

6

